جدید تصحیح و
اضافہ شدہ ایڈیشن

آئمہ کرام، خطباء اور مقررین کے لئے بیانات، جمعہ پر مشتمل مستند مواد

اصلاحی خطبات و رسائل

جلد ششم

تالیف
مولانا محمد نعمان صاحب
استاذ الحدیث جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن، کورنگی کراچی

مکتبۃ المتین

فہرست

والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کے دنیاوی واخروی فوائد وثمرات

اسلافِ امت اور والدین کا ادب واحترام

والدین کی خدمت پر دنیاوی واخروی فوائد وثمرات

والدین کی بددعا کے دنیاوی واخروی نقصانات

۳۰......عدل وانصاف کی اہمیت وفضیلت اور حضرات سلف کے منصفانہ فیصلے اور پرتاثیر واقعات

قرآنِ کریم کی روشنی میں عدل وانصاف کی اہمیت وفضیلت

عدل وانصاف کی اہمیت وفضیلت سے متعلق اسلافِ امت کے اقوال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عدل وانصاف

۳۱......دعا کی اہمیت وفضیلت اور حضراتِ سلف کے قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات

قرآن کریم کی روشنی میں دعا کی اہمیت وفضیلت

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں دعا کی اہمیت وفضیلت

حضراتِ صحابہ کرام کے قبولیت دُعا کے ایمان افروز واقعات

اسلافِ امت کے قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات

۳۲......صبر کی اہمیت وفضیلت اور اسلاف امت کے پرتاثیر واقعات

احادیث مبارکہ کی روشنی میں صبر کرنے کی اہمیت وفضیلت

۳۳......حسد کی مذمت وقباحت، حسد کے اسباب، دنیاوی واخروی نقصانات

قرآنِ کریم کی روشنی میں حسد کی مذمت وقباحت

احادیث مبارکہ کی روشنی میں حسد کی مذمت وقباحت

حسد کی مذمت وقباحت سے متعلق اسلافِ امت کے بائیس اقوال

۲۹......والدین کا مقام ومرتبہ،فرمابرداری ونافرمانی نصوص اور واقعات کے تناظر میں

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

أَمَّابَعْد:فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًاوَّبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًاوَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِالْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَامَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾(النساء: ۳۶)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿وَقَضَى رَبُّکَ أَلَّاتَعْبُدُوْاإِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًاإِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْكِبَرَأَحَدُهُمَاأَوْ كِلَاهُمَافَلَا تَقُلْ لَهُمَاأُفٍّ وَلَاتَنْهَرْهُمَاوَقُلْ لَهُمَاقَوْلًا كَرِيمًا.وَاخْفِضْ لَهُمَاجَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا﴾(الإسراء:۲۳، ۲۴)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿وَوَصَّيْنَاالْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْکَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ.وَإِنْ جَاهَدَاکَ عَلَى أَنْ تُشْرِکَ بِي مَا لَيْسَ لَکَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾(لقمان:۱۴، ۱۵)

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: رِضَا الرَّبِّ فِیْ رِضَا الْوَالِدِ، وسَخَطُ الرَّبِّ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدِ. ❶

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَلْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، فَإِنْ شِئْتَ فَأَضِعْ ذٰلِکَ الْبَابَ أَوِ احْفَظْهُ. ❷

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا ان میں جس اہم حکم کا درس دیا گیا ہے وہ ہے والدین کی اطاعت اور انکے ساتھ حسن سلوک کرنا، والدین اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے، اللہ کے بعد جو ہستیاں انسان کو پالتی ہیں وہ والدین ہیں۔ بچپن سے اپنے اولاد کیلئے اچھا ہی سوچتے ہیں، اولاد کی ہر طرح کی خواہشات پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، خود کو بھوکا رکھ کر اپنے اولاد کو کھلاتے ہیں، اولاد بیمار ہوتی ہے تو تکلیف والدین کو ہوتی ہے۔ غرض والدین کا مقام بہت بلند ہے، اللہ تعالی نے ہمیں والدین کے ساتھ خصوصاً والدہ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے، والدہ ہمارے لئے ہر طرح کی تکلیف اٹھاتی ہے، پھر جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کو دودھ پلاتی ہے اور اس کو ہر طرح سے صاف ستھرا رکھتی ہے اور اپنی اولاد پر جان و مال، راحت و آرام سب کچھ قربان کر دیتی ہے، اور والد اس کے لئے ہر چیز کو مہیا کرتا ہے اور ان کا سارا بوجھ اپنے سر لیتا ہے لیکن اپنی اولاد کو کوئی تکلیف نہیں ہونے دیتا، اسی لئے والدین کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ اللہ تعالی کی عبادت کے بعد والدین کی فرمانبرداری کرنا نہایت اہم حکم ہے، قرآن مجید میں جہاں بھی اللہ تعالی نے اپنے عبادت کی ترغیب دی وہیں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا بھی حکم دیا۔

❶ المستدرک علی الصحیحین: کتاب البر والصلة، ج۴ ص۱۶۸، رقم الحدیث: ۷۲۴۹، قال الحاکم: هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ووافقه الذهبی.

❷ سنن الترمذی: أبواب البر والصلة، باب ما جاء من الفضل فی رضاء الوالدین، رقم الحدیث: ۱۹۰۰

قرآن کریم کی روشنی میں والدین کا مقام ومرتبہ

والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا﴾(النساء: ٣٦)

ترجمہ: اور اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، نیز رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، قریب والے پڑوسی، دور والے پڑوسی، ساتھ بیٹھے (یا ساتھ کھڑے) ہوئے شخص اور راہ گیر کے ساتھ اور اپنے غلام باندیوں کے ساتھ بھی (اچھا برتاؤ رکھو) بیشک اللہ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا۔

والدین کے ساتھ بدسلوکی حرام ہے

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَّا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾(الأنعام: ١٥١)

ترجمہ: (ان سے) کہو کہ آؤ! میں تمہیں پڑھ کر سناؤں کہ تمہارے پروردگار نے (درحقیقت) تم پر کونسی باتیں حرام کی ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

والدین کے سامنے اُف بھی نہ کرو

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا. وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾ (الإسراء: ۲۳، ۲۴)

ترجمہ: اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہو، اور نہ انہیں جھڑکو بلکہ ان سے عزت کے ساتھ بات کیا کرو اور ان کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرتے ہوئے ان کے سامنے اپنے آپ کو انکساری سے جھکاؤ اور یہ دعا کرو کہ: یارب! جس طرح انہوں نے میرے بچپن میں مجھے پالا ہے، آپ بھی ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ کیجئے۔

بڑھاپے میں والدین کا ادب واحترام اور خدمت

اللہ تعالیٰ نے خاص طور سے والدین کے بڑھاپے کو ذکر فرما کر ارشاد فرمایا کہ اگر ان میں کوئی ایک یا دونوں تیری زندگی میں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کو اُف بھی مت کہنا اور نہ اُن سے جھڑک کر بات نہ کرنا۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اُف کا ترجمہ ''ہوں'' سے کیا ہے کہ اگر ان کی کوئی بات ناگوار گزرے تو ان کو جواب میں ''ہوں'' بھی مت کہنا۔ اللہ رب العزت نے بڑھاپے کی حالت کو خاص طور سے اس لیے ذکر فرمایا کہ والدین کی جوانی میں تو اولاد کو نہ ''ہوں'' کہنے کی ہمت ہوتی اور نہ ہی جھڑکنے کی، جوانی میں بدتمیزی اور گستاخی کا اندیشہ کم ہوتا ہے، البتہ بڑھاپے میں والدین جب ضعیف ہوجاتے ہیں اور اولاد کے محتاج ہوتے ہیں تو اس وقت اس کا زیادہ اندیشہ رہتا ہے۔ پھر بڑھاپے میں عام طور سے ضعف کی وجہ سے مزاج میں چڑچڑاپن اور جھنجھلاہٹ پیدا

ہوتی ہے، بعض دفعہ معمولی باتوں پر اور بسا اوقات درست اور حق بات پر بھی والدین اولاد پر غصہ کرتے ہیں، تو اب یہ اولاد کے امتحان کا وقت ہے کہ وہ اس کو برداشت کر کے حسنِ سلوک کا مظاہرہ کرتے ہیں، یا ناک بھوں چڑھا کر بات کا جواب دیتے ہیں، اس موقع کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ جواب دینا اور جھڑک کر بات کرنا تو دور کی بات ہے، ان کو اُف بھی مت کہنا اور ان کی بات پر معمولی سی ناخوشگواری کا اظہار بھی مت کرنا۔

والدین کی خدمت واطاعت والدین ہونے کی حیثیت سے کسی زمانے اور کسی عمر کے ساتھ مقید نہیں، ہر حال اور ہر عمر میں والدین کے ساتھ اچھا سلوک واجب ہے، لیکن واجبات وفرائض کی ادائیگی میں جو حالات عادتاً رکاوٹ بنا کرتے ہیں ان حالات میں قرآن حکیم کا عام اسلوب یہ ہے کہ احکام پر عمل کو آسان کرنے کے لئے مختلف پہلوؤں سے ذہنوں کی تربیت بھی کرتا ہے اور ایسے حالات میں تعمیل احکام کی پابندی کی مزید تاکید بھی ہے۔

والدین کے بڑھاپے کا زمانہ جبکہ وہ اولاد کی خدمت کے محتاج ہو جائیں، ان کی زندگی اولاد کے رحم وکرم پر رہ جائے، اس وقت اگر اولاد کی طرف سے ذرا سی بے رخی بھی محسوس ہو تو وہ ان کے دل کا زخم بن جاتی ہے، دوسری طرف بڑھاپے کے عوارض طبعی طور پر انسان کو چڑچڑا بنا دیتے ہیں، تیسرے بڑھاپے کے آخری دور میں جب عقل وفہم بھی جواب دینے لگتے ہیں تو ان کی خواہشات ومطالبات کچھ ایسے بھی ہو جاتے ہیں جن کا پورا کرنا اولاد کے لئے مشکل ہوتا ہے، قرآن حکیم نے ان حالات میں والدین کی دل جوئی اور راحت رسانی کے احکام دینے کے ساتھ انسان کو اس کا زمانہ طفولیت یاد دلایا کہ کسی وقت تم اپنے والدین کے اس سے زیادہ محتاج تھے، جس قدر

آج وہ تمہارے محتاج ہیں، تو جس طرح انہوں نے اپنی راحت وخواہشات کو اس وقت تم پر قربان کیا اور تمہاری بے عقلی کی باتوں کو پیار کے ساتھ برداشت کیا اب جبکہ ان پر محتاجی کا یہ وقت آیا تو عقل وشرافت کا تقاضا ہے کہ ان کے اس سابق احسان کا بدلہ اداء کرو، آیت میں ﴿كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾ سے اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور آیات مذکورہ میں والدین کے بڑھاپے کی حالت کو پہنچنے کے وقت چند تاکیدی احکام دیئے گئے ہیں:

پہلا حکم: اول یہ کہ ان کو ''اف'' بھی نہ کہے، لفظ ''اف'' سے مراد ہر ایسا کلمہ ہے جس سے اپنی ناگواری کا اظہار ہو، یہاں تک کہ ان کی بات سن کر اس طرح لمبا سانس لینا جس سے ان پر ناگواری کا اظہار ہو، وہ بھی اسی کلمہ ''اف'' میں داخل ہے، اگر ایذاء رسانی میں ''اف'' کہنے سے بھی کم کوئی درجہ ہوتا تو یقیناً وہ بھی ذکر کیا جاتا۔ (حاصل یہ ہے کہ جس چیز سے ماں باپ کو کم سے کم بھی اذیت پہنچے وہ بھی ممنوع ہے۔)

دوسرا حکم: ﴿وَلَا تَنْهَرْهُمَا﴾ کے لفظی معنی جھڑکنے ڈانٹنے کے ہیں اس کا سبب ایذاء ہونا ظاہر ہے۔

تیسرا حکم: ﴿وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا﴾ پہلے دو حکم منفی پہلو سے متعلق تھے، جن میں والدین کی ادنی سے ادنی بار خاطر کو روکا گیا ہے اس تیسرے حکم میں مثبت انداز سے والدین کے ساتھ گفتگو کا ادب سکھلایا گیا ہے کہ ان سے محبت وشفقت کے نرم لہجہ میں بات کی جائے، حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے فرمایا: جس طرح کوئی غلام اپنے سخت مزاج آقا سے بات کرتا ہے۔

چوتھا حکم: ﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ﴾ جس کا حاصل یہ ہے کہ ان کے سامنے اپنے آپ کو عاجز وذلیل آدمی کی صورت میں پیش کرے، جیسے غلام

آقا کے سامنے، جناح کے معنی بازو کے ہیں، لفظی معنی یہ ہیں کہ والدین کے لئے اپنے بازو عاجزی اور ذلت کے ساتھ جھکائے آخر میں "مِنَ الرَّحْمَةِ" کے لفظ سے ایک تو اس پر متنبہ کیا کہ والدین کے ساتھ یہ معاملہ محض دکھاوے کا نہ ہو، بلکہ قلبی رحمت وعزت کی بنیاد پر ہو، دوسرے شاید اشارہ اس طرف بھی ہے کہ والدین کے سامنے ذلت کے ساتھ پیش آنا حقیقی عزت کا مقدمہ ہے، کیونکہ یہ واقعی ذلت نہیں، بلکہ اس کا سبب شفقت ورحمت ہے۔

پانچواں حکم: ﴿وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا﴾ جس کا حاصل یہ ہے کہ والدین کی پوری راحت رسانی تو انسان کے بس کی بات نہیں اپنی مقدور بھر راحت رسانی کی فکر کے ساتھ ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے بھی دعا کرتا رہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کی سب مشکلات کو آسان اور تکلیفوں کو دور فرمائے۔ یہ آخری حکم ایسا وسیع اور عام ہے کہ والدین کی وفات کے بعد بھی جاری ہے، جس کے ذریعہ وہ ہمیشہ والدین کی خدمت کرسکتا ہے۔ ❶

مشرک والدین کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم

قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ. وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾(لقمان: ۱۴، ۱۵)

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے بارے میں یہ تاکید کی ہے۔ (کیونکہ)

❶ معارف القرآن: ج۵ص۵۲۶تا۵۲۹/تفسیر القرطبی: تحت هذه الآية، ج۱۰ ص۲۴۳، ۲۴۴

اس کی ماں نے اسے کمزوری پر کمزوری برداشت کر کے پیٹ میں رکھا، اور دو سال میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے، تم میرا شکر ادا کرو، اور اپنے ماں باپ کا، میرے پاس ہی (تمہیں) لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر وہ تم پر یہ زور ڈالیں کہ تم میرے ساتھ کسی کو (خدائی میں) شریک قرار دو جس کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں تو ان کی بات مت مانو، اور دنیا میں ان کے ساتھ بھلائی سے رہو، اور ایسے شخص کا راستہ اپناؤ جس نے مجھ سے لو لگا رکھی ہو۔ پھر تم سب کو میرے پاس لوٹ کر آنا ہے، اس وقت میں تمہیں بتاؤں گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔

بہرحال جہاں اللہ تعالی نے اپنی عبادت کا ذکر کیا وہیں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا۔ حضرات انبیاء علیہم السلام جنہوں نے اپنے والدین کے ساتھ نیکی کی، اللہ تعالی نے ان کا بھی تذکرہ کیا، اور انہوں نے اپنے والدین کے ساتھ جو حسن سلوک کیا اور اُن کے لئے دُعائیں کیں اُن کا بھی تذکرہ کیا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی والدین کے لئے دعا

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے والدین کے لیے مغفرت کی دعا مانگی، ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا﴾ (نوح: ۲۸)

ترجمہ: میرے پروردگار! میری بھی بخشش فرما دیجیے، میرے والدین کی بھی، ہر اس شخص کی بھی جو میرے گھر میں ایمان کی حالت میں داخل ہوا ہے۔ اور تمام مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کی بھی۔ اور جو لوگ ظالم ہیں ان کو تباہی کے سوا کوئی اور چیز عطا نہ فرمائیے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والد کو نہایت پیار و محبت مشفقانہ انداز میں دعوت

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد کو ایمان کی دعوت دی اور نہایت محبت بھرے لہجے میں فرماتے ''اے پیارے ابا جان'' آپ علیہ السلام کے لہجے میں بڑی نرمی تھی

لیکن والد کے لہجے میں بڑی سختی اور ترش روی تھی:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا. إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَاأَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَالَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا. يَاأَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَ نِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا. يَاأَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا. يَاأَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِنَ الرَّحْمَنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا﴾(مریم: ۴۱ تا ۴۵)

ترجمہ: اور اس کتاب میں ابراہیم کا بھی تذکرہ کرو۔ بیشک وہ سچائی کے خوگر نبی تھے۔ یاد کرو جب انہوں نے اپنے باپ سے کہا تھا کہ ابا جان! آپ ایسی چیزوں کی کیوں عبادت کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں، نہ دیکھتی ہیں، اور نہ آپ کا کوئی کام کرسکتی ہیں؟ ابا جان! میرے پاس ایک ایسا علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا، اس لیے میری بات مان لیجیے، میں آپ کو سیدھا راستہ بتلا دوں گا۔ ابا جان! شیطان کی عبادت نہ کیجیے یقین جانئے کہ شیطان خدائے رحمٰن کا نافرمان ہے۔ ابا جان! مجھے اندیشہ ہے کہ خدائے رحمٰن کی طرف سے آپ کو کوئی عذاب نہ آ پکڑے، جس کے نتیجے میں آپ شیطان کے ساتھی بن کر رہ جائیں۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی فرمانبرداری

حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جب ان کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تم کو ذبح کررہا ہوں، تو اس وقت حضرت اسماعیل علیہ السلام نے باپ کا کہنا مانا، اور ذبح ہونے کے لئے تیار ہوگئے، فرمایا اللہ کے حکم کو پورا کریں ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے:

﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَابُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ

مَاذَاتَرَی قَالَ يَاأَبَتِ افْعَلْ مَاتُؤمَرُ سَتَجِدُنِی إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ. فَلَمَّاأَسْلَمَاوَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ.وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَاإِبْرَاهِيمُ.قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَاإِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِينَ.إِنَّ هٰذَالَهُوَ الْبَلاءُ الْمُبِينُ.وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ.وَتَرَكْنَاعَلَيْهِ فِی الْآخِرِينَ. سَلامٌ عَلَى إِبْرَاهِيمَ. كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِينَ﴾(الصافات: ۱۰۲ تا ۱۱۰)

ترجمہ: پھر جب وہ لڑکا ابراہیم کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا تو انہوں نے کہا: بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں ذبح کر رہا ہوں، اب سوچ کر بتاؤ، تمہاری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے کہا: ابا جان! آپ وہی کیجیے جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے۔ ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ چنانچہ (وہ عجیب منظر تھا) جب دونوں نے سر جھکا دیا، اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل گرایا۔ اور ہم نے انہیں آواز دی کہ اے ابراہیم! تم نے خواب کو سچ کر دکھایا۔ یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک کھلا ہوا امتحان تھا۔ اور ہم نے ایک عظیم ذبیحہ کا فدیہ دے کر اس بچے کو بچا لیا۔ اور جو لوگ ان کے بعد آئے ان میں یہ روایت قائم کی (کہ وہ یہ کہا کریں کہ) سلام ہو ابراہیم پر، ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح صلہ دیتے ہیں۔

احادیث مبارکہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا نہایت تاکید کے ساتھ حکم دیا، والدین کی خدمت پر اجر وثواب اور فضائل بیان کئے، اور نافرمانی کرنے والوں کے لئے دنیا وآخرت کے عذاب کی وعیدیں بیان کیں۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں والدین کا مقام ومرتبہ

والدین کی خدمت اللہ کے ہاں محبوب عمل ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے

پوچھا:

أَیُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَی اللّٰهِ؟

ترجمہ: کونسا عمل اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد نے فرمایا:

اَلصَّلاةُ عَلٰی وَقْتِهَا.

اپنے وقت پر نماز پڑھنا۔

میں پوچھا: پھر کونسا عمل محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ. ❶

ترجمہ: پھر والدین کیساتھ نیکی کرنا۔

جاؤ اور والدین کی خدمت کرو

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: میں آپ سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کرتا ہوں اور اللہ سے اجر کا طالب ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: تیرے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں! بلکہ دونوں ہی (زندہ ہیں۔) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: کیا تو اللہ سے اجر کا طالب ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَارْجِعْ إِلٰی وَالِدَیْکَ فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا. ❷

ترجمہ: پھر تو اپنے والدین کے پاس لوٹ جا اور ان کی اچھی طرح خدمت کر۔

❶ صحیح البخاری: کتاب مواقیت الصلاة، باب فضل الصلاة لوقتها، رقم الحدیث: ۵۲۷

❷ صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، باب بر الوالدین وأنهما أحق به، رقم الحدیث: ۲۵۴۹

ماں کے قدموں تلے جنت ہے

حضرت معاویہ بن جاہمہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جاہمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگا: یارسول اللہ! میں جہاد میں شرکت کرنا چاہتا ہوں، آپ کے پاس مشورے کے لئے آیا ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشا فرمایا: "هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ؟" کیا تمہاری والدہ حیات ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِلْزَمْهَا فَإِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا،ثُمَّ الثَّانِيَةَ،ثُمَّ الثَّالِثَةَ فِي مَقَاعِدَ شَتَّى كَمِثْلِ هَذَا الْقَوْلِ. ❶

ترجمہ: پھر ان کی خدمت کو اپنے او پر لازم کرلو کیونکہ جنت ان کے قدموں کے تلے ہے، دوسری مرتبہ اور تیسری مرتبہ، بلکہ کئی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی۔

والد جنت کا درمیانی دروازہ ہے

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ،فَإِنْ شِئْتَ فَأَضِعْ ذَلِكَ الْبَابَ أَوِ احْفَظْهُ. ❷

ترجمہ: باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے، اب تمہیں اختیار ہے کہ اس دروازے کی حفاظت کرو یا ضائع کردو۔

والد کی ناراضگی میں اللہ کی ناراضگی ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

❶ مسند أحمد: مسند المكيين، ج ۲۴ ص ۲۹۹، رقم الحديث: ۱۵۵۳۸

❷ سنن الترمذي: أبواب البر والصلة، باب ما جاء من الفضل في رضاء الوالدين، رقم الحديث: ۱۹۰۰

فرمایا:

رِضَا الرَّبِّ فِي رِضَا الْوَالِدِ وَسَخطُ الرَّبِّ فِي سَخِطِ الْوَالِدِ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالی کی رضا مندی والد کی رضا مندی میں ہے اور اللہ تعالی کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

جس کا والد اُس سے راضی ہے تو اللہ بھی اُس سے راضی ہے، اور جس کا والد اُس سے ناراض ہے تو اللہ بھی اُس سے ناراض ہے۔

جاؤ والدین کو خوش کر کے آؤ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں ہجرت پر آپ سے بیعت کرنے کے لئے آیا ہوں اور (میں نے بڑی قربانی دی ہے کہ) اپنے والدین کو روتا ہوا چھوڑ کر آیا ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِرْجِعْ فَأَضْحِكْهُمَا كَمَا أَبْكَيْتَهُمَا. ❷

ترجمہ: واپس جاؤ اور جیسے انہیں رلایا ہے اسی طرح انہیں ہنساؤ۔

غور کریں کہ جہاد جیسی عظیم عبادت کے مقابلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا۔

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک رزق وعمر میں اضافہ کا سبب ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُمَدَّ لَهُ فِي عُمُرِهِ، وَأَنْ يُزَادَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، فَلْيَبَرَّ وَالِدَيْهِ، وَلْيَصِلْ

❶ المستدرک علی الصحیحین: کتاب البر والصلة، ج۴ص۱۶۸، رقم الحدیث: ۷۲۴۹، قال الحاکم هذاحدیث صحیح علی شرط مسلم ووافقه الذهبی.

❷ مسند أحمد: مسند المکثرین من الصحابة، ج۱۱ص۵۰۹، رقم الحدیث: ۶۹۰۹

رَحِمَهُ. ❶

ترجمہ: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالی اس کی عمر دراز کردے اور رزق میں اضافہ کرے تو اُسے چاہیے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔

حسن سلوک میں والدہ کا حق تین گنا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہا ''مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟'' رشتہ داروں میں میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ اس کے جواب میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''أُمُّکَ''تمہاری والدہ حسنِ سلوک کی سب سے زیادہ مستحق ہیں، سائل نے پوچھا پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''أُمُّکَ'' تمہاری والدہ، اس نے دریافت کیا پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''أُمُّکَ'' تمہاری والدہ، سوال کرنے والے نے عرض کیا، پھر کون؟ فرمایا: ''ثُمَّ أَبُوکَ'' تمہارے والد۔ ❷

اس حدیث پاک میں حسنِ سلوک کی سب سے زیادہ مستحق ماں کو بتایا ہے، کیوں کہ وہ حمل اور وضع حمل اور پرورش کرنے اور بچہ کی خدمت میں لگی رہتی ہے۔ سب سے زیادہ مشقت برداشت کرتی ہے، اور ضعیف ہونے کی وجہ سے بھی حسنِ سلوک کی زیادہ مستحق ہے، کیوں کہ اپنی حاجتوں کے لیے وہ کسبِ معاش نہیں کرسکتی، باپ تو باہر نکل کر کچھ نہ کچھ کر بھی سکتا ہے۔ لہٰذا حسنِ سلوک میں ماں کا حق باپ سے پہلے رکھا گیا۔

❶ مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، مسند أنس بن مالك، ج ۲۱ ص ۹۳، رقم الحديث: ۱۳۴۰۱ /شعب الإيمان: بر الوالدين، ج ۱۰ ص ۲۶۴، رقم الحديث: ۷۴۷۱

❷ صحيح مسلم: كتاب البر والصلة، باب بر الوالدين، وأنهما أحق به، رقم الحديث: ۲۵۴۸

والدین کے کہنے پر بیوی کو طلاق دینا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی جس سے میں بہت محبت کرتا تھا، لیکن میرے والد محترم حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کو ناپسند کرتے تھے، چنانچہ انہوں نے ایک دن مجھے کہا: تم اس عورت کو طلاق دیدو، میں نے انکار کیا، پھر جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس بات کا تذکرہ کیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ "طَلِّقْهَا" اس عورت کو طلاق دیدو۔ ❶

یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ بلا وجہ والدین کے کہنے پر بیوی کو طلاق دینا جائز نہیں، ہاں اگر بیوی والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کرتی، بدگوئی سے پیش آتی ہو، مار پیٹ کرتی ہو، یا اُس کی کوئی نازیبا حرکت اُن کے سامنے آئی ہو، یا حیاء اور پاک دامنی کا لحاظ نہ رکھتی ہو، تو ایسی صورت میں اگر سمجھانے کے باوجود نہ سمجھے، تو والدین طلاق کا مطالبہ کرسکتے ہیں۔ حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طلاق کا حکم دینا یقیناً کوئی معقول وجہ کی بناء پر ہوگا ورنہ ایک جلیل القدر صحابی کبھی ایسے بلا وجہ حکم نہیں دے سکتے۔

ایک بڑی نیکی اپنے والد کے دوست کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی آدمی مکہ مکرمہ کے راستے میں ان سے ملا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس دیہاتی کو سلام کیا اور اسے اپنے سواری پر سوار کرلیا جس پر وہ خود سوار تھے اور اُسے اپنا عمامہ بھی عطا کیا جو ان کے اپنے سر پر تھا، حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ جو آپ کے شاگرد ہیں، انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر بدلہ عطا فرمائے، یہ دیہاتی لوگ تھوڑی سی چیز پر بھی راضی ہوجاتے

❶ سنن أبی داود: کتاب الآدب، باب فی بر الوالدین، رقم الحدیث: ۵۱۳۸

ہیں (آپ نے انہیں اپنی سواری بھی دی اور عمامہ بھی، اور اِن کی اتنی تعظیم واکرام بھی کیا، تو) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس دیہاتی کا والد میرے والد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دوست تھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

إِنَّ أَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَلَدِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ. ❶

ترجمہ: بیٹے کی نیکیوں میں سے سب سے بڑی نیکی اپنے والد کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے۔

والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْكَبَائِرُ اَلْإِشْرَاکُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِينُ الْغَمُوسُ. ❷

ترجمہ: بڑے گناہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا، جھوٹی قسم کھانا۔

والدین کے نافرمان کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رَغِمَ أَنْفُ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ، قِيلَ: مَنْ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: مَنْ أَدْرَکَ أَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ، أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ. ❸

ترجمہ: اُس شخص کی ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو، پھر ناک خاک آلود ہو۔

❶ صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والاداب، بَابُ صِلَةِ أَصْدِقَاءِ الْأَبِ وَالْأُمِّ، وَنَحْوِهِمَا، رقم الحدیث: ۲۵۵۲

❷ صحیح البخاری: کتاب الأیمان والنذور: باب الیمین الغموس، قم الحدیث، ٦٦٧٥

❸ صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، بَابُ رَغِمَ أَنْفُ مَنْ أَدْرَکَ أَبَوَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا عِنْدَ الْكِبَرِ، فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ، رقم الحدیث: ۲۵۵۱

عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون شخص ہے؟ آپ صلی اللہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے والدین میں سے ایک یا دونوں کو بڑھاپے میں پایا اور (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔

والدین کا نافرمان جنت میں داخل نہیں ہوگا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَثَلاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ: اَلْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ، وَالْمُدْمِنُ عَلَى الْخَمْرِ، وَالْمَنَّانُ بِمَا أَعْطَى. ❶

ترجمہ: تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے، والدین کا نافرمان، ہمیشہ شراب پینے والا، اورتعاون کر کے احسان جتلانے والا۔

کسی کے والدین کو گالی نہ دیں

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ.

ترجمہ: سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت کرے۔

کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آدمی اپنے ماں باپ پر کس طرح لعنت کرسکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ. ❷

ترجمہ: ایک آدمی دوسرے کے باپ کو گالی دے تو وہ اس کے ماں باپ کو گالی دے گا۔

❶ سنن النسائی: کتاب الزکاۃ، المنان بما أعطی، رقم الحدیث: ۲۵۶۲

❷ صحیح البخاری: کتاب الأدب، باب: لا یسب الرجل والدیه، رقم الحدیث: ۵۹۷۳

والد کے انتقال کے بعد اُن کے دوستوں سے حسن سلوک کریں

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ جب مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ان سے ملنے کے لیے آئے اور پوچھا: تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے پاس کیوں آیا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ نہیں، تو فرمایا: میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصِلَ أَبَاهُ فِي قَبْرِهِ، فَلْيَصِلْ إِخْوَانَ أَبِيهِ بَعْدَهُ. ❶

ترجمہ: جو یہ چاہتا ہے کہ اپنے باپ کے ساتھ قبر میں صلہ رحمی کرے تو اس کو چاہیے کہ ان کے بعد ان کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

میرے والد عمر رضی اللہ عنہ اور آپ کے والد کے درمیان دوستی تھی، میں نے چاہا کہ میں اُسے نبھاؤں (اس لیے آپ سے ملنے آیا ہوں۔)

اگر والدین کا انتقال ہو چکا ہے تو والد کے دوستوں کے ساتھ اُن کے انتقال بعد حسن سلوک کرنا چاہیے، اور اِن کے ساتھ اکرام واحترام اور محبت سے پیش آنا چاہیے۔

والدین کے لئے کمانے والا اللہ کی راہ میں ہے

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا، صحابہ کرام کو ان کی جسامت اور چستی سے تعجب ہوا، کہنے لگے: کاش! یہ اللہ کے راستے میں جاتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنْ كَانَ خَرَجَ يَسْعَى عَلَى وَلَدِهِ صِغَارًا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَإِنْ خَرَجَ يَسْعَى عَلَى أَبَوَيْنِ شَيْخَيْنِ كَبِيرَيْنِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَإِنْ كَانَ يَسْعَى عَلَى نَفْسِهِ يُعِفُّهَا فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَإِنْ كَانَ خَرَجَ رِيَاءً وَمُفَاخَرَةً فَهُوَ فِي سَبِيلِ الشَّيْطَانِ. ❷

❶ صحيح ابن حبان: كتاب البر والإحسان: باب حق الوالدين، ج۲ ص۱۷۵، رقم الحديث: ۴۳۲

❷ المعجم الكبير: ج۱۹ ص۱۲۹، رقم الحديث: ۲۸۲/ قال الهيثمي: رواه الطبراني في الثلاثة ورجال الكبير رجال الصحيح، انظر: مجمع الزوائد: كتاب النكاح، باب النفقات، ج۴ ص۳۲۵، رقم الحديث: ۷۷۰۹

ترجمہ: اگر یہ اپنے چھوٹے بچوں کے کمانے کے لیے نکلا ہے تو یہ اللہ کے راستے میں ہے، اگر یہ اپنے بوڑھے والدین کے کمانے کے لیے نکلا ہے تو یہ اللہ کے راہ میں ہے، اگر یہ اپنے نفس کے کمانے کے لیے نکلا ہے تاکہ پاکدامن رہے تو یہ اللہ کے راہ میں ہے، اور اگر یہ دکھلاوا اور فخر کی خاطر نکلا ہے تو یہ شیطان کے راستے میں ہے۔

ان احادیث مبارکہ سے اندازہ لگائیں کہ والدین کا مقام ومرتبہ کتنا بلند ہے، اور احادیث میں کتنے فضائل اور بشارتیں بیان ہوئی ہیں، اور نافرمانی پر کس قدر ہولناک وعیدیں بیان ہوئی ہیں، اسلئے والدین کی خدمت کا اہتمام کرنا چاہیے، ایسی خدمت کریں کہ اُن کا دل آپ کے لئے دعائیں کرے، اور انہیں کبھی ستائیں نہیں، اسلئے کہ اللہ اور اس کی رسول کی نافرمانی تو ہی ہے اُس کے علاوہ بھی اِس کے دنیاوی اور اخروی بہت سے نقصانات ہیں۔

والدین کی اطاعت ونافرمانی سے متعلق سلف کے اقوال

ماں کی خدمت مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ عزیز ہے

حضرت عیسی بن معمر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک شخص اپنی ماں کو لے کر جارہا ہے اور اُسے اپنی پیٹھ پر بٹھا کر بیت اللہ کے چاروں طرف چکر لگا رہا ہے اور کہہ رہا ہے:

أَحْمِلُ أُمِّي وَهِيَ الْحَمَّالَةُ تُرْضِعُنِي الدَّرَّةَ وَالْعُلَالَةَ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَأَنْ أَكُونَ أَدْرَكْتُ أُمِّي فَوَلِيتُ مِنْهَا مِثْلَ مَا وَلِيتَ، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ.❶

❶البر والصلة لابن الجوزي: اَلْبَابُ الْأَوَّلُ فِي ذِكْرِ الْمَعْقُولِ فِي بِرِّ الْوَالِدَيْنِ وَصِلَةِ الرَّحِمِ، ص ۴۱، رقم الحديث: ۱

ترجمہ: میں اپنی ماں سے ملوں اوران کی دیکھ بھال کروں جیسا کہ تو ان کی دیکھ بھال کرتا ہے یہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ عزیز ہے۔

والدین کی نافرمانی کی مختلف صورتیں

ایک شخص نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ والدین کی نافرمانی کے متعلق کتاب اللہ میں کیا پاتے ہو؟ فرمایا:

إِذَا أَقْسَمَ عَلَيْهِ لَمْ يَبَرَّهُ، وَإِذَا سَأَلَهُ لَمْ يُعْطِهِ، وَإِذَا ائْتَمَنَهُ خَانَ، فَذَلِكَ الْعُقُوقُ. ❶

ترجمہ: جب وہ قسم دیں تو پوری نہ کرے اور جب کچھ مانگے تو نہ دیں اور جب امانت رکھوائیں تو خیانت کرے، یہی نافرمانی ہے۔

والدین سے متعلق تین اہم آداب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دوشخصوں کو دیکھا، آپ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو ایک نے کہا وہ میرے والد ہیں، تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَا تُسَمِّهِ بِاسْمِهِ وَلَا تَمْشِ أَمَامَهُ وَلَاتَجْلِسْ قَبْلَهُ. ❷

ترجمہ: ان کا نام لے کر مت پکارنا، ان کے آگے مت چلنا، مجلس میں اِن سے پہلے مت بیٹھنا۔

ایک سانس کا بھی حق ادانہیں کیا

حضرت عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبیداللہ بن عمیر رحمہ اللہ سے فرمایا کہ میں نے اپنے ماں کو خراسان سے پیٹھ پر سوار کیا یہاں تک حج ادا کیا، کیا میں

❶ شعب الإيمان: بر الوالدين، ج ١٠ ص ٢٩٢، رقم الحديث: ٧٥١٢

❷ الأدب المفرد: باب لايسمي الرجل أباه ولايجلس قبله......الخ، ص ٢٦، رقم الحديث: ۴۴

نے اسکا حق ادا کر دیا؟ حضرت عبید اللہ بن عمیر رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

لَا، وَلَا طَلْقَةً وَاحِدَةً. ❶

ترجمہ: نہیں، ایک لمحہ (اورسانس) کا بھی حق ادا نہیں کیا۔

نفلی نماز میں ماں کی پکار پر جواب دو

امام مکحول رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا دَعَتْكَ أُمُّكَ، وَأَنْتَ فِي الصَّلَاةِ فَأَجِبْ. ❷

ترجمہ: جب تمہاری ماں تمہیں بلائے اور تم (نفلی) نماز میں ہو تو اس کو جواب دو۔

چار قسم کے لوگوں کی تعظیم وتوقیر کرو

امام طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ مِنَ السُّنَّةِ أَنْ يُوَقَّرَ أَرْبَعَةٌ: الْعَالِمُ، وَذُو الشَّيْبَةِ، وَالسُّلْطَانُ، وَالْوَالِدُ. ❸

ترجمہ: یقیناً سنت میں سے ہے کہ چار لوگوں کی تعظیم وتوقیر کی جائے: عالم کی، بوڑھے کی، بادشاہ کی اور والد کی۔

اللہ اور والدین کا شکر کیسے ادا کریں

اللہ تعالیٰ نے جہاں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے وہیں اِن کے لیے دعا کرنے کی تعلیم بھی ارشاد فرمائی ہے، چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾ (الإسراء: ۲۳، ۲۴)

❶ البر والصلة لابن الجوزي: اَلْبَابُ الْأَوَّلُ فِي ذِكْرِ الْمَعْقُولِ فِي بِرِّ الْوَالِدَيْنِ وَصِلَةِ الرَّحِمِ، ص ۴۱، الرقم: ۴

❷ شعب الإيمان: بر الوالدين، ج ۱۰ ص ۲۸۵، رقم الحديث: ۷۴۹۸

❸ شعب الإيمان: بر الوالدين، ج ۱۰ ص ۲۹۱، الرقم: ۷۵۰۹

اوران کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرتے ہوئے ان کے سامنے اپنے آپ کو انکساری سے جھکاؤ اور یہ دعا کرو کہ یارب! جس طرح انہوں نے میرے بچپن میں مجھے پالا ہے، آپ بھی ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ کیجئے۔

ہر نماز کے بعد والدین کے لیے دعا کرنے کا معمول بنالیں، دو بہت آسان دعائیں جن کی تعلیم خود اللہ جل شانہ نے قرآن کریم میں دی ہے، ایک ماقبل والی اور دوسری یہ ہے:

﴿رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابُ﴾ (إبراهيم: ۴۱)

ترجمہ: اے میرے پروردگار! روزِ حساب تو میری، میرے والدین کی اور تمام ایمان والوں کی بخشش فرما۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

مَنْ صَلَّى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فَقَدْ شَكَرَ اللّٰهَ، وَمَنْ دَعَا لِلْوَالِدَيْنِ فِي أَدْبَارِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فَقَدْ شَكَرَ الْوَالِدَيْنِ. ❶

ترجمہ: جس نے پانچ وقت کی نماز کی ادائیگی کا اہتمام کیا تو گویا اس نے اللہ کا شکر ادا کیا اور جس نے پانچ نمازوں کے بعد والدین کے لیے دعائے خیر کی تو گویا اس نے والدین کا شکر ادا کیا۔

تو والدین کیلئے ہر نماز کے بعد دعا کا اہتمام کرنا چاہیے۔

والدہ کی وفات پر جنت کا ایک دروازہ بند ہو گیا

حضرت رفاعہ بن ایاس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایاس بن معاویہ رحمہ اللہ کی والدہ کا انتقال ہوا تو وہ رونے لگے، کسی نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟ تو انہوں نے فرمایا:

كَانَ لِي بَابَانِ مَفْتُوحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ، فَأُغْلِقَ أَحَدُهُمَا. ❷

❶ معالم التنزيل للبغوي: سورہ لقمان آیت نمبر ۱۴ کے تحت، ج ۳ ص ۵۸۸

❷ حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: إياس بن معاوية، ج ۳ ص ۱۲۳

ترجمہ: میرے لیے جنت کے دو دروازے کھلے ہوئے تھے، اب والدہ کی وفات پر ایک بند ہو گیا ہے، اس لیے رو رہا ہوں۔

کسی قدر خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے والدین زندہ ہیں اور وہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاملہ کرتے ہیں اور ان کے لیے جنت کے دو دروازے کھلے ہوئے ہیں۔

جنہوں نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا اللہ تعالی نے انہیں دنیا میں چمکایا اور آخرت میں بھی اسکا بہترین بدلہ دیں گے، اور جنہوں نے والدین کی نافرمانی کی یا انہیں تکلیفیں پہنچائیں تو رب العالمین نے آخرت سے پہلے دنیا میں بھی مختلف سزائیں دیں۔ والدین کی بددعا تیر بہدف ہے، جنہوں نے انہیں ستایا وہ کبھی خوش نہ رہے، مختلف بیماریوں، آزمائشوں اور مصائب کا شکار رہے اور ان کی اپنی اولاد اُن کی نافرمان ہوگئی اور زندگی کا سکون واطمینان ختم ہو گیا۔

والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کے دنیاوی واخروی فوائد وثمرات

والدین کی خدمت کے سبب غار کے منہ سے چٹان ہٹ گئی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے تین آدمی چلے جا رہے تھے، یکا یک ان پر بارش ہونے لگی تو وہ سب ایک غار میں پناہ گیر ہوئے اور اس غار کا منہ ان پر بند ہو گیا، پس ایک نے دوسرے سے کہا: ساتھیوں! اللہ کی قسم! سچائی کے سوا تمہیں کوئی چیز نجات نہیں دے گی، لہذا تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اس چیز کے وسیلہ سے دعا مانگے جس کی نسبت وہ جانتا ہو کہ اس نے اس عمل میں سچائی کی ہے۔ ہر ایک نے اپنا اپنا نیک عمل اللہ کے دربار میں پیش کیا۔ ان میں سے ایک نے اپنا نیک عمل پیش کرتے ہوئے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ لِي أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ، فَكُنْتُ آتِيهِمَا

كُلَّ لَيْلَةٍ بِلَبَنِ غَنَمٍ لِي، فَأَبْطَأْتُ عَلَيْهِمَا لَيْلَةً، فَجِئْتُ وَقَدْ رَقَدَا وَأَهْلِي وَعِيَالِي يَتَضَاغَوْنَ مِنَ الجُوعِ، فَكُنْتُ لَا أَسْقِيهِمْ حَتَّى يَشْرَبَ أَبَوَايَ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَهُمَا، وَكَرِهْتُ أَنْ أَدَعَهُمَا، فَيَسْتَكِنَّا لِشَرْبَتِهِمَا، فَلَمْ أَزَلْ أَنْتَظِرُ حَتَّى طَلَعَ الفَجْرُ، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا. ❶

ترجمہ: اے میرے اللہ! میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے، چنانچہ میں باہر جاتا اور جانور چراتا تھا پھر واپس آ کر دودھ نکال کر اپنے ماں باپ کے پاس لاتا، جب وہ پی لیتے تو میں بیوی بچوں اور گھر والوں کو پلاتا، ایک رات مجھے دیر ہوگئی، میں آیا تو دونوں سو گئے تھے، مجھے ناگوار محسوس ہوا کہ میں انہیں جگاؤں اور بچے میرے پاؤں کے پاس بھوک کے مارے رو رہے تھے، طلوع فجر تک میری حالت یہی رہی، اے اللہ! اگر تو یہ جانتا ہے کہ میں نے یہ کام صرف تیرے ڈر (اور رضاء) کی وجہ سے کیا تو پتھر ہم سے ہٹا دے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے وہ پتھر پوری طرح ان پر سے ہٹا دیا اور وہ (تینوں) باہر نکل آئے۔

اِس واقعہ سے معلوم ہوا کہ والدین کے ساتھ نیکی کا بدلہ اللہ رب العزت دنیا میں بھی دیتا ہے کہ رب العالمین نے ان کے سامنے سے چٹان ہٹا دی اور بڑی مصیبت سے انہیں چھٹکارہ مل گیا۔

والدہ کے ساتھ حسن سلوک پر جنت میں قرأت کی آواز سنائی دی گئی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نِمْتُ، فَرَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَسَمِعْتُ صَوْتَ قَارِئٍ يَقْرَأُ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟

❶ صحيح البخاري: كتاب أحاديث الأنبياء، باب حديث الغار، رقم الحديث: ۳۴۶۵

قَالُوا :هَـذَا حَـارِثَةُ بْـنُ النُّعْمَانِ .فَقَالَ :رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَذَاكَ الْبِرُّ، كَذَاكَ الْبِرُّ،وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِأُمِّهِ.❶

ترجمہ: میں سویا، پس میں نے خودکو جنت میں دیکھا،تو وہاں قرآن کریم کی تلاوت کی آواز سنائی دی، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ حارثہ بن نعمان ہیں، نیک اعمال کا بدلہ اسی طرح ہوتا ہے، نیک اعمال کا بدلہ اِسی طرح ہوتا ہے، دراصل وہ اپنی والدہ کے ساتھ نہایت حسن سلوک کرتے تھے۔

حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ کا والدہ کے ساتھ حسن سلوک پر اعزاز واکرام

حضرت اسیر بن جابر رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب بھی یمن کے حلیف قبائل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے دریافت کرتے: کیا تم میں اویس بن عامر ہیں؟ ایک دن اویس بن عامر کو پا ہی لیا،تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تم اویس بن عامر ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: قرن قبیلے کی شاخ مراد سے ہوں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تمہیں برص کی بیماری لاحق تھی، جواب ختم ہوچکی ہے، صرف ایک درہم کے برابر جگہ باقی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تمہاری والدہ ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حدیث سنائی: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

يَـأْتِـي عَـلَيْـكُـمْ أُوَيْـسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ أَمْدَادِ أَهْلِ الْيَمَنِ، مِنْ مُرَادٍ، ثُمَّ مِنْ

❶مسند أحمد: مسند النساء، ج ۴۲ ص ۱۰۰ ،رقم الحديث: ۲۵۱۸۲

قَـرَنٍ، كَـانَ بِـهِ بَـرَصٌ فَبَرَأَ مِنهُ إِلَّا مَوضِعَ دِرْهَمٍ، لَهُ وَالِدَةٌ هُوَ بِهَا بَرٌّ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ.

ترجمہ: تمہارے پاس یمن کے قبائل کے ساتھ اویس بن عامر آئیں گے، اس کا تعلق قرن قبیلے کی شاخ مراد سے ہوگا، اسے برص کی بیماری لاحق تھی جو کہ ختم ہو چکی ہے، صرف ایک درہم کے برابر باقی ہے، وہ اپنی والدہ کے ساتھ نہایت حسن سلوک کرتا تھا، وہ اگر اللہ تعالی کے نام کی قسم کھائیں تو رب العالمین اُس کی لاج رکھتے ہوئے اُسے پورا فرما دیں گے، پس اگر تم طاقت رکھو کہ اُن سے اپنے لیے استغفار کی درخواست کرو تو اُن سے کرو۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا کہ آپ میرے لیے مغفرت کی دعا کریں، تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیلئے مغفرت کی دعا فرمائی۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا: آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟

انہوں نے کہا: میں کوفہ جانا چاہتا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا کوفہ کے گورنر کے نام خط نہ لکھ دو؟ (آپ اسی کی مہمان نوازی میں رہو گے، وہ آپ کا خیال رکھے گا)

تو انہوں نے کہا: میں گم نام رہوں تو مجھے زیادہ پسند ہے۔

راوی کہتے ہیں: جب آئندہ سال حج کے موقع پر انکے قبیلے کے سربراہ کی ملاقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ کے بارے میں استفسار کیا، تو اس نے جواب دیا کہ میں انہیں کسمپرسی اور ناداری کی حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بھی حدیث نبوی سنائی، یہ شخص بھی جب واپس

حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ کے پاس آیا،تو کہا: میرے لیے دعائے استغفار کردو،حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ نے کہا: تم ابھی نیک سفر سے آئے ہوتم میرے لیے استغفار کرو، اس نے پھر کہا: میرے لیے استغفار کرو،حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ نے پھر وہی جواب دیا: تم ابھی نیک سفر سے آئے ہوتم میرے لیے استغفار کرو،اورمزید یہ بھی کہا کہ کہیں تمہاری ملاقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تونہیں ہوئی ؟

آدمی نے کہا: ہاں میری ملاقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی ہے۔

تو حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ نے ان کیلئے استغفار کیا،اور پھرلوگوں کواویس قرنی کے بارے میں معلوم ہونا شروع ہوگیا،تو حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ اپنا علاقہ چھوڑ کر چلے گئے۔ ❶

والدہ کے ساتھ حسن سلوک کے سبب بیٹی کی مغفرت

یحیی بن ابی کثیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعامر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے اسلام کا اعلان کیا اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوئے،تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا:

مَا فَعَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْكُمْ تُدْعَى كَذَا وَكَذَا؟

ترجمہ: تمہارے قافلے میں ایک خاتون تھی جسے فلاں نام سے پکارا جاتا تھا،اس کا کیا حال ہے؟

انہوں نے عرض کیا: ہم نے اس خاتون کواس کے خاندان والوں میں چھوڑ دیا ہے۔

❶ صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة،باب من فضائل أويس القرنى ،رقم الحديث: ۲۵۴۲/ حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين،ترجمة: أويس بن عامر القرنى، ج ۲ ص ۷۹

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قَدْ غُفِرَ لَهَا'' اس کی مغفرت ہوگئی۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آخر کس وجہ سے اِس کی مغفرت ہوگئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بِرُّهَا وَالِدَتَهَا'' ماں کے ساتھ اس کے حسن سلوک کی بنا پر۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَانَتْ لَهَا أُمٌّ عَجُوزٌ كَبِيرَةٌ، فَجَاءَ هُمُ النَّذِيرُ أَنَّ الْعَدُوَّ يُرِيدُ أَنْ يُغِيرُوا عَلَيْكُمُ اللَّيْلَةَ، فَارْتَحَلُوا لِيَلْحَقُوا بِعَظِيمِ قَوْمِهِمْ، وَلَمْ يَكُنْ مَعَهَا مَا تُحْتَمَلُ عَلَيْهِ، فَعَمِدَتْ إِلَى أُمِّهَا فَجَعَلَتْ تَحمِلُهَا عَلَى ظَهْرِهَا، فَإِذَا أَعْيَتْ وَضَعَتْهَا، ثُمَّ أَلْصَقَتْ بَطْنَهَا بِبَطْنِ أُمِّهَا، وَجَعَلَتْ رِجْلَيْهَا تَحْتَ رِجْلِ أُمِّهَا مِنَ الرَّمْضَاءِ حَتَّى نَجَتْ. ❶

ترجمہ: اس کی ماں بہت بوڑھی تھی، ایک ڈرانے والے منادی نے اس کی قوم میں آواز لگائی کہ دشمن تم پر آج رات حملہ کرنے والا ہے (اس لیے تم بستی چھوڑ کر نکل بھاگو) چنانچہ وہ اپنی بوڑھی ماں کو پیٹھ پر لاکر نکل پڑی، جب وہ تھک کر چور ہو جاتی تو اپنی ماں کو نیچے بٹھا دیتی، پھر اپنا پیٹ ماں کے پیٹ سے چپکا دیتی، ماں کے پیروں تلے اپنے دونوں پیر رکھ دیتی تاکہ ماں کے پاؤں شدید گرمی سے جھلنے نہ پائیں، چنانچہ وہ عورت اپنے اس عمل کی وجہ سے نجات پاگئی۔ (اور اللہ تعالی نے اس کی مغفرت فرمادی)۔

دیکھیں بیٹی اپنی والدہ کی کتنی فرمابردار تھی کہ والدہ کے پاؤں بھی زمین پر لگنے نہیں دیتی تھی، رب العالمین نے اس عمل کی بدولت اس کی مغفرت فرمادی۔

والدہ کی فرمابرداری پر جنت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رفاقت

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا یا اللہ! میرا جنت کا ساتھی کون ہے؟ تو

---

❶ شعب الإيمان: كتاب بر الوالدين، ج ١٠ ص ٣١١، رقم الحديث: ٧٥٤٨

فرمایا کہ فلاں قصائی، قصائی کا پتہ بتایا، نہ کسی ابدال کا، نہ کسی قطب کا، نہ کسی شہید کا، نہ محدث کا، کہا کہ فلاں قصائی! حضرت موسی علیہ السلام حیران ہو گئے، پھر اس قصائی کو دیکھنے چلے گئے، قصائی بازار میں بیٹھا گوشت بیچ رہا ہے، شام ڈھلی اس نے دکان بند کی اور گوشت کا ٹکڑا تھیلے میں ڈالا اور گھر چل دیا، حضرت موسی علیہ السلام بھی ساتھ ہو گئے، کہنے لگے بھائی تیرے ساتھ جاؤں گا، اس کو پتہ نہیں تھا کہ یہ حضرت موسی علیہ السلام ہیں، کہنے لگا آ جاؤ، گھر گئے، اس نے بوٹیاں بنا کر سالن چڑھایا، آٹا گوندھا، روٹی پکائی، سالن تیار کیا، پھر ایک بڑھیا تھی اسے اٹھا کر کندھے کا سہارا دیا، سیدھے ہاتھ سے لقمے بنا بنا کر اُسے کھلایا، اس کا منہ صاف کیا، اس کو لٹایا، وہ کچھ دُعائیں دینے لگی۔ حضرت موسی علیہ السلام نے پوچھا یہ کون ہے؟ اس نے کہا کہ میری ماں ہے، صبح کو اس کی ساری خدمت کر کے جاتا ہوں اور رات کو آ کر پہلے اس کی خدمت کرتا ہوں، اب اپنے بچوں کو دیکھوں گا، حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا: یہ کچھ کہہ رہی تھی؟ کہا: ہاں جی، روز کہتی ہے عجیب بات ہے، میں روز اس کی خدمت کرتا ہوں تو کہتی ہے کہ اللہ تجھے حضرت موسی علیہ السلام کا ساتھی بنائے، کہاں میں قصائی اور کہاں حضرت موسی علیہ السلام کی جنت میں رفاقت؟ ❶

دیکھیں والدہ کی خدمت کے طفیل اللہ رب العزت نے جنت میں حضرت موسی علیہ السلام کی رفاقت نصیب فرمائی۔

والدہ کی فرمابرداری کے سبب جان بچ گئی

ایک نوجوان اپنے ایک دوست کا قصہ یوں بیان کرتا ہے کہ اسکا دوست روزانہ اپنی والدہ کو مسجد میں نماز کے لیے لے جایا کرتا تھا، اس کی ماں پانچ وقتہ نماز مسجد میں ادا

❶ الزهر الفائح فی ذکر من تنزه عن الذنوب و القبائح ،ایاک وعقوق الوالدین، ص ۲۸، ۲۹

کرنے کی عادی تھی۔ ایک روز اس نوجوان نے اپنے ایک ساتھی سے کسی جگہ جانے کا وعدہ کرلیا، دونوں دوستوں کے مابین یہ طے پا گیا کہ فلاں تاریخ کو ہمیں فلاں جگہ جانا ہے، چنانچہ وہ تاریخ آ گئی۔ میرے دوست کا ساتھی اس کے گھر آیا اور وعدے کے مطابق اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔ میرا دوست اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: امی جان! آپ کہیں جانا چاہتی ہیں؟ ماں نے جواب دیا: نہیں، آج میرا کہیں جانے کا ارادہ نہیں، تمھیں جہاں جانا ہے جا سکتے ہو، اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے۔

دروازے کے باہر میرے دوست کا ساتھی انتظار کر رہا تھا۔ میرا دوست ماں سے اجازت لے کر گھر سے باہر آیا اور اپنے ساتھی کے ساتھ گاڑی میں بیٹھنے لگا۔ تو اچانک اسے گھر میں کوئی چیز یاد آ گئی جسے وہ بھول گیا تھا، چنانچہ وہ گھر میں گیا تا کہ اپنی بھولی ہوئی چیز لے آئے، اس وقت ماں نے بیٹے سے کہا: میں چاہتی ہوں کہ مجھے مسجد تک پہنچا دو، بیٹے نے کہا: چند لمحے پہلے آپ نے کہا تھا کہ مجھے کہیں نہیں جانا۔ ماں نے کہا: ہاں میں نے کہا تھا مگر اب میں جانا چاہتی ہوں۔ بیٹے نے کہا: امی جان! آپ کا حکم میرے سر آنکھوں پر! آپ کی خدمت میرے لیے باعث صد افتخار ہے۔ بیٹا گھر سے نکل کر باہر اپنے ساتھی کے پاس آیا اور کہنے لگا: دوست! معاف کرنا، میں ابھی گھر سے نہیں نکل سکتا کیونکہ میری ماں مسجد جانا چاہتی ہے، اس لیے تم جاؤ، پھر کبھی دیکھیں گے۔ نوجوان یہ کہہ کر گھر کے اندر داخل ہو گیا اور اس کا ساتھی گاڑی اسٹارٹ کر کے وہاں سے چل دیا۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ لوگوں میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ سب کے سب ایک بڑے حادثے کے بارے میں باتیں کر رہے تھے، اس وقت ماں کے وفادار اور فرماں بردار نوجوان کو معلوم ہوا کہ اس کے ساتھی کا ایکسیڈنٹ ہو چکا ہے اور وہ موقع ہی پر جاں بحق ہو گیا ہے۔ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ.

قارئین کرام! ذرا آپ اس واقعے کو دیکھیں کہ ماں باپ کی خدمت میں کتنا فائدہ ہے؟ ماں باپ کا مطیع بھلا کیسی کیسی مصیبتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ کاش! ہمارے سارے مسلمان بھائی اپنے والدین کے حقوق کا لحاظ کریں اور اپنی مصروفیات پر اپنے والدین کی ضروریات کو ترجیح دیں۔ ❶

والدہ کے پاؤں دھوکر پینے سے عارضہ قلب سے شفا ہوگئی

ڈاکٹر بلوچ صاحب ملتان سے باہر امتحان لینے گئے ہوئے تھے، وہاں پر ان کے بھائی کی شدید علالت کا پتہ چلا، وہ پہلے ڈیرہ غازی خان گئے جہاں سے ان کو بتلایا گیا کہ ان کے بھائی سخت بیمار تھے اس لئے نشتر ہسپتال میں داخل کرادیا، ڈاکٹر بلوچ صاحب جب نشتر ہسپتال پہنچے تو بھائی صاحب کا پتہ چلا کہ دل کا شدید عارضہ ہے، حالت کمزور ہے، سارے جسم پر ورم ہے اور سانس پھولا ہوا ہے، متعلقہ ڈاکٹر صاحبان بھی اچھی خبر نہیں دے رہے تھے، ڈاکٹر بلوچ صاحب نے دیکھا کہ اس کے علیل بھائی اپنی والدہ جو سامنے پلنگ پر بیٹھی ہیں ان کے پیروں کی طرف اشارہ کررہے ہیں، میں نے دیکھا والدہ صاحبہ کے پاؤں کا جوتا ایک جگہ سے ٹوٹا ہوا تھا اور اشارہ اس کی طرف تھا تو انہوں نے اپنے علیل بھائی کو بتلایا کہ میں جوتا ٹھیک کرادوں گا، مگر ان کے علیل بھائی بار بار والدہ کے قدموں کی طرف اشارہ کررہے تھے، میں نے بھائی کے قریب ہوکر پوچھا کہ پاؤں میں کیا ہے؟ اس نے کہا میری ماں کے پاؤں کو دھوکر پانی مجھے پلاؤ میں ٹھیک ہوجاؤں گا، چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا، والدہ کے پاؤں کا پانی پلانے کے بعد جو پیشاب کا جلاب میرے بھائی کو جاری ہوا ہم سب حیران تھے جیسے پیشاب آور ٹیکہ لگا ہو، یہ پیشاب کا جلاب سارا دن اور ساری رات جاری رہا، دوسرے دن صبح کے وقت

---

❶ والدین کی اطاعت ونافرمانی واقعات کی زبانی: ص۲۵۴، باحوالہ سعادة الدارين في بر الوالدين: ص۷۷، ۷۸

جب ماہر امراض قلب میرے بھائی کو دیکھنے آئے تو کافی افاقہ تھا، مجھ سے پوچھا یہ کیسے ہوا؟ میں نے پاؤں کے پانی کا اثر بتلایا، سب حیران تھے، چند دنوں میں اللہ تعالی نے میرے بھائی کو شفا دے دی۔ ❶

اسلافِ امت اور والدین کا ادب واحترام

امام ابن سیرین رحمہ اللہ اور والدہ کا ادب واحترام

حضرت حفصہ بنت سیرین رحمہا اللہ فرماتی ہیں:

كَانَتْ وَالِدَةُ مُحَمَّدٍ حِجَازِيَّةً، وَكَانَ يُعْجِبُهَا الصِّبْغُ،وَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا اشْتَرَى لَهَا ثَوْباً،اشْتَرَى أَلْيَنَ مَا يَجِدُ، فَإِذَا كَانَ عِيْدٌ، صَبَغَ لَهَاثِيَاباً،وَمَا رَأَيْتُهُ رَافِعاًصَوْتَهُ عَلَيْهَا، كَانَ إِذَا كَلَّمَهَا كَالمُصْغِي إِلَيْهَا. ❷

ترجمہ: محمد بن سیرین کی والدہ حجاز کی تھیں، اورانہیں رنگ دار کپڑا پسند تھا، محمد جب اس کے لیے کپڑے خریدتے تو سب سے نرم کپڑا لیتے اور جب عید ہوتی تو ان کے کپڑے رنگ دار کرتے، میں نے کبھی محمد کو والدہ کے ساتھ اونچی آواز کے ساتھ بات کرتے ہوئے نہیں دیکھا، جب محمد اپنے والدہ سے بات کرتے تو عاجزی کے ساتھ جھک کر بات کرتے۔

امام ابن عون رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے پاس آئے اور وہ اپنی والدہ کے ساتھ تھے، اس طرح عاجزی، تواضع اور جھک کر بات کررہے تھے کہ دیکھنے والا سمجھا شاید آپ بیمار ہیں، تو اِس نے پوچھا: کیا آپ بیمار تو نہیں ہیں؟ لوگوں نے کہا:

---

❶ انمول واقعات، ص: ۳۸۲

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن سيرين، ج۴ ص ۶۱۹، رقم الترجمة: ۲۴۶

لَا، وَلَكِنُ هٰكَذَا يَكُونُ إِذَا كَانَ عِنُدَ أُمِّهِ. ❶

ترجمہ: نہیں، لیکن یہ اپنے والدہ کے پاس ایسا ہی ہوتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا والدہ کا ادب واحترام اور اطاعت

امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی والدہ نے کسی بات پر قسم کھائی تو والدہ نے اپنے بیٹے یعنی امام صاحب سے کہا: میں اپنی قسم توڑنا چاہتی ہوں، مجھے کتنا کفارہ دینا پڑے گا، فلاں واعظ صاحب جو وعظ کیا کرتے ہیں اُن سے پوچھ کر آ ؤ کہ اس صورت حال میں شرعی حکم کیا ہے؟

امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے خالو وعظ کیا کرتے تھے اور وہ اپنے وعظ میں عبرتناک اور نصیحت آموز قصے زیادہ بیان فرماتے تھے جس کی وجہ سے ان کا نام ”اَلْقَاصُّ“ (یعنی قصہ سنانے والا) پڑ گیا تھا۔ ان کا نام ابوطالب تھا اور ان کو قصہ سنانے کی وجہ سے ”اَلْقَاصُّ“ کہتے تھے اور امام صاحب کی والدہ ان کے بیان میں حاضر ہوتی تھیں۔

حالاں کہ یہ شخص امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں سے بھی علم میں درجہ کم رکھتے تھے لیکن چوں کہ والدہ محترمہ نے فرمایا تھا کہ انہی سے جواب پوچھنا تو امام صاحب نے یہ نہیں فرمایا کہ امی میں بتادوں۔

میں جانتا ہوں یہ مسئلہ...... بلکہ اپنے شاگرد کے ذریعہ امام صاحب رحمہ اللہ نے ان کو بلوایا اور ان سے پوچھا:

اِنَّ اُمِّيُ حَلَفَتُ عَلٰى يَمِيُنٍ وَأَمَرَتُنِيُ أَنُ أَسُأَلَکَ فَكَرِهُتُ خِلَافَهَا.

ترجمہ: میری والدی نے کسی بات پر قسم کھائی ہے اور مجھ سے فرمایا کہ میں آپ سے

❶ حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: ابن سيرين، ج ۲ ص ۲۷۳

پوچھوں اور میں اس کے خلاف کرنے کو ناپسند سمجھتا ہوں۔ لہٰذا آپ اس کا جواب عنایت فرما دیجیے۔

ابوطالب نے کہا:

فَأَفْتِنِي بِالْجَوَابِ.

مجھے تو جواب آتا نہیں آپ مجھے جواب بتا دیں۔

تو امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا:

اَلْجَوَابُ كَذَا.

اس مسئلہ کا جواب اس طرح سے ہے۔

تو ابوطالب نے کہا:

قُلْ لَهَا عَنِّي أَنَّ الْجَوَابَ كَذَا وَكَذَا. ❶

میری طرف سے آپ ہی والدہ صاحبہ کو یہ جواب دے دیں۔

امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنی والدہ کو اس طرح بتا دیا کہ وہ صاحب اس مسئلہ کا اس طرح جواب دے رہے ہیں تو وہ واعظ کی اس بات سے راضی ہو گئیں۔

محمد بن منکدر رحمہ اللہ اور والدہ کا ادب واحترام

جعفر بن سلیمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَنَّهُ كَانَ يَضَعُ خَدَّهُ عَلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ يَقُولُ لِأُمِّهِ: قُومِي ضَعِي قَدَمَكِ عَلَى خَدِّي. ❷

ترجمہ: محمد بن منکدر اپنے گال کو زمین پر رکھتے پھر اپنی ماں سے کہتے: کھڑی ہو جاؤ اور اپنے پاؤں کو میرے گال پر رکھو۔

❶ والدین کی قدر کیجیے: ص ۱۳۷، ۱۳۸/ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما جاء في بره والديه، ص ٦٣

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن المنكدر، ج٥ ص ٣٥٦، رقم الترجمة: ١٦٣

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کا والدہ کا ادب واحترام

حضرت زین العابدین رحمہ اللہ اپنی والدہ کے ساتھ بہت نیکی کا برتاؤ کرنے والے تھے۔ یہاں تک کہ ان سے کہا گیا کہ آپ تو اپنی والدہ کے ساتھ لوگوں میں زیادہ نیکی کا برتاؤ کرنے والے ہیں لیکن ہم آپ کو اپنی والدہ کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھاتے ہوئے نہیں دیکھتے، والدہ جب کھا کر فارغ ہو جاتی ہیں پھر آپ کھاتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ اس پر انہوں نے کہا:

أَخَافُ أَنْ تَسْبِقَ يَدِيْ إِلَى مَا قَدْ سَبَقَتْ عَيْنُهَا إِلَيْهِ فَأَكُوْنُ قَدْ عَقَقْتُهَا. ❶

ترجمہ: میں ڈرتا ہوں اس بات سے کہ کہیں میرا ہاتھ اس چیز کی طرف سبقت نہ لے جائے جس کی طرف میری ماں کی آنکھیں سبقت لے گئیں ہوں اور اس طرح میں نافرمانوں میں سے ہو جاؤں۔

والدہ کے ادب واحترام کے سبب مغفرت

حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک دن زبور شریف کی تلاوت فرمائی تو زبور کی تلاوت کے وقت آپ کا دل نرم ہو گیا۔ تو آپ نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اس وقت دنیا میں مجھ سے زیادہ عبادت کرنے والا کوئی نہیں۔ تو اسی وقت اللہ تعالی نے وحی نازل فرمائی کہ اے داؤد! فلاں پہاڑ پر چڑھو اور وہاں پر ایک کاشتکار کو دیکھو جو سات سو سال سے میری عبادت میں مصروف ہے اور پھر بھی اپنے گناہ پر شرمندہ ہے، جو اس سے ہوا ہے حالانکہ میرے نزدیک وہ گناہ نہیں ہے۔ وہ غلطی یہ ہے کہ ایک دن وہ اپنے گھر کی چھت سے گزرا اور اس کی ماں چھت کے نیچے تھی تو اس کے چلنے کی وجہ سے چھت سے تھوڑی سی مٹی نیچے ماں پر گری، اور وہ شخص نہایت عبادت گزار ہے: "فَاذْهَبْ إِلَيْهِ

---

❶ وفيات الأعيان: ترجمة: زين العابدين، ج۳ص ۲۶۸

وَبَشِّرْهُ بِالْمَغْفِرَةِ مِنِّیْ" پس تم اس کے پاس جاؤ اور اس کو میری طرف سے بخشش کی خوشخبری دے دو۔ حضرت داؤد علیہ السلام اس پہاڑ پر گئے تو دیکھا کہ ایک شخص بہت ہی کمزور اور عبادت کی وجہ سے اس کی ہڈیاں نظر آرہی تھیں ۔حضرت داؤد علیہ السلام نے اسے نماز میں مصروف پایا، جب وہ فارغ ہوا تو آپ نے اسے سلام کیا اور اس نے سلام کا جواب دیا۔اور اس نے آپ سے پوچھا:"مَنْ أَنْتَ" آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا:"أَنَا دَاوُدُ" میں اللہ تعالی کا نبی داؤد ہوں۔اس شخص نے عرض کیا کہ مجھ سے ایک گناہ ہوگیا ہے اور میں اس کی معافی کے لئے پہاڑ پر چڑھ گیا ہوں اور آپ میرے لئے بخشش کی دعا کریں، اللہ رب العزت کی قسم! میں مکان کی چھت سے گزرا اور نیچے میری ماں بیٹھی ہوئی تھی تو تھوڑی سی مٹی اس پر گر پڑی۔اس وجہ سے میں گھر سے نکلا اور سات سو سال ہو گئے ہیں اور مجھے نہیں پتا کہ میری ماں مجھ سے راضی ہے یا نہیں۔لیکن میرا گمان ہے کہ وہ مجھ سے ناراض ہے اور میں مسلسل اللہ تعالی سے استغفار کرر ہا ہوں "لِيَرْضَى عَنِّيْ رَبِّيْ وَتَرْضَى عَنِّيْ وَالِدَتِيْ" تا کہ میرا رب مجھ سے راضی ہو جائے اور میری ماں مجھ سے راضی جائے۔اور میں اس حالت میں سات سو سال سے ہوں اور اللہ کے عذاب کے ڈر سے کھانے پینے کو بھی جی نہیں کرتا۔ آپ میرے لئے مغفرت کی دُعا کریں۔حضرت داود علیہ السلام نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِیْ إِلَيْكَ لِاُخْبِرَكَ أَنَّهُ غَفَرَلَكَ وَهُوَرَاضٍ عَنْكَ وَإِنَّ وَالِدَتَكَ خَرَجَتْ مِنَ الدُّنْيَاوَهِيَ رَاضِيَةٌ عَنْكَ.

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے تا کہ تجھے خوشخبری دوں کہ اس نے تیری غلطی کو معاف کر دیا ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے اور تیری والدہ دنیا سے چلی گئی ہے اور وہ بھی تجھ سے راضی تھی۔

اور وہ اس چھت کے نیچے نہیں تھی جس سے تیرا گزر ہوا تھا اور نہ ہی اس پر مٹی گری تھی۔
جب اس شخص نے یہ بات سنی تو کہنے لگا:

وَاللّٰہِ لَا اُحِبُّ الْحَیَاۃَ بَعْدَ ھٰذَا فَسَجَدَہٗ وَقَالَ رَبِّ اقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ فَمَاتَ مِنْ سَاعَۃٍ. ❶

ترجمہ: اللہ رب العزت کی قسم! میں اس کے بعد زندگی کو پسند نہیں کرتا، پھر اس نے سجدہ کیا اور عرض کی: اے اللہ! میری روح قبض کر کے اپنے پاس بلا لے، چنانچہ اسی وقت اِس کا انتقال ہو گیا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ اور والدہ کا ادب واحترام

حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ ایک مرتبہ سردی کے موسم میں آدھی رات کو میری والدہ نے پانی مانگا، میں کوزہ بھر کر ہاتھ پر رکھ کر حاضر ہوا، لیکن والدہ سو چکی تھیں۔ میں نے جگانا پسند نہ کیا، چنانچہ رات کے آخری حصہ میں وہ بیدار ہوئیں تو مجھے کوزہ لئے کھڑا دیکھا، جب مجھ سے والدہ نے کوزہ لیا تو سردی کے مارے میرا ہاتھ کوزہ سے چپکا ہوا تھا۔ کوزے کے ساتھ ہی میرا چمڑا بھی کچھ اکھڑ گیا۔ ماں نے عقیدت وشفقت کے سبب میرا سر بغل میں لیا اور چھاتی سے لگا کر بوسہ دیا اور کہا میرے چاند نے میری خاطر بڑی تکلیف اٹھائی، یہ کہہ کر میرے حق میں دعا کی کہ اللہ تعالی تجھے بخشے۔ (اور مجھ پر رحم کرے) میری ماں کی دعا قبول ہوئی اور یہ سب کچھ جو مجھے حاصل ہے یہ ماں کی دُعا کے بدولت ہے۔ ❷

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ اور والدہ کا ادب واحترام

ایک مرتبہ حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ کی چار پانچ سال کی چھوٹی بچی نے کوئی

---

❶ حکایات قلیوبی: حکایت نمبر ۳۹، ص ٦۷،۷۷،۸۷

❷ نزھۃ المجالس :باب بر الوالدین ،ج ا ص ۱۹۵

غلطی کی، حضرت نے اسکی اصلاح کے لئے تھپڑ مار دیا، پاس ہی لڑکی کی دادی بیٹھی ہوئی تھیں، انہوں نے جوتا اٹھایا اور چار پانچ جوتے مار دیئے، جب مار چکیں تو مولانا کہنے لگے، بے بے تھک گئی یعنی مطلب یہ تھا کہ اور ماریں آپ والدہ ہیں اُف تک نہ کہوں گا۔ دیکھیں مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ کا صبر وتحمل اور والدہ کی فرمابرداری کہ اُف بھی نہیں کہا۔ ❶

والدین کی خدمت پر دنیاوی واخروی فوائد وثمرات

والدین کی خدمت پر عرش کا سایہ نصیب ہوا

حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب حضرت موسی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لیے گئے تو وہاں عرش کے سائے تلے ایک شخص کو دیکھا اور اس کی حالت اتنی اچھی تھی کہ خود حضرت موسی علیہ السلام کو اس آدمی پر رشک آیا، تو حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا کہ: اے اللہ! تیرا یہ بندہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كَانَ لَا يَحْسُدُ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ، وَكَانَ لَا يَعُقُّ وَالِدَيْهِ، وَلَا يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ. ❷

ترجمہ: (یہ شخص تین کام کرتا تھا) جو چیزیں میں نے اپنے فضل وکرم سے لوگوں کو نعمتیں عطا کی ہیں ان پر حسد نہیں کرتا تھا، والدین کی نافرمانی نہیں کرتا تھا، چغل خوری نہیں کرتا تھا۔

والدین کی خدمت کے سبب کھال بھر کے سونا ملا

بنی اسرائیل میں ایک نیک بخت اور دیندار آدمی تھا، جس نے گائے کا ایک بچھڑا پال

❶ خدام الدین: جنوری ۱۹۶۰ء ص ۳۹

❷ مکارم الأخلاق لابن أبی الدینا: باب ما جاء فی صلة الرحم، ص ۸۵، الرقم: ۲۵۷

رکھا تھا، اس نیک بخت شخص کا ایک کم سن لڑکا تھا، جب اس نیک بخت شخص کے مرنے کا وقت قریب آیا تو اس نے کہا کہ: الٰہی! میں اس کم سن بچے کی امانت یہ بچھڑا تیرے سپرد کرتا ہوں۔

چنانچہ جب وہ لڑکا بڑا ہوا تو باپ کی طرح وہ بھی عبادت الٰہی میں لگا رہا، جس کا عمل یہ تھا کہ وہ تہائی رات سوتا، تہائی رات عبادت الٰہی میں گزارتا اور ایک تہائی رات میں اپنے معبود حقیقی کے سامنے گریہ وزاری کرتا تھا، اور دن میں اپنی محنت ومشقت سے جو کچھ کماتا تھا اس کے تین حصے کر کے ایک حصہ خیرات کرتا اور ایک حصہ اپنے خرچ میں لاتا اور ایک حصہ اپنی والدہ کو دے دیتا تھا۔ ایک دن اس کی ماں نے اس سے کہا کہ: تیرا باپ فلاں مکان میں تیرے لئے ایک گائے کا بچھڑا چھوڑ گیا ہے تو اسے جا کر دیکھ لے، والدہ کا حکم پاتے ہی لڑکا اس مقام پر گیا جہاں وہ بچھڑا تھا، اور اس کو والدہ کے سامنے لے آیا، تو اس کی والدہ نے کہا: تو اس کو بازار لے جا اور فروخت کر دے، مگر قیمت کے سلسلے میں میری اجازت کے بغیر فروخت نہ کرنا۔ غرض جب وہ لڑکا بچھڑے کو لے کر بازار گیا تو بادشاہ نے اس سے کہا: لڑکے! اپنی ماں کی اجازت کے بغیر اس بچھڑے کے چھ روپے لے کر میرے ہاتھ فروخت کر دے۔ یہ سن کر لڑکے نے کہا: جناب! والدہ کی اجازت حاصل کرنا تو ضروری ہے، میں ان کی اجازت کے بغیر کس طرح فروخت کر سکتا ہوں؟ چنانچہ لڑکے نے بازار سے واپس آ کر تمام واقعہ اپنی والدہ کو سنایا، تو اس کی ماں نے بتایا: بیٹا! وہ شخص بادشاہ ہے تو اس کے پاس جا کر اس سے معلوم کر کہ کیا آپ مجھ کو اس بچھڑے کے فروخت کرنے کی اجازت دیتے ہیں؟ تو بادشاہ نے اس لڑکے کو بتایا کہ: ابھی ٹھہر جا! تیرے اس بچھڑے کو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام خریدیں گے اور اس کی قیمت کا جس قدر اس کی کھال میں آ سکے گا سونا تجھے دیں

گے۔غرض اسی طرح ہوا، اس لڑکے نے اپنی والدہ کے ساتھ جو نیک عمل کیا تھا اس کی مکافات اور مقتول کے بیان کی غرض سے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اس بچھڑے کا ذبح کرنا لازم قرار دے دیا، کیونکہ بنی اسرائیل مرنے کے بعد قیامت میں پھر زندہ کر کے اٹھائے جانے کے قائل نہ تھے، مگر جب اس بچھڑے کو ذبح کرنے کے بعد اس کے جسم یعنی زبان یا پشت کی کھال کا کوئی حصہ مقتول کے جسم پر مارا تو اللہ کے حکم سے مقتول نے زندہ ہوکر خود ہی اپنے قاتل کا نام بتا دیا، جس سے بنی اسرائیل پر ظاہر ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ مرنے کے بعد بھی مردے کو زندہ کرسکتا ہے۔ ❶

والدہ کی خدمت کے سبب ایک سفید قبہ میں قیام اور غیبی رزق کا انتظام

حضرت سلیمان علیہ السلام آسمان و زمین کے درمیان ہوا میں اڑا کرتے تھے، چنانچہ ایک دن جب کسی گہرے سمندر میں ان کا گزر ہوا تو دریا میں ہولناک موجیں اٹھتے دیکھ کر ہوا کے پھیل جانے کا حکم دیا اور جناتوں کو دریا میں غوطہ لگا کر نیچے کا حال معلوم کرنے کا، جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے جنوں نے دریا میں غوطہ لگایا تو اس میں موتی کا ایک ایسا چمکدار قبہ دیکھا جس میں کوئی دروازہ نہ تھا، حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس کی خبر دی گئی تو انہوں نے اس قبہ کو سمندر سے لانے کا حکم فرمایا، چنانچہ جنات نے اس کو سمندر سے نکال کر حضرت سلیمان کے سامنے پیش کیا گیا، جس کو دیکھ کر انہیں بہت تعجب ہوا اور اللہ تعالی سے دعا کی جس سے وہ شق ہوا اور اس کا دروازہ کھل گیا، تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیکھا کہ اس میں ایک نوجوان اللہ تبارک وتعالی کے سامنے سجدہ میں مشغول ہے، حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے دریافت کیا کہ تم

❶ معالم التنزيل للبغوی مع تغییر یسیر: سورہ بقرہ آیت نمبر ۶۷ کے تحت ج ۱ ص ۱۲۸/ السراج المنير للشربينی: ج ۱ ص ۶۹/ التفسير المظهری: ج ۱ ص ۸۱

فرشتے ہو یا جن؟ تو اس نوجوان نے جواب دیا کہ میں انسان کی جنس سے ہوں، اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ آخر یہ بزرگی اور فضیلت تجھے کیونکر حاصل ہوئی؟ اس نوجوان نے عرض کیا کہ حضرت! مجھے یہ فضیلت اطاعت والدین اوران کے ساتھ حسن سلوک کے سبب حاصل ہوئی ہے، میں اپنی ضعیف والدہ کو اپنی پشت پرلادے رہتا تھا اوران کی دعا تھی کہ اے میرے معبود! تو اس کو سعادت عطا فرما کر میرے مرنے کے بعد اس کا مقام ایسی جگہ میں متعین فرما جو نہ آسمان میں ہو نہ زمین میں، چنانچہ والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد جب میں ایک دریا کے کنارے گھوم رہا تھا تو میں نے سفید موتی کا ایک قبہ دیکھا، جب میں اس کے پاس پہنچا تو اسکا دروازہ کھل گیا اور میرے اندر داخل ہونے کے بعد قدرت الٰہی سے خود ہی بند ہو گیا، مجھے نہیں معلوم کہ اب میں زمین میں ہوں یا آسمان میں یا ہوا میں؟ اللہ تعالیٰ اس میں مجھے رزق عطا فرما دیتا ہے، حضرت سلیمان علیہ السلام نے دریافت کیا آخر اس میں تجھے روزی کس طرح حاصل ہوتی ہے؟ اس نے کہا، جب بھوکا ہوتا ہوں تو ایک درخت پیدا ہوتا ہے اوراس درخت سے پھل جس میں دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا پانی نکلتا ہے جس کو میں کھا پی لیتا ہوں اور میرے سیراب ہو جانے پر خود ہی وہ درخت غائب ہو جاتا ہے، اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے دریافت فرمایا: آخر تم اس قبہ میں دن اور رات میں کیسے امتیاز کرتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ جب صبح صادق طلوع ہوتی ہے تو یہ قبہ سفید ہو جاتا اور غروب آفتاب کے بعد اندھیرا، پس اس ذریعہ سے دن اور رات کو پہچان لیتا ہوں، اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا سے وہ قبہ دریا کی گہرائی میں اپنے مقام کی طرف لوٹ گیا۔ ❶

❶ حکایات قلیوبی: حکایت نمبر ۲۹، ص: ۶۰، ۶۱/ روض الریاحین فی حکایات الصالحین: الحکایة الرابعة والستون بعدالمئتین، ص ۲۳۳، ۲۳۴

دیکھیں والدین کی خدمت کے سبب رب العالمین نے کتنا بلند مقام دیا اور غیبی رزق کا انتظام فرما دیا، جس طرح ماں نے دعا کی اللہ رب العزت نے اسی طرح کا اُسے ٹھکانہ دیا۔

کیا بیٹا ماں کی خدمت کا حق ادا کر سکتا ہے

زرعہ بن ابراہیم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: میری ماں اتنی بوڑھی ہے کہ قضائے حاجت بھی نہیں کرسکتی، تو میں اسکو اپنے پیٹھ پر بٹھاتا ہوں اور پیٹھ نیچے کر کے چہرہ پھیر لیتا ہوں (تاکہ قضائے حاجت کرے۔) کیا میں نے اسکا حق ادا کر دیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، اس نے کہا: کیا میں نے اس کو پیٹھ پر نہیں بٹھایا اور خود کو روکا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَا ،لِأَنَّهَا كَانَتْ تَصْنَعُ ذٰلِكَ بِكَ وَهِيَ تَتَمَنّٰى بَقَاءَ كَ،وَأَنْتَ تَصْنَعُ ذٰلِكَ بِهَا وَأَنْتَ تَتَمَنّٰى فِرَاقَهَا. ❶

ترجمہ: نہیں، کیونکہ وہ آپ کے ساتھ ایسا کرتی تھی جب کہ وہ تمنا کرتی تھی کہ آپ باقی رہیں (یعنی ماں پیٹ میں رحم کی صورت میں اولاد کے بقاء کے لئے دُعا کرتی ہے) اور آپ نے اس کے ساتھ ایسا سلوک اس وقت میں کیا جب آپ اسے چھوڑنا چاہتے ہو (یعنی عموماً بڑھاپے میں عوارض اور معذوری کی صورت میں خدمت طبیعت پر شاق گزرتی ہے، جب کہ وہ خدمت بھی بول و براز کی صفائی ہو، اور بیماری طویل ہو جائے۔)

والد کی خدمت کے عوض دنیا میں تیس خچر سونے کے لدے ہوئے ملے

امام طاؤس رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی کے چار بیٹے تھے، باپ بیمار ہو گیا، ایک بیٹے نے اپنے بھائیوں سے کہا: تم دو باتوں میں سے کوئی ایک بات پسند کرلو، یا تو تم والد کی مکمل تیمارداری کرو اور اس کی میراث میں سے کچھ نہ لو، یا میں اس کی تیمار

---

❶ الجامع لابن وهب: باب الأسماء، ص ۱۴۹، رقم الحديث: ۹۰

داری کرتا ہوں اور مجھے اس کی میراث میں سے کچھ نہ دیا جائے، بھائیوں نے کہا:

مَرِّضْهُ وَلَيْسَ لَکَ مِنْ مِيْرَاثِهِ شَيْءٌ.

ترجمہ: آپ ہی اس کی دیکھ بھال کریں، میراث میں آپ کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

اس نے والد کی تیمارداری کرنی شروع کی، یہاں تک کہ والد کا انتقال ہوگیا اور میراث میں سے بھی اسے کچھ نہ ملا۔ ایک رات خواب میں کسی نے اس سے کہا: فلاں جگہ جاؤ، وہاں سو دینار رکھے ہیں، وہ اٹھالو اس نے پوچھا: کیا وہ برکت والے ہیں؟ اس نے کہا: نہیں، صبح ہوئی تو اس نے بیوی سے اس کا ذکر کیا، بیوی نے کہا: ہم بھوک سے مر رہے ہیں اور تجھے برکت کی پڑی ہے، وہ لے آ، اس کی برکت یہی ہے تو اس سے کھائے، پیئے اور زندگی گزارے، مگر وہ نہ مانا، جب اگلی رات ہوئی تو کسی نے خواب میں کہا: فلاں جگہ جاؤ اور دس دینار اُٹھالو، اس نے پوچھا: کیا ان میں برکت ہے؟ جواب ملا، نہیں، صبح اس نے پھر بیوی سے اس کا تذکرہ کیا، بیوی نے وہی پہلا جواب دیا، تاہم شوہر نے اس روز بھی وہ دینار نہ اٹھائے، تیسری رات پھر اس کو خواب آیا، کسی نے کہا: فلاں جگہ سے ایک دینار اٹھالو، اس نے پوچھا: اس میں برکت ہے؟ اس نے کہا: ہاں، صبح ہوئی تو آدمی وہاں گیا اور دینار اٹھالایا، بعدازیں وہ بازار گیا وہاں ایک آدمی کے پاس دو مچھلیاں تھیں، اس نے اس سے پوچھا: یہ کتنے کی ہیں؟ آدمی نے کہا: ایک دینار کی، وہ ایک دینار سے دو مچھلیاں خرید کر گھر لے آیا، جب اس نے اس کا پیٹ چاک کیا تو اس میں سے دو ایسے خوبصورت قیمتی موتی برآمد ہوئے کہ کسی نے اس سے پہلے اس جیسے نہ دیکھے ہوں گے۔

اس وقت کے بادشاہ کو ویسے ہی ایک موتی کی تلاش تھی، اس نے تمام جوہریوں سے اس بابت معلومات کی مگر کسی کے پاس ویسا موتی نہ تھا، اس لڑکے کے پاس وہ موتی مل گیا:

فَبَاعَهَا بِوِقْرِ ثَلَاثِيْنَ بَغْلًا ذَهَبًا، فَلَمَّا رَآهَا الْمَلِكُ، قَالَ: مَا يَصْلُحُ هَذِهِ إِلَّا بِأُخْتٍ، فَاطْلُبُوا مِثْلَهَا وَإِنْ أُضْعِفْتُمْ، قَالَ: فَجَاءُوهُ، فَقَالُوا: عِنْدَكَ أُخْتُهَا؟ نُعْطِيكَ ضِعْفَ مَا أَعْطَيْنَاكَ، قَالَ: أَوَ تَفْعَلُونَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، فَأَعْطَاهُمْ أُخْتَهَا بِضِعْفِ مَا أَخَذَ الْأُوْلَى. ❶

ترجمہ: لڑکے نے وہ موتی بادشاہ کو سونے سے لدے ہوئے تیس خچروں کے عوض فروخت کردیا۔ بادشاہ نے جب موتی دیکھا تو اپنے خدام سے کہا: یہ موتی جڑواں ہوتا ہے، تنہا نہیں ہوتا، اس کا جڑواں موتی تلاش کرو، اگرچہ انہیں اس کی دگنی قیمت دینی پڑ جائے، بہرصورت وہ خرید کر میرے پاس لے آؤ، شاہی خدام اس کے پاس آئے اور کہا: کیا آپ کے پاس اس جیسا دوسرا موتی ہے، ہم اس کی دُگنی قیمت دینے کو تیار ہیں، اس نے کہا: ہاں مگر تم اس کی دگنی قیمت دے دوگے؟ انہوں نے کہا: ہاں، تو بیٹے نے وہ موتی دگنی قیمت کے عوض انھیں فروخت کردیا۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے والد کی خدمت کا دنیا میں بھی بہتر صلہ عطا فرمایا، اور وقت کا مال دار انسان بن گیا، دیکھیں والد کی خدمت کے سبب اللہ رب العزت نے غیبی رزق کا انتظام کیا، اور اتنا عطا کردیا کہ اب اگر اُس کی نسلیں بھی کھائیں تو ختم نہیں ہوگا، یہ دنیاوی انعام ہے، آخرت کا اجروثواب اور انعامات اِس کے علاوہ ہیں۔

والدہ کی خدمت کے سبب جنت کے انعامات سے لطف اندوز ہونا

حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ میں بیس برس کا تھا کہ والدہ ماجدہ نے مجھے بلایا اور اپنے ساتھ سلایا، میں نے بطور تکیہ والدہ کے سر کے نیچے اپنا ہاتھ رکھ

❶ شعب الإيمان: بر الوالدين، ج ۱۰ ص ۳۱۰، الرقم: ۷۵۴۷/حياة الحيوان الكبرىٰ: الطاؤس، الحكم، ج ۲ ص ۱۲۴، ۱۲۵

دیا تو وہ سن ہو گیا۔ میں نے ادب واحترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہاتھ کا نکالنا مناسب نہ سمجھا تا کہ والدہ کی نینداور آرام میں خلل واقع نہ ہو، اس دوران میں سورۃ اخلاص کا وظیفہ کرتا رہا، یہاں تک کہ دس ہزار مرتبہ میں نے قل ھو اللہ احد پڑھا، اور والدہ کے حق کی محافظت کے لئے اپنے ہاتھ سے بے نیاز ہو گیا۔ یعنی پھر میں اس ہاتھ سے مفلوج ہونے کے باعث کام نہ لے سکا۔

آپ کے وصال کے بعد کسی دوست نے خواب میں دیکھا آپ جنت میں بڑے مزے سے ٹہل رہے ہیں اور اللہ تعالی کی تسبیح میں محو پرواز ہیں، پوچھا گیا آپ کو یہ مقام کیسے نصیب ہوا؟

فرمایا والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، خدمت گزاری اور ان کی سخت باتوں پر صبر و استقامت کی وجہ سے۔ ❶

والدہ کی خدمت کے سبب تینوں بیٹوں کے کاروبار میں خوب برکت

محمد زاہد مخدومی منصورہ کے قریب ایجوکیشن ٹاؤن میں رہتے ہیں، ریٹائرڈ انجینئر ہیں، انہوں نے بتایا کہ ناظم آباد کراچی میں ان کی بیگم کے تین قریبی رشتہ دار بھائی رہتے ہیں، ان کے چھوٹے چھوٹے کاروبار تھے اور انہیں بہت آسودگی حاصل نہ تھی، سوء اتفاق کہ چند سال پہلے ان کی والدہ فالج کے عارضے میں مبتلا ہو کر صاحبِ فراش ہو گئی، تینوں بھائی چونکہ کاروباری آدمی تھے اور بہت مصروف رہتے تھے، اس لئے چھ چھ ہزار روپے تنخواہ دے کر انہوں نے دو نرسوں کا انتظام کیا جو سارا دن ان کی والدہ کی خبر گیری کرتی تھیں، وہ خود بھی والدہ کا بہت خیال رکھتے اور ان کی خدمت میں کوئی کمی نہیں کرتے تھے۔ والدہ کی بیماری اور علاج معالجے کا سلسلہ ڈھائی تین سال تک جاری رہا، نتیجہ یہ ہوا کہ

❶ نزهة المجالس: باب بر الوالدين، ج ۱ ص ۱۹۵

ان کی مالیات پر شدید بوجھ پڑا، کاروبار تباہ ہوگیا، وہ مقروض ہوگئے حتی کہ جس مکان میں رہتے تھے، وہ بھی گروی رکھنا پڑا۔

لیکن پھر اللہ کی رحمت جوش میں آئی اور سال ڈیڑھ سال میں حالات میں غیر معمولی تبدیلی واقع ہوگئی، کاروبار میں برکت شروع ہوگئی اور پھر ان پر پیسہ بارش کی طرح برسا، اب صورتِ حال یہ ہے کہ تینوں بہت خوش حال ہیں، تینوں کے الگ الگ مکان ہیں اور مجھے یقین ہے یہ سارا انقلاب اس لئے رونما ہوا کہ انہوں نے اپنی بیمار والدہ کی خدمت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی اور اس سلسلے میں انہوں نے ایک وقت میں اپنی معیشت کو بھی خطرے میں ڈالنے سے دریغ نہیں کیا تھا۔ ❶

والدین کے نافرمانی کے گیارہ اسباب

۱......اولاد کا والدین کے مقام ومرتبہ سے آگاہ نہ ہونا

جب انسان اس سے جاہل ہو کہ والدین کا کیا مقام ومرتبہ ہے؟ ان کو ستانے کی کیا کیا سزائیں ہیں؟ ان کی خدمت پر کیا کیا ملتا ہے؟ ان سب سے انسان جاہل ہو تو پھر وہ والدین کی خدمت نہیں کرتا اور عموماً نافرمان ہوجاتا ہے۔ اور جو شخص والدین کے مقام ومرتبہ سے آگاہ ہوتا، اُسے معلوم ہوتا ہے کہ اِن کے سامنے اُف کہنا بھی منع ہے، تو وہ کبھی والدین کی اذیت کا سبب نہیں بنتا۔ اس میں والدین کی بھی غفلت ہے کہ وہ اپنی اولاد کو قرآن وسنت کی تعلیم سے محروم رکھتے ہیں، اسلئے اولاد کو والدین کے مرتبہ کا علم ہی نہیں ہوتا۔

۲......بُری تربیت اور غفلت

جب والدین اپنے اولاد کی اچھی تربیت نہیں کرتے، ان کو تقوی، نیکی اور اچھائی کا حکم

❶ مکافات عمل: ص ۳۴

نہیں دیتے تو ایسی اولاد بھی نافرمان ہوجاتی ہے، یا بعض والدین اولاد کی تربیت سے غافل ہوتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں اولاد کے لئے دوٹائم کے کھانے کا انتظام کرلینا اور رہائش کے لئے مکان کا انتظام کرنا یہی تربیت ہے۔آج کے والدین اولاد کی جسمانی ضروریات پوری کرتے ہیں لیکن باطنی اورروح کی ضروریات کی طرف توجہ نہیں دیتے۔

۳......قول وعمل میں تضاد ہونا

والدین اپنے اولاد کو اچھی تربیت کرتے ہیں اوران کو نیکی اور برائی کی تمیز سکھاتے ہیں لیکن خود والدین عمل نہیں کرتے، اولاد کو نماز کا حکم دیتے ہیں لیکن خود نماز نہیں پڑھتے، تو یہ بھی اولاد کی نافرمانی کا بڑا سبب ہے۔

۴......برے لوگوں کی صحبت

اولاد کی صحبت اچھی نہ ہوتو یہ اولاد کو خراب کرتی ہے، اولاد کا اٹھنا بیٹھنا ان کے ساتھ ہوگا جن کو والدین کا مقام ومرتبہ کا پتہ نہیں، برے لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہوگا پھر صحبت اپنا اثر دکھاتی ہے تو اولاد بھی اسی طرح بن جاتی ہے۔

۵......اپنے والدین کا نافرمان ہونا

یعنی والدین اگر اپنے والدین کے نافرمان ہوں تو ان کی اولاد بھی عموماً ان کی نافرمان ہوجاتی ہے، کیونکہ یہ مکافاتِ عمل ہے جیسا انسان کرتا ہے ویسا اُس کے ساتھ ہوتا ہے۔

۶......ناچاکی اور طلاق کی صورت میں والدین کا اولاد کوایک دوسرے کے خلاف اُکسانا

یعنی جب میاں بیوی کے درمیان آپس میں طلاق ہوجائے تو اولاد کبھی ماں کے پاس ہوتی ہے اور کبھی باپ کے پاس، جب ماں کے پاس ہوتی تو ماں باپ کے خلاف اکساتی ہے، باپ کی نفرت دل میں بٹھاتی ہے، اور جب باپ کے پاس ہوتی ہے تو

باپ ماں کے خلاف اکساتا ہے، طرح طرح کے زہر اگلتا ہے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اولاد پھر کسی کی بات میں نہیں آتی اور دونوں کی نافرمان ہو جاتی ہے۔

۷......اولاد کے درمیان مساوات نہ کرنا

والدین اگر ایک بیٹے کو زیادہ توجہ دیں تو دوسرے بیٹے کو حسد ہوتا ہے، اور یہ نافرمانی کا سبب ہے۔ اسی طرح اولاد کے درمیان برابری نہ کرنا، بعض کو دینا بعض کو نہ دینا، یہ بھی نافرمانی کا سبب بن جاتا ہے، اس لئے تمام اولاد کو ایک نظر سے دیکھا جائے۔

۸......اپنی راحت اور آسانی کو ترجیح دینا

بعض لوگوں کے والدین بوڑھے ہو جاتے ہیں یا بیمار ہو جاتے ہیں تو اولاد ان سے جان چھڑانے میں رغبت رکھتے ہیں، یا تو چھوڑ دیتے ہیں یا الگ گھر یا اولڈ ہوم میں بھیج دیتے ہیں، یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں راحت ملے گی، حالانکہ راحت تو والدین کے ساتھ نیکی کرنے اور خدمت کرنے میں ہے۔

۹......والدین کا اولاد کی حوصلہ افزائی نہ کرنا

والدین اولاد کی نیکی کے کاموں میں مدد نہیں کرتے، جب کوئی احسان کرے تو اولاد کی حوصلہ افزائی نہیں کرتے، جب اولاد والدین کی طرف سے احسان یا دعا اور مدد نہیں پاتے تو پھر یہ والدین کی خدمت نہیں کرتے۔

۱۰......بداخلاق بیوی کا ہونا

اگر بیوی ایسی ہو کہ اللہ سے نہ ڈرے، حقوق کی رعایت نہ کرتی ہو، پھر یہ شوہر کو اس کے والدین کے خلاف بھڑکاتی ہے، یا ان کو گھر سے نکالنے کی بات کرتی ہے، یا خرچہ نہ دینے کی بات کرتی ہے، الغرض طرح طرح کی باتیں کر کے والدین کی نفرت دل میں ڈالتی ہے اور پھر شوہر والدین کا نافرمان ہو جاتا ہے۔

۱۱......والدین کے مصائب کا احساس نہ ہونا

بعض اولاد کو پتہ نہیں ہوتا کہ والدین نے ان کے لیے کیا کیا مصائب جھیلے ہیں؟ ان کی خواہشات اور حاجات کس طرح پوری کیں، خود کو تکلیف میں رکھ کر اولاد کو راحت پہنچائی، جب ان سب کا علم اولاد کو نہیں ہوتا تو اولاد نافرمان ہوتی ہے۔ جب اُن کے سامنے والدین کے دکھ درد، مشقت بھری زندگی اور اولاد کی خاطر مصائب کا جھیلنا سامنے آتا ہے تو دل موم ہو جاتے ہیں۔ ❶

یہ وہ اسباب ہیں جو عموماً والدین کی نافرمانی کا سبب بنتے ہیں، تو ان اسباب سے بھی اپنے آپ کو بچائیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو والدین کے ساتھ حسن سلوک اور انکی اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ان کی نافرمانی سے بچائے۔ آمین

والدین کی نافرمانی کے دس دنیوی اور اخروی نقصانات

۱...... اِنَّ الْعَاقَّ لَا يُبْسَطُ لَهُ فِي رِزْقِهٖ وَلَا يُطَالُ فِيْ عُمُرِهٖ.

نافرمان کے رزق اور عمر میں برکت نہیں ہوتی۔

۲...... اِنَّ أَبْنَاءَ الْعَاقِّ يَعُقُّوْنَهٗ جَزَاءً وِّفَاقًا.

نافرمانی کرنے والے کی اولاد اس کی نافرمانی کرتی ہے یہ بدلہ ہے پورا پورا۔

۳...... اَلْعَذَابُ الشَّدِيْدُ الَّذِىْ يُوْعَدُ الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ.

سب سے سخت عذاب ماں باپ کے نافرمان کو دیا جائے گا۔

۴...... اَلذِّكْرُ السَّيِّیءُ عِنْدَ النَّاسِ لِمَنْ عَقَّ وَالِدَيْهِ.

ماں باپ کے نافرمان کا تذکرہ لوگ اچھے الفاظ سے نہیں کرتے۔

۵...... اِنَّ الْعَاقَّ تَجِدُهٗ فِى الْغَالِبِ غَيْرَ مُوَفَّقٍ فِيْ أَعْمَالِهٖ وَفِيْمَا يُرِيْدُهٗ

❶ عقوق الوالدين: أسبابه-مظاهره-سبل العلاج، ص: ۲۵ تا ۲۸

وَيَطْلُبُهُ فَأَبْوَابُ الْخَيْرِ مُغْلَقَةٌ فِي وَجْهِهٖ.

ماں باپ کے نافرمان سے اس کے ارادے اور طلب کے باوجود نیک اعمال کی توفیق سلب کرلی جاتی ہے اور خیر کے دروازے اس پر بند کردیے جاتے ہیں۔

۶...... اَلْعَاقُّ لا تُقْبَلُ مِنْهُ الْأَعْمَالُ فَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلاثَةٌ لا يَقْبَلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُمْ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا. عَاقٌّ وَمَنَّانٌ، وَمُكَذِّبٌ بِالْقَدْرِ.

نافرمان اگر اعمال کر بھی لے تو قبول نہیں ہوتے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں جن کے اعمال خیر اللہ رب العزت قبول نہیں فرماتے:

۱...... ماں باپ کا نافرمان۔ ۲...... احسان جتلانے والا۔ ۳...... تقدیر کا جھٹلانے والا۔

۷...... عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنَ دَيْنٌ يُسْتَقْضَى وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ.

والدین کی نافرمانی ایک قسم کا قرض ہے اس کا بدلہ چکادیا جائے گا اگرچہ ایک وقت کے بعد ہو۔

۸...... عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ يُذْهِبُ إِشْرَاقَةَ الْوَجْهِ وَيُطْفِئُ نُوْرَهُ.

والدین کی نافرمانی چہرہ کی رونق اور اس کے نور کو بجھا دیتی ہے۔

۹...... اَلْعُقُوْقُ يَحْرِمُ الْعَاقَّ مِنْ أَنْ يَنْظُرَ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

والدین کی نافرمانی کرنا اللہ کے دیدار سے محرومی کا سبب ہوتا ہے۔

۱۰...... اَلْعُقُوْقُ يُبْعِدُ عَنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ. ❶

والدین کی نافرمانی کرنا اللہ کی خوشنودی سے دور کردیتا ہے۔

❶ نضرة النعيم في مكارم أخلاق الرسول الكريم، عقوق الوالدين، من مضار عقوق الوالدين، ج ۱۰ ص ۵۱۷

والدین کی نافرمانی کے دنیاوی واخروی بھیانک نتائج

بنی اسرائیل کے عابد جریج کو والدہ کی بددعا اور اس کا اثر

بنی اسرائیل کے عابد جریج کا واقعہ مختلف کتب حدیث میں آیا، مجموعہ روایات کو سامنے رکھا جائے تو اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نومولود (پیدائشی) بچوں میں سے صرف تین ایسے گزرے ہیں جنہوں نے نومولود ہونے کی حالت میں گہوارہ (گود) میں گفتگو کی ہے، ایک تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے جنہوں نے اپنی والدہ حضرت مریم کے حق میں گواہی دی تھی۔ دوسرا وہ بچہ تھا جس نے جریج عابد کے حق میں گواہی دی تھی۔

جریج بنی اسرائیل میں ایک بڑا عابد وزاہد شخص تھا، آبادی سے باہر اس نے اپنا ایک صومعہ بنا رکھا تھا۔ (جس میں وہ جا کر عبادت کیا کرتے تھے،) جریج عابد اس صومعہ میں ہمہ وقت عبادت وبندگی میں مشغول رہتا تھا، ایک روز اس کی والدہ اس کے پاس آئیں تو دیکھا کہ وہ نماز میں مشغول ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جریج کی ماں کی ہیئت عملاً بیان کی اور فرمایا کہ اس نے اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھوں پر سایہ کرلیا (کیوں کہ جب کسی اونچی چیز کی طرف دیکھنا ہو تو عموماً لوگ سورج کی شعاعوں سے بچنے کے لیے آنکھوں پر ہاتھوں کو چھجا بنا لیتے ہیں تو اس کی والدہ نے بھی آنکھوں پر ہاتھ کا چھجا بنا کر) اسے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ نماز میں مشغول تھا۔

ماں نے کہا کہ جریج! میں تیری ماں ہوں مجھ سے بات کر! جریج کے سامنے اس کی نماز تھی (غالبًا اسے نماز میں وہ حلاوت مل رہی ہوگی کہ کسی دوسری طرف متوجہ ہونا اسے گراں گزر رہا ہوگا) اس نے دل میں کہا: اے اللہ! ایک طرف میری ماں ہے، دوسری طرف نماز (کسے اختیار کروں؟) آخر اس نے نماز کو ہی اختیار کیا۔ ماں واپس ہوگئی۔

دوسرے دن پھر ماں آئی اور (حسب معمول اسے نماز میں مشغول دیکھا) اور کہا: اے جریج! میں تیری ماں ہوں، مجھ سے بات کر! اس نے پھر (دل میں) کہا اے اللہ! ایک جانب میری ماں ہے دوسری جانب میری نماز ہے (کیا کروں؟) آخر نماز کو ہی اختیار کیا، ماں (ناکام) واپس لوٹ گئی۔

تیسرے روز پھر واپس آئی تو جریج پھر نماز میں مشغول تھا۔ اس نے کہا: اے جریج! (میں تیری ماں ہوں) اس نے دل میں کہا کہ اے اللہ! ایک طرف میری ماں ہے تو دوسری طرف میری نماز، کسے اختیار کروں؟ آخر نماز کو ہی اختیار کیا۔

متواتر تین روز تک ماں، بیٹے کی ملاقات اور اس سے گفتگو میں ناکامی سے جھنجھلا گئی اور مارے غصہ کے جریج کو بددعا دی اور کہا: اے اللہ! یہ جریج میرا بیٹا ہے اور میں اس سے بات کرنا چاہتی ہوں مگر اس نے (عملاً) مجھ سے بات کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ لا تُمِتْهُ حَتّٰى تُرِيَهُ وُجُوْهَ الْمُوْمِسَاتِ.

ترجمہ: اے اللہ! اِسے اس وقت تک موت نہ دیجیے جب تک کہ یہ بدکار، بازاری عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ماں نے صرف عورتوں کا منہ دیکھنے کی بددعا دی تھی اگر ان کے فتنہ میں پڑ جانے کی بددعا بھی دیتی تو وہ اس میں بھی پڑ جاتا (کہ ماں کی بددعا ایسی ہی تیر بہدف ہوتی ہے)۔

اب ماں کی بددعا پوری ہونے کی صورت یوں ہوئی کہ بنی اسرائیل کے لوگوں میں جریج کی عبادت کے تذکرے اور چرچے ہونے لگے۔ وہاں ایک فاحشہ اور بازاری عورت رہا کرتی تھی جو اپنے حسن کے ذریعہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرتی تھی اور اس کے حسن کی مثالیں دی جاتی تھیں۔ اس نے لوگوں سے کہا کہ جریج کی عبادت کے تم

بہت تذکرے کرتے ہو، حالاں کہ اس کا حال یہ ہے کہ اگر تم چاہو تو میں اسے اپنے فتنہ میں مبتلا کر کے دکھاؤں۔ چنانچہ اس عورت نے ان کو گناہ میں مبتلا کرنے کی کوشش کی، اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت فرمائی، تو اس عورت کے ہاں جب بچے کی ولادت ہوئی تو اس نے جریج سے انتقام لینے کے لیے یہ کہنا شروع کر دیا کہ یہ بچہ جریج کا ہے جو اس خانقاہ میں رہتا ہے۔

یہ سننا تھا کہ لوگ کلہاڑیاں اور گینتیاں لے کر اس کی خانقاہ پر ٹوٹ پڑے اور اسے پکارا تو اسے نماز میں مشغول پایا، اس نے ان سے بات کی لوگوں نے اس کی خانقاہ کو گرانا اور منہدم کرنا شروع کر دیا اور اسے نیچے اترنے پر مجبور کر دیا، جریج نے جب یہ صورت حال دیکھی تو نیچے آیا۔ لوگوں نے اسے مارا پیٹا، اس نے کہا: کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا: تو نے اس بازاری عورت سے بدکاری کی ہے اور اُس سے کہا: اس عورت سے پوچھ یہ کیا کہتی ہے؟

جریج نے فرمایا: مجھے نماز پڑھنے کی مہلت دو۔ غرض انھوں نے نماز پڑھی، نماز پڑھ کر واپس لوٹے تو لوگ اس بچہ کو لے آئے، جس کے متعلق کہا جا رہا تھا کہ یہ جریج کا ہے۔ جریج نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بچہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے پیٹ پر انگلی رکھی اور اس سے پوچھا:

مَنْ أَبُوكَ يَا غُلَامُ؟ قَالَ: أَلرَّاعِيْ.

ترجمہ: اے لڑکے! تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا میرا باپ فلاں چرواہا ہے جو بکریاں چراتا ہے۔

نومولود بچہ کو اتنا واضح کلام کرتے دیکھ کر اور اس کی زبان سے جریج کی برأت کی گواہی سن کر لوگوں کو عقل آئی۔ بے عقل عوام کا یہی حال ہوتا ہے کہ جہاں کسی کی کوئی بات سن لی

بغیر تحقیق اسے قبول کرلیا۔خواہ غلط ہو یا صحیح پھراس کے مقابلہ میں دوسری بات سنی تو اسے قبول کرلیا۔وہ جھوٹ سچ کی تحقیق میں نہیں پڑتے، جو جہالت اور کم علمی کی بات ہے۔

غرض لوگوں کو احساس ہوا کہ ہم نے جریج کے ساتھ بہت زیادتی کی ہے۔ چنانچہ وہ لوگ فرطِ عقیدت سے اس سے لپٹنے اور اس کا بوسہ لینے لگے اور کہنے لگے:

قَالُوا نَبْنِي صَوْمَعَتَکَ مِنْ ذَهَبٍ،قَالَ لا ،إِلَّا مِنْ طِينٍ. ❶

ترجمہ: ہم تیرا صومعہ (خانقاہ) سونے چاندی سے دوبارہ تعمیر کریں گے۔اس نے کہا: نہیں اس کی ضرورت نہیں، بس تم اسے اس کی سابقہ حالت پر لوٹا دو اور مٹی گارے ہی سے اسے کھڑا کردو۔

دیکھیں والدہ کی بددعا کتنی تیر بہدف ہے کہ جو ماں نے کہا اُسی طرح ہوا، فاحشہ عورت نے ان پر الزام لگایا اور انہیں ایک بے حیاء عورت کا سامنا کرنا پڑا۔

والدہ کی نافرمانی کے سبب قبر سے گدھے کی آواز کا آنا

حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں کسی ضرورت سے کہیں جارہا تھا، اچانک راستے میں ایک گدھا دیکھا جو زمین سے اپنی گردن نکال کر میرے سامنے گدھے کی آواز نکال کر دوبارہ زمین کے اندر چلا گیا۔ میں اپنے ضروری کام کی جگہ پہنچا تو انھوں نے کہا: کیا ہوا؟ آپ کے چہرے کا رنگ کیوں بدلا ہوا ہے؟

میں نے ان کو راستے کا واقعہ بتایا تو انہوں نے کہا، کیا آپ کو اس واقعہ کا علم ہے؟ میں نے کہا نہیں:

قَالُوا ذَاکَ غُلَامٌ مِنَ الْحَيِّ،وَتِلْکَ أُمُّهُ فِي ذَلِکَ الْخِبَاءِ،وَكَانَتْ إِذَا أَمَرَتْهُ

❶ والدین کی قدر کیجئے:ص۱۶۷تا۱۷۱/صحیح البخاری: کتاب المظالم والغصب،باب إذا هدم حائطا فليبن مثله،رقم الحديث: ۲۴۸۲، ۳۴۳۶/صحيح مسلم: كتاب البر والصلة:باب تقديم بر الوالدين على التطوع،رقم الحديث: ۲۵۵۰

بِشَيْءٍ شَتَمَهَا وَقَالَ مَاأَنْتِ إِلَّا حِمَارٌ،ثُمَّ نَهِقَ فِي وَجْهِهَا وَقَالَ هَاهَاهَا،فَمَاتَ يَوْمَ مَاتَ فَدَفَنَّاهُ فِي تِلْكَ الْحَفِيرَةِ،فَمَامِنْ يَوْمٍ إِلَّا وَهُوَ يُخْرِجُ رَأْسَهُ فِي الْوَقْتِ الَّذِي دَفَنَّاهُ فِيهِ فَيَنْهِقُ إِلَى نَاحِيَةِ الْخِبَاءِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ،ثُمَّ يَدْخُلُ. ❶

ترجمہ: انہوں نے کہا دراصل یہ اس محلے کا لڑکا تھا، اس کی ماں یہاں سے قریب ہی ایک خیمہ میں رہتی ہے۔ زندگی میں جب اس کی ماں اس کو کسی بات کی فرمائش کرتی تو وہ اس کو گالی دیتا اور کہتا تم سوائے گدھی کے کچھ نہیں ہو، یہ کہہ کر اس (ماں) کے منہ پر جا کر تین مرتبہ رینگتا اور پھر زوردار قہقہہ لگاتا، مرنے کے بعد جب سے ہم نے اس کو دفنایا، روزانہ اس (دفن کے) وقت اپنا سر باہر نکال کر اپنے خیمے کی جانب رخ کر کے تین مرتبہ اس طرح رینگتا ہے، اس کے بعد قبر میں چلا جاتا ہے۔

والد کی نافرمانی کا بھیانک انجام

امام اصمعی رحمہ اللہ ایک اعرابی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے یہ واقعہ سنایا: میں اپنی بستی سے یہ سوچ کر نکلا کہ سب لوگوں سے زیادہ بدبخت اور نیک بخت فرد کے بارے میں معلومات حاصل کروں اور اُسے تلاش کروں۔ میں بستی بستی، نگر نگر بدبخت اور نیک بخت ڈھونڈتا رہا۔ ایک بستی سے میرا گزر ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھے شخص کی گردن میں ایک رسی بندھی ہوئی ہے اور اس رسی کے ساتھ ایک بڑی سی بالٹی لٹک رہی ہے۔ اس کے پیچھے ایک نوجوان تھا، وہ اس رسی کو کھینچ رہا تھا جو بوڑھے کی گردن سے بندھی ہوئی تھی، ساتھ ساتھ وہ اسے چابک سے مارتا بھی جارہا تھا۔ میں نے نوجوان سے کہا: اس بوڑھے اور کمزور شخص کے بارے میں تجھے اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں ہے؟ اس کی گردن میں تو پہلے ہی ایک رسی اور بڑی بالٹی لٹک رہی ہے جس سے

❶ من عاش بعد الموت: الرقم: ۲۷، ص ۲۸

یہ ہلکان اور پریشان ہے، اس کے باوجود تو اسے چابک بھی مار رہا ہے۔تو کتنا سفاک ہے۔نوجوان کہنے لگا: ہاں! مگر میں تمھاری اطلاع کے لیے بتادوں کہ یہ میرا باپ ہے۔میں نے اس سے کہا: اگر یہ تیرا باپ ہے تو میری دعا ہے کہ اللہ تعالی تجھے کوئی بھلائی نہ دے، کیا کوئی اپنے ہی باپ کے ساتھ اس طرح کا ظالمانہ سلوک کرتا ہے؟

نوجوان بولا:

اُسْكُتْ فَهٰكَذَا كَانَ يَصْنَعُ بِأَبِيهِ، وَكَذَا كَانَ يَصْنَعُ أَبُوْهُ بِجَدِّهِ.

ترجمہ: خاموش رہوا (تمہیں کیا معلوم) یہ بھی اپنے باپ کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرتا تھا جیسا مجھے اس کے ساتھ کرتے دیکھ رہے ہو۔اور پھر اسی طرح اس کا باپ بھی اس کے دادا کے ساتھ یہی کچھ کیا کرتا تھا۔

میں نے اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھ کر کہا:

هٰذَا أَعَقُّ النَّاسِ. ❶

بس یہی بوڑھا سب سے زیادہ بد بخت ہے۔

اس واقعے سے معلوم ہوا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا اس دنیا میں سب لوگوں سے زیادہ نیک بخت اور خوش قسمت ہے، اس کے برعکس سب سے بڑا بد بخت وہ ہے جو اپنے والدین سے برا سلوک کرتا ہے اور انھیں تکلیف دیتا ہے۔

والدہ کی نافرمانی کے سبب بیٹا مفلوج ہوگیا

وہ بڑا ہی بد بخت تھا، والدین کا اکلوتا بیٹا ہونے کے باعث بے حد لاڈلا بھی تھا، شروع دن سے وہ بڑا خودسر تھا، اس نے بھی اپنے والدین کو اہمیت نہیں دی، ان کے خلاف بدزبانی کرتا، ان کے بارے میں اس کی زبان قینچی کی طرح چلتی، بسا اوقات والدین

❶ المحاسن والمساوی: مساوی عقوق البنین، ص ۲۳۵/عاقبة عقوق الوالدین: ص ۴۹

کو گالی بھی دے دیتا تھا، اسے اس بات کا کوئی خیال نہیں تھا کہ شریعت اسلامیہ نے والدین کی خدمت پر کتنا بڑا اجر اور ثواب رکھا ہے، وہ کبھی سوچتا بھی نہیں تھا کہ والدین کی اطاعت وفرماں برداری اوران کی عزت واحترام سے دنیا وآخرت میں کس قدر بلند درجات ملتے ہیں۔ والدین کی اطاعت وفرماں برداری کے حوالے سے دین اسلام نے جو عظیم تعلیم دی ہے کہ ماں باپ کو تکلیف دینا تو درکنار، انہیں ''اف'' کہنا بھی جرم ہے۔اس حکم کے وہ بالکل برعکس تھا۔

وقت کے ساتھ ساتھ وہ پروان چڑھتا گیا مگر اس کے دل ودماغ میں والدین کی محبت کا جذبہ بیدار نہ ہوسکا، وہ کہاوت ''کریلا اور نیم چڑھا'' کا مصداق بنتا گیا کہ ایک تو والدین کی خدمت نہ کرتا، دوسرے والدین پر زبان درازی کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتا تھا، وہ انھیں اپنے جارحانہ الفاظ سے تکلیف دیا کرتا تھا۔ باپ نے اپنی زندگی میں بیٹے کی زبان سے اپنے بارے میں کبھی کلمہ خیر نہیں سنا یہاں تک کہ اسکی موت آگئی اور اپنے رب سے جاملا۔

اب گھر میں اکلوتے بیٹے کے ساتھ صرف ماں رہتی تھی، باپ کی وفات کے بعد بھی بیٹے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ وہ اپنی ماں سے حسن سلوک کی بجائے انتہائی بدتمیزی سے پیش آتا بلکہ باپ کا سایہ اٹھنے کے بعد تو ماں کے ساتھ اس کا رویہ پہلے سے بدتر ہوتا گیا، مگر ماں بہرحال ماں ہوتی ہے، اس کے اندر اولاد کے لیے بے تحاشا محبت ہوتی ہے، اولاد لاکھ سرکشی کرے مگر وہ صبر وضبط سے کام لیتی ہے اور ہمیشہ اولاد کے حق میں بھلائی چاہتی ہے۔ شوہر کے انتقال کے بعد اسے اپنے نوجوان بیٹے سے بہت تکلیف پہنچیں مگر اس کے باوجود وہ اپنے بیٹے سے شدید محبت کرتی۔ ہمیشہ اسے نصیحت کرتی، تم نے ساتھیوں کے ساتھ میل جول رکھنے، گھومنے پھرنے اور ان کی صحبت اختیار

کرنے سے منع کرتی، ماں کو اچھی طرح معلوم تھا کہ برے ساتھیوں کی صحبت کے سبب اس کا بیٹا سرکش اور نافرمان ہو چکا ہے، اس کی دین اسلام سے بیزاری، اخلاق حمیدہ سے دوری اور پڑھائی لکھائی سے نفرت دراصل بری صحبت ہی کا نتیجہ تھی۔ ماں کے لاکھ سمجھانے بجھانے اور نصیحت کرنے کے باوجود اس کے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی، اس کے برعکس وہ اپنی ماں کی نصیحت کو اپنے حق میں برا سمجھتا، بلکہ ماں کو گالیاں بکتا تھا، ماں نے جب دیکھا کہ اب پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے تو اس کے صبر کا جام چھلک گیا۔ اس نے بیٹے کو دھمکی آمیز الفاظ میں کہا: تیری بدتمیزی اور زبان درازی کی حد ہو گئی، اب بھی وقت ہے، سدھر جا اور سیدھے راستے پر چل، اگر تو نے اپنے آپ کو نہ بدلا تو میں اپنے بھائی سے کہہ کر تجھے ادب سکھلاؤں گی۔ اس دھمکی کا بیٹے پر کیا اثر ہوتا، الٹا وہ ماموں ہی پر برس پڑا اور اول فول کہنے لگا۔ اس نے ماموں کو دھمکی دی کہ اگر اس نے میرے خلاف کوئی حرکت کی تو میں اس کے ساتھ بہت بری طرح پیش آؤں گا۔

اب اس کی عمر کوئی چوبیس سال ہو چکی تھی، وہ ایک ہٹا کٹا جوان لگتا تھا۔ اپنے دفاع کی طاقت رکھتا تھا۔ کوئی اس کے ذاتی معاملات میں مداخلت کرتا تو وہ اس پر برس پڑتا تھا، ایک دفعہ اس کی ماں اسے نصیحت آمیز کلمات کہہ رہی تھی، اسے گھناؤنی حرکتوں سے باز رہنے کی تلقین کر رہی تھی، اس پر بیٹے کا پارہ چڑھ گیا، اس نے پاؤں سے جوتا نکالا اور اپنی ماں کو دے مارا، ماں نے جوتے سے بچنے کی کوشش کی مگر جوتا اس کی کمر پر جا لگا، ماں بیٹھ گئی اور زار وقطار رونے گئی۔ وہ اپنی قسمت کو رو رہی تھی کہ ایسے بدبخت بیٹے نے اس کی کوکھ سے کیوں جنم لیا؟ شدت رنج وغم سے اس کا کلیجہ جھلس رہا تھا، وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ایک دن اسی کی کوکھ سے جنم لینے والا بچہ جوان ہو کر اسے جوتا مارے گا، اس کی زبان سے اپنے نافرمان بیٹے کے لیے بددعا نکل گئی۔ بددعا اور وہ بھی ماں

کی۔ یہ نافرمان بیٹا ماں کو جوتا مارنے کے بعد گھر سے نکل گیا، اسے اپنے کرتوت پر کوئی افسوس نہیں تھا، وہ حسب معمول برے ساتھیوں کی مجلس میں پہنچ گیا، گپ شپ میں رات ہوگئی، اب وہ تھکا ہارا گھر واپس آیا، اس نے اب بھی یہ جاننے کی کوشش نہیں کہ اس کے ظالمانہ رویہ سے ماں کو کتنی تکلیف پہنچی ہے؟ وہ بستر پر لیٹ گیا اور خراٹے لینے لگا۔ ادھر ماں کا حال یہ تھا کہ اسے مارے رنج وغم کے نیند نہیں آ رہی تھی، صبح ہوئی۔ نافرمان بیٹا پوری نیند کے بعد بیدار ہوا اور یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس کا وہ ہاتھ مفلوج ہو چکا ہے جس سے اس نے ماں کو جوتا مارا تھا، اس کا داہنا ہاتھ بے حس حرکت ہو گیا، اس نے فوراً دروازہ بند کرلیا اور چیخ چیخ کر رونے لگا۔ ادھر ماں بھی صبح سویرے بیدار ہو کر گھر کے ضروری کام نمٹا رہی تھی کہ اسے نافرمان بیٹے کے چیخنے چلانے کی آواز سنائی دی، وہ اس آواز کی طرف لپکی، بیٹے کی حالت دیکھ کر اس کی آنکھیں بھر آئیں۔ آخر تھی تو ماں! ماں کی محبت کا انداز و بھلا کون کرسکتا ہے؟ بیٹے کو ماں کی نافرمانی کا بدلہ مل چکا تھا۔ اب ماں کے سامنے بیٹے کی شفایابی کے لیے دعا اور آہ وزاری کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا۔ اس نے فوراً ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیے۔ وہ اللہ تعالی کے دربار میں گڑگڑا رہی تھی، بیٹے کے حق میں دعائے خیر کر رہی تھی، پروردگار سے بیٹے کا ہاتھ ٹھیک ہو جانے کے لیے رو رو کر فریاد کر رہی تھی مگر آسمان کا فیصلہ صادر ہو چکا تھا۔ [1]

والد کی نافرمانی کے سبب معصوم بیٹے کے دل میں والد کے لئے جذبات

یہ اس آدمی کا قصہ ہے جس کے پاس مال ودولت اور اولاد کی کوئی کمی نہیں تھی، وہ ہر طرح سے خوش حال تھا، اس کی زندگی ہی میں اس کی ساری اولاد کی شادیاں ہوگئی تھیں۔ بیٹیاں شادی کے بعد سسرال جا کر بس گئیں اور بیٹے شادی کے بعد بیویوں کو ساتھ لے

[1] والدین کی اطاعت ونافرمانی، واقعات کی زبانی: ص ٦٦ تا ٦٩

کر الگ الگ مکانوں میں رہنے لگے۔ اب گھر میں صرف بوڑھے ماں باپ باقی رہ گئے، ان کی خدمت کے لیے ایک ڈرائیور اور ایک نوکرانی گھر میں موجود تھی۔ بچوں کا معمول تھا کہ چھٹی کے دن زیادہ تر وقت اپنے والدین کے پاس ہی گزارتے۔ اس طرح بوڑھے والدین کو کوئی خاص تنہائی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ انھیں نواسے، نواسیوں، پوتا اور پوتیوں کو گاہے بگاہے دیکھنے اور ان کے ساتھ خوش کلامی کا موقع مل جاتا تھا، لیکن چند برس کے بعد ماں کا انتقال ہوگیا اور گھر میں باپ اکیلا رہ گیا۔ چنانچہ اس نے اپنے بڑے بیٹے کے سامنے تجویز رکھی کہ میں تنہا اس گھر میں نہیں رہنا چاہتا، اس لیے اب میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔ بیٹے نے باپ کی خواہش بخوشی قبول کی اور بوڑھے والد کو لے کر گھر کو روانہ ہوگیا۔ گھر میں اس نے ایک کمرے کی اچھی طرح صفائی کرائی اور اسے اپنے والد کے لیے وقف کردیا، باپ کی خدمت میں آپ نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، جب بھی ڈیوٹی سے آتا باپ کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتا اور خیریت دریافت کرتا۔ مگر یہ سلسلہ زیادہ دن تک نہ چل سکا۔ اس کی بیوی سسر کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کرتی تھی۔ اس کا شوہر شام کو آفس سے تھکا ہارا گھر آتا تو وہ اس کے بوڑھے باپ کے خلاف شکایات کا ڈھیر لے کر بیٹھ جاتی۔ ایک دن اس نے شوہر کے سامنے بلا جھجک کہہ دیا:

’’اب اس گھر میں میں رہوں گی یا تمہارا باپ‘‘ یہ سنتے ہی شوہر کے کان کھڑے ہوگئے۔ اسے اپنی بیوی سے بہت محبت تھی، اس نے بیوی کو کافی سمجھایا بجھایا۔ بہت بحث کے بعد آخر کار دونوں میاں بیوی میں اس بات پر اتفاق ہوگیا کہ بوڑھے باپ کو گراؤنڈ فلور سے نکال کر چھت سے ملحق کمرے میں منتقل کردیا جائے تاکہ کسی کو شکایت کا موقع نہ مل سکے۔ چنانچہ بیٹے نے باپ سے کہا: میں نے کافی سوچ بچار کے بعد یہ فیصلہ کیا

ہے کہ آپ کو چھت سے ملحق کمرے میں منتقل کر دیا جائے، چھت پر صاف ستھری ہوا بھی آئے گی، سورج کی روشنی سے بلاواسطہ فائدہ بھی اٹھایا جا سکتا ہے اور چھت کی فضا سے آپ لطف اندوز بھی ہوتے رہیں گے۔

باپ نے بیٹے کے جواب میں کہا: ہاں ہاں بیٹا! بھلا تمھاری ان باتوں سے اختلاف کیوں کر ہوسکتا ہے، تم نے میرے بارے میں جو فیصلہ کیا ہے وہ میرے حق میں صحیح ہے، اس طرح میری صحت بھی اچھی رہے گی۔

وہ گھر کے نچلے حصے میں رہتا تھا، تو گاہے بگاہے اس کے ننھے منے پوتے اور پوتیاں من بہلا دیا کرتے تھے اور وہ ان کے ساتھ گھل مل کر کچھ باتیں کر لیا کرتا تھا، مگر چھت پر آنے کے بعد اسے وہی تنہائی ڈسنے لگی جو بیوی کے انتقال کے بعد اسے اپنے گھر میں ڈستی تھی۔

بے چارہ باپ اس تنہائی اور بہو بیٹے کی جانب سے بے پروائی کو صبر و تحمل سے جھیلتا رہا، غم کی شدت اسے کھائے جا رہی تھی مگر وہ اس کا اظہار نہیں کرتا تھا، وہ اچھی طرح سمجھ رہا تھا کہ اس کے ساتھ بیٹا اور بہو کوئی اچھا برتاؤ نہیں کر رہے، اسے یہ دیکھ کر اندر ہی اندر بڑا دکھ ہوتا تھا کہ گھر میں اچھی اچھی اور قیمتی پلیٹیں موجود ہیں، اسکے باوجود اس کا کھانا ہمیشہ ایک پلاسٹک کی پلیٹ میں آتا ہے اور وہ بھی صاف ستھری نہیں ہوتی تھی۔

بہو نوکرانی سے کہا کرتی تھی، کھانا اسی پلاسٹک کی پلیٹ میں دیا کرو، شیشے کی پلیٹ میں کھانا دوگی تو وہ توڑ دیں گے یا اسے گندا کر دیں گے۔

بوڑھا باپ اب عمر کے آخری حصے میں قدم رکھ چکا تھا، اس کی زندگی اور قبر کے مابین بس تھوڑا سا فاصلہ رہ گیا تھا، ادھر گھر میں کوئی بھی اس کا دھیان رکھنے والا نہیں تھا، اس کے کپڑے گندے، اس کا کمرہ بھی گندا اس پر مستزاد تنہائی کا زہر، اب وہ جی نہیں رہا تھا، جینے کی نقل کر رہا تھا، آخرکار وہ وقت آ ہی گیا جس سے کسی کو مفر نہیں، بوڑھا باپ فوت ہوگیا۔

بوڑھے باپ کو اس دنیا سے رخصت ہوئے کوئی چار پانچ ہفتے گزرے تھے کہ نافرمان بیٹا اپنے بچوں اور نوکروں کے ساتھ باپ کے کمرے میں داخل ہوا اور کمرے کی صفائی ستھرائی میں لگ گیا، وہ کمرہ گھر کے ڈرائیور کے لیے تیار کیا جا رہا تھا، کمرے کی صفائی کے دوران اس نافرمان بیٹے کے ایک بچے کی نظر پلاسٹک کی اس پلیٹ پر پڑ گئی جو اس کے بوڑھے دادا کے لیے خاص کر دی گئی تھی، بچے نے لپک کر پلیٹ اپنے ہاتھ میں اٹھا لی، باپ نے فوراً کہا: اس پرانی اور گندی پلیٹ کا کیا کرو گے؟ اسے پھینک دو، یہ رکھنے کے قابل نہیں ہے۔ لیکن چھوٹے بچے نے باپ کی بات پر کوئی دھیان نہ دیا اور کہنے لگا: نہیں نہیں، مجھے اس کی ضرورت ہے، میں اس کی حفاظت کروں گا، میں اسے پھینک نہیں سکتا۔ باپ نے اپنے بچے کی باتیں سن کر پوچھا: بھلا اس گندی پلیٹ کا کیا کرو گے؟ بچے نے جواباً کہا: میں پلاسٹک کی اس پلیٹ کی حفاظت کرنا چاہتا ہوں تا کہ کل جب آپ بوڑھے ہو جائیں تو میں آپ کو اسی پلیٹ میں کھانا دے سکوں۔ ننھے منے بچے کی یہ بات سن کر نافرمان بیٹے کے کان کھڑے ہو گئے، اب اسے احساس ہو چکا تھا کہ بوڑھے باپ کے ساتھ اس کا سلوک اچھا نہیں تھا اور وہ اپنے محسن باپ کا نافرمان بیٹا ہے، بچے کی بات سے وہ بہت شرمندہ ہوا پھر اس کی آنکھیں چھلک اٹھیں۔ کمرے کی صفائی کا کام چھوڑ کر وہ اپنے باپ کے بستر پر لیٹ گیا اور آنسو بہانے بہاتے باپ کے کمرے کا فرش چومنے لگا لیکن اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت"۔ (1)

ماں کے نافرمان شخص کی لاش کو کتے جھنجھوڑ رہے تھے

وہ منظر اتنا بھیانک اور خوفناک تھا کہ اسے دیکھ کر میری ٹانگیں کانپنے لگیں، میں اگر قبرستان کے گرد بنی ہوئی لوہے کی جالیاں نہ تھام لیتا تو زمین پر میرا گر جانا یقینی تھا،

(1) والدین کی اطاعت و نافرمانی، واقعات کی زبانی: ص ۱۱۶ تا ۱۲۰

ایک تو معمولی روشنی جس میں اندھیرے کا عنصر غالب تھا، دوسرے رات بھر کی چھائی ہوئی دھند کی تہ جس نے زمین کے اوپر چادر سی تان رکھی تھی، سب سے بڑھ کر قبرستان کی ویرانی ان سب نے ماحول پراسرار بنادیا تھا، نجانے ہم قبروں سے کیوں ڈرتے ہیں حالانکہ ایک نہ ایک دن ہمیں یہیں آنا ہے، خیر اس دھند اور روشنی میں جب میری نظر اس لاش نما چیز پر پڑی تو میری ٹانگیں کانپ گئیں، دو جسیم کتے اسے جھنجھوڑنے کے لئے آپس میں لڑ رہے تھے، یہ منظر میں نے والدین اور دیگر مدفون اعزاء کے لئے فاتحہ پڑھنے کے بعد دیکھا۔

میں عام دنوں میں فجر کی نماز پڑھ کر ہاتھ میں تسبیح لیے ورد کرتا ہوا باغ کی طرف جایا کرتا تاکہ سیر کے بعد دن بھر تروتازہ رہوں اور اپنے فرائض صحیح طور پر ادا کرسکوں، مگر ہر جمعہ کی صبح فاتحہ خوانی کے لئے قبرستان آنا میرا معمول تھا، اسی معمول کے مطابق اس روز جب میں دعا کے بعد اپنے ہاتھ منہ پر پھیر کر پلٹنے لگا تو انگلیوں کی جھری میں سے مجھے وہ خوفناک منظر نظر آیا، جتنی دیر میں میرا بری طرح دھڑکتا دل معمول پر آیا اتنے میں اندھیرا چھٹ گیا اور روشنی اتنی ہوگئی کہ دھند نما غبار کی تہہ کے باوجود بیس پچیس میٹر تک صاف نظر آنے لگا، میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ کیا کروں کہ اتنے میں ایک اور صاحب میرے قریب سے گزرے، میں نے انہیں پہچان لیا یہ بٹ صاحب تھے، جو عموماً صبح کی سیر کے دوران باغ میں مل جایا کرتے، میں نے انہیں آواز دی:

بٹ صاحب! ذرا بات سنیے!

وہ میرے قریب آئے اور حیرت سے بولے:

ارے ندیم صاحب! آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟ آپ کا رنگ زرد ہو رہا ہے، میں نے پیشانی سے پسینے پونچھ کر انکا بازو مضبوطی سے تھاما اور اس کفن پوش لاش کی طرف

اشارہ کیا، بٹ صاحب بھی یہ منظر دیکھ کر بری طرح گھبرائے مگر ایک دوسرے کے سہارے ہماری ہمت بندھی، ہم دونوں قدم بہ قدم لاش کی طرف بڑھے، ہمیں اپنی طرف آتا دیکھ کر کتے غرائے مگر بٹ صاحب نے جب ہاتھ کی چھڑی ان کی طرف گھمائی تو وہ چند قدم پیچھے ہٹ گئے، ادھر میں نے ٹوٹی ہوئی اینٹ اٹھا کر کتوں کی طرف پھینکی تو وہ بھاگ گئے، ہم دونوں مزید قریب جانے سے گھبرا رہے تھے کیونکہ کتوں نے پاؤں کی طرف سے کفن کے چیتھڑے اڑا دیے تھے اور میت کے پاؤں ننگے ہو گئے تھے، ابھی ہم اسی سوچ میں مبتلا تھے کہ گورکن ہاتھ میں پھاوڑا لئے ہمارے پاس آ کھڑا ہوا۔

''یہ کس کی لاش ہے بھائی؟''

بٹ صاحب نے گورکن سے پوچھا۔

پیشتر اس کے کہ وہ جواب دیتا ناگہاں میری نظر ایک قبر پر پڑی اس کی ساری مٹی باہر نکلی ہوئی تھی، یہاں تک کہ سیمنٹ کی وہ سلیں جو لحد کو بند کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہیں خاصی وزنی ہونے کے باوجود کھدی ہوئی قبر کے باہر پڑی تھیں۔

''بٹ صاحب! یہ قبر تو ابھی پرسوں ہی آباد ہوئی تھی''

میں نے حیرت سے کہا:

کیا مطلب؟

ہاں! یہی قبر ہے جس میں میرے پڑوسی بچپن اور جوانی کے دوست عدنان کو بروز بدھ دفن کیا گیا تھا۔

گورکن کے آ جانے سے ہمارے حوصلے بڑھے اور ہم تینوں آگے چلے گورکن نے غیر یقینی انداز میں پہلے ادھڑی ہوئی قبر اور میت کو دیکھا پھر ہمت کر کے میت کا چہرہ دیکھا، اگر بٹ صاحب نہ ہوتے تو میں یقیناً بے ہوش ہو جاتا، میت کی آنکھیں ابل کر حلقوں سے

باہر آچکی تھیں، منہ سور کی تھوتنی کی طرح آگے کو نکلا ہوا تھا، رنگ کوئلے کی طرح سیاہ ہو چکا تھا، دانت باہر کی طرف نکلے ہوئے تھے، اگر میں اس کی پیشانی کا آتش زدہ نشان نہ دیکھتا تو کبھی یقین نہ کرتا یہ عدنان ہی کی لاش ہے۔

بٹ صاحب اونچی آواز میں استغفار پڑھنے لگے اور ساتھ ساتھ مجھے حوصلہ دینے کے لیے تھپکیاں دیتے رہے۔

گورکن نے جلدی سے میت کا منہ ڈھانپ کر پاؤں کی طرف کا کفن صحیح کیا اور پوچھا:

''باؤ جی! میرے لیے کیا حکم ہے؟''

بٹ صاحب میرا اور میں ان کا منہ تکنے لگا، آخر بٹ صاحب بولے۔

''مہربانی کرو اور اسے دوبارہ لحد میں اتار دو''

''اچھا جی! گورکن نے جواب دیا اور ساتھ ہی قبرستان کے ایک کونے میں بنی اپنی کوٹھری کی طرف رخ کر کے کسی کو آواز دی، چار پانچ منٹ بعد دو نوجوان نمودار ہوئے جو شاید گورکن کے بیٹے تھے، ان تینوں نے مل کر میت اٹھائی اسی ادھڑی ہوئی قبر میں لٹا کر سلیں جمائیں اور مٹی دال دی، اس سارے عمل میں آدھ گھنٹہ صَرف ہو گیا، میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا، سو، سو کے دو نوٹ نکالے گورکن کو دیے اور کہا:

فی الحال میرے پاس یہی ہیں میں دوپہر تک مزید دو سو روپے تمہیں دے جاؤں گا۔

اب ہم دونوں محلے دار ایک دوسرے کو سہارا دیتے ہوئے تھکے قدموں سے واپس مڑے، اس روز میں صدمے کے باعث دفتر بھی نہیں جا سکا اور فون پر اپنے نہ آنے کی اطلاع دی، میری امی اور بیگم نے میری حالت غیر دیکھی تو پریشان ہو گئیں، میں نے انہیں پیش آنے والے واقعات سے آگاہ کیا تو امی بولیں:

’’اللہ تعالیٰ عدنان کے گناہ معاف فرمائے، دیکھ بیٹا! اس مرحوم نے زندگی بھر ماں کی نافرمانی کی اور اس کی نافرمانی ہی کی وجہ سے اسے قبر نے قبول کرنے سے انکار کر دیا‘‘ تھوڑی دیر بعد جب میں مکمل ہوش وحواس میں آیا، تو میں نے بدھ کے روز عدنان کی تدفین میں پیش آنے والے خوفناک واقعات تفصیل سے بتائے تو امی حیرت زدہ رہ گئیں اور بولیں:

’’تم نے پہلے مجھے بتایا ہی نہیں؟‘‘

امی کا شکوہ بجا تھا لیکن میں نے پوری بات یوں نہ کی کہ مبادا ضعیفی کی وجہ سے ان کی طبیعت خراب ہو جائے، امی نے دبے لہجے میں مجھے مرحوم کی مغفرت کے سلسلے میں ایک مشورہ دیا، میں اس پر عمل کرنے کے لیے مسجد کے امام صاحب سے ملنے چلا گیا۔ ❶

والدہ کی نافرمانی کے سبب عبرت ناک موت

ڈاکٹر نور احمد صاحب اپنے رسالہ ’’قبر کی زندگی‘‘ میں لکھتے ہیں کہ میرے وارڈ میں ایک نوجوان گردے فیل ہونے کی وجہ سے مرا، تین دن تک حالتِ نزع میں رہا، اتنی بری موت مرا کہ آج تک ایسی موت میں نے پچھلے چالیس سال کے عرصے میں نہیں دیکھی۔ اس کا منہ نیلا ہو جاتا تھا، آنکھیں نکل آتی تھیں اور منہ سے دردناک آوازیں نکلتی تھیں جیسے کوئی اس کا گلا دبا رہا ہو۔

مرنے سے ایک دن قبل یہ کیفیت زیادہ ہوگئی، آواز زیادہ تیز ہوگئی اور وارڈ سے دوسرے مریض بھاگنا شروع ہوگئے، چنانچہ اس کو وارڈ سے دور ایک کمرے میں منتقل کر دیا گیا تاکہ آواز کم ہو جائے مگر پھر بھی یہ حالت جاری رہی۔

اس کا والد مجھ سے یہ کہنے کے لیے آیا کہ اس کو زہر کا ٹیکہ لگا دیں تاکہ مر جائے، ہم سے

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ۶۰۲ تا ۶۰۵

ایسی حالت نہیں دیکھی جاتی۔ میں نے اس کے والد سے پوچھا کہ اس نے کیا خاص غلطی کی ہے؟ اس کا والد فوراً بول اُٹھا، یہ شخص اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لیے ماں کو مارا کرتا تھا اور میں اس کو بہت روکا کرتا تھا، یہ بری موت اُسی کا نتیجہ ہے۔ ❶

والد کا نافرمان اور فرمابردار بیٹا اور ان کی اولاد کے حالات

۲۰۰۹۔۸۔۱۹ کو معروف مصنف پروفیسر احسان الحق چیمہ صاحب (سن پیدائش ۱۹۳۴ء) سے خاصی طویل ملاقات ہوئی، انہوں نے بتایا کہ ان کے قریبی رشتہ داروں میں دو بھائی تھے۔ بڑے کے چار بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں، لیکن یہ والد کا نافرمان تھا اور ان کی خواہشات کی پرواہ نہیں کرتا تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی اولاد میں سے کسی کو رزق کی وسعت نصیب نہیں ہوئی، سب تنگدست اور پریشان ہیں۔

دوسرا بیٹا باپ کا بہت فرمانبردار تھا حالانکہ وہ ذاتی طور پر اچھے کردار کا مالک نہیں تھا، اس کے چھ بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں ان سب پر دنیاوی اعتبار سے اللہ نے خوب فضل فرمایا، اس کی ساری اولاد بہت امیر ہے، زیادہ بیٹے امریکہ میں ہیں، انہوں نے گاؤں میں بھی خاصی جائیداد بنالی ہے اور بڑی عزت وتوقیر کے مالک ہیں۔ ❷

ماں کو ستانے والے بیٹے اور بہو کا بھیانک انجام

وقت کے ساتھ ساتھ اس کی عمر بھی بڑھ رہی تھی، وہ اپنی ماں کا اکلوتا بیٹا تھا، اس کی آنکھوں کا تارا، اللہ کے بعد اس کی امیدوں کا مرکز صرف وہی بیٹا تھا، اس کی پرورش کے لیے نجانے اس نے کون کون سے مشکل ترین کام اپنے ذمے لے رکھے تھے، وہ محنت مشقت کر کے روزی کماتی تھی، وہ بیٹے کی خاطر لڑکیوں کے ایک تعلیمی ادارے

❶ انمول واقعات: ص ۳۳۶

❷ مکافات عمل: ص ۵۰

میں بطور چپڑاسی کام کرنے گئی،اب اس کا جینا ہائی اسکول میں بن چکا تھا۔امتحان سر پر تھا،ماں بیٹے سے کہیں زیادہ اس کی کامیابی کی دعائیں مانگ رہی تھی اور پھر ماں کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا جب اس نے سنا کہ بیٹا کالج میں داخل ہو چکا ہے۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بیٹا تعلیمی میدان میں آگے بڑھتا رہا۔کالج میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد اس نے یونیورسٹی کی ڈگری حاصل کی ، پھر ڈگری کے کاغذات لاکر ماں کے ہاتھ پر رکھ دیے، ماں کی مسرت کا کیا کہنا، وہ تو برسوں سے محنت مزدوری کر کے بیٹے کو پڑھا لکھا رہی تھی ،آج وہ بیٹا یونیورسٹی کی اعلی ڈگری حاصل کر چکا تھا، واقعی ماں کے لیے یہ عظیم خوشخبری تھی۔ایک دن اس نے خوشی سے بھیگے ہوئے لہجے میں کہا: بیٹا! میں نے تمھارے تعلیمی زمانے ہی میں تمھاری ماموں زاد سے شادی کا وعدہ کرلیا تھا،اس بات سے تم بھی بخوبی واقف ہو، وہ لڑکی بھی کئی برسوں سے تمہارا انتظار کر رہی ہے، وہ تمہاری اعلی تعلیم اور کامیابی کے لیے برابر دعائیں مانگتی تھی، اب ایک طویل انتظار کے بعد وقت آ گیا ہے کہ میں تمہاری شادی تمہاری ماموں زاد سے کر دوں، بیٹے نے ماں کو گھورتے ہوئے کہا: ارے! یہ تم کیا کہہ رہی ہو ماں؟ اس کا انداز ہی بدلا ہوا تھا، وہ بڑے سخت لہجے میں کہہ رہا تھا: میں ایسی لڑکی سے شادی ہرگز نہیں کرسکتا جو ان پڑھ، جاہل اور گنوار ہو، میں ماموں زاد سے قطعا شادی نہیں کرسکتا۔اس بات کی خبر جب اس لڑکی کو ملی جو برسوں سے شادی کے انتظار میں بیٹھی تھی تو شدت غم سے اس کی حالت نا گفتہ بہ ہوگئی۔اپنے ہونے والے شوہر کی ترقی اور اعلی تعلیم سے اس کے چہرے پر خوشی کے جو چار چاند لگے تھے وہ یک لخت بجھ گئے ،شادی کا خواب چکنا چور ہو گیا، پھر اس کی زندگی آنسوؤں کی برسات ہوکر رہ گئی ،ماں نے بڑے صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا،اس نے بیٹے کو احساس تک نہ ہونے دیا کہ اس کی باتیں اسے کس قدر نا گوار

گزری ہیں، بیٹے کی شادی کا موضوع بس یہیں دب گیا،ایک دن ایسا بھی آیا کہ بیٹا شہر کی ایک کمپنی میں اچھی ملازمت کے حصول میں کامیاب ہوگیا،اس نے ماں سے کہا کہ ہم گاؤں کا گھر بیچ کر شہر چلتے ہیں کیونکہ میری نوکری شہری میں لگی ہے۔

ماں کے پاس ہاں کے علاوہ اور کیا جواب ہوسکتا تھا، بیٹا اپنی ماں کے ساتھ شہر پہنچ چکا تھا۔ وہاں اس نے ایک خوبصورت سا گھر خریدا، دستاویز لکھی جارہی تھی، ماں بھی پاس بیٹھی تھی، دستاویز لکھنے والے مختار نے پوچھا: گھر کسی کے نام سے رجسٹری ہونا ہے؟ بیٹے نے جھٹ جواب دیا: میرے نام سے اور کس کے نام سے،اس نے ماں کی طرف دیکھنے اوراس کی رائے معلوم کرنے کی بھی زحمت گوارا نہ کی۔

شہر کے جس گھر میں وہ رہائش پذیر تھا،قریب ہی ایک پڑوسی کے گھر میں ایک حسین وجمیل لڑکی رہتی تھی۔ گھر سے باہر جاتے آتے بسا اوقات اس سے آمنا سامنا ہو جاتا تھا۔ ایک روز دسترخوان پر بیٹھے بیٹھے اس نے ماں کے سامنے اپنی شادی کی بات رکھی اور کہنے لگا: امی جان! میں نے معلوم کیا ہے کہ سامنے جو پڑوسی کا گھر ہے،اس میں ایک لڑکی رہتی ہے،اس کے والدین خاندانی معلوم ہوتے ہیں، وہ لڑکی پڑھی لکھی اور سلیقہ دار ہے، نئی تہذیب اور پرانی ثقافت کا سنگم ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے اگر میں اس سے شادی کرلوں؟ ماں آخر ماں ہوتی ہے، وہ آخری دم تک اپنی اولاد کی خیر خواہی چاہتی ہے، اس نے بیٹے کی خواہش کی تائید کی اور اس رشتے کو اس کے لیے ایک مبارک اور خوبصورت رشتہ قرار دیا۔ بیٹا: امی جان! پھر آپ رشتے کے لیے پڑوسی کے ہاں جائیں نا۔ ماں: ہاں بیٹا! میں تمہارے لیے پڑوسی کے گھر لڑکی کا رشتہ مانگنے جارہی ہوں، امید ہے کہ یہ رشتہ انھیں ضرور پسند آئے گا۔

رشتے کی بات کی پکی ہو چکی تھی،لڑکی والوں کو لڑکا پسند آ گیا کیونکہ وہ اعلی تعلیم حاصل

کر کے بہت اچھی ملازمت کر رہا تھا جبکہ لڑکے کولڑکی پہلے ہی سے پسند تھی، چنانچہ فوراً شادی ہوگئی، ماں اپنے بیٹے کی شادی کا برسوں سے انتظار کر رہی تھی، اگر چہ بیٹے نے اس کا طے کیا ہوا رشتہ ٹھکرا دیا تھا تاہم وہ اب بھی متمنی تھی کہ اپنے آنگن میں بچوں کے چہکنے کی صدائیں سنے اور وہ دن بھی آ گیا جب بیٹا ایک بچے کا باپ بن گیا، ماں کا معمول تھا کہ وہ دن بھر اپنے ننھے پوتے کو سینے سے لگائے رکھتی، اسے پیار کرتی، جھولا جھلاتی اور سوتے وقت اسے اس کے ماں باپ کے حوالے کر دیتی، دادا، دادی کا پیار بھی کتنا نرالا ہوتا ہے؟ شاید اسی لیے تو بچے دادا دادی کی زندگی میں انہیں ہی اپنا سب کچھ سمجھتے ہیں۔ یہ سلسلہ کئی ماہ تک چلا مگر اس گھر میں پیار محبت کی روشنی زیادہ دیر تک نہیں رہی۔ بہو تھی تو خوبصورت مگر سیرت کے اعتبار سے اچھی نہیں تھی۔ ایک دن اس نے شوہر کے سامنے صاف صاف اعلان کر دیا، تمہاری ماں کی وجہ سے میری زندگی جہنم بن گئی ہے۔ یہ بڑا سخت جملہ تھا، بیٹا دم بخود رہ گیا، وہ چپ نہ رہ سکا، فوراً پوچھا: اس جملے سے تمہارا مقصد؟ بیوی نے بلا جھجک کہہ دیا: یا میں اس گھر میں رہوں گی یا تمہاری ماں؟ وہ بولا: یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ یہ تو میری ماں ہے۔ ہاں میں جانتی ہوں کہ وہ بڑھیا تمہاری ماں ہے اور میری ساس! مگر کیا تمہارے نزدیک وہ مجھ سے بھی زیادہ اہم ہے؟ کیا میں تمہاری شریک حیات نہیں ہوں؟ بتاؤ! تمہارے حق میں ہم میں سے زیادہ فائدہ والی کون ہے؟ شوہر نے اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے کہا: تمہاری ناراضگی مجھے قطعی پسند نہیں، تھوڑا صبر سے کام لو یہاں تک کہ مجھے کوئی راستہ سجھائی دے۔

ماں کا معمول بن گیا تھا کہ وہ اپنے پوتے کی بہت خدمت کرتی، اسے نہلاتی دھلاتی، کھلاتی پلاتی اور اسے خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتی، صرف بچے ہی کی نہیں بلکہ بہو کی بھی خدمت کرنے میں پیش پیش رہتی، البتہ پوتے کے ساتھ اس کی محبت اور پیار کا

عالم یہ تھا کہ ماں بھی اس معاملے میں دادی سے پیچھے رہ گئی۔شوہر کواس نے ماں کے خلاف اتنا جھڑ کایا اور ورغلایا کہ وہ بھی ماں سے نالاں ہوگیا۔اس نے ماں سے حقیقت حال معلوم کرنے کی بھی زحمت نہیں کی،اس نے ماں سے اتنا سخت رویہ اپنایا کہ وہ بے حد تکلیف زدہ رہنے لگی، چنانچہ وہ ایک دن اپنے قریبی رشتے دار کے ہاں چلی گئی۔

دن گزرتے رہے، ماں کی اندرونی کیفیت یہ تھی کہ اسے پوتے کی یاد ستاتی تھی، ایک دن اسے گمان ہوا کہ مجھے گھر سے آئے ہوئے کئی ہفتے ہو چکے ہیں ممکن ہے اب بیٹا اور بہو بھی مجھے دیکھنے کی خواہش کررہے ہوں، چنانچہ وہ رشتے دار کے گھر سے اجازت لے کر اپنے گھر روانہ ہوگئی، یہ سخت گرمی کا دن تھا۔ ماں پیدل چل کر اپنے گھر کے دروازے پر پہنچی، دستک دی، اندر سے کسی کی آواز نہ آئی، اس نے بار بار دروازہ کھٹکھٹایا۔ اچانک دروازہ کھلا، سامنے بہو کھڑی تھی۔ وہ چیخ کر بولی: اچھا تو یہ تم ہو جو بار بار دستک دے کر ہمارے آرام اور سکون کو برباد کر رہی ہو۔ کیوں آئی ہو؟ کیا چاہتی ہو؟ ہم اچھے بھلے زندگی گزار رہے تھے، تم پھر ہماری زندگی میں رخنہ اندازی کے لیے آ گئی ہو۔ بیٹی! تمہاری زبان سے میں یہ کیا سن رہی ہوں؟ میں تو تمھیں دیکھنے کے لیے آئی ہوں۔ بہو کہنے لگی مگر ہم تمھیں یہاں دیکھنا نہیں چاہتے۔ اتنے میں بیٹا گھر سے نکلا اور کوفت محسوس کرتے ہوئے ماں کو گھر لے گیا، بیوی کی باتیں اس نے بھی سنی تھیں۔

”ماں! کس لئے آئی ہو؟

بیٹے کی منہ سے یہ الفاظ سنتے ہی ماں کے پیروں تلے زمین نکل گئی، وہ ہکا بکا رہ گئی، اسکی زبان گنگ ہوگئی، اس نے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔

”امی جان! آپ شاید کچھ کہہ رہی ہیں؟

نہیں نہیں، میں کچھ نہیں کہہ رہی بیٹا، میں کیوں تمھیں کچھ کہنے گئی، البتہ سوچ رہی تھی۔

کیا سوچ رہی تھیں؟ بیٹے نے جلدی سے پوچھا: ماں نے کہا: میں سوچ رہی تھی کہ اب مجھے کہاں جانا چاہیے؟ بیٹا فوراً بیوی کے پاس گیا اور چند منٹ بعد ماں سے آ کر کہنے لگا: امی جان! ایسا کرتے ہیں کہ ہمارے ایک جاننے والے ہیں، ہم سب ان سے ملاقات کے لیے چلتے ہیں، بہت دن ہو گئے ان سے ملاقات نہیں ہو سکی۔ ماں نے جواب دیا: جب تم لوگ چلنا چاہتے ہو تو مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں۔ اب وہ گاڑی میں بیٹھ کر جا رہے تھے، گاڑی سڑک پر دوڑتی ہوئی اس جانب رواں دواں تھی جہاں بوڑھے لوگوں کا گھر ہے، گاڑی ''اولڈ ہاؤس'' کے گیٹ پر پہنچ چکی تھی۔ بیٹے نے ماں کا ہاتھ پکڑا اور ''اولڈ ہاؤس'' میں لے جا کر چھوڑ دیا۔ ماں کو احساس تک نہ ہوا کہ وہ کہاں آ گئی؟ اسے اس وقت معلوم ہوا جب بوڑھے لوگوں کے گھر میں اس کا نام رجسٹر میں درج ہو گیا، ماں کے دل پر کیا گزری؟ اس سے قطع نظر ہم اس واقعے کے نتیجے کی طرف چلتے ہیں۔ بیٹا ماں کو ''اولڈ ہاؤس'' میں چھوڑ کر بیوی بچے کے ساتھ گھر لوٹ آیا، بچہ دادی کی یاد میں رونے لگا، میری دادی کہاں ہے؟ میں اس کے پاس جانا چاہتا ہوں تم مجھے میری دادی کے پاس پہنچا ہو۔ دادی، دادی، دادی! مگر معصوم بچے کی فریاد سے بھی بیٹے اور بہو کا دل موم نہیں ہوا اور بے چاری ماں ''اولڈ ہاؤس'' کی چار دیواری میں اندر ہی اندر غم کی بھٹی میں سلگ سلگ کر مرنے لگی۔

آج میاں بیوی بڑے خوش تھے، بیوی نے شوہر کو اپنی ایک سہیلی سے ملاقات کے لیے تیار کیا، دونوں اپنے ننھے بچے کے ساتھ گاڑی میں سوار ہو کر سہیلی کے گھر چل دیے۔ بیٹا اسٹیرنگ پہ ہاتھ رکھے آگے کی طرف دیکھ رہا تھا، گاڑی پوری رفتار سے دوڑ رہی تھی، اس کی آنکھوں کے سامنے اپنی ماں کے افسردہ چہرے کے عکس آ رہا تھا، وہ گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ اچانک اس کے کانوں میں ساتھ بیٹھی ہوئی بیوی کی بھیانک چیخ

سنائی دی، رکو! رکو! بریک لگاؤ! ابھی اس کے منہ سے یہ الفاظ پوری طرح ادا بھی نہ ہو پائے تھے کہ اس کی گاڑی آناً فاناً آگے جاتے ہوئے ٹرک کے نیچے آ کر دب گئی۔ بیوی نے جائے حادثہ ہی پر دم توڑ دیا۔ شوہر کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے وہ اپاہج ہو گیا، البتہ ننھا بچہ بالکل صحیح سالم رہا۔ بیٹا بستر مرض پر زیر علاج تھا اور چلا چلا کر کہہ رہا تھا: ماں کہاں ہے؟ میری ماں ... میری ماں کو بوڑھوں کے گھر ''اولڈ ہاؤس'' سے نکال لاؤ۔ ماں کو اس حادثے کی اطلاع دی گئی، اسے اتنا شدید قلق ہوا کہ اس کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ اس نے بے قرار ہو کر دونوں ہاتھ پھیلا دیے اور کہنے لگی: تجھے اللہ تعالیٰ شفا بخشے۔ ❶

والدہ کی نافرمانی کے سبب سوءِ خاتمہ اور چیونٹیوں کا جسم کھانا

ایک شخص نے اپنی والدہ کے ساتھ جو قریب المرگ تھیں بدتمیزی کی، بیچاری والدہ اکیلی پڑی رہی اور اسی حالت میں اس کی روح پرواز کر گئی، اس واقعہ کے تقریباً تیس سال بعد وہ شخص بیمار ہوا جس نے اپنی والدہ کے ساتھ بدتمیزی کی تھی۔

میرے والد بزرگ مجھ کو علاج کے لئے لے گئے تو دیکھتا ہوں کہ انتہائی کمزوری کی حالت ہے، آنکھوں سے آنسو رواں ہیں، میں نے اس کو کوئی غذا بتائی تو رونے لگا اور کہا کہ تین لڑکے ہیں، لیکن کوئی میرا پرسان حال نہیں ہے، کئی دن سے بیمار پڑا ہوں لیکن کوئی ملنے تک نہیں آیا۔

چنانچہ اسی ناگفتہ بہ حالت میں رات کی تنہائی میں انتقال کر گیا، صبح کو محلّہ والوں نے دیکھا کہ اس کے جسم بے جان کو چیونٹیاں کاٹ رہی ہیں۔

والدہ کی نافرمانی کے سبب ایکسیڈنٹ ہو کر معذور ہو گیا

اس واقعہ کے راوی سعودی عرب کے ایک مشہور داعی اور خطیب عبداللہ المطرود ہیں،

❶ والدین کی اطاعت ونافرمانی واقعات کی زبانی: ۱۴۶

یہ واقعہ انہوں نے "أهلها يتكلمون" نامی تقریر میں بیان کیا، یہ واقعہ ہم کیسٹ سے نقل کر رہے ہیں۔ انہوں نے ریاض کے مضافات میں واقع ہسپتال کا دورہ کیا، یہاں پر اکثریت ایسے مریضوں کی تھی جو سڑک کے حادثات میں زخمی ہوئے۔ انہوں نے مریضوں کے احوال دریافت کئے تو ان میں سے ایک ستائیس (۲۷) سالہ نوجوان نے اپنا واقعہ یوں بیان کیا: آپ لوگ مجھے ہسپتال میں اس حالت میں دیکھ رہے ہیں کہ میں اٹھ بیٹھ بھی نہیں سکتا، میں پابند بستر ہوں، دن رات بستر پر پیٹھ یا پیٹ کے بل لیٹا رہتا ہوں، میرا کئی سال پہلے ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا، ایکسیڈنٹ کے دن سے آج تک میں اسی ہسپتال میں داخل ہوں۔ میری کہانی کچھ اس طرح ہے کہ ایک دن میری والدہ نے مجھ سے کہا کہ میں اپنے ایک قریبی رشتے دار کے گھر آنا چاہتی ہوں تم مجھے گاڑی سے پہنچا دو، میں نے کہا: مجھے کہیں اور جانا ہے، میرے پاس وقت نہیں ہے کہ میں آپ کو چھوڑنے جاؤں، آپ کو بعد میں کبھی فرصت ملے گی تو ان سے جا کر ملاقات کر لینا، ابھی میں مشغول ہوں اور مجھے کہیں جانا ہے۔ والدہ نے فرمایا: بیٹا! میں جن لوگوں کے پاس جانا چاہتی ہوں، ان کا مجھ پر ایک عظیم احسان ہے، میں ان کے احسان کا بدلہ نہیں چکا سکتی، چاہتی ہوں کہ ان سے ملاقات کر کے انہیں سلام دعا کہہ آؤں، اس لئے میرا ان کے ہاں جانا ازحد ضروری ہے، تم مجھے وہاں لے چلو۔ لیکن ایک شرط ہے، میں نے ماں سے خطاب ہو کر کہا: وہ شرط کیا ہے بیٹا؟

میں نے کہا: وہ شرط یہ ہے کہ میں تمہیں لے کر چلتا ہوں، میں تمہیں تمہارے رشتے دار کے گھر چھوڑ کر چلا جاؤں گا اور ٹھیک آدھے گھنٹہ بعد واپس آؤں گا، واپسی پر دروازے پر پہنچ کر صرف ایک مرتبہ گاڑی کا ہارن بجاؤں گا، اگر ایک ہارن پر تم گھر سے نکلو گی تو ٹھیک، ورنہ میں تمہیں وہیں چھوڑ کر آگے نکل جاؤں گا۔

ہوا بھی ایسا ہی کہ ماں کو مطلوب مکان پر چھوڑ کر مجھے جہاں جانا تھا چلا گیا اور ٹھیک آدھے گھنٹے بعد واپس آیا، دروازے کے پاس گاڑی روک کر صرف ایک مرتبہ ہارن بجایا، جب ماں باہر نہیں آئی تو میں نے اسے وہیں چھوڑ دیا اور گاڑی تیزی کے ساتھ آگے بڑھادی۔ مجھے وہاں سے نکلے ابھی چند لمحے ہی ہوئے کہ اچانک میری گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہوگیا اور میں بری طرح زخمی ہوگیا، اب آپ میری حالت دیکھ رہے ہیں کہ میں رات دن روتا ہوں، نہ حرکت کرسکتا ہوں، نہ کھڑا ہوسکتا ہوں۔ کروٹ بدلنے سے بھی معذور ہوں، صرف منہ اور پیٹھ کے بل لیٹ سکتا ہوں۔ آہ! میں اس حالت کو ماں کی نافرمانی ہی کی پاداش میں پہنچا ہوں۔ ❶

والد سے بداخلاقی اور بدسلوکی کا بھیانک انجام

ڈاکٹر عبدالغنی فاروق صاحب لکھتے ہیں کہ تین ماہ کی تعطیلات کے بعد کالج کھلا، شعبہ اردو کے سب رفقا بیٹھے ہوئے تھے، جب درسی کتابوں کے ناشر اکبر قریشی تقریباً دس بجے موٹے سیاہ شیشوں کی عینک لگائے دفتر شعبہ میں داخل ہوئے، بیماری کی تصویر بنے ہوئے تھے، مشکل سے چلتے ہوئے ایک کرسی پر بیٹھ گئے، میری ان سے بہت پرانی شناسائی ہے، ان کے والد قریشی گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ میں انگریزی کے استاد تھے اور محبت اور اخلاص والے انسان تھے۔

میں نے اکبر قریشی سے صحت کا پوچھا تو بتایا: بیماریوں کا مجموعہ بنا ہوا ہوں، شوگر تو بہت پرانی ہے، تین ہفتے قبل پھیپھڑوں میں پانی بھر گیا تھا، اس سے کچھ افاقہ ہوا تو دل کی تکلیف ہوگئی، بلڈ پریشر بہت بڑھ گیا اور ناک سے خون آنے لگا، اب گردے بہت متاثر ہوگئے ہیں، ان میں پس پڑ گئی ہے، معدہ خراب رہتا ہے اور جگر ٹھیک کام نہیں

---

❶ والدین کی اطاعت ونافرمانی واقعات کی زبانی: ص ۳۸۷، ۳۸۸

کرتا، بینائی خاصی کمزور ہے، جس کا ثبوت میری یہ عینک ہے۔

میں نے بچوں کا پوچھا تو بتایا: پانچ بیٹیاں ہیں جن میں سے ایک ذہنی معذور ہے، ایک بیٹا ہے، میرے استفسار پر کہ بیٹا کیا کرتا ہے، اس کی تعلیم کیا ہے؟ تو بتایا کہ وہ اُلو کا پٹھا بالکل نالائق ہے، میٹرک بھی نہیں کر سکا۔

''تو آپ کے ساتھ دکان پر بیٹھتا ہوگا'' نہیں، مکمل آوارہ گردی کرتا ہے اور اپنے باپ کا دل جلاتا ہے، تب میں نے موصوف کے کان میں راز داری سے بات کی، قریشی صاحب! اپنے والد کے پاؤں پکڑ لیں اور اس وقت تک نہ چھوڑیں جب تک وہ آپ سے راضی نہ ہو جائیں، مگر انہوں نے میرے مشورے کو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ نہیں ایسی کوئی بات نہیں وہ تو مجھ سے بہت خوش ہیں، حالانکہ موصوف نے صریحاً جھوٹ بولا تھا، اُن کے والد کے ایک قریبی دوست پروفیسر اقبال صاحب نے بتایا کہ اکبر قریشی کا سلوک اپنے والد سے بہت ہی گھناؤنا تھا، اِن کے والد نے اس ادارے کی بنیاد رکھی تھی۔ اپنی، اقبال صاحب اور دوسرے فاضل دوستوں کی نصابی کتب شائع کی تھیں، ادارے کو خوب ترقی دی تھی، بڑا بیٹا ہونے کے ناتے اکبر قریشی اس ادارے کی نگرانی کرتے تھے، موصوف نے ادارے کے معاملات اور حسابات میں پہلے ہیر پھیر کیا، اور پھر زبردستی قبضہ کر کے باپ کو ادارے سے بے دخل کر دیا، چنانچہ نوبت مقدمہ بازی تک پہنچ گئی جس کے دوران اکبر نے اپنے والد کے ساتھ انتہائی سنگدلی اور بداخلاقی کا رویہ اختیار کیے رکھا جس کے اثر سے وہ بیمار ہو گئے اور ایک روز دم توڑ گئے۔

اس تحریر کی شروع کی سطور میں نے ستمبر ۲۰۰۰ء میں لکھی تھی اور جولائی ۲۰۰۸ء میں اکبر قریشی کا انتقال ہو، گویا تقریباً آٹھ سال تک وہ صحت کے حوالے سے انتہائی اذیت ناک زندگی گزارنے پر مجبور رہے، اس دوران میں مستند اطلاع کے مطابق موصوف کی

دو بیٹیوں کی شادی ہوئی اور دونوں کو طلاق ہوگئی۔ ❶

ماں پر قاتلانہ حملہ کرنے والے کو زمین نے زندہ نگل لیا

میرا ایک دوست اپنی بستی میں رشتہ داروں سے ملنے گیا، وہاں ایک واقعہ ہوا تھا جو درج کررہا ہوں، اس بستی میں ایک کسان کے گھر اس کی ماں اور اس کی بیوی کے درمیان ہمیشہ جھگڑا رہتا تھا، ایک دفعہ اس کی بیوی ناراض ہوکر چلی گئی، بہت منت سماجت سے وہ اسکو واپس لے آیا، اس کی بیوی نے یہ شرط رکھی کہ تو اپنی ماں کو ختم کردے تو پھر میں تیرے گھر آؤں گی، اس کسان نے روزانہ کے جھگڑے سے تنگ آکر آخر کار اپنی ماں کو ختم کرنے کا پروگرام بنالیا، وہ کسان روزانہ کماد (گنا) کھیت سے کاٹ کر بازار میں بیچا کرتا تھا، ایک روز وہ اپنی ماں کو کھیت میں اس بہانے سے لے گیا کہ وہ کماد کا گھٹا اس کے سر پر رکھوادے گی۔

چنانچہ ماں کو کھڑا کیا اور کماد کاٹنا شروع کردیا اور ایک دم سے اپنی کلہاڑی سے اپنی ماں کو ختم کرنے کے ارادے سے حملہ کیا تو زمین نے اس کے پاؤں پکڑ لئے، کلہاڑی دور جا گری اور اس کی ماں چلاتی ہوئی اپنی جان بچانے کے لئے گاؤں کی طرف بھاگی، اسی دوران زمین نے آہستہ آہستہ کسان کو نگلنا شروع کردیا، تو کسان نے چلانا شروع کردیا اونچی آواز سے اپنی ماں کو پکارتا اور معافی مانگتا رہا مگر کھیت دور ہونے کی وجہ سے لوگوں تک اس کی آواز بہت دیر کے بعد پہنچی، جب لوگ وہاں پہنچے تو اس وقت تک زمین اس کو نگل چکی تھی اور اس کا سانس بند ہورہا تھا، اسی حالت میں آہستہ آہستہ زمین میں دفن ہوگیا، لوگوں نے اس کو نکالنے کی بہت کوشش کی مگر زمین نے اس کو نہ چھوڑا اور وہ وہیں مرگیا، یہ چند ماہ پہلے کا واقعہ ہے اور تحقیق شدہ ہے۔ ❷

❶ مکافات عمل: ص ۲۱۶، ۲۱۷

❷ ناقابل فراموش سچے واقعات: ۵۹۶

ماں کے بال کھینچ کر گھسیٹنے والا آگ میں جل گیا

یہ واقعہ جو ابھی میں آپکو سنانے جارہا ہوں، ایک درد بھری سچی کہانی ہے، نہر کے کنارے رہنے والی بڑھیا (جو درزی کا کام کرتی تھی) جو بیوہ ہونے کی وجہ سے سارا دن پیلو کے درخت کے نیچے گاؤں کے لوگوں کے کپڑے سیتی رہتی اور ہم اس کی نصیحت آموز باتوں اور عبرت انگیز کہانیوں سے لطف اندوز ہوتے رہتے، شام کو جب ہم گھر لوٹتے تو اس کے بعد بھی کافی دیر تک اس کے گھر سے پرانی سیونگ مشین کے چلنے کی آواز آتی رہتی، اس طرح اس نے گزر بسر کر کے اپنے دونوں بیٹوں کو پڑھایا، بڑے کا نام ''شاہد'' اور چھوٹے کا نام ''زاہد'' تھا۔ مڈل وغیرہ تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد انہوں نے اپنا موروثی پیشہ زرگری جو باپ کے فوت ہونے کی وجہ سے چھوٹ چکا تھا دوبارہ اختیار کرلیا، بڑے بیٹے نے تو گاؤں کو خیر آباد کہہ کر شہر میں سکونت اختیار کرلی، کبھی کبھی اپنی ماں سے ملنے آجایا کرتا تھا لیکن زاہد نے اسی نہر پر ایک چھوٹی سی زرگری کی دوکان بنالی جو ماں بیٹا دونوں کے گزر بسر کے لئے کافی تھی، چند سال بعد زاہد کی شادی بھی ماں کی پسند سے ہوگئی، برسوں بعد معدوم رونق پھر آئی لیکن آہستہ آہستہ ساس کے ساتھ وہی ہونے لگا جو آجکل کے معاشرے میں ہو رہا ہے، روز روز کا جھگڑا طول پکڑتا گیا، زاہد کا رویہ بھی اپنی ماں سے ذرا مختلف ہونے لگا، بیوی کی شوہر کے ہر روز کان بھرنے کی مشق نے بالآخر اپنا کام کر ہی دکھایا۔

ایک دن بہو صاحبہ نہر کے کنارے بیٹھی کپڑے دھو رہی تھی، ساتھ ہی بڑھیا اپنے کسی کام کے لئے آبیٹھی، بہو کو یہ کب اچھا لگتا بس چھوٹی سی باتوں سے بڑھیا کو سلگا دیا، جھگڑا بڑھتا گیا، آواز زاہد کے کانوں تک جا پہنچی، جلد ہی معاملے کی تہہ کو پہنچ گیا کہ آج پھر ماں نے جھگڑا شروع کر رکھا ہے، زاہد دوکان سے باہر نکل کر ان کی طرف چل پڑا،

زاہد کو آتا دیکھ کر بیوی نے نہر کو سر پر اٹھالیا کپڑوں کو جان بوجھ کر ادھر ادھر بکھیر دیا اور زور سے چلانے لگی کہ اس بڑھیا کو خدا کے لئے گھر سے نکال، اس نے میرا جینا حرام کردیا ہے وغیرہ وغیرہ، ادھر زاہد بیوی کی چکنی چپڑی باتوں سے متاثر ہو کر غصے سے لال پیلا ہو رہا تھا، جونہی ماں نے اپنی صفائی کے لئے لڑھکتی ہوئی زبان کو حرکت دینا چاہی تو دوسرے ہی لمحے زاہد کے ہاتھ اپنی ماں کے چاندنی کی طرح سفید بالوں میں تھے، اس نے اس بڑھیا کو چند قدم گھسیٹنے کے بعد ہی چھوڑا، ماں چیختی رہی میرا قصور نہیں میری بات تو سن لے لیکن اس بدبخت نے ایک نہ سنی اور گالیاں دیتا رہا۔

اس کے چند دن بعد بوڑھی ماں سردی کا اثر زائل کرنے کی غرض سے دھوپ میں گھر کے صحن میں سوئی ہوئی تھی، اچانک ایک وحشت ناک آواز نے اسے جگا دیا، کیا دیکھتی ہے کہ سامنے بیٹا آگ میں لپٹا ہوا چیخ وپکار کر رہا ہے۔

''ہائے میں مرگیا پانی لاؤ'' یہ کہتے ہی ماں کے قدموں میں گر گیا، بڑھیا نے جلدی جلدی ساتھ پڑے ہوئے پانی کے گھڑے کو اٹھا کر اس پر انڈیل دیا، بدن کے سارے کپڑے جل چکے تھے، ماں نے اپنا دوپٹہ اس پر ڈالا بڑی مشکل سے آگ پر قابو پایا گیا لیکن بہت دیر بعد جسم کا کافی حصہ جلنے کی وجہ سے چیتھڑوں کی صورت میں گر چکا تھا، چہرہ دیکھنے کے قابل نہ تھا، دراصل یہ سب کچھ دوکان میں رکھے چولہے کے پھٹنے کی وجہ سے ہوا، دوکان بھی جل گئی خود بھی تین دن بعد اللہ کو پیارا ہوگیا۔ کاش کہ زاہد کی بیوی ذرا صبر سے کام لیتی تو زاہد اتنا بے صبرا نہ ہوتا اور نہ ماں کی توہین کا مستحق ٹھہرتا۔ ❶

والدہ سے بدتمیزی کے سبب گھریلو زندگی اجیرن اور اولاد ذہنی مریض

میرے گاؤں سے تقریباً دو فرلانگ کے فاصلے پر ایک دوسرا گاؤں ہے۔ وہاں شیر افقیر

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ۶۰۰ تا ۶۰۲

نامی ایک شخص رہا کرتا تھا، تقریباً چھ فٹ قد تھا اس کا، آواز خوب کراری تھی، ''ہیر'' شوق سے گایا کرتا، لیکن تھا بہت ہی جاہل، اجڈ اور گنوار، ماں سے بہت بدتمیزی سے پیش آتا، گالیاں دیتا اور ہاتھ بھی اٹھانے سے دریغ نہ کرتا۔

صوفی جمال دین صاحب نے جو اسی گاؤں کے رہنے والے ہیں بتایا کہ شیرا کی شادی ہوئی تو اس کی جہالت اور اکھڑ پن کی وجہ سے اس کی بیوی نے تنگ آکر طلاق لے لی، دوسری شادی کی، وہ بھی ناکام رہی، اس کی تیسری بیوی ایک مخبوط الحواس، نیم پاگل عورت تھی، اس سے شیرا کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہوئیں، بڑا بیٹا باولا ہو کر مر گیا، دوسرا ذہنی طور پر معذور تھا۔

شیرا کا حشر بڑا ہی عبرت ناک ہوا، اس کے سگے بھانجے نے اسے نہر کے پُل پر گولی مار کر قتل کر دیا، وہ گرفتار ہوا، مگر چھ ہی ماہ بعد ضمانت پر رہا ہو کر آ گیا، کوئی بھی شخص قاتل کے خلاف گواہی دینے پر آمادہ نہ ہوا تھا۔ ❶

ماں کو مارنے پیٹنے اور گالیاں دینے والے شخص کا عذابِ قبر میں مبتلا ہونا

میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ علم حاصل کرنے کے لیے روانہ ہوا، جب ہم منزل پر پہنچے تو وہاں تعلیمی سرگرمیاں شروع ہو چکی تھیں، ہم بھی تعلیم میں مصروف ہو گئے، اس دوران لوگوں نے ایک ہیبت ناک خبر سنائی وہ یہ کہ ایک مردہ زندہ ہو گیا ہے اور لوگ اسے دیکھنے کے لیے دور دور سے چلے آ رہے ہیں، کچھ لوگوں نے اس خبر کی سچائی پر یقین نہ کیا، پھر ایک خبر یہ آئی کہ مردہ تو زندہ نہیں ہوا البتہ ایک قبر لرزتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔

میں بہت بے چین تھا دراصل صورت حال معلوم کرنا چاہتا تھا، چنانچہ اپنے ساتھی کے

❶ مکافات عمل: ص ۲۱۴

ہمراہ روانہ ہوا اور پوچھتے پوچھتے آخرکار اس قبر تک پہنچ گیا، وہاں عجیب منظر تھا بے شمار لوگ جمع تھے طرح طرح کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

میں نے دیکھا ایک قبر پر بہت سے کانٹے پڑے تھے اور ان کے نزدیک کچھ لوگ لاٹھیاں لیے کھڑے تھے وہ لوگوں کو قبر کے نزدیک آنے سے منع کررہے تھے، یہ ساری صورت حال دیکھ کر میں نے ایک صاحب سے پوچھا:

''کیا بات ہے لوگ یہاں کیوں جمع ہیں اور یہ لاٹھیوں والے آدمی کون ہیں وہ لاٹھیاں لیے کیوں کھڑے ہیں؟''

اس شخص نے غور سے میری طرف دیکھا اور کہنے لگا:

اس قبر کے مردے کو عذاب دیا جارہا ہے اس کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں، لاٹھیوں والے اس مردے کے رشتہ دار ہیں وہ لوگوں کو قبروں کے نزدیک آنے سے روک رہے ہیں۔

اس کی بات سن کر مجھ پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی ،جسم کے سارے بال کھڑے ہوگئے ،دل دھک دھک کرنے لگا، میں نے کچھ وظائف پڑھ کر اس کا ثواب مردے کو بخش دیا، اس کے بعد واپس چلا آیا، میرا ساتھی ہمراہ تھا، میں اسباق کا مطالعہ کرنا چاہتا تھا مگر ہمت جواب دے گئی تھی ،ذہن ابھی تک اس مردے میں اٹکا ہوا تھا جسے عذاب ہورہا تھا۔

اسی حالت مین مجھے نیند نے آلیا ابھی تھوڑی دیر ہی سویا تھا کہ ڈر کر اٹھ بیٹھا طبیعت بے چین تھی ، میں نے اپنی کیفیت اپنے ساتھی سے بیان کی تو وہ کہنے لگا: قرار مجھے بھی نہیں ہے، اللہ رحم فرمائے ، ہم کل دوبارہ اس جگہ جائیں گے۔

اگلی صبح ہم دونوں وہاں پہنچے، اس دفعہ لوگوں کی تعداد پہلے کی نسبت کم تھی شاید اس لیے کہ یہ صبح کا وقت تھا۔

مجھ پر خوف بری طرح طاری تھا، دھک دھک کرتے دل کے ساتھ قبر کے نزدیک پہنچا اوراس کا معائنہ کرنے لگا، واقعی قبر کے اندر سے آوازیں آرہی تھیں یوں جیسے کسی کو جھٹکے دیے جارہے ہوں، میں لرزاٹھا پھر میں نے قرآن کریم کی تلاوت شروع کردی، تھوڑی دیر تلاوت کرنے کے بعد میں نے ثواب مردے کوبخش دیا۔

اب سورج بلند ہونے لگا تھا، لوگوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہورہا تھا۔ایک ہفتہ گزرچکا تھا، اس مردے کا عذاب بدستور جاری تھا، میں سوچنے لگا ''اے مالک! اس کا کون سا ایسا کام تھا جس کی وجہ سے اسے عذاب ہورہا ہے اور یہ شخص مرکر بھی لوگوں کے لیے عبرت بنا ہوا ہے۔

مجھے کسی طرح چین نہ تھا جوں جوں یہ خبر پھیلتی رہی توں توں لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہورہا تھا، پولیس کے لیے لوگوں کو سنبھالنا مشکل ہوگیا تھا، ایسے میں صحافیوں کی ایک جماعت وہاں پہنچ گئی وہ مردے کے رشتہ داروں سے ملے، انہیں دیکھ کر کچھ لوگ ان کے ساتھ ہولیے، ایک صحافی نے مردے کی والدہ سے درخواست کی۔

''محترمہ! اس قبر کے متعلق کچھ بتائیں!

اس نے روتے ہوئے کہا:

یہ میرا بیٹا ہے مجھے اس سے بہت محبت تھی، اس کی عمر سولہ سال تھی، میں اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتی تھی کیوں کہ آخر یہ میرا خون تھا، میرے جگر کا ٹکڑا تھا، میرے اچھے سلوک کے جواب میں وہ کہتے کہتے رک گئی۔

لوگوں نے دیکھا اس کی ہچکی بندھ گئی، وہ چند لمحے خاموش رہی پھر گویا ہوئی میرے اچھے سلوک کے جواب میں وہ مجھ سے بے حد برا سلوک کرتا تھا، مجھے مارتا پیٹتا اور گالیاں دیتا تھا، جتنا وہ برا کرسکتا تھا اس نے کیا، وہ بے نمازی تھا سارا دن کھیل تماشے میں گزارنا

اس کا معمول تھا، اس نے کبھی کوئی اچھا کام نہیں کیا تھا، اس نے دنیا میں میرا بہت دل دکھایا شاید اسی وجہ سے وہ عذاب میں مبتلا ہے، لوگوں کے لیے تماشہ بنا ہوا ہے، میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گی۔

وہ خاموش ہوگئی، اس کی آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا، اس بوڑھی ماں کی باتیں سن کر میں تھرا اٹھا، نہ جانے اس بدبخت نے اپنی اس ماں کو کس قدر تکلیف دی تھی کہ اس کا دل موم نہیں ہو رہا تھا، وہ کہہ رہی تھی میں اسے معاف نہیں کروں گی، کچھ سوچ کر میں اس بوڑھی عورت کے پاس گیا، میرے ساتھ کچھ لوگ بھی اس کے نزدیک ہوگئے۔

میں نے کہا: ماں! تم کیسی ماں ہو تمہاری آنکھوں کے سامنے تمہارے بیٹے کو عذاب ہو رہا ہے، اللہ کی گرفت میں آیا ہوا ہے، یہ ٹھیک ہے اس نے تمہیں بہت ایذاء دی ہوگی بہت زیادہ نافرمان اور بدکلام ہوگا لیکن تم ماں ہو، ممتا رکھتی ہوا سے معاف کردو، معاف کرنا اللہ کی صفت ہے اور وہ معاف کرنے والوں کو بہت پسند کرتا ہے، معاف کردو اس بدنصیب بیٹے کو۔

لوگوں نے میری تائید کی اور کہنے لگے:

معاف کردو اپنے بیٹے کو شاید اس طرح اسے نجات حاصل ہو جائے۔

بوڑھی ماں نے ایک نظر قبر پر ڈالی پھر بھرائی ہوئی آواز میں بولی:

اے اللہ! میرے اس بیٹے نے ہمیشہ مجھے تکلیف دی لیکن آج میں اسے سب کے سامنے معاف کرتی ہوں تو بھی اسے معاف کردے، معاف کردے اے اللہ!

اس کے خاموش ہوتے ہی قبر سے آوازیں آنی بند ہوگئیں، یہ دیکھ کر لوگوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا ادھر ماں کا چہرہ پرسکون ہونے لگا تھا۔ [1]

[1] ناقابل فراموش سچے واقعات: ص۶۰۵ تا ۶۰۸

سگے والد کا قاتل اہل وعیال سمیت حادثے میں ہلاک ہوگیا

یہ خبر روزنامہ ''پاکستان'' لاہور کے شعبہ ''ایک دن ایک عدالت'' میں ۲۱/مارچ ۲۰۰۴ء کو شائع ہوئی، یہ مقدمہ ایڈیشنل سیشن جج میاں انور نذیر کی عدالت میں زیر سماعت تھا۔

خبر کے مطابق کاہنہ کے علاقے میں ایک زمیندار سلامت علی نے ڈیڑھ لاکھ روپے دے کر ایک مفرور قاتل رشید عرف شیدو سے اپنے سگے باپ محمد شریف کو قتل کرادیا، اس واردات میں وہ خود بھی شامل تھا، لیکن جب سلامت علی نے باپ کے قتل کے بعد چاول کی مل اور دیگر جائیداد کو فروخت کرنا چاہا اور اس کے بھائی نیامت علی نے مخالفت کی تو اس نے قتل کے مقدمہ میں نیامت علی کو نامزد کردیا۔

اخبار کے مطابق اس دوہرے ظلم کے چند دنوں کے بعد سلامت علی اپنے بیوی بچوں کے ساتھ اپنی گاڑی میں کہیں جارہا تھا کہ حادثہ ہوگیا اور یہ سارا خاندان ہلاک ہوگیا، چونکہ یہ خبر ایک دن کی عدالتی کاروائی پر مشتمل تھی، اس لئے یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ سلامت علی اور اس کے خاندان کو مہلک حادثہ کب اور کہاں پیش آیا؟

تاہم زمیندار محمد شریف کے اصل قاتل رشید عرف شیدو نے ضمیر کے ہاتھوں مجبور ہوکر جوڈیشل مجسٹریٹ غلام دستگیر نشتر ٹاؤن لاہور کی عدالت میں ۱۲/مارچ ۲۰۰۴ء کو خود پیش ہوکر یہ اعتراف کیا کہ اس نے سلامت علی کے کہنے پر اس کے باپ محمد شریف کو قتل کیا تھا اور نیامت علی بالکل بے قصور ہے۔ ❶

والد کے ساتھ بدتمیزی اور بداخلاقی کے سبب کھیت جل گیا

میرے آبائی گاؤں واقع تحصیل سمبڑیال ضلع سیالکوٹ میں میرا ایک بہت قریبی عزیز ہے۔ بہت ہی بدنصیب ہے، کج ذہن، کج عمل، اس کی عمر اب ستر سے تجاوز کرگئی ہے،

❶ مکافات عمل: ص ۲۲۶، ۲۲۷

لیکن زندگی بھراس سے کسی کا بھی بھلانہیں ہوا، نہ والدین کا، نہ بہنوں کا، نہ بھائیوں کا، خصوصاً والدین کے معاملے میں اس نے ہمیشہ کمال بے حسی اور سنگدلی کا مظاہرہ کیا، اس کے نتیجے میں اللہ نے اسے ہر قسم کے سکھ چین، اور آسودگی سے محروم رکھا، بیوی بہت احمق، جاہل، جھگڑالو اور بد سلیقہ ملی، اس کا رزق ہمیشہ تنگ رہا، اسے اور اس کی بیوی کو طرح طرح کی بیماریوں اور پریشانیوں نے گھیرے رکھا، اس کے مویشی مرتے رہے اور کھیت اچھی فصل سے ہمیشہ محروم رہے، مجھے یاد ہے ایک مرتبہ اس نے ایک بیگھہ چنے کاشت کئے ہوئے تھے، چنوں میں گھاس پھوس اور جڑی بوٹیاں بھی تھیں، خود تو وہ اپنی طبعی سستی اور غیر ذمہ داری کی وجہ سے کھیت کی صفائی نہ کرسکا، مگر اس کے والد ایک دن درانتی لے کر اس کے کھیت میں چلے گئے اور خودرو جڑی بوٹیاں اور گھاس وغیرہ کاٹنے لگے، باپ بڑھاپے کی وجہ سے اب کوئی کام نہ کرتا تھا، اس نے ایک بھینس پال رکھی تھی اور الگ گھر میں رہتا تھا، مقصد یہ بھی تھا کہ اس طرح بھینس کے لئے چارہ بھی حاصل ہو جائے گا۔

اس بدنصیب شخص نے جسے میں غلام فرید کا نام دوں گا، باپ کو اپنے کھیت میں دیکھ لیا، یہ غصے سے آگ بگولا ہو گیا اور کھیت کی طرف چل پڑا، وہاں جا کر اس نے باپ کو خوب ڈانٹا، اسے برا بھلا کہا اور بازو سے پکڑ کر اٹھا دیا اور جڑی بوٹیاں اور گھاس جو اس نے کاٹ کر ایک چادر پر ڈال رکھی تھیں، چادر اُلٹا کر وہیں گرادیں اور باپ کو دھکے دے کر کھیت سے نکال دیا۔

نتیجہ یہ ہوا اور یہ منظر سارے گاؤں نے دیکھا کہ چنوں کا یہ کھیت کسی پراسرار بیماری سے جل گیا اور کسی پودے میں کوئی دانہ تیار نہ ہوا، غلام فرید کی ساری محنت بیکار گئی اور اسے باپ سے بداخلاقی اور بدتمیزی کی دنیا ہی میں سزا مل گئی۔ (۱)

(۱) مکافات عمل: ص ۲۱۳، ۲۱۴

والدہ کو گھر سے نکالنے پر جسم مفلوج ہو گیا اور بیوی نے بے وفائی کر لی

پشاور کے علی خان لکھتے ہیں: ہمارے ایک قریبی رشتہ دار خاندان میں تین بھائی اور دو بہنیں ہیں، سب کی شادیاں ہو چکی ہیں، والد وفات پا گیا ہے، ماں زندہ ہے اور ضعیف ہے، اسے سب سے چھوٹے بیٹے سے خاص محبت تھی، اور وہ اسی کے ساتھ اپنے آبائی گھر میں رہ رہی تھی، لیکن بدقسمتی سے بہو کی اپنی ساس سے نہ بنی اور اس نے خاوند سے مطالبہ کیا کہ میں تمہاری ماں کے ساتھ اس گھر میں نہیں رہ سکتی، یا اسے رکھ لو یا مجھے رکھ لو، نتیجہ یہ ہوا کہ بیٹے نے ایک دن ماں سے کہہ دیا کہ آپ کی وجہ سے میرا گھر برباد ہو جائے گا، نتیجہ یہ ہوا کہ ماں کو اپنا مکان چھوڑ کر اپنی بیٹی کے ہاں پناہ لینی پڑی۔

اس واقعے کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ یہ چھوٹا بیٹا فالج میں مبتلا ہو گیا، اس کے جسم کا دایاں حصہ بیکار ہو گیا، زبان بھی بند ہو گئی، چنانچہ اس کے لئے اٹھنا، بیٹھنا، چلنا پھرنا محال ہو گیا۔ پیشاب پاخانہ بھی چارپائی ہی پر کرنا پڑتا، ہر طرح کا علاج ہوا، مگر کوئی دوا کارگر نہ ہوئی، بیوی نے کچھ عرصہ تو خدمت کی، مگر پھر اس کے تیور بدلنے لگے اور وہ اس کی تیمارداری سے پہلو تہی کرنے لگی اور پھر تو یہ نوبت آئی کہ گھر میں غیر مردوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی، اور ایک روز بیوی نے برملا خاوند سے کہہ دیا کہ وہ اس کے ساتھ نہیں رہ سکتی، وہ ایک دن اسٹام پیپر اور وکیل کو ساتھ لے آئی طلاق نامہ پر اس کا انگوٹھا لگوایا اور اسے انتہائی علالت اور معذوری کی حالت میں چھوڑ کر چلی گئی، جاتے ہوئے گھر کا سارا قیمتی سامان بھی لے گئی۔

اس بدنصیب نے بیوی کی خاطر ماں کو گھر سے نکالا تھا، مگر صلے میں اسے بدترین نوعیت کی بیماری اور بیوی کی بے وفائی ملی۔ دنیا بھی برباد، آخرت بھی برباد۔ ❶

❶ مکافات عمل: ص ۲۵۲ بحوالہ ماہنامہ ''عبقری'' لاہور مارچ، ۲۰۰۹ء

والدین کی توہین کے سبب پاگل ہو گیا اور سوءِ خاتمہ

ڈاکٹر عبدالغنی فاروق صاحب لکھتے ہیں کہ میرے پڑوسی مہدی خان گوندل صاحب نے بتایا: یہ ۱۹۵۰ء کی بات ہے۔ محمد خان میرا تایا زاد بھائی تھا، بہت بدتمیز، لڑاکا، جھگڑالو، ماں باپ سے لڑتا ہی رہتا، ایک مرتبہ اس نے باپ کو زمین پر گرا کر مارا، ماں کو گالیاں دیتا، الزام تراشی کرتا اور طرح طرح کے طعنے دیتا تھا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ والدین سے مسلسل کشمکش اور محاذ آرائی کی وجہ سے اس کی شادی بھی نہ ہوئی۔ اس نے جمع پونجی بینک میں رکھی ہوئی تھی، اس کے سود سے روزمرہ کا گزارہ چلاتا تھا، پٹواری سے مل کر اسے رشوت دے کر اس نے دس بیگھے زمین بھی ناجائز الاٹ کرالی تھی۔

عجیب بات ہے کہ جب تک اس کے والدین زندہ رہے وہ کسی بڑی مصیبت میں مبتلا نہ ہوا مگر ماں باپ کے مرتے ہی اس پر اللہ کی ناراضگی بارش کی طرح برسنے لگی، اس کے پیٹ میں اس قدر شدید درد ہوتا تھا کہ وہ ذبح ہوتے ہوئے بکرے کی طرح چیختا تھا اور بری طرح زمین پر لوٹتا تھا، بار بار کہتا تھا میرے پیٹ میں کوئی بلا ہے، اسے چیر کر باہر نکالو، میرا آپریشن کراؤ، میرا آپریشن کراؤ۔

چنانچہ متعلقہ سارے ہی ٹیسٹ کرائے گئے، ایکسرے، الٹراساؤنڈ وغیرہ، لیکن سب ٹیسٹ بالکل صاف تھے، بالآخر اس کے مسلسل اصرار پر اسے سی ایم ایچ راولپنڈی لے جایا گیا، وہاں اس کا آپریشن ہوا، لیکن حیرت انگیز طور پر اس کے پیٹ سے کچھ بھی برآمد نہ ہوا، سب ڈاکٹر اس بات پر حیران تھے، ۱۹۸۰ء میں اس آپریشن پر آٹھ ہزار روپے خرچ ہوئے تھے۔

محمد خان نے اپنی اس پُراسرار بیماری کا سیالکوٹ کے گاؤں روڑس کے حکیموں سے بھی علاج کرایا، وہ اس مقصد کے لئے وہاں بہت دن تک مقیم رہا، لیکن اسے کچھ بھی افاقہ

نہ ہوا، اس طرح محمد خان دس سال تک پیٹ درد کی اذیت ناک بیماری میں مبتلا رہا، جنرل ہسپتال راولپنڈی کے ڈاکٹر مبشر سے بھی علاج کرایا، لیکن درد بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی اور آخر کار وہ پاگل ہوگیا، اس کی یادداشت ختم ہوکر رہ گئی، کھانا تک بھول جاتا تھا لیکن عجیب بات تھی کہ چونکہ اسے پیسے سے بے پناہ محبت تھی، اس لئے اسے نوٹ دکھائے جاتے تو اس کی یادداشت کچھ عود کر آتی اور وہ کھانے کی طلب کر لیتا ورنہ دو دو دن اسے کھانا یاد ہی نہ آتا تھا۔

آخری علاج کی خاطر محمد خان کی بڑی بہن اسے میو ہسپتال لاہور لے آئی لیکن یہاں بھی اسے کوئی افاقہ نہ ہوا، کمزوری بڑھتی چلی گئی اور جب معاملہ زیادہ بگڑ گیا تو اسے واپس گاؤں لے جایا گیا جہاں وہ ۱۹۹۴ء میں فوت ہوگیا۔

مہدی خان گوندل صاحب نے بتایا کہ میں تو اس وقت گاؤں میں نہ تھا، لیکن خاندان کے لوگوں نے اور رشتہ دار خواتین نے بتایا کہ اس کی موت کا منظر بڑا ہی ہیبت ناک تھا، اسے تشنج کے شدید دورے پڑتے تھے، ہڈیوں کے کڑکڑانے کی آواز آتی تھی، زبان بند تھی اور اذیت کی شدت سے اس کی آنکھیں باہر کو اُبل آئی تھیں اور بے پناہ خوف اس کے چہرے سے امنڈ رہا تھا، موت کے روز صبح فجر سے لے کر تقریباً گیارہ بجے تک کم از کم چار گھنٹے اس پر جان کنی کا ایسا عالم طاری رہا کہ عورتیں ساری کی ساری خوفزدہ ہوکر وہاں سے چلی گئیں، صرف مرد بیٹھے رہ گئے جن کی موجودگی میں بڑی ہی مشکلوں سے اسے زندگی سے چھٹکارا ملا۔ ❶

والد کی بچپن میں شفقت اور بڑھاپے میں بیٹے کا والد کے ساتھ رویہ

ایک صاحب بوڑھے ہوگئے، انہوں نے بیٹے کو اعلیٰ تعلیم دلا کر فاضل بنا دیا، ایک دن

❶ مکافات عمل: ص ۲۴۵ تا ۲۴۷

صحن میں بوڑھے باپ بیٹھے ہوئے تھے، ایک کوا آیا اور گھر کی دیوار پر آ کر بیٹھ گیا، باپ نے بیٹے سے پوچھا کہ بیٹا یہ کیا چیز ہے؟ بیٹے نے کہا کہ ابو جان یہ کوا ہے، تھوڑی دیر کے بعد پھر پوچھا کہ بیٹا یہ کیا چیز ہے؟ اس نے کہا کہ ابو جان یہ کوا ہے، جب تھوڑی دیر ہوگئی تو پھر باپ نے پوچھا کہ بیٹا یہ کیا چیز ہے؟ بیٹے نے کہا ابو جان ابھی تو آپ کو بتایا تھا کہ کوا ہے، تھوڑی دیر گزرنے کے بعد پھر باپ نے پوچھا بیٹا یہ کیا چیز ہے؟ اب بیٹے کے لہجے میں تبدیلی آ گئی اور جھڑک کر کے کہا کہ ابو جی کوا ہے کوا، پھر تھوڑی دیر کے بعد باپ نے پوچھا بیٹا کیا ہے؟ اب بیٹے سے رہا نہ گیا، اس نے کہا کہ آپ کے سمجھ میں نہیں آتی ہے، بار بار ایک بات کو پوچھے چلے جاتے ہیں، اس طرح سے بیٹے نے باپ کو ڈانٹا، تھوڑی دیر کے بعد اس کے والد اپنے کمرے میں اٹھ کر گئے اور ایک پرانی ڈائری نکال کر لائے اور اس ڈائری کا ایک صفحہ کھولا اور بیٹے کو ڈائری دی، چنانچہ اس نے پڑھا تو اس میں یہ لکھا تھا کہ آج میرا بیٹا صحن میں بیٹھا ہوا تھا اور میں بھی بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں ایک کوا آ گیا تو بیٹے نے مجھ سے پچیس مرتبہ پوچھا، ابو جان یہ کیا ہے؟ تو میں نے اس کو پچیس مرتبہ جواب دیا کہ بیٹا یہ کوا ہے، اس کے پڑھنے کے بعد باپ نے بیٹے سے کہا بیٹا! دیکھو باپ اور بیٹے میں یہ فرق ہے، جب تم بچے تھے تو تم نے مجھ سے پچیس مرتبہ پوچھا تھا اور میں نے بالکل اطمینان سے جواب دیا تھا اور آج میں نے تم سے صرف پانچ مرتبہ پوچھا تو تمہیں برداشت بھی نہ ہوا اور اتنا غصہ آ گیا۔ ❶

مغربی ممالک میں بوڑھے والدین کے ساتھ نازیبا سلوک

آج کل والدین کی خدمت بھی عار تصور کی جاتی ہے اور بیوی بچوں کی جتنی خدمت کی جاتی ہے ان کا جتنا خیال کیا جاتا ہے، والدین کا اتنا خیال نہیں کیا جاتا، اور جب والدین

❶ انمول واقعات، ص: ۱۷۵

بوڑھے ہوجاتے ہیں اور قوی کمزور ہوجاتے ہیں اور چڑ چڑاپن پیدا ہوجاتا ہے تو ایسے وقت میں اولاد کو حکم ہے کہ نرمی سے کلام کریں اور ان کو ''اف'' بھی مت کہیں، لیکن عموماً لوگ اس کا خیال نہیں کرتے اور ایسے وقت میں سخت کلامی سے پیش آتے ہیں۔

مغربی ممالک میں بوڑھے ہاؤس قائم کئے جاتے ہیں، جہاں صرف بوڑھوں کی رہائش کا انتظام ہوتا ہے، اس میں بڈھوں کی ایسی ناگفتہ بہ ناقابل برداشت اور ناقابل بیان حالت ہوتی ہے کہ اسے دیکھنے کے بعد کئی دنوں تک آدمی کھانا نہ کھاسکے اور راتوں کی نیند چلی جائے، جب والدین بوڑھے ہوجاتے ہیں تو انہیں بے رحمی اور بے دردی کے ساتھ اِس جگہ داخل کردیا جاتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے اپنے بوڑھے والد کو یہاں لایا، ایک زمانہ کے بعد اس کمبخت کو جس نے اپنے بوڑھے باپ کو اِس جگہ داخل کیا تھا اِس کا لڑکا اُسے اِس جگہ داخل کرنے لے آیا، کسی طرح یہ بڈھا اس میں جانے کیلئے تیار نہیں تھا، اندر سے ایک دوسرے بڈھے نے اس کو بلایا، بالآخر بیٹے نے بوڑھے باپ کو بے رحمی کے ساتھ اس میں دھکیل دیا اور رخصت ہوگیا، جب دونوں بڈھوں میں بات چیت ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہ بڈھا جو اندر بلارہا تھا اس دوسرے بڈھے کا باپ تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو عمر دراز کرکے یہ دکھادیا کہ جو سنگین اور ناقابل معافی جرم تم نے اپنے والد کے ساتھ کیا تھا، آج تم اسی گھناؤنے جرم کی گھناؤنی سزا اپنے باپ کے ساتھ جھیلنے میں برابر کے شریک ہو۔

اس طرح کے بہت سے دل دہلا دینے والے عبرت ناک واقعات پڑھے اور سنے جاتے ہیں، جن سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ والدین کے ساتھ بدسلوکی اور بدتمیزی کی نقد سزا اللہ تعالیٰ مرنے سے پہلے دنیا میں بھی دیدیتے ہیں، اگر کوئی شخص دنیا

میں اس سنگین جرم کی سزا سے دوچار نہیں ہوا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب اسے کوئی سزا نہیں دی جائے گی بلکہ اس سے زیادہ سخت سزا آخرت میں ہونے والی ہے۔ اسلئے اس سزا سے بچنے کیلئے کیوں نہ زندگی میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کریں اور ان کے اشاروں پر چلیں اوران کی دعائیں لیں، ماں باپ کی دعا اولاد کے حق میں بہت جلدی قبول ہوتی ہے۔

والدین کی بددعا کے دنیاوی واخروی نقصانات

والدہ کی بددعا کے سبب پاؤں کاٹ دیا گیا

علامہ جاراللہ زمخشری رحمہ اللہ معروف عالم گزرے ہیں، ان کی مشہور تفسیر ''اَلْکَشَّافُ عَنْ حَقَائِقِ غَوَامِضِ التَّنْزِیْلِ وَعُیُوْنِ الْأَقَاوِیْلِ فِیْ وُجُوْہِ التَّأْوِیْلِ'' ہے۔ امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی عربی فصاحت وبلاغت کو سمجھنے والے دنیا میں دو شخص گزرے ہیں، ان میں ایک علامہ زمخشری اور دوسرے علامہ عبدالقادر جرجانی رحمہما اللہ ہیں، اور یہ دونوں اعرج یعنی لنگڑے تھے۔

علامہ زمخشری رحمہ اللہ کا ایک پاؤں کٹا ہوا تھا، جب ان سے پاؤں کے کٹ جانے کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے بتایا کہ یہ ماں کی بددعا کا نتیجہ ہے۔ علامہ زمخشری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے بچپن میں ایک چڑیا پکڑی اور اُس کے پاؤں کو اتنی زور سے باندھ دیا جس کی وجہ سے ننھی منی چڑیا کا نازک پاؤں کٹ گیا، والدہ ماجدہ نے کئی مرتبہ مجھے سمجھایا کہ بیٹا ایسا نہ کرو لیکن میں نے ماں کی بات نہیں مانی، بہرحال جب ماں نے دیکھا کہ چڑیا کا پاؤں کٹ گیا ہے تو یہ دیکھ کر میری والدہ ماجدہ بہت رنجیدہ ہوئیں اور ان کی زبان سے یہ بددعا نکل گئی:

قَطَعَ اللّٰہُ رِجْلَکَ کَمَا قَطَعْتَ رِجْلَہٗ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تیرے پاؤں کو اس طرح کاٹ دے جس طرح تو نے اس ننھی منی چڑیا کا پاؤں کاٹا ہے۔

فرماتے ہیں: یہ اسی بددعا کا اثر ہے کہ مجھے ایسی بیماری لاحق ہوگئی کہ طبیبوں نے اس کا علاج پاؤں کاٹنا تجویز کیا اور میرا پاؤں کاٹ دیا گیا اور اُس دن سے میں لنگڑا ہوں۔ ❶

والدہ کی بددعا کے سبب ریل کے نیچے آکر پاؤں کٹ گئے

ایک فوجی میجر صاحب اپنے بچوں کو کوئٹہ منڈی بہاؤ الدین لے جانے کے لئے تیار ہوئے، پلیٹ فارم پر پہنچے تو پتہ چلا کہ گاڑی تقریباً آدھا گھنٹہ لیٹ ہے، خیر بیٹھ گئے ریل کے انتظار میں۔ انتظار کچھ زیادہ طویل نہ ہوا اور ریل گاڑی پلیٹ فارم پر پہنچ گئی، میجر صاحب کہتے ہیں کہ ہمارے ڈبے میں رش زیادہ تھا، سب لوگ باری باری سوار ہونے لگے، ہم بھی سوار ہو ہی رہے تھے کہ ریل آہستہ آہستہ چلنے لگی، میں نے اپنے بچوں کو جلدی جلدی گاڑی میں سوار کیا اور خود بھی گاڑی میں سوار ہونے کے لئے ایک آدمی کو ہاتھ دیا کہ اچانک ہی گاڑی کی رفتار تیز ہوگئی اور میرا ہاتھ اس آدمی کے ہاتھ سے پھسل گیا اور میجر صاحب نیچے گر پڑے، ایک شور اٹھا اور ریل گاڑی جھٹکے سے رک گئی، تمام مسافر ریل گاڑی سے اترنے لگے اور میجر کے گرد حلقہ بنا کر کھڑے ہو گئے جیسے ہی میں نے میجر کی طرف دیکھا تو دل ہل کر رہ گیا، کیونکہ ان کی دونوں ٹانگیں جسم سے علیحدہ ہوگئی تھیں اور خون بے تحاشا بہہ رہا تھا، میجر صاحب آہ و بکا کر رہے تھے، لیکن اپنے ہوش میں تھے، میں کھڑا دل ہی دل میں ان کی ہمت کو داد دے رہا تھا کہ اتنی تکلیف میں بھی وہ بے ہوش نہیں ہوئے تھے، پھر اچانک میجر صاحب درد بھری آواز

---

❶ والدین کی قدر کیجئے: ص۱۸۰، ۱۸۱/ معجم الأدباء: ترجمة: محمود بن عمر بن أحمد أبو القاسم، ج۸ص ۲۶۸ تاريخ الإسلام للذهبي: سنة ثمان وثلاثين وخمسمائة، ج۳۶ص ۴۸۹

میں چلائے: لوگو! آج میں نشان عبرت بن گیا ہوں، ہاں مجھ سے عبرت حاصل کرو، میں بدبخت نامراد ہوگیا، خدارا کبھی بھی اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرنا۔ دیکھو یہ انجام، یہ ہے میری بدقسمتی، کہاں ہے میرا عہدہ؟ کہاں ہے جو مجھے ماں کی بددُعا سے بچا نہ سکا، ہجوم تیزی سے بڑھ رہا تھا، شاید ریلوے پولیس نے ایمبولینس بلوالی تھی، مگران کی یہ غیر متوقع بات سن کر مجمع کو سانپ سونگھ گیا، سب دم بخود ان کے چہرے کو دیکھنے لگے۔ چند لمحوں کے بعد وہ دوبارہ بولے، مجھ پر خدا کی مار ہے، بے شک خدا کی لاٹھی بے آواز ہے، کسی نے مجھے نہ بچایا، کسی میں قدرت نہیں کہ وہ خدا کے عذاب سے کسی کو بچا سکے، ہاں یہ ہے بدنصیب، یہ میں ہوں جو کل خود کو کچھ زیادہ ہی اونچا گمان کرتا تھا، اتنا اونچا کہ اس کے آگے اپنے والدین کی بھی کوئی قدر ومنزلت نہ تھی، آہ...... آہ...... وہ بھیانک دن، وہ خوف ناک صبح جب میں نے اپنے بوڑھے والدین کو خوب مارا اور جب میں مار مار کر تھک گیا، تو میری ماں نے صرف یہ کہا: اے خدا! اے مالک! تو نے اس کی ٹانگیں کیوں نہ توڑ دیں؟ یہ شکوہ نہیں بلکہ بددُعا تھی جس کا نتیجہ آپ سب لوگوں کے سامنے ہے، بس یہ چند جملے تھے، جو میجر نے کہے پھر درد کی شدت کے باعث اس کی زبان بند ہوگئی، اتنے میں ایمبولینس آگئی اور کچھ لوگ انہیں ہسپتال لے گئے۔

یہ واقعہ سن کر ہمارا دل لرز کر رہ گیا، خدایا! کیا واقعی کوئی اپنے والدین کو مار سکتا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے واقعات سے عبرت پکڑنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمیں اپنے والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین ❶

والد کی بددعا کے سبب بیٹا عذاب میں گرفتار ہوگیا

ایک بزرگ والد گھر سے سے باہر کہیں تشریف لے گئے، رہائش کا ایک ہی مکان تھا،

❶ انمول واقعات: ص ۳۱۲، ۳۱۳

بیٹے نے باپ کی عدم موجودگی میں مکان فروخت کر دیا، جب والد گھر پہنچے تو معلوم ہوا کہ مکان فروخت ہو چکا ہے، اپنے بیٹے کے لئے بے اختیار زبان سے یہ کلمات نکلے، پکڑ لے قدرت اس کو، بس پھر کیا تھا؟ شام تک بیٹا قدرت کی پکڑ میں آ گیا اور اسی وقت مر گیا۔ ❶

والد کی بددُعا کے سبب بیٹے کی نعمت سے محروم اور نہایت اجیرن زندگی

ڈاکٹر عبدالغنی فاروق صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۹۹۶ء سے ۲۰۰۰ء تک چار سال کا عرصہ روزگار کے سلسلے میں میں نے ملائیشیا کے صدر مقام کوالالمپور میں گزارا، میں وہاں مسجد انڈیا کے علاقے میں سیلنگور مینشن میں مقیم تھا، جہاں کئی اور پاکستانی بھی رہتے تھے جن میں چاچا رحمت بھی تھا، عمر اس کی تقریباً پچپن سال تھی اور وہ سرگودھا کے قریب ایک گاؤں کا رہنے والا تھا، سوکھا سڑا، نحیف ونزار، سستے میلے کپڑے، گویا وہ بے چارگی اور افسردگی کی مجسم تصویر تھا، ہم نے اسے کبھی مسکراتے ہوئے نہ دیکھا، گم صم پریشان رہتا، خوف اور حزن نے اس کے چہرے پر جیسے مستقل بسیرا کر لیا تھا، اسے اچھا کھانا بھی نصیب نہ ہوتا، سستے ہوٹل سے جہاں دال یا شوربہ مفت ملتا ہے، وہ ایک وقت میں صرف دو روٹیاں کھاتا تھا، کنجوسی اور بخل اس کے کردار کا لازمی جزو بن گیا تھا، اندازہ کریں کہ اس نے کہیں مستقل رہائش اختیار نہیں کی تھی، تھوڑے دن کے لئے کہیں ایک جگہ پناہ لے لیتا اور پھر کسی دوسرے مقام پر منتقل ہو جاتا تھا۔

ہر ہفتے کی شام کو ہم سب پاکستانی سری پتالنگ تبلیغی مرکز میں اکٹھے ہوا کرتے، بیان سننے کے بعد اجتماعی کھانا کھاتے اور پھر رات گئے تک اپنی آپ بیتیاں سناتے سناتے سو جایا کرتے۔

مورخہ ۷ نومبر ۱۹۹۸ء کو نماز عصر کے بعد میں چاچا رحمت کی قیام گاہ پر گیا تا کہ اسے

❶ انمول واقعات: ص ۴۶۳

اپنے ساتھ تبلیغی مرکز لے چلوں، مگر وہاں جا کر پتہ چلا کہ وہ تیز بخار میں مبتلا ہے اور بغیر کسی دوا کے یونہی پڑا ہوا ہے، پتہ چلا کہ وہ صبح سے بھوکا بھی ہے، چنانچہ میں پانچویں فلور سے نیچے آیا، ایک میڈیکل سٹور سے دوالی اور دودھ اور کھانے کی کچھ چیزیں لے کر اس کے پاس گیا، چاچا نے دودھ پیا، ڈبل روٹی کھائی تو اس کی طاقت کچھ بحال ہوگئی، پھر میں نے اسے دوا کھلائی تو وہ دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ دروازہ بند کردیں، آج میں آپ کو اپنی کہانی سنانا چاہتا ہوں۔

اور اس کے بعد چاچا رحمت نے جو واقعات سنائے انہوں نے مجھے خوفزدہ کر دیا، اور میرے ذہن اور کردار پر بڑے ہی دور رس اثرات مرتب کیے، یہ عبرت ناک اور سبق آموز کہانی آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں، کیا خبر یہ کس کس کو خوابِ غفلت سے بیدار کردے۔

چاچا رحمت نے بتایا: عزیز صاحب میرے والد بہت بڑے زمیندار تھے، میں بہن بھائیوں میں سب سے بڑا تھا، تین بھائی اور دو بہنیں مجھ سے چھوٹی تھیں، بدقسمتی سے میری طبیعت شروع ہی سے آوارگی کی طرف مائل تھی، آٹھویں سے آگے نہ پڑھ سکا، چھوٹے بہن بھائیوں پر رُعب گانٹھنا اور ہم عمر لڑکوں کی پٹائی کرنا میرا پسندیدہ مشغلہ تھا، جوان ہوا تو باقاعدہ بدمعاش بن گیا، اور پھر ایک دن میں نے گاؤں کی ایک خوبصورت لڑکی سے زبردستی شادی کرلی۔

شادی کے جلد بعد میں نے باپ سے مطالبہ کیا کہ میرے حصے کی زمین میری ملکیت میں دے دیں، باپ نے پس وپیش کیا تو میں نے سختی کی اور باپ نے ساری زمین شرعی اعتبار سے ساری اولاد میں تقسیم کردی، میرے حصے میں بیالیس ایکڑ آئے، تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ میری بیوی نے مجھے ترغیب دی کہ یہ جو باپ نے اپنے قبضے میں

زمین رکھی ہوئی ہے، اس سے مطالبہ کرو کہ وہ بھی ہمیں دے دے، ماں باپ کو تو اب تین وقت کی روٹی کی ضرورت ہے، وہ ہم انہیں دے دیا کریں گے۔

میں نے باپ سے یہ بات کی تو اس نے جواب دیا کہ دیکھو تمہارے حصے کی زمین میں تمہیں دے چکا ہوں، اس زمین کے بارے میں میں نے وصیت کی ہوئی ہے کہ میری وفات کے بعد یہ گاؤں کی مسجد اور مدرسے کو دی جائے، یہ زمین میں تمہیں نہیں دے سکتا۔ لیکن میں نے اصرار کیا کہ یہ زمین بھی میرے قبضے میں دی جائے اور جب باپ نے سختی سے انکار کیا تو میں نے اسے گھونسوں اور مکوں سے مارنا شروع کر دیا، اس پر بھی وہ نہ مانا تو میں اس کے سر پر جوتے مارنے لگا اور اتنے جوتے مارے کہ اس کے کان سے خون بہنے لگا اور وہ بے ہوش ہو گیا، میں اسے اسی حالت میں چھوڑ کر باہر ڈیرے پر چلا گیا۔ تقریباً دو گھنٹے گزرے تھے کہ میری ماں میرے پاس آئی کہنے لگی کہ تمہارے باپ کو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ہوش آتا تھا اور وہ تمہارے لئے دعا کرتا تھا، میں نے پوچھا کیا دعا کرتا تھا تو بتایا وہ کہتا تھا خدایا میرے بیٹے کو معاف کر دے، اسے ایسی اولاد نہ دے جو اسے مارے، اس کی پٹائی کرے۔

ماں نے یہ بھی بتایا کہ تمہاری چھوٹی بہن نے اپنے حصے کی زمین تمہیں دینے کا اعلان کر دیا ہے، اب خوش ہو جاؤ اور گھر چلو۔

میں بہن کا اعلان سن کر بہت خوش ہوا، اسے اپنی فتح سمجھا اور گھر آ گیا۔ چاچا رحمت نے بتایا عزیز صاحب! میرا باپ اس واقعے کے بعد گم صم رہنے لگا، وہ کوئی بات نہیں کرتا تھا، اسی حالت میں وہ ایک روز رات کو سویا اور صبح بیدار نہ ہوا، نیند ہی میں کسی وقت اسے موت نے آ لیا تھا۔

چاچا رحمت نے بتایا: میری محبوب بیوی نے پانچ سال کے عرصے میں تین بیٹیوں کو جنم

دیا اور پھر اسے کینسر کے موذی مرض نے آلیا اور وہ دو سال تک شدید اذیت میں مبتلا رہ کر فوت ہوگئی، اس کے علاج پر میں نے پیسہ پانی کی طرح بہایا حتی کہ تقریباً نصف رقبہ مجھے فروخت کرنا پڑا مگراس کی صحت بحال نہ ہوئی۔

اس کے بعد میں نے دوسری شادی کی، اس خاتون سے میری چار بیٹیاں پیدا ہوئیں چونکہ مجھے بیٹے کی شدید خواہش تھی اس لئے میں نے تیسری شادی کی لیکن لگتا ہے کہ باپ نے تو مجھے معاف کر دیا تھا، مگر خدا نے معافی نہ دی اور تیسری بیوی سے بھی چار لڑکیاں پیدا ہوگئیں، اس طرح میرے گھر میں بیٹیوں کی تعداد گیارہ ہوگئی اور خدا نے مجھے ایک بیٹا بھی عطا نہ کیا، گویا باپ کی وہ دعا دردناک انداز میں قبول ہوگئی کہ خدایا میرے بیٹے کو ایسی اولاد نہ دینا جو اسے مارے، جو اس کی پٹائی کرے۔

چاچا رحمت نے بتایا: عزیز صاحب مجھ پر اللہ کی ناراضگی کا کوڑا پوری شدت کے ساتھ برسا، میرے رزق سے برکت بالکل ہی رخصت ہوگئی، ساری کی ساری زمین بک گئی، میری بہنوں اور بھائیوں نے میرا مکمل بائیکاٹ کر دیا اور جوان ہوتی ہوئی گیارہ بیٹیوں نے میری راتوں کی نینداور دن کا سکون غارت کر دیا، میری صحت برباد ہوگئی اور میں پائی پائی کا محتاج ہوگیا، حتی کہ تنگ آ کر خوفزدہ ہوکر میں یہاں آ گیا ہوں اور جس طرح کی زندگی گزار رہا ہوں وہ آپ کے سامنے ہے، نہ اچھا کھانا نصیب میں ہے نہ اچھا لباس پہنتا ہوں، پیسہ پیسہ بچا کر بیویوں کو اور بیٹیوں کو بھیجتا ہوں، مگر پھر بھی سکون کو ترس گیا ہوں، گیارہ بیٹیوں کے مستقبل کا خیال مجھے سانپوں کی طرح کاٹتا رہتا ہے اور میری زندگی جہنم کا نمونہ بن گئی ہے۔

یہ واقعہ سنانے کے دوران بھی چاچا رحمت بار بار اشکبار ہوتا رہا، اور آخر میں تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رویا، خوف اور عبرت سے میرے بھی آنسو نکل آئے۔

چاچا رحمت جب مسلسل بیمار رہنے لگا اور مزید کمزور ہو گیا تو ہم پاکستانی دوستوں نے مل کر چندہ کیا اسے ٹکٹ خرید کر دیا اور وہ پاکستان آ گیا جہاں وہ ایک سال کے اندر اندر فوت ہو گیا۔ ❶

ماں کو جوتے مارنے والے کا بددعا کے سبب قابل عبرت حال

حضرت مولانا عبدالشکور دینپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں چیچہ وطنی سے تقریر کر کے جا رہا تھا، کچھ ساتھی میرے ساتھ تھے، ایک آدمی چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا، مکھیاں اس کے پاس بھنبھنا رہی تھیں، عجیب حالت تھی چہرہ زرد ہے گرد وغبار ہے، عجیب درد ہے نہ اس کا کوئی ہمدرد ہے، پریشان وحیران ہے، چارپائی پر پڑا ہے، نہ بھلائی ہے اور راحت ہے، مجھے سمجھ نہ آئی کہ یہ کون ہے؟

میں قریب آیا تو کہنے لگا: مولانا! ادھر تشریف لائیں، پیلے دانت ہڈیوں کا ڈھانچہ کمزور سانچہ، قابل غور، عجیب شور، اس کے پاؤں پر ایک کپڑا پڑا ہوا تھا، اس نے کہا: مجھے عبرت سے دیکھو! میں کون ہوں؟ میں ایک شیر تھا، مجھے دیکھ لو مولانا! ابھی آپ کی تقریر کی آواز یہاں آ رہی تھی۔

کہنے لگا: یہ میرا مکان تھا، دکان میری تھی، اب بھیک مانگتا ہوں، مجھے کوئی بھیک نہیں دیتا بلکہ میرے اوپر لعنت کرتے ہیں۔

ذرا غور سے سننا یہ عبرت کی بات بتا رہا ہوں اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور کافی دیر تک روتا رہا، کہنے لگا: میں وہ ہوں جس نے اماں کے منہ پر جوتے مارے تھے (استغفر اللہ) میں رات کو سینما دیکھنے گیا، غنڈوں کے ساتھ ساری رات میں آوارہ گردی کرتا تھا، دیر سے آیا میں نے ماں سے روٹی مانگی، اماں نے کہا: شرم نہیں آتی ساری رات آوارہ گردی

❶ مکافات عمل: ص ۲۲۳ تا ۲۲۶

کرتے ہو؟ کبھی پولیس تمہیں پکڑ لیتی ہے، نہ تمہارا ابا ایسا تھا نہ تیری ماں ایسی ہے، تم کن غنڈوں میں پھنس گئے ہو شرم کرو تمہیں روٹی دے کر حرام کروں، کچھ ناراض ہوئی ، مجھے غصہ آیا میں نے جوتا اتار کر ماں کو مارنا شروع کر دیا، دو جوتے منہ پر مارے، ماں کے منہ سے اتنا سنا کہ عرش والے! اس لئے بچہ دیا تھا کہ آج میں جوتے کھا رہی ہوں، مجھے موت دے دے، میں جینے کے قابل نہیں ہوں۔

مولا! جو بے عزتی ہوئی ہو چکی، مجھے اپنے پاس بلا لے میں اب زیادہ جوتے نہیں کھا سکتی، عرش والے! جس نے اماں کی توہین کی ہے اس کتے کو دنیا و آخرت میں برباد کر دے۔

کہنے لگا: اس وقت تو میں سو گیا، رات کو پاؤں میں ایک ٹیس اٹھی، درد اٹھا پاؤں لرز نے لگا، صبح پاؤں سوج کر اتنا موٹا ہو گیا، ڈاکٹر کو دکھایا، لاہور گیا، ملتان نشتر ہسپتال گیا، انہوں نے آپریشن کیا پاؤں کاٹتے گئے، اس نے اپنے پاؤں سے کپڑا اٹھایا تو پیپ بہہ رہی تھی۔

کہنے لگا: یہ زخم نہیں یہ اماں کی بددعا ہے، خدا کا قہر ہے، اماں ایک ہفتہ رو رو کر مرگئی، کھانا تک نہ کھایا، کہتی تھی کہ میں سمجھتی تھی کہ بیٹا خدمت کرے گا لیکن اس عمر میں جوتے کھا رہی ہوں، مجھے اپنے بیٹے کی ضرورت نہیں، اماں رو رو کر اسی غم میں ختم ہو گئی، اماں کی آہیں عرش پر پہنچیں ''قہار'' نے سنیں، مجھ پر خدا کا قہر نازل ہوا، جائیداد گئی، مکان بیچا، دکان بیچی، بیوی گئی، بیٹے گئے، چار سال سے یہاں پڑا ہوں، پیپ بہہ رہی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کتے کاٹ رہے ہیں، نیند نہیں آتی مکھیاں بھنبھناتی رہتی ہیں، گزرنے والے کہتے ہیں یہ لعنتی ہے جس نے اماں کو جوتے مارے تھے، میرا ہاتھ پکڑ کر عجیب چیخ ماری اور گر پڑا۔

کہنے لگا: حضرت یہ دنیا کی ذلت ہے، پتہ نہیں میری آخرت کا کیا حال ہوگا اتنا کہہ کر

پھر گر پڑا اروتا رہا۔

کہنے لگا: مجھے روٹھا رب راضی کروادو، معلوم ہوتا ہے جس سے اماں ناراض ہے خدا بھی اس کے لئے قہار بن جاتا ہے، میں اجڑ گیا ہوں، بیٹے آتے ہیں بلاتا ہوں، بیٹے مجھے ابا نہیں کہتے، میری دنیا برباد ہوگئی ہے، اندھیرا چھا گیا ہے، دنیا کی لعنت برس رہی ہے، اماں کے ایک لفظ نے خدا کے قہر سے مجھے برباد کردیا، خدا کی قسم! یہ میں نے آنکھوں سے دیکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ماں باپ کی نافرمانیوں اور بددعاؤں سے بچائے۔ آمین ❶

والدہ کی بددُعا کے سبب کوڑھ کے مرض میں مبتلا ہوگیا

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بمبئی میں مجھے ایک صوفی صاحب ملے، اللہ والے شخص تھے، لیکن غلطی ہوگئی، بیوی اور ماں میں لڑائی ہورہی تھی اس نے بیوی کا طرف لے کر ماں کو کچھ جھڑک دیا، ماں کے منہ سے بددُعا نکل گئی کہ خدا تجھ کو میرے جنازہ کی شرکت سے محروم کردے اور تجھ کو کوڑھی کر کے مارے، میں نے دیکھا کہ ان کی انگلیوں سے مواد گر رہا تھا، کوڑھی ہوگئے تھے، میں نے پوچھا تو کہا کہ میری ماں کی دو بددُعائیں تھیں، میں جنازہ میں بھی شریک نہیں ہوسکا، ایسے حالات مجبوری کے پیش آگئے اور مجھے کوڑھ بھی ہوگیا۔ آنکھوں دیکھا حال بتا رہا ہوں، اس لئے ماں باپ کے معاملہ میں بہت خیال رکھیں۔ ❷

والدہ کی بددُعا کے سبب جسم پر سیاہ نشانات اور سخت جلن

ضلع ملتان کے ایک گاؤں میں ماں بیٹے کا اکثر بیوی کی وجہ سے گھر میں جھگڑا رہتا تھا،

---

❶ خطبات دین پوری: فضائل شب برأت اور احترام والدین، ج ۲ ص ۲۸۸، ۲۸۹

❷ ناقابل فراموش سچے واقعات: ص ۵۹۷

ایک دن بیٹا اپنے کام سے شام کے وقت سوا چار بجے جب گھر آیا تو اس کی بیوی نے اپنی ساس کے متعلق شکایت کی کہ آج پھر مجھے آپ کی والدہ نے ناجائز تنگ کیا ہے اور برا بھلا کہا ہے، خاوند نے روز روز کی لڑائی کو ختم کرنے کے لئے اپنی بیوی کی بات سننے کے بعد گھر میں جلتے ہوئے چولہے سے جلتی ہوئی لکڑی نکال کر اپنی ماں کو اس جلتی ہوئی لکڑی سے مارنا شروع کر دیا، شام ساڑھے چار بجے سے پانچ بجے تک بیٹا اپنی ماں کو اس جلتی ہوئی اس لکڑی سے مارتا رہا، والدہ مار کھاتی رہی اور یہ بددعا دیتی رہی کہ خدا تجھے بھی ایسی ہی جلتی لکڑی کا عذاب دے اور تو بھی ایسے ہی تڑپے جس طرح تو مجھے تڑپا رہا ہے، بددعائیں دیتی ماں فوت ہوگئی، اس وقت سے لے کر اب تک جب شام ساڑھے چار بجے کا وقت ہوتا ہے تو اس بیٹے کے جسم پر ساڑھے چار بجے سے پانچ بجے شام تک کالے داغ اسی اسی جگہ بن جاتے ہیں جس جس جگہ پر اس بیٹے نے جلتی ہوئی لکڑی سے اپنی ماں کے جسم پر ماری تھی اور اتنی تکلیف ہوتی ہے کہ برداشت سے باہر ہو جاتی ہے، ملتان کے نشتر ہسپتال میں برائے علاج اس کا والد اپنے اس نافرمان بیٹے کو داخل کراتا ہے تو ڈاکٹروں کو سمجھ نہیں آتی کہ یہ بیماری کیا ہے اور اس کا علاج کیا ہے، کیونکہ جب ساڑھے چار بجے کا وقت ہوتا ہے تو اس کے جسم پر کالے داغ بننے شروع ہو جاتے ہیں اور شام پانچ بجے تک تکلیف دہ صورت حال کے ساتھ درد قائم رہتا ہے پھر پانچ بجے کے بعد تکلیف دور ہو جاتی ہے اور جسم سے داغ بھی ختم ہو جاتے ہیں، یہ سلسلہ چلتا رہا، آخر ایک دن اس بیٹے کے والد نے ڈاکٹروں کو کہا کہ اس کو کوئی زہر کا ٹیکہ لگا کر اس کو موت کی نیند سلا دیں، مجھ سے اس کی یہ تکلیف برداشت نہیں ہوتی، یہ سزا اس کو اس کی ماں کی بددعا اور نافرمانی کی وجہ سے مل رہی ہے۔ [1]

---

[1] عجیب وغریب واقعات: ص ۳۰

والدہ کی بددُعا کے سبب کل کا دن نصیب نہ ہوا

ہمارے ایک دوست نے بیان کیا ہے کہ ایک نوجوان جمیل احمد خوش وخرم اپنے علیحدہ گھر میں بیوی اور دو بچوں کے ساتھ رہتا تھا، ایک روز شام کو والدین کے گھر آیا اور دوران گفتگو آپس میں کوئی اختلافی بات ہوئی اوراس نوجوان نے جھگڑا کرنا شروع کردیا، نوبت یہاں تک پہنچی کہ دونوں طرف سے لہجہ سخت ہوگیا، اس جھگڑے کے دوران والدہ نے یہ بددعا دی کہ تجھے موت آئے اور کل کا دن دیکھنا نصیب نہ ہو۔

قدرت کا کرنا ایسا ہوا کہ دعا قبول ہوئی اور وہ نوجوان اگلے دن صبح سویرے کاروبار کے سلسلے میں موٹرسائیکل پرسوار ہوکر جارہا تھا کہ ایکسیڈنٹ ہوگیا اور صبح نو بجے اس کی لاش گھر پہنچ گئی۔ ❶

---

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: ۵۹۷

۳۰......عدل وانصاف کی اہمیت وفضیلت اور حضرات سلف کے منصفانہ فیصلے اور پرتاثیر واقعات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَمّابعد: فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

﴿وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا﴾(النساء: ۵۸)

وَفِي مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾(النحل: ۹۰)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللّٰهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ عَنْ يَمِينِ الرَّحْمٰنِ عَزَّ وَجَلَّ،وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ،الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُوا. ❶

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ: وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ،وَاثْنَانِ فِي النَّارِ،فَأَمَّا الَّذِي فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضَى بِهِ،وَرَجُلٌ

❶ صحيح مسلم: كتاب الإمارة،بَابُ فَضِيلَةِ الْإِمَامِ الْعَادِلِ،وَعُقُوبَةِ الْجَائِرِ،وَالْحَثِّ عَلَى الرِّفْقِ بِالرَّعِيَّةِ،وَالنَّهْيِ عَنْ إِدْخَالِ الْمَشَقَّةِ عَلَيْهِمْ،رقم الحديث: ۱۸۲۷

عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِي الْحُكْمِ فَهُوَ فِي النَّارِ، وَرَجُلٌ قَضَى لِلنَّاسِ عَلَى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ.❶

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید کی آیات اور احادیث مبارکہ میں سے چند احادیث آپ کے سامنے پڑھیں، ان آیات اور احادیث میں عدل وانصاف کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ انسان معاشرے میں عدل کے ساتھ زندگی گزارے، کسی پر کبھی ظلم نہ کرے۔

قرآن وحدیث میں جا بجا عدل وانصاف کا حکم دیا گیا ہے، اور اُس کے فوائد وثمرات بیان کئے ہیں اور انسان کو ظلم سے روکا گیا اور اُس کے بھیانک نتائج بیان کئے ہیں۔

قرآنِ کریم کی روشنی میں عدل وانصاف کی اہمیت وفضیلت

لوگوں کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا﴾ (النساء: ۵۸)

ترجمہ: اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔ یقین جانو اللہ تم کو جس بات کی نصیحت کرتا ہے وہ بہت اچھی ہوتی ہے۔ بیشک اللہ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کو دیکھتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فیصلہ کا حکم

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

❶ سنن أبي داود: كتاب الأقضية، باب في القاضي يخطئ، رقم الحديث: ۳۵۷۳

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا﴾ (النساء: ۱۰۵)

ترجمہ: بیشک ہم نے حق پر مشتمل کتاب تم پر اس لیے اتاری ہے تا کہ تم لوگوں کے درمیان اس طریقے کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ نے تم کو سمجھا دیا ہے، اور تم خیانت کرنے والوں کے طرف دار نہ بنو۔

آیت کا شان نزول

یہ آیتیں اگر چہ عام ہدایتوں پر مشتمل ہیں مگر ایک خاص واقعے میں نازل ہوئی ہیں، خاندان بنوابیرق کے ایک شخص بشر نے جو ظاہری طور پر مسلمان تھا، ایک صحابی حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں نقب لگا کر کچھ غلہ اور کچھ ہتھیار چرا لئے، اور لے جاتے وقت ہوشیاری یہ کی کہ غلے کی بوری کا منہ اس طرح کھولا کہ تھوڑا تھوڑا غلہ راستے میں گرتا جائے یہاں تک کہ ایک یہودی کے گھر کے دروازے پر پہنچ کر بوری کا منہ بند کر دیا اور بعد میں چوری کئے ہوئے ہتھیار اسی یہودی کے پاس رکھوا دئے، جب چوری کی تفتیش شروع ہوئی تو ایک طرف غلے کے نشانات یہودی کے گھر تک پائے گئے اور دوسری طرف ہتھیار اسی کے پاس سے برآمد ہوئے، اس لئے شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال یہ ہونے لگا کہ یہ چوری اسی یہودی نے کی ہے، یہودی سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ ہتھیار تو میرے پاس بشر نامی شخص نے رکھوائے تھے، مگر چونکہ وہ اس پر کوئی گواہ پیش نہ کر سکا تھا، اس لئے آپ کا رجحان اس طرف ہونے لگا کہ وہ جان بچانے کے لئے بشر کا نام لے رہا ہے، دوسری طرف بشر کے خاندان بنوابیرق کے لوگ بھی بشر کی وکالت کرتے ہوئے اس بات پر زور لگا رہے تھے کے سزا بشر کے بجائے یہودی کو دی جائے، ابھی یہ معاملہ چل ہی رہا تھا کہ یہ

آیات کریمہ نازل ہوگئیں اور ان کے ذریعے بشر کی دھوکہ بازی کا پردہ چاک کردیا گیا اور یہودی کو بے گناہ قرار دے کر بری کردیا گیا، بشر کو جب راز فاش ہونے کا پتہ لگا تو وہ فرار ہوکر کفار مکہ سے جاملا اور وہاں کفر کی حالت میں بری طرح اس کی موت واقع ہوئی، ان آیات کے ذریعے ایک طرف تو معاملے کی اصل حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کھول دی گئی، اس کے علاوہ مقدمات کے فیصلے کرنے کے لئے اہم اصول بتادئے گئے ہیں، پہلا اصول یہ کہ تمام فیصلے کتاب اللہ کے احکام کے تابع ہونے چاہئیں، دوسرا اصول یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت سے ایسے امور کھولتے رہتے ہیں جو صراحتاً قرآن میں مذکور نہیں ہیں، فیصلے ان کی روشنی میں ہونے چاہئیں، آیت کے الفاظ ''اس طریقے کے مطابق فیصلہ کرو جو اللہ نے تمہیں سمجھادیا'' ہے، اسی طرف اشارہ کررہے ہیں اور ان سے قرآن کریم کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی حجیت کا بھی ثبوت ملتا ہے، تیسرا اصول یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ جس کسی شخص کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ وہ کسی مقدمے میں غلطی پر ہے، اس کی وکالت کرنا جائز نہیں ہے، بنوابیرق جو بشر کی وکالت کررہی تھی ان کی تنبیہ کی گئی ہے کہ اول تو یہ وکالت جائز نہیں، دوسرے اس کا فائدہ ملزم کو زیادہ سے زیادہ دنیا میں پہنچ سکتا ہے آخرت میں تمہاری وکالت اس کو اللہ کے عذاب سے نہیں بچاسکتی۔ (۱)

اے ایمان والو! انصاف پر قائم رہو

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَى أَنْ

(۱) آسان ترجمہ قرآن: ص ۲۱۷، ۲۱۸

تَعۡدِلُوا وَإِنۡ تَلۡوُوا أَوۡ تُعۡرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعۡمَلُونَ خَبِيرًا﴾(النساء:۱۳۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! انصاف قائم کرنے والے بنو، اللہ کی خاطر گواہی دینے والے، چاہے وہ گواہی تمہارے اپنے خلاف پڑتی ہو، یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف۔ وہ شخص (جس کے خلاف گواہی دینے کا حکم دیا جارہا ہے) چاہے امیر ہو یا غریب، اللہ دونوں قسم کے لوگوں کا (تم سے) زیادہ خیر خواہ ہے، لہذا ایسی نفسانی خواہش کے پیچھے نہ چلنا جو تمہیں انصاف کرنے سے روکتی ہو۔ اور اگر تم توڑ مروڑ کرو گے (یعنی غلط گواہی دو گے) یا (سچی گواہی دینے سے) پہلو بچاؤ گے تو (یاد رکھنا کہ) اللہ تمہارے کاموں سے پوری طرح باخبر ہے۔

کسی قوم کی دشمنی تمہیں بے انصافی پر نہ ابھارے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَآنُ قَوۡمٍ عَلَى أَلَّا تَعۡدِلُوا اعۡدِلُوا هُوَ أَقۡرَبُ لِلتَّقۡوَى وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعۡمَلُونَ﴾(المائدہ:۸)

ترجمہ: اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم نہ انصافی کرو، انصاف سے کام لو، یہی طریقہ تقوی سے قریب تر ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ یقیناً تمہارے تمام کاموں سے پوری طرح باخبر ہے۔

جب کوئی بات کہو تو انصاف سے کام لو

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا قُلۡتُمۡ فَاعۡدِلُوا وَلَوۡ كَانَ ذَا قُرۡبَى وَبِعَهۡدِ اللَّهِ أَوۡفُوا ذَلِكُمۡ وَصَّاكُمۡ بِهِ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُونَ﴾(الأنعام:۱۵۲)

ترجمہ: اور جب کوئی بات کہو تو انصاف سے کام لو، چاہے معاملہ اپنے قریبی رشتہ دار ہی

کا ہواور اللہ کے عہد کو پورا کرو،لوگو! یہ باتیں ہیں جنکی اللہ نے تاکید کی ہے،تا کہ تم نصیحت قبول کرو۔

اللہ تعالیٰ تمہیں انصاف کا حکم دیتا ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّـهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾(النحل: ۹۰)

ترجمہ: بیشک اللہ انصاف کا، احسان کا، اور رشتہ داروں کو (ان کے حقوق) دینے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی، بدی اور ظلم سے روکتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تا کہ تم نصیحت قبول کرو۔

حضرت داود علیہ السلام کو عدل وانصاف کا حکم

قرآن مجید میں ارشادربانی ہے:

﴿يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ﴾(ص: ۲۶)

ترجمہ: اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا ہے، لہذا تم لوگوں کے درمیان برحق فیصلے کرو، اور نفسانی خواہش کے پیچھے نہ چلو، ورنہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دے گی۔

اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾(الحجرات: ۹)

ترجمہ: اور (ہر معاملے میں) انصاف سے کام لیا کرو، بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

احادیث مبارکہ کے روشنی میں عدل وانصاف کی اہمیت وفضیلت

قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ: وَاحِدٌ فِی الْجَنَّةِ، وَاثْنَانِ فِی النَّارِ، فَأَمَّا الَّذِی فِی الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضَی بِهِ، وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِی الْحُكْمِ فَهُوَ فِی النَّارِ، وَرَجُلٌ قَضَی لِلنَّاسِ عَلَی جَهْلٍ فَهُوَ فِی النَّارِ. ❶

ترجمہ: قاضی تین طرح کے ہوتے ہیں: ایک جنتی اور دو جہنمی، رہا جنتی تو وہ ایسا شخص ہو گا جس نے حق کو جانا اور اسی کے موافق فیصلہ کیا اور وہ شخص جس نے حق کو جانا اور اپنے فیصلے میں ظلم کیا تو وہ جہنمی ہے اور وہ شخص جس نے نادانی سے لوگوں کا فیصلہ کیا وہ بھی جہنمی ہے۔

اس حدیث میں فرمایا کہ انصاف کرنے والا قاضی جنت میں ہوگا باقی جہنم میں ہونگے، اسلئے انسان ہمیشہ کوشش کرے کہ عدل وانصاف پر مبنی فیصلہ کرے اور اپنے آپ کو ظلم سے بچائے۔

عدل وانصاف کرنے والے نور کے منبروں پر ہوں گے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللَّهِ عَلَى مَنَابِرَ مِنْ نُورٍ عَنْ يَمِينِ الرَّحْمَنِ عَزَّ وَجَلَّ، وَكِلْتَا يَدَيْهِ يَمِينٌ، الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِيهِمْ وَمَا وَلُوا. ❷

---

❶ سنن أبی داود: كتاب الأقضية: باب فی القاضی يخطئی، رقم الحديث: ۳۵۷۳

❷ صحيح مسلم: كتاب الإمارة، بَابُ فَضِيلَةِ الْإِمَامِ الْعَادِلِ، وَعُقُوبَةِ الْجَائِرِ، وَالْحَثِّ عَلَى الرِّفْقِ بِالرَّعِيَّةِ، وَالنَّهْيِ عَنْ إِدْخَالِ الْمَشَقَّةِ عَلَيْهِمْ، رقم الحديث: ۱۸۲۷

ترجمہ: یقیناً عدل وانصاف کرنے والے اللہ کے داہنے جانب نور کے منبر پر ہوں گے، اور اللہ کے دونوں ہاتھ داہنے ہی ہیں، وہ لوگ ہیں جو اپنے فیصلوں میں اور اپنے گھر والوں کیساتھ اور اپنے ماتحت کیساتھ انصاف کرتے ہیں۔

انصاف کرنے والا قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات آدمی ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس روز (یعنی قیامت کے دن) اپنے سائے میں رکھے گا، جس روز اللہ کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ان میں سے ایک ہے:

إِمَامٌ عَادِلٌ. ❶

عدل وانصاف کرنے والا حکمران۔

قاضی کو گویا بغیر چھری کے ذبح کیا گیا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ وَلِیَ الْقَضَاءَ أَوْ جُعِلَ قَاضِیًا بَیْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَیْرِ سِکِّینٍ. ❷

ترجمہ: جسکو قضاۃ سپرد کیا یا اسکو لوگوں کے درمیان قاضی بنایا تو اسکو بغیر چھری کے ذبح کیا گیا۔

جب فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا حَکَمْتُمْ فَاعْدِلُوا، وَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ مُحْسِنٌ

❶ صحیح البخاری: کتاب الحدود، باب فضل من ترک الفواحش، رقم الحدیث: ٦٨٠٦

❷ سنن الترمذی: أبواب الأحکام، باب ما جاء عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی القاضی، رقم الحدیث: ١٣٢٥

يُحِبُّ الْإِحُسَانَ. ❶

ترجمہ: جب تم فیصلہ کروتو عدل وانصاف کا فیصلہ کرواور جب تم قتل کروتو اچھی طرح قتل کرو، بے شک اللہ احسان کرنے والے ہیں احسان کو پسند فرماتے ہیں۔

اولاد کے درمیان بھی عدل وانصاف کرو

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے میرے والد نے اپنا کچھ مال ہبہ کیا تو میری ماں عمرہ بنت رواحہ نے کہا: میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ نہ بنالے میرے والد مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلے تا کہ آپ کو میرے ہبہ پر گواہ بنائیں تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَفَعَلْتَ هٰذَا بِوَلَدِكَ كُلِّهِمْ؟

کیا تو نے اپنے سب بیٹوں کے ساتھ ایسا کیا ہے؟

انہوں نے کہا: نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اتَّقُوا اللّٰهَ، وَاعْدِلُوا فِي أَوْلَادِكُمْ. ❷

اللہ سے ڈرواور اپنی اولاد میں انصاف کرو۔

میرے والد لوٹے اور ہبہ واپس کرلیا۔

افضل جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

❶ المعجم الأوسط: باب الميم، ج۶ ص ۴۰، رقم الحديث: ۵۷۳۵/ قَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ. اُنْظُرْ: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: كتاب الخلافة، باب الاستخلاف ووصية المتولى، ج۵ ص۱۹۷، رقم الحديث: ۹۰۰۱

❷ صحيح مسلم: كتاب الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الاولاد فى الهبة، رقم الحديث: ۱۶۲۳

فرمایا:

إِنَّ مِنُ أَعُظَمِ الُجِهَادِ كَلِمَةَ عَدُلٍ عِنُدَ سُلُطَانٍ جَائِرٍ. ❶

ترجمہ: بے شک بڑا جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے انصاف کی بات کرنا ہے۔

غصے میں بھی عدل کا دامن نہ چھوڑیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تین چیزیں نجات دینے والی ہے:

فَالُعَدُلُ فِي الُغَضَبِ وَالرِّضَا وَالُقَصُدُ فِي الُفَقُرِ وَالُغِنَى وَخَشُيَةُ اللَّهِ فِي السِّرِّ وَالُعَلانِيَة. ❷

ترجمہ: غصے اور رضا میں انصاف کرنا، تنگی اور خوشحالی میں میانہ روی کرنا اور ظاہراً و باطناً اللہ تعالی سے ڈرنا۔

عادل بادشاہ اور مظلوم کی دعا رد نہیں ہوتی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثَلاثَةٌ لا تُرَدُّ دَعُوَتُهُمُ: اَلصَّائِمُ حَتَّى يُفُطِرَ، وَالُإِمَامُ العَادِلُ، وَدَعُوَةُ الـمَظُلُومِ يَرُفَعُهَا اللَّهُ فَوُقَ الغَمَامِ وَيَفُتَحُ لَهَا أَبُوَابَ السَّمَاءِ وَيَقُولُ

❶ سنن الترمذی: أبواب الفتن، بَابُ مَا جَاءَ أَفُضَلُ الجِهَادِ كَلِمَةَ عَدُلٍ عِنُدَ سُلُطَانٍ جَائِرٍ، رقم الحديث: ۲۱۷۴

❷ مسند البزار: مسند أبی حمزة أنس بن مالک، ج۱۳ ص ۱۱۴، رقم الحديث: ۷۲۹۳ قال المنذری رواه البزار واللفظ له والبيهقی وغيرهما وهو مروی عن جماعة من الصحابة وأسانيده وإن كان لا يسلم شئ منها من مقال فهو بمجموعها حسن إن شاء الله تعالى. اُنُظُرُ: الترغيب والترهيب: كتاب الصلاة، الترغيب فی الأذان وماجاء فی فضله، ج ۱ ص ۱۷۴، رقم الحديث: ۴۵۶/قال الألبانی: حسن لغيره. اُنُظُرُ: صحيح الترغيب والترهيب: ج ۱ ص ۲۱۳، رقم الحديث: ۴۵۳

الرَّبُّ: وَعِزَّتِي لَأَنْصُرَنَّكِ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ. ❶

ترجمہ: تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی، روزے دار کی یہاں تک افطار کرے، عادل حکمران کی، مظلوم کی، اللہ تعالیٰ انکی دعاؤں کو بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں، اور انکے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور پروردگار فرماتا ہے: میری عزت کی قسم! میں تمھاری مدد کروں گا اگر چہ کچھ وقت گذر جائے۔

اللہ اور رسول انصاف نہ کرے تو کون کرے گا؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یوم حنین میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں حصے تقسیم فرمائے، اقرع بن حابس کو سو اونٹ دیئے اور عیینہ کو بھی اتنے ہی دیئے اور دوسرے معززین عرب کو بھی حصے دیئے اور ان کو حصے دینے میں ترجیح دی، تو ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! اس تقسیم میں انصاف کو بروئے کار نہیں لایا گیا اور اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی مقصود نظر نہیں رکھی گئی، تو میں نے کہا: اللہ کی قسم! رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دیتا ہوں، چنانچہ میں نے جا کر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پورا ماجرا عرض کیا، تو آپ نے فرمایا:

فَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، رَحِمَ اللَّهُ مُوسَى قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ. ❷

❶ سنن الترمذی: أبواب الدعوات، باب فی العفو والعافیة، باب منه، رقم الحدیث: ۳۵۹۸ قال الترمذی: هذاحدیث حسن. /مسندأحمد: ج۱۳ ص ۴۱۰، رقم الحدیث: ۸۰۴۳. قال المحقق شعب الأرنؤوط: هذاحدیث صحیح بطرقه وشواهده. /وحَسَّن إسنادالحافظ ابن حجرفی تخریج الأذکار: هذاحدیث حسن. اُنْظُرْ: الفتوحات الربانیة: ج۴ ص ۳۳۸

❷ صحیح البخاری: کتاب فرض الخمس، بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي الْمُؤَلَّفَةَ قُلُوبُهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنَ الْخُمُسِ وَنَحْوِهِ، رقم الحدیث: ۳۱۵۰

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اگر انصاف نہ کریں گے تو اور کون ہے جو انصاف کرے گا؟ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے، انہیں تو اس سے بھی زیادہ تکلیف دی گئی اور انہوں نے صبر سے کام لیا۔

حکومتی عہدے اہل لوگوں کے سپرد کیے جائیں

حضرت عبداللہ بن وہب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا جاؤ اور لوگوں کے قاضی بن جاؤ، ان میں فیصلے کیا کرو، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المؤمنین! کیا آپ مجھے اس سے معاف رکھیں گے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، میں تمہیں قسم دیتا ہوں، تم جا کر لوگوں کے قاضی ضرور بنو، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ جلدی نہ کریں، کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں سنا کہ جس نے اللہ کی پناہ چاہی وہ بہت بڑی پناہ میں آ گیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں قاضی بننے سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم قاضی کیوں نہیں بنتے ہو؟ حالانکہ تمہارے والد تو قاضی تھے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

مَنْ كَانَ قَاضِيًا فَقَضَى بِجَهْلٍ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَمَنْ كَانَ قَاضِيًا عَالِمًا فَقَضَى بِحَقٍّ أَوْ بِعَدْلٍ سَأَلَ التَّقَلُّبَ كَفَافًا، فَمَا أَرْجُوْ بَعْدَ هَذَا. ❶

ترجمہ: جو قاضی بنا اور پھر نہ جاننے کی وجہ سے غلط فیصلہ کر دیا تو وہ دوزخی ہے، اور قاضی عالم ہو اور حق وانصاف کا فیصلہ کرے وہ بھی یہ چاہے گا کہ وہ اللہ کے ہاں جا کر برابر

❶ المعجم الكبير للطبراني: ج ۱۲ ص ۳۵۱، رقم الحديث: ۱۳۳۱۹ / مسند أبي يعلى: ج ۱۰ ص ۸۳، رقم الحديث: ۵۷۲۷ / قال الهيثمي: رجاله ثقات، اُنْظُرْ: مجمع الزوائد: ج ۴ ص ۱۹۳ رقم الحديث: ۶۹۸۸

سرابر چھوٹ جائے (نہ انعام ملے اور نہ کوئی سزا) اب اس حدیث کے سننے کے بعد بھی میں قاضی بننے کی امید کرسکتا ہوں؟

اس بات پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے عذر کو قبول کرلیا اور ان سے فرمایا کہ تم کو تو معاف کردیا لیکن تم کسی اور کو یہ بات نہ بتانا (ورنہ اگر سارے ہی انکار کرنے لگ گئے تو پھر مسلمانوں میں قاضی کون بنے گا؟ یہ اجتماعی ضرورت کیسے پوری ہوگی؟)

اللہ تعالیٰ کی مدد عادل قاضی کے ساتھ ہوتی ہے

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الْقَاضِي مَا لَمْ يَجُرْ، فَإِذَا جَارَ وَكَلَهُ إِلَى نَفْسِهِ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ قاضی کے ساتھ ہوتا ہے جب تک کہ وہ ظلم نہ کرے، جب ظلم کرلیتا ہے تو اللہ اس کو اس کے نفس کے حوالے کردیتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو عہدہ نہ دینا

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: آپ مجھے کیوں کسی سرکاری کام پر نہیں لگاتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا أَبَا ذَرٍّ، إِنَّكَ ضَعِيفٌ، وَإِنَّهَا أَمَانَةٌ، وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ، إِلَّا مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا، وَأَدَّى الَّذِي عَلَيْهِ فِيهَا. ❷

ترجمہ: اے ابوذر! تم ایک کمزور آدمی ہو اور یہ عہدے قیامت میں حسرت وندامت کا سبب ہوں گے، سوائے اس کے جس نے اسے حق کے ساتھ لیا اور جو ذمہ داریاں اس

---

❶ سنن ابن ماجه: كتاب الأحكام، باب التغليظ في الحيف والرشوة، رقم الحديث: ٢٣١٢

❷ صحيح مسلم: كتاب الإمارة، باب كراهة الإمارة بغير ضرورة، رقم الحديث: ١٨٢٥

پر ڈالی گئی تھیں وہ اس نے ادا کر دیں۔

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں: یہ حدیث عہدوں سے گریز کرنے میں بنیادی حدیث ہے خاص کر اس کے لیے جو اپنی ذمہ داریاں نہیں نبھا سکتا، شرمندگی وندامت اس کے لیے ہوگی جو اس کا مستحق ہوگا عدل نہیں کرے گا، جو عہدے کا اہل ہوگا عدل کرے گا تو اس کے لیے اجر ہے جیسا کہ دیگر احادیث سے ثابت ہے لیکن عہدہ قبول کرنے میں خطرات ہیں، اسی لیے اکابر عہدوں سے گریز کرتے تھے۔ ❶

امام شافعی رحمہ اللہ نے مامون کے کہنے کے باوجود قاضی کا عہدہ نہیں لیا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے منصور کی حکومت میں یہ عہدہ قبول نہیں کیا، اس طرح کے اور بھی بہت سے اکابر ہیں۔

ذمہ داریوں میں عدل نہ ہو تو یہ عذاب کا سبب ہیں

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنْ شِئْتُمْ أَنْبَأْتُكُمْ عَنِ الْإِمَارَةِ وَمَا هِيَ؟ أَوَّلُهَا مَلَامَةٌ، وَثَانِيهَا نَدَامَةٌ، وثَالِثُهَا عَذَابٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ عَدَلَ. ❷

ترجمہ: اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتاؤں کہ امارت وعہدہ کیا ہے؟ عہدے کا آغاز ملامت، دوسری ندامت اور تیسرا عذابِ قیامت الا یہ کہ عدل کیا جائے۔

بہترین اور بدترین چیز

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہا کہ بدترین

❶ المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج: ج١٢ ص ٢١٠، ٢١١/فتح الباري: ج١٣ ص ١٢٦

❷ المعجم الكبير: باب العين، ج١٨ ص ٧١، رقم الحديث: ١٣٢ قال الهيثمي ورجال الكبير رجال الصحيح. اُنْظُرْ: مجمع الزوائد: ج٥ ص ٢٠٠، ٢٠١، رقم الحديث: ٩٠٢٢

شئی عہدہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نِعْمَ الشَّيْءُ الْإِمَارَةُ لِمَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا وحَلِّهَا، وَبِئْسَ الشَّيْءُ الْإِمَارَةُ لِمَنْ أَخَذَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا فَتَكُونُ عَلَيْهِ حَسْرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ❶

ترجمہ: بہترین چیز عہدہ ہے جس نے حق کے ساتھ لیا اور بدترین چیز عہدہ ہے جس نے بغیر حق کے لیا تو اس کے لیے قیامت میں حسرت ہے۔

تم میں سے ہر شخص نگران ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، اَلإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُولَةٌ عَنْ رَعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ. ❷

ترجمہ: تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی، آدمی اپنے اہل پر نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا، عورت اپنے شوہر کے گھر میں نگران ہے، اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی، خادم اپنے آقا کے مال کا محافظ ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی۔

ان آیات اور احادیث پر غور کریں کہ قرآن وسنت نے عدل وانصاف پر کس قدر زور

❶ المعجم الكبير: باب الزاء، ج۵ص۱۲۷، رقم الحديث: ۴۸۳۱/قال الهيثمي رواه الطبراني عن شيخه حفص بن عمربن الصباح الرقي وثقه ابن حبان وبقية رجاله رجال الصحيح. اُنْظُرْ: مجمع الزوائد: ج۵ص۲۰۰، رقم الحديث: ۹۰۲۰

❷ صحيح البخاري: كتاب الجمعة، باب الجمعة في القرى والمدن، رقم الحديث: ۸۹۳

دیا ہے اور ظلم سے کتنی شدت کے ساتھ روکا ہے، اس لیے زندگی کے ہر موڑ پر عدل وانصاف سے کام لیں۔ کہیں ذرہ برابر ظلم نہ ہو، کسی کی حق تلفی نہ ہو، یہ حقوق العباد کا معاملہ ہے جو نہایت تلخ ہے اور اُس کے باز پرس زیادہ ہے۔

حضراتِ سلف کے ہاں بھی عدل وانصاف کی اہمیت وفضیلت کا اندازہ آنے والے اقوال سے ہوگا۔

عدل وانصاف کی اہمیت وفضیلت سے متعلق اسلافِ امت کے اقوال

قضاء اور فیصلے عدل پر ہوتے ہیں

۱......ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: ’’لَقَدْ جِئْتُکَ لِأَمْرٍ مَا لَهُ رَأْسٌ، وَلاَ ذَنَبٌ‘‘ میں آپ کے پاس ایسا امر لایا ہوں جسکا نہ سر ہے اور نہ دم۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا ہے؟ اس شخص نے کہا: ہمارے زمین پر جھوٹی گواہیاں ظاہر ہوگئیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایسا ہی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَاللَّهِ لاَ يُؤْسَرُ رَجُلٌ فِي الْإِسْلاَمِ بِغَيْرِ الْعُدُولِ. ❶

ترجمہ: اللہ کی قسم! انصاف کے بغیر کسی کو اسلام میں قید نہیں کیا جاتا۔

اللہ تعالیٰ فیصلہ کرنے والے کی زبان اور ہاتھ کے قریب ہوتا ہے

۲......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ عِنْدَ لِسَانِ كُلِّ حَاكِمٍ، وَيَدِ كُلِّ قَاسِمٍ، فَإِذَا هُوَ عَدَلَ عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَإِذَا هُوَ جَارَ كَثُرَتِ الشَّكَاةُ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَاهْدُوا

❶ موطأ مالك: كتاب الأقضية، باب ماجاء في الشهادات، ج۴ ص ۱۰۴۲، رقم الحديث: ٢٦٦٦

الْأَصْوَاتِ عَنِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. ❶

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی ہر حاکم کی زبان اور ہر تقسیم کرنے والے کے ہاتھ کے پاس ہوتا ہے، جب وہ ظلم کرتے ہیں تو اللہ کی بارگاہ میں انکے خلاف شکایتوں کے انبار لگ جاتے ہیں اور وہ اللہ سے جواب کا انتظار کرتے ہیں۔

عدل نہ کرنے والے سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے

۳......امام طاوس رحمہ اللہ نے فرمایا:

إِنِّیْ سَمِعْتُ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيًّا يَقُوْلُ: إِنَّ فِي جَهَنَّمَ حَيَّاتٍ كَالْقِلَالِ وَعَقَارِبَ كَالْبِغَالِ تَلْدَغُ كُلَّ أَمِيْرٍ لا يَعْدِلُ فِيْ رَعِيَّتِهِ. ❷

ترجمہ: میں نے امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جہنم میں پہاڑ کی چوٹیوں کی طرح لمبے تڑنگے سانپ ہوں گے اور خچروں کی طرح بڑے بڑے بچھو ہوں گے، جو رعایا کے ساتھ عدل وانصاف نہ کرنے والے امیر کو ڈسیں گے۔

جہاں ہدایا اور عطائیں ہوں وہاں عدل نہیں رہتا

۴......امام شریح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَوْ أُدْخِلَتِ الْهَدِيَّةُ خَرَجَتِ الْحُكُومَةُ مِنَ الْكُوَّةِ. ❸

ترجمہ: اگر (عدالت میں) ہدیہ داخل کیا جائے تو عدل روشن دان سے نکل جاتا ہے۔

مقتداوں کے اعمال واوصاف

۵......امام سفیان بن عیینہ اور امام حماد بن زید رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

❶ شعب الإيمان: الحكم بين الناس، ج ۱۰ ص ۳۸، رقم الحديث: ۷۱۳۰

❷ وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان: ترجمة: طاؤس، ج ۲ ص ۵۱۰

❸ تاريخ مدينة دمشق: حرف الشين، ترجمة: شريح بن الحارث بن قيس، ج ۲۳ ص ۳۷، رقم الترجمة: ۲۷۳۳

لَا تَتِمُّ الرِّئَاسَةُ لِلرِّجَالِ إِلَّا بِأَرْبَعٍ :عِلْمٍ جَامِعٍ،وَوَرِعٍ تَامٍّ،وَحِلْمٍ كَامِلٍ، وَحُسْنِ التَّدْبِيرِ،فَإِنْ لَمْ يَكُنْ هٰذِهِ الْأَرْبَعَةُ فَمَائِدَةٌ مَنْصُوبَةٌ،وَكَفٌّ مَبْسُوطَةٌ،وَبَذْلٌ مَبْذُولٌ،وَحُسْنُ الْمُعَاشَرَةِ مَعَ النَّاسِ،فَإِنْ لَمْ يَكُنْ هٰذِهِ الْأَرْبَعُ فَبِضَرْبِ السَّيْفِ،وَطَعْنِ الرُّمْحِ،وَشَجَاعَةِ الْقَلْبِ،وَتَدْبِيرِ الْعَسَاكِرِ،فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مِنْ هٰذِهِ الْخِصَالِ شَيْءٌ فَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَطْلُبَ الرِّئَاسَةَ.❶

ترجمہ: مردوں کی سرداری اور حکومت چار چیزوں سے مکمل ہوتی ہے: علم جامع، مکمل تقوی، کامل حوصلہ اور حسن تدبیر، اگر یہ چاروں نہ ہوں تو پھر دسترخوان بچھا رہے، مٹھی کھلی رہے، خرچ کھلا ہوتا رہے اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک ہوں، اگر یہ چار چیزیں بھی نہ ہوں تو پھر تلوار کی مار، نیزے کا چبھانا، دل کی بہادری اور فوجی تدبیر ہوں، اگر یہ بھی نہ ہوں تو پھر سرداری کی طلب نہیں کرنا چاہیے۔

اسلافِ امت کے ان ذریں اقوال سے معلوم ہوا کہ عدل وانصاف کسی قدر ضروری ہے، اور اس کی اہمیت وفضیلت کتنی ہے، اور اس پر قائم رہنے کے فوائد وثمرات کس قدر ہیں، اور عدل ترک کرنے کے کتنے سنگین نتائج ہیں۔ لہذا ہر حال میں عدل وانصاف کریں اور ظلم سے بچیں۔

بہترین نعمت عدل واطاعت پر زندگی گزارنا ہے

٦ ......امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَفْضَلُ نِعَمِ اللّٰهِ تَعَالَى عَلَى الْمَرْءِ أَنْ يُّطِيْعَهُ عَلَى الْعَدْلِ وَحُبِّهِ وَعَلَى الْحَقِّ وَإِيْثَارِهِ.❷

❶ شعب الإيمان: الحكم بين الناس، ج١٠ ص٤٠، رقم الحديث: ٧١٣٣

❷ الأخلاق والسير في مداواة النفوس: ص٣٨

ترجمہ: اللہ تعالی کی بہترین نعمت بندے پر یہ ہے کہ بندہ اسکی اطاعت عدل پر، محبت پر، حق اور اسکے ایثار پر کرے۔

صدق وعدل سے تمام احوال درست ہو جاتے ہیں

۷......علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَبِالصِّدْقِ فِیْ کُلِّ الْأَخْبَارِ،وَالْعَدْلِ فِی الْإِنْشَاءِ مِنَ الْأَقْوَالِ تَصْلَحُ جَمِیْعَ الْأَحْوَالِ،وَهُمَاقَرِیْنَانِ کَمَاقَالَ اللّٰهُ تَعَالَی:(وَتَمَّتْ کَلِمَةُ رَبِّکَ صِدْقًا وَعَدْلًا)(الأنعام :۱۱۵) ❶

ترجمہ: تمام خبروں میں سچائی، تمام اقوال میں عدل، تمام اعمال کو درست کر دیتی ہے، اور دونوں صفات ساتھ ساتھ ہوتی ہیں، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے: اور تمہارے رب کا کلام سچائی اور انصاف میں کامل ہے۔

توحید وعدل کامل صفات ہیں

۸......علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلتَّوْحِیْدُ وَالْعَدْلُ:هُمَاجِمَاعُ صِفَاتِ الْکَمَالِ. ❷

ترجمہ: توحید اور عدل دونوں صفات کمال کو جمع کرنے والے ہیں۔

قوموں اور ملکوں کی تباہی کے اسباب

کسی مملکت کی تباہی و بربادی کے عوامل کا جائزہ لیجئے تو دو بنیادی چیزیں سامنے آئیں گی، قوم کا فسق و فجور اور حکمرانوں کا ظلم وعدوان، جب کوئی قوم خدا فراموشی کی روش اختیار کرتی ہے، الٰہی قوانین سے سرکشی کرتی ہے اور فسق و معصیت کے نشہ میں بدمست

---

❶ الحسبة فی الإسلام: ص ۱۲

❷ التفسیر القیم: سورة آل عمران، ص ۱۸۲

ہوکر حلال وحرام اور جائز وناجائز کے حدود علانیہ توڑنے لگتی ہے تو ان پر جفا کیش اور جابر وظالم حاکم مسلّط کردیئے جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں کسی قوم کی تباہی وبربادی کے بارے میں ایک قانون عام بیان فرمایا ہے:

﴿وَإِذَا اَرَدْنَا اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا﴾ (الإسراء: ١٦)

ترجمہ: اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس کے خوش عیش لوگوں کو حکم دیتے ہیں، پھر جب وہ لوگ وہاں شرارت مچاتے ہیں، تب ان پر حجت تمام ہوجاتی ہے، پھر اس بستی کو تباہ اور غارت کرڈالتے ہیں۔

قوم کا فسق وفجور اور ملوک وسلاطین کا ظلم ہی سب سے پہلے اس عالم کی تباہی وبربادی کا ذریعہ بنتا ہے۔ ظلم واستبداد کی چکی میں پہلے سرکش قوم پستی ہے، بالآخر یہی چکی ظالم وجابر کو بھی پیس ڈالتی ہے۔ اہلِ دانش کا قول ہے کہ کفر کے ساتھ حکومت رہ سکتی ہے، مگر ظلم واستبداد کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔

درحقیقت کائنات کا حقیقی تصرف واقتدار اللہ رب العالمین اور احکم الحاکمین کے ہاتھ میں ہے، اللہ تعالیٰ ظالم کو چند دن مہلت دیتا ہے، لیکن جب اسے پکڑتا ہے تو پھر اسے نہیں چھوڑتا، یہی وجہ ہے کہ ظالم حکمران زیادہ دیر تک مسندِ اقتدار پر نہیں رہ سکتا، بلکہ دوسروں کے لیے درسِ عبرت بن کر بہت جلد رخصت ہوجاتا ہے۔

دنیا میں اللہ رب العزت کے عدل کی ایک جھلک

ایک بار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! آپ مجھے اپنا عدل دکھلائیں، ارشاد ہوا فلاں مقام پر جائیں، آپ وہاں گئے، انہوں نے ایک چشمہ اور ایک درخت دیکھا، درخت کے نیچے چپ ہوکر بیٹھ گئے، اتنے میں ایک سوار آیا، اس نے چشمہ کا

پانی پیا اور ہزار اشرفیوں کی تھیلی بھول گیا، اس کے بعد ایک لڑکا آیا اور تھیلی لیکر چل دیا، پھر ایک اندھا آیا، اس نے چشمہ سے وضو کیا، سوار کو اپنی تھیلی یاد آئی تو وہ واپس آیا اور اندھے سے اس نے (تھیلی کے بارے میں) پوچھا، وہ بولا مجھے تو نہیں ملی، اُس نے اسکو اتنا مارا کہ وہ مر گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سے بڑا تعجب ہوا۔ خدا نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ لڑکے نے اپنا حق وصول کر لیا کیونکہ لڑکے کے والد سے اس سوار نے ہزار اشرفیاں لی تھیں اور اس اندھے نے اس سوار کے باپ کو قتل کیا تھا، اس لئے ہر حقدار کا حق میں نے اس کے پاس پہنچا دیا۔ ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عدل وانصاف

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عدل وانصاف

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں عدل کتنا تھا؟ حدیث میں ہے کہ قبیلہ بنو مخزومہ کی ایک عورت نے چوری کر لی، چونکہ شریعت کا حکم ہے اگر گواہوں سے یا اقرار سے ثابت ہو جائے کہ اس نے چوری کی ہے تو اس پر حد آتی ہے اور اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے، جب یہ حد کا حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری کیا، تو قبیلہ بنو مخزومہ کے لوگ یہ چاہنے لگے کاش! کسی طرح یہ حد ہٹ جائے اور ہم سے رقم اور فدیہ لے لیا جائے کیونکہ حد جاری ہونے میں ہماری بدنامی ہوگی کہ ہماری قوم کے ایک عورت کا ہاتھ کاٹا گیا، تو انہوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تم جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کرو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حد قائم نہ کریں اور کوئی فدیہ وغیرہ لے لیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بتلایا گیا تو آپ کے چہرے انور کا رنگ تبدیل ہو گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر ارشاد فرمایا کہ تم سے پہلے

---

❶ نزهة المجالس :باب فی فضل العدل واجتناب الظلم، ج ۲ ص ۵۱

لوگ بھی اس لئے ہلاک ہوئے جب کوئی امیر جرم کرتا تھا تو اُسے معاف کر دیا جاتا، جب غریب جرم کرتا تو اسے سزا دی جاتی، پھر فرمایا:

وَایْمُ اللَّهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا. ❶

ترجمہ: اللہ کی قسم! اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے گی، تو میں محمد اپنی بیٹی فاطمہ کا بھی ہاتھ کاٹوں گا۔

یہ ہے عدل وانصاف، اپنے جگر کے ٹکڑے کے بارے یہ فرمایا کہ اگر وہ چوری کرے تو میں اُس کا بھی ہاتھ کاٹوں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بدلہ کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص تھا جو مجلس میں لوگوں سے باتیں کر رہا تھا اور انہیں ہنسا رہا تھا، یہ ہنس مُک شخص تھا، اب مجلس میں مزاح چل رہا تھا اس دوران میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے از راہِ مذاق انکے پہلو میں ایک لکڑی سے مارا، (مقصود ٹوکنا تھا کہ حدود سے تجاوز نہ ہو) انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

أَصْبِرْنِي.

مجھے اسکا بدلہ دیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِصْطَبِرْ.

بدلہ لے لو۔

انہوں نے کہا:

❶ صحیح البخاری: کتاب أحادیث الأنبیاء، باب حدیث الغار، رقم الحدیث: ۳۴۷۵

إِنَّ عَلَيۡکَ قَمِيصًا وَلَيۡسَ عَلَيَّ قَمِيصٌ.

آپ کے جسم پر قمیص ہے اور میرے جسم پر قمیص نہیں تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قمیص ہٹائی تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمر مبارک کے ساتھ چمٹ گیا اور کہا:

إِنَّمَا أَرَدۡتُ هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ. ❶

میں یہی چاہتا تھا کہ میرا جسم آپ کے جسم کے ساتھ مس ہو جائے۔

تو دیکھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو خود پیش کیا، یہ قانونِ عدل تھا کہ مجھ سے اگر کسی کو تکلیف پہنچی ہے تو دنیا میں مجھ سے بدلہ لے لیں۔

ایک درہم بھی مت چھوڑو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انصار کے کچھ لوگوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اگر وہ اجازت دیں تو ہم اپنے بھانجے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا فدیہ چھوڑ دیتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَاللّٰهِ لَا تَذَرُوۡنَ مِنۡهُ دِرۡهَمًا. ❷

ترجمہ: اللہ کی قسم! ایک درہم بھی مت چھوڑنا۔

چونکہ بدر کے تمام قیدیوں سے فدیہ لیا گیا تھا، اب اگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے نہ لیا جاتا تو یہ تقاضہ عدل کے بظاہر خلاف ہوتا، اگرچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی راضی تھے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں، لیکن آپ کا قانونِ عدل ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک درہم بھی مت چھوڑو، یعنی جس طرح بقیہ سب سے لیا گیا اِن سے بھی فدیہ لیا جائے۔

❶ سنن أبی داود: کتاب الأداب، باب فی قبلة الجسد، رقم الحدیث: ۵۲۲۴

❷ صحیح البخاری: کتاب المغازی، باب شهود الملائکة، باب، رقم الحدیث: ۴۰۱۷

کافر کا مال اس کو ملے گا جس نے قتل کیا

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین کے موقع پر نکلے۔ جب ہمارا (دشمن سے) سامنا ہوا تو اکثر مسلمان بکھر گئے (البتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم میدان جنگ میں جمے رہے) میں نے دیکھا کہ ایک مشرک آدمی ایک مسلمان پر چڑھا ہوا ہے، میں نے پیچھے سے اس مشرک کے کندھے پر تلوار کا وار کیا جس سے اس کی زرہ کٹ گئی (اور کندھے کی رگ بھی کٹ گئی، وہ زخمی تو ہو گیا لیکن) وہ مجھے پر حملہ آور ہوا اور مجھے اس زور سے بھینچا کہ میں مرنے کے قریب ہو گیا (لیکن زیادہ خون نکل جانے کی وجہ سے وہ کمزور ہو گیا) آخر اس پر موت کے اثرات طاری ہونے لگے اور اس نے مجھے چھوڑ دیا (اور پھر وہ مر گیا) میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملا۔ میں نے ان سے کہا: لوگوں کو کیا ہوا؟ (کہ ان مسلمانوں کو شکست ہوگئی) انھوں نے کہا: اللہ کا حکم ایسا ہی تھا۔ (بعد میں کفار کو مکمل شکست ہوئی اور مسلمان جیت گئے) پھر مسلمان (میدانِ جنگ سے) واپس آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا: جس نے کسی کافر کو قتل کیا ہے اور اس کے پاس گواہ بھی ہے تو اس مقتول کا سامان اسے ہی ملے گا۔ میں نے کھڑے ہو کر کہا: کون میرے لیے گواہی دیتا ہے؟ (جب کسی نے جواب نہ دیا تو) میں بیٹھ گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح ارشاد فرمایا: میں نے پھر کہا: کون میرے لیے گواہی دیتا ہے؟ اور پھر میں بیٹھ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی ارشاد فرمایا: میں پھر کھڑا ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوقتادہ! تمھیں کیا ہوا؟ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا قصہ بتایا تو ایک آدمی نے کہا: یہ سچ کہتے ہیں، اس مقتول کافر کا سامان میرے پاس ہے۔ آپ ان کو کسی طرح مجھ سے راضی فرما دیں

(کہ یہ اس مقتول کا سامان میرے پاس رہنے دیں۔) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَاهَا اللّٰهِ، إِذًا لَا يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أُسُدِ اللّٰهِ، يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يُعْطِيكَ سَلَبَهُ. ❶

ترجمہ: نہیں، اللہ کی قسم! ایسے نہیں ہوسکتا، جب ان کی بات ٹھیک ہے تو یہ سامان ان کو ہی ملنا چاہیے تمہیں دینے کا مطلب تو یہ ہوگا کہ اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لڑنے والے اللہ کے شیر کو ملنے والا سامان حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں دے دیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ابوبکر ٹھیک کہتے ہیں، تم ان کو وہ سامان دے دو۔ چنانچہ اس نے مجھے وہ سامان دے دیا جس سے میں نے بنوسَلَمہ کے علاقہ میں ایک باغ خریدا، یہ وہ پہلا مال تھا جو میں نے اسلام میں جمع کیا۔

ایک یہودی کا حق دلانے کے لئے آپ کا اصرار کرنا

حضرت عبداللہ بن ابی حَدْرَد اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ان کے ذمہ ایک یہودی کے چار درہم قرض تھے۔ اس یہودی نے اس قرض کی وصولی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد لینی چاہی اور یوں کہا: اے محمد! میرے اس آدمی کے ذمہ چار درہم قرض ہیں اور یہ ان درہم کے بارے میں مجھ پر غالب آ چکے ہیں۔ (یعنی میں کئی مرتبہ ان سے تقاضا کر چکا ہوں لیکن یہ مجھے دیتے نہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اس کا حق اسے دے دو۔ انہوں نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! دینے کی میرے پاس بالکل گنجائش نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

❶ صحیح البخاری: کتاب فرض الخمس، بَابُ مَنْ لَمْ يُخَمِّسِ الْأَسْلَابَ، وَمَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ سَلَبُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُخَمِّسَ، وَحُكْمِ الْإِمَامِ فِيهِ، رقم الحديث: ۳۱۴۲

ان سے فرمایا: اس کا حق اسے دے دو۔ انھوں نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! دینے کی بالکل گنجائش نہیں اور میں نے اسے بتایا تھا کہ آپ ہمیں خیبر بھیجیں گے اور امید ہے کہ آپ ہمیں کچھ مالِ غنیمت دیں گے، اس لیے وہاں سے واپسی پر اس کا قرض ادا کردوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا حق ادا کردو۔ آپ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ کسی بات کو تین دفعہ سے زیادہ نہیں فرماتے تھے۔ (تین دفعہ فرما دینا پورے اہتمام اور تاکید کی نشانی تھی) چنانچہ حضرت ابن ابی حَدْرَد بازار گئے، ان کے سر پر پگڑی تھی اور ایک چادر باندھ رکھی تھی، انھوں نے سر سے پگڑی اتار کر اسے لنگی بنالیا اور چادر کھول کر اس یہودی سے کہا: تم مجھ سے یہ چادر خرید لو۔ چنانچہ وہ چادر اس یہودی کے ہاتھ چار درہم میں بیچ دی۔ اتنے میں ایک بڑھیا کا وہاں سے گزر ہوا اس نے یہ حال دیکھ کر کہا: اے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی! تمھیں کیا ہوا؟ انھوں نے اسے سارا قصہ سنایا تو اس بڑھیا نے اپنے اوپر سے چادر اتار کر ان پر ڈال دی اور کہا: یہ چادر لے لو۔؟ ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون عدل کرسکتا ہے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کو ترجیح دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اقرع بن حابس کو سو اونٹ دیئے اور عیینہ کو بھی اسی کی مثل اور عیینہ کے کچھ سرداروں کو بھی اسی طرح عطا فرمایا اور تقسیم کے وقت ان لوگوں کو ترجیح دی، تو ایک آدمی نے کہا: اللہ کی قسم! اس تقسیم میں انصاف نہیں کیا گیا اور نہ ہی اس میں اللہ کی رضا کا ارادہ کیا گیا۔ حضرت

❶ مسند أحمد: ج ۲۴ ص ۲۴۱، رقم الحديث: ۱۵۴۸۹/ قال الهيثمي رواه أحمد والطبراني في الصغير والأوسط ورجاله ثقات إلا أن محمد بن أبي يحيى لم أجد له رواية عن الصحابة فيكون مرسلا صحيحا. اُنْظُرْ: مجمع الزوائد: ج ۴ ص ۱۳۰، رقم الحديث: ۶۶۴۳

عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی ضرور خبر دوں گا، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو اس کی بات پہنچا دی جو اس نے کہا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا یہاں تک کہ نہایت سرخ ہو گیا، پھر فرمایا جب اللہ اور اس کے رسول نے انصاف نہیں کیا تو اور کون ہے جو انصاف کرے گا، پھر فرمایا:

فَمَنْ يَعْدِلُ إِنْ لَمْ يَعْدِلِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: يَرْحَمُ اللَّهُ مُوسَى، قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ موسیٰ پر رحم فرمائے کہ ان کو اس سے بھی زیادہ تکلیف دی گئی تو انہوں نے صبر کیا۔

میں نے دل میں کہا کہ آج کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بات کی خبر نہ دوں گا۔

ازواجِ مطہرات کی خوش طبعی کے دوران بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عدل

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ایک ساتھ برابر بیٹھے ہوئے تھے، اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حریرہ (ایک قسم کا حلوا) بنایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لے کر آئیں، تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو بھی دعوت دی، مگر انہوں نے انکار کر دیا، تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ حریرہ کھالیں اگر نہیں کھائیں گی تو میں آپ کے ہونٹوں پر لگا دوں گی، مگر حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اب بھی نہ کھایا، تب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے واقعی تھوڑا سا حریرہ اپنی انگلی پر لے کر ان کے ہونٹوں پر لگا دیا، اس وقت حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے شکایت کے انداز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا، تو آپ صلی

❶ صحیح مسلم: کتاب الکسوف، بَابُ إِعْطَاءِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَتَصَبُّرِ مَنْ قَوِيَ إِيمَانُهُ، رقم الحدیث: ۱۰۶۲

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنا بدلہ لے لو۔ اتنا سنتے ہی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وہاں سے جانے لگیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھ کر انہیں پکڑ لیا اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی انگلی سے ان کے ہونٹوں پر حریرہ لگا دیا، گویا کہ اپنا بدلہ لے لیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان خوش طبعی میں بھی انصاف کا دامن چھوٹنے نہیں دیا کرتے تھے اور اس میں ہمیں بہت خوشی ہوتی تھی۔ ❶

بدر کے قیدیوں کے درمیان مساوات

حسن سلوک کے سلسلے میں سرکارِ دو عالم کی مساوات پسندی کا یہ عالم تھا کہ آپ نے اپنے اعزہ واقارب کو بھی عام قیدیوں کی طرح رکھا اور ان کے ساتھ کوئی امتیازی برتاؤ پسند نہ کیا۔

اسیرانِ بدر کی مدینہ منورہ میں پہلی رات تھی اور مسلمانوں نے انہیں خوب کس کر باندھ رکھا تھا۔ ان میں رحمتِ دو عالم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی تھے، وہ پروردہ ناز ونعم انسان تھے، اس لئے ہاتھ پاؤں کی بندشیں انہیں بہت تکلیف دے رہی تھیں اور وہ درد سے کراہ رہے تھے۔ سرورِ دو عالم اسے ان کا کراہنا برداشت نہیں ہو رہا تھا اس لئے آپ بھی جاگ رہے تھے اور مضطرب پھر رہے تھے۔ آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر ایک صحابی نے عرض کی: یارسول اللہ! مزاجِ عالی کیوں بے قرار ہے؟ فرمایا: عباس کی

❶ فضائل الصحابة لأحمدبن حنبل: ج ۱ ص ۳۴۹، رقم الحديث: ۵۰۴/السنن الكبرى للنسائي: ج۸ص ۱۶۲، رقم الحديث: ۸۸۶۸/قال الهيثمي رواه أبويعلى ورجاله رجال الصحيح، اُنظُرْ: مجمع الزوائد: ج۴ص ۳۱۶، رقم الحديث: ۷۶۸۳/ سبل الهدى والرشاد: أبواب صفاته المعنوية، الباب الثاني والعشرون، ج۷ ص ۱۱۴ / السيرة الحلبية: باب يذكر فيه صفته صلى الله عليه وسلم الباطنة، ج۳ ص ۴۷۲

کراہوں نے بے تاب کر رکھا ہے۔ وہ صحابی گئے اور چپکے سے حضرت عباس کی بندشیں ڈھیلی کر آئے۔ تھوڑی دیر بعد رحمتِ دوعالم نے حیرت سے پوچھا: کیا بات ہے اب عباس کی کراہوں کی آواز نہیں آ رہی ہے؟ صحابی نے بتایا: یا رسول اللہ! میں نے ان کی بندشیں نرم کر دی ہیں۔ داعی مساوات نے فرمایا کہ پھر اس طرح کرو تمام قیدیوں کی بندشیں ڈھیلی کر دو۔ ❶

جنگ حنین کے قیدیوں میں انصاف

جنگ حنین میں ۲۴ ہزار اونٹ، ۴۵ ہزار بکریاں، چار ہزار اوقیہ چاندی اور چھ ہزار قیدی مسلمانوں کے ہاتھ لگے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے اور بنو عبدالمطلب کے قیدیوں کو بلا کسی معاوضہ کے رہا کرتا ہوں۔ انصار و مہاجرین نے کہا: ہم بھی اپنے اپنے قیدیوں کو بلا کسی معاوضہ کے آزاد کرتے ہیں۔ اب بنی سلیمہ و بنی فزارہ رہ گئے، ان کے نزدیک یہ عجیب بات تھی کہ حملہ آور دشمن پر (جو خوش قسمتی سے زیر ہو گیا ہو) ایسا لطف و کرم کیا جائے، انہوں نے اپنے حصے کے قیدیوں کو آزاد نہ کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا، ہر ایک قیدی کی قیمت چھ اونٹ قرار پائی، یہ قیمت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ادا کر دی اور اس طرح باقی قیدیوں کو بھی آزادی دلائی۔

یہ واقعہ جہاں آپ کی رحمدلی کی گواہی دیتا ہے، وہاں اس حقیقت کو بھی آشکارا کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی منصف پسند طبیعت کو یہ ہرگز پسند نہ تھا کہ چند قیدی تو اپنے رشتہ داروں کی وجہ سے چھوٹ جائیں اور چند کو بدستور قیدی رکھا جائے، چنانچہ آپ نے باقی ماندہ کی قیمت ادا کر کے انہیں رہائی دلا دی۔ ❷

❶ رحمة للعالمين :الباب الرابع عشر،الفصل الثانی،ج ا ص ۲۶۰ /تاریخ الطبری: ج۲ ص۲۸۸/ البداية والنهاية: ج۳ ص ۲۹۹

❷ رحمة للعالمين :الباب الأول،غزوة حنين ،ج ا ص ۱۱۹

خلفائے راشدین کے عدل وانصاف کے ایمان افروز واقعات

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن کھڑے ہوکر فرمایا: جب صبح ہوتو تم صدقہ کے اونٹ ہمارے پاس لے آؤ ہم انھیں تقسیم کریں گے اور ہمارے پاس اجازت کے بغیر کوئی نہ آئے، ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا: یہ نکیل لے جاو: شاید اللہ تعالیٰ ہمیں بھی کوئی اُونٹ دے دے، چنانچہ وہ آدمی گیا، اس نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اونٹوں میں داخل ہورہے ہیں، یہ بھی ان دونوں حضرات کے ساتھ داخل ہوگیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر فرمایا: تم ہمارے پاس کیوں آگئے؟ پھر اس کے ہاتھ سے نکیل لے کر اسے ماری، جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اُونٹوں کی تقسیم سے فارغ ہوئے، تو اس آدمی کو بلایا اور اسے نکیل دی اور فرمایا: تم اپنا بدلہ لے لو، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اللہ کی قسم! یہ آپ سے بدلہ بالکل نہیں لے گا، آپ اسے مستقل عادت نہ بنائیں (کہ امیر تنبیہ کرنے کے لیے کسی کو سزا دے تو اس سے بدلہ لیا جائے) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے قیامت کے دن اللہ سے کون بچائے گا؟ (ان حضرات میں اللہ کا خوف بہت زیادہ تھا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ (اسے کچھ دے کر) راضی کرلیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے کہا: تم میرے پاس ایک اُونٹ، اس کا کجاوہ اور ایک کمبل اور پانچ دینار لاو، چنانچہ یہ سب کچھ اس آدمی کو دے کر اُسے راضی کیا۔ (۱)

باوجود یہ کہ غلطی اس شخص کی تھی جو منع کرنے کے باوجود اندر آیا، اور تادیب کا حق بھی

(۱) السنن الکبری للبیھقی: کتاب النفقات، باب ما جاء فی قتل الإمام وجرحه، ج۸ ص ۸۹، رقم الحدیث ۱۶۰۲۵

بنتا تھا، پھر بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عدل وانصاف سے کام لیا، اور اپنے آپ کو بدلہ کے لئے پیش کیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر اُسے راضی اور خوش کر کے بھیجا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف

حضرت اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بحرین سے مشک اور عنبر آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسی عورت مل جائے جو تولنا اچھی طرح جانتی ہو اور وہ مجھے یہ خوشبو تول دے تاکہ میں اِسے مسلمانوں میں تقسیم کرسکوں، ان کی اہلیہ حضرت عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل نے کہا میں تولنے میں بڑی ماہر ہوں لائیے میں تول دیتی ہوں:

قَالَ لَا، قَالَتْ لِمَ؟ قَالَ إِنِّي أَخْشَى أَنْ تَأْخُذِيهِ فَتَجْعَلِينَهُ هٰكَذَا أَدْخَلَ أَصَابِعَهُ فِي صُدْغَيْهِ وَتَمْسَحِينَ بِهِ عُنُقَكِ فَأُصِيبُ فَضْلًا عَلَى الْمُسْلِمِينَ. ❶

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، تم سے نہیں تولوانا، انھوں نے کہا: کیوں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ تو اُسے اپنے ہاتھوں سے ترازو میں رکھے گی (یوں کچھ نہ کچھ خوشبو تیرے ہاتھ کو لگ جائے گی اور کنپٹی اور گردن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) اور یوں تو اپنی کنپٹی اور گردن پر اپنے ہاتھ پھیرے گی اس طرح تجھے مسلمانوں سے کچھ زیادہ خوشبو مل جائے گی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عدل کہ اپنی لئے کوئی رعایت قبول نہیں کی

حضرت شَعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حضرت عمر اور حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہما کے

❶ الزهد لأحمد بن حنبل: زهد عمر بن الخطاب رضی اللّٰه عنه، ص۹۸، رقم الحديث: ۶۲۳

درمیان (کھجور کے ایک درخت کے بارے میں) تکرار ہوا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آؤ ہم آپس کے فیصلے کے لیے کسی کو ثالث مقرر کر لیتے ہیں، چنانچہ ان دونوں حضرات نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اپنا ثالث بنالیا، یہ دونوں حضرات حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں تاکہ آپ ہمارے درمیان فیصلہ کر دیں، (اور امیر المؤمنین ہوکر میں خود آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کیوں کہ قاعدہ یہ ہے کہ) فیصلہ کروانے والے خود ثالث کے گھر آیا کرتے ہیں، جب دونوں حضرات حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس اندر داخل ہوئے، تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر کے سرہانے بٹھانا چاہا اور یوں کہا: اے امیر المومنین! یہاں تشریف رکھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: یہ پہلا ظلم ہے جو آپ نے اپنے فیصلہ میں کیا ہے، میں تو اپنے فریقِ مخالف کے ساتھ بیٹھوں گا، حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اپنا دعویٰ پیش کیا جس کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکار کیا، حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: (قاعدہ کے مطابق اِنکار کرنے پر مُدَّعی علیہ کو قسم کھانی پڑتی ہے، لیکن میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ) آپ امیر المؤمنین کو قسم کھانے کی زحمت نہ دیں، اور میں امیر المؤمنین کے علاوہ کسی اور کے لیے یہ درخواست نہیں کرسکتا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اس رعایت کو قبول نہ کیا بلکہ) قسم کھائی۔ اور انہوں نے قسم کھا کر کہا:

لَایُدْرِکُ زَیْدُ بْنُ ثَابِتِ الْقَضَاءَ حَتّٰی یَکُوْنَ عُمَرُ وَرَجُلٌ مِنْ عِرْضِ الْمُسْلِمِیْنَ عِنْدَہُ سَوَاءٌ. (1)

(1) تاريخ مدينةدمشق لابن العساكر: حرف الزاء، ترجمة: زيدبن أسلم بن عبدالله، ج ١٩ ص ٣١٩

ترجمہ: زید بن ثابت صحیح قاضی تب بن سکتے ہیں جب کہ ان کے نزدیک عمر اور ایک عام مسلمان کی عزت برابر ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عدل دیکھیں، امیر المؤمنین تھے چاہتے تو زمین ویسے ہی اپنے پاس روک لیتے، لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا، اور خود فیصلہ بھی نہیں کیا، بلکہ اپنے سے مرتبہ میں کم درجے کے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، انہوں نے اپنے قریب بٹھانا چاہا لیکن آپ اپنے خصم کے ساتھ بیٹھے، اور جب قسم کی باری آئی تو آپ نے قسم بھی کھائی، اور فیصلہ آپ کے حق میں ہوا۔ دیکھیں احکام شریعت، مزاج شریعت اور عدل کا کتنا لحاظ رکھا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ملک غسان کے بادشاہ سے بدلہ لینا

ملک غَسّان کا بادشاہ جبلہ بن ایہم اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا، کچھ دنوں بعد امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حج کے ارادے سے نکلے تو جبلہ بن ایہم بھی اس قافلے میں شریک ہو گیا مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد ایک دن دورانِ طواف کسی دیہاتی مسلمان کا پاؤں اس کی چادر پر پڑ گیا تو چادر کندھے سے اتر گئی، جبلہ بن ایہم نے اس سے پوچھا: تو نے میری چادر پر قدم کیوں رکھا؟ اس نے کہا: میں نے جان بوجھ کر قدم نہیں رکھا غلطی سے پڑ گیا تھا، یہ سن کر جبلہ نے ایک زوردار تھپڑ ان کے چہرے پر رسید کر دیا، تھپڑ کی وجہ سے ان کے دو دانت ٹوٹ گئے اور ناک بھی زخمی ہو گئی، یہ دیہاتی مسلمان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور جبلہ بن ایہم کے سلوک کی شکایت کی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جبلہ بن ایہم کو طلب فرمایا اور پوچھا: کیا تو نے اس دیہاتی کو تھپڑ مارا ہے؟ جبلہ نے کہا: ہاں! میں نے تھپڑ مارا ہے، اگر اس حرم کے تقدس کا

خیال نہ ہوتا تو میں اسے قتل کر دیتا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے جبلہ! تو نے اپنے جرم کا اقرار کرلیا ہے، اب یا تو تو اس دیہاتی سے معافی مانگ یا میں تم سے اس کا قصاص لوں گا، جبلہ نے حیران ہو کر کہا: کیا آپ اس غریب دیہاتی کی وجہ سے مجھ سے قصاص لیں گے حالانکہ میں تو بادشاہ ہوں؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسلام قبول کرنے کے بعد حقوق میں تم دونوں برابر ہو، جبلہ نے عرض کی: مجھے ایک دن کی مہلت دیجئے پھر مجھ سے قصاص لے لیجئے گا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس دیہاتی سے دریافت فرمایا: کیا تم اسے مہلت دیتے ہو؟ دیہاتی نے عرض کی: جی ہاں! آپ نے اسے مہلت دے دی، مہلت ملنے کے بعد راتوں رات جبلہ بن ایہم غسانی ملک شام کی طرف بھاگ گیا اور اس نے عیسائی مذہب اختیار کرلیا۔ (1)

دیکھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف کہ وہ غسان کا بادشاہ ہے، لیکن آپ نے اُس کی رعایت نہیں رکھی اور ایک غریب شخص کو انصاف دلانے کے لئے اُس سے کہا یا تو اِس کو راضی کرلو ورنہ قصاص ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بڑھیا سے اپنی معافی کی تحریر لکھوانا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب شام سے مدینے لوٹے تو ایک رات اپنی رعایا کا حال واحوال جاننے کے لیے تنہا گشت پر نکلے، ان کا گزر ایک بڑھیا پر ہوا جو اپنے خیمے میں بیٹھی تھی، آپ رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے، بڑھیا نے آپ سے پوچھا: ارے میاں! عمر کا کیا ہوا؟ آپ نے جواب دیا: وہ شام سے بخیر وعافیت واپس لوٹ آیا ہے، بڑھیا نے کہا: میری طرف سے تو اللہ پاک اسے کوئی بہتر بدلہ نہ دیں، آپ نے فرمایا: وہ کیوں؟ بڑھیا نے کہا: وہ جب سے امیر المؤمنین بنا ہے اس کی طرف سے ہمیں نہ

(1) فتوح الشام: ذکر فتح حمص، ج ۱ ص ۱۰۰

کوئی درہم ملا ہے نہ کوئی دینار، آپ نے فرمایا: آپ یہاں اس ویرانے میں ہیں، بیچارے عمر کو آپ کے حال کی کیا خبر؟ کہنے لگی: واہ سبحان اللہ، کیا عجیب بات کہی تو نے بخدا میں سوچ بھی نہیں سکتی کہ کوئی آدمی لوگوں کی گردنوں پر حاکم مقرر ہو جائے اور پھر اسے مشرق ومغرب میں رہنے والوں کی خبر نہ ہو، یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور اپنے آپ سے کہنے لگے:

وَاعُمَرَاہ! کُلُّ أَحَدٍ أَفْقَهُ مِنْکَ یَا عُمَرُ!

ترجمہ: ہائے عمر! ہر آدمی تجھ سے زیادہ سمجھ دار ہے۔

پھر آپ نے اس سے فرمایا! ارے اللہ کی بندی! عمر کی طرف سے جو ظلم تجھ پر ہوا وہ جو مجھ کو کتنے کے بدلے فروخت کرے گی؟ میں اسے خریدنا چاہتا ہوں، کیوں کہ جہنم کے سبب مجھے عمر پر بڑا ترس آنے لگا ہے، بڑھیا بولی: اللہ آپ کا بھلا کرے، برائے مہربانی مجھ سے مذاق نہ کیجیے، بھلا ظلم بھی کسی نے خریدا؟ آپ نے فرمایا: میں مذاق نہیں کر رہا آپ اس سے اس کا دُکھ اور اس کی مظلومیت خرید نے پر اصرار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے پچیس دینار کے بدلے اس سے اس کا دکھڑا خرید لیا، ابھی آپ بڑھیا سے باتیں ہی کر رہے ہیں تھے کہ اچانک حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما آپ کے قریب آئے اور کہا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا أَمِیرَ الْمُؤْمِنِیْنَ!

امیر المؤمنین! آپ کو ہمارا سلام ہو۔

’’امیر المؤمنین‘‘ کا لفظ سن کر بڑھیا کے اوسان خطا ہو گئے، اس نے یہ کہتے ہوئے اپنا ہاتھ سر پر دے مارا:

وَاسَوْأَتَاہُ! شَتَمْتُ أَمِیرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِي وَجْهِهٖ.

ہائے میری کم بختی! میں امیر المؤمنین کو منہ پر گالی دے بیٹھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: اللہ تجھ پر رحم کرے، کوئی بات نہیں پھر آپ نے لکھنے کے لیے دائیں بائیں کاغذ کا ٹکڑا تلاش کیا، مگر کوئی ٹکڑا آپ کو نہ ملا، مجبوراً آپ نے اپنی پیوند شدہ قمیص کا ٹکڑا پھاڑ اوراس پر درج ذیل چند سطریں تحریر فرمائیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

هٰذَامَا اشْتَرَى عُمَرُ مِنْ فُلاَنَةٍ ظُلَامَتَهَامُنْذُوَلِيَ إِلَى يَوْمِ كَذَاو كَذَا بِخَمْسَةٍ وَّعِشْرِيْنَ دِيْنَارًا، فَمَا تَدَّعِي عِنْدَ وُقُوْفِهِ فِيْ الْمَحْشَرِ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ تَعَالَى فَعُمَرُ مِنْهُ بَرِيْءٌ، شَهِدَ عَلَى ذٰلِكَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ وَابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

ترجمہ: یہ اس بات کی تحریری دستاویز ہے کہ جب سے عمر حاکم بنا ہے اس دن سے لے کر فلاں تاریخ تک بڑھیا کے ساتھ جس قدر ناانصافی ہوئی وہ عمر نے پچیس دینار کے بدلے خرید لی ہے، اب بڑھیا میدانِ محشر میں اللہ کے سامنے عمر کے خلاف کوئی دعویٰ نہیں کرے گی، عمر اس سے بری ہو چکا، علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس سودے کے گواہ ہیں۔

کپڑے کے ٹکڑے پر لکھی یہ دستاویز آپ نے اپنے بیٹے کے حوالے کردی اوراس سے فرمایا:

إِذْ أَنَا مِتُّ فَاجْعَلْهُ فِيْ كَفَنِيْ أَلْقَى بِهٖ رَبِّيْ. ❶

جب میں مرجاؤں تو اسے میرے کفن میں رکھ دینا، اس کے ساتھ ہی میں اپنے پروردگار سے ملوں گا۔

❶ حياة الحيوان: ترجمة: خلافة عمر الفاروق، ج ١ ص ٧٩

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیٹے کو زائد رقم بیت المال میں جمع کروانے کا حکم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے کچھ اونٹ خریدے اوران کو بیت المال کی چراگاہ میں چھوڑ آیا، جب وہ خوب موٹے ہو گئے تو میں انھیں بیچنے کے لیے بازار لے آیا، اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی بازار تشریف لے آئے، اور انھیں موٹے موٹے اونٹ نظر آئے تو انھوں نے پوچھا یہ اونٹ کس کے ہیں؟ لوگوں نے انھیں بتایا کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہیں، تو فرمانے لگے: اے عبداللہ بن عمر! واہ واہ امیر المؤمنین کے بیٹے کے کیا کہنے! میں دوڑتا ہوا آیا اور میں نے عرض کیا امیر المؤمنین! کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ اونٹ کہاں سے لائے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے یہ اونٹ خریدے تھے پھر بیت المال کی چراگاہ میں چرنے کے لیے بھیجتا تھا (اب میں ان کو بازار لے آیا ہوں) تاکہ میں دوسرے مسلمانوں کی طرح انھیں بیچ کر نفع حاصل کروں:

فَقَالَ ارْعَوْا إِبِلَ ابنِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، اِسْقُوا إِبِلَ ابْنِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اُغْدُ عَلَى رَأْسِ مَالِكَ وَاجْعَلْ بَاقِيَهُ فِي بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِينَ. ❶

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! بیت المال کی چراگاہ میں لوگ ایک دوسرے کو کہتے ہوں گے، امیر المؤمنین کے بیٹے کے اونٹوں کو چراؤ اور امیر المؤمنین کے بیٹے کے اونٹوں کو پانی پلاؤ (میرے بیٹے ہونے کی وجہ سے تمہارے اونٹوں کی زیادہ رعایت کی ہوگی اس لیے) اے عبداللہ! ان اونٹوں کو بیچو اور تم نے جتنی رقم میں خریدے تھے وہ تو لے لو، اور باقی زائد رقم مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کرادو۔

---

❶ السنن الكبرى للبيهقي: كتاب إحياء الموات، باب ما جاء في الحمى، ج٦ ص ٢٣٤، رقم الحديث: ١١٨١١

عدل وانصاف کی وجہ سے حضرت عمر کی غیبی حفاظت

ہرقل نے ایک نصرانی عرب کو جس کا نام طلیعہ بن ماران کو بلا کر اس کے واسطے کچھ انعام مقرر کیا اور کہا کہ تو اسی وقت یثرب (مدینہ طیبہ) کی طرف روانہ ہو جا اور وہاں پہنچ کر مسلمانوں کے امیر المؤمنین عمر بن خطاب کے قتل کی کوئی تدبیر سوچ کر انہیں انجام تک پہنچا دے۔

اس نے اس کا وعدہ کیا اور سامان سفر تیار کر کے مدینہ میں پہنچ کر آپ کے قتل کی فکر میں مدینہ طیبہ کے قریب عوالی کے علاقہ میں چھپ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یتیموں کے اموال اور بیواؤں کے باغات کی حفاظت اور خبر گیری کے لیے مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لائے تو یہ نصرانی ایک گنجان درخت پر چڑھ کر پتوں کی آڑ میں بیٹھ گیا، آپ اتفاق سے اسی درخت کے قریب آ کر ایک پتھر کے تکیہ پر سر رکھ کر لیٹے اور سو گئے۔

اس شخص نے چاہا کہ میں اتر کر اپنا کام پورا کرلوں تو اچانک جنگل سے ایک درندہ آ کر آپ کے چاروں طرف گھومنے لگا اور آپ کے قدموں کو اپنی زبان سے چاٹنے لگا اور ایک غیبی ہاتف نے آواز دی:

يَاعُمَرُ عَدَلْتَ فَأَمِنْتَ فَلَمَّااسْتَيْقَظَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذَهَبَ السَّبُعُ وَنَزَلَ الْمُتَنَصِّرُ وَتَرَامَى عَلَى عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَبَّلَ يَدَيْهِ وَقَالَ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ أَفْدَى مِنَ الْكَائِنَاتِ مِنَ السِّبَاعِ تَحْرُسُهُ وَالْمَلَائِكَةُ تَصِفُهُ وَالْجِنُّ تَعْرِفُهُ ثُمَّ أَعْلَمَهُ بِمَا كَانَ مِنْهُ وَأَسْلَمَ عَلَى يَدَيْهِ۔ [1]

ترجمہ: اے عمر! چونکہ آپ نے عدل وانصاف کیا ہے اس لیے آپ مامون ہو گئے، جس وقت آپ کی آنکھ کھلی درندہ چلا گیا، یہ نصرانی درخت سے اترا اور حضرت عمر رضی

[1] فتوح الشام: القتال من فوق الأسوار، ج ۱ ص ۸۵

اللہ عنہ ان کے پاس آ کر آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر کہنے لگا: میرے ماں باپ اُس پر قربان! جس کی حفاظت کائنات کے درندے کرتے ہیں، جس کی صفات آسمان کے فرشتے اور جس کی تعریف جہان کے جن کرتے میں، یہ کہہ کر اس نے اپنا تمام قصہ اور ارادہ بیان کیا اور آپ کے ہاتھ پر اسی وقت مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گورنر وقت کے بیٹے کو سرِ عام سزا دینا

ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس فریاد لے کر آیا، اس کی آنکھوں سے آنسو سیلاب کی طرح رواں تھے، اپنے ظلم پر دادرسی کے لئے کہنے لگا، اے امیر المؤمنین! میں ظلم سے بچنے کے لئے آپ کی پناہ میں آتا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے غصہ ظاہر ہوا، فرمایا کہ تم مطمئن رہو، تجھے پناہ مل گئی ہے، یعنی تو نے ایسے آدمی سے التجاء کی ہے جو تیری حفاظت کرے گا، اس آدمی نے روتے ہوئے کہا کہ میرا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے دوڑ کا مقابلہ ہوا میں دوڑ میں اس پر غالب آیا، تو وہ مجھے کوڑے سے مارنے لگا اور مجھے کہنے لگا کہ میں ابن الاکرمین (دو معزز آدمیوں کا بیٹا) ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حاضر ہونے کا حکم دیا کہ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ حاضر ہو، چنانچہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ آئے، ان کے پیچھے پیچھے ان کے بیٹے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا کہ مصری شخص کہاں ہے؟ وہ آدمی کانپتے ہوئے آیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کوڑا لو اور اس کو مارو، اس آدمی نے وہ کوڑا پکڑا، اس کو گھمایا پھر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی کمر پر مارنا شروع کیا، جس کو کھجور کے ایک تنے کے ساتھ باندھا گیا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس مصری آدمی کے برابر کھڑے اس کو فرما رہے تھے کہ مارو اس ابن الاکرمین کو، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خدا گواہ ہے،

اس آدمی نے اس کو مارا اور ہم اس کے مارنے کو پسند کررہے تھے، وہ مسلسل مارتا رہا یہاں تک ہم نے تمنا کی اب یہ اس کو چھوڑ دے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب عمرو کے سر پر بھی کوڑے لگاؤ، وہ آدمی کہنے لگا کہ اے امیر المؤمنین! مجھے صرف اس کے بیٹے نے مارا تھا اور میں نے اس سے بدلہ لے لیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور فرمایا:

مُذْ كَمْ تَعَبَّدْتُمُ النَّاسَ وَقَدْ وَلَدَتْهُمْ أُمَّهَاتُهُمْ أَحْرَارًا. ❶

ترجمہ: تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنالیا ہے، ان کی ماؤں نے توان کو آزاد جنا تھا؟

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے سر جھکاتے ہوئے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! مجھے تو اس واقعہ کی خبر بھی نہیں تھی اور نہ یہ میرے پاس آیا۔

دین اسلام ہمیں مساوات کا درس دیتا ہے، حسب نسب سے کوئی شرافت یا فضیلت نہیں بلکہ صرف تقوی کے اعتبار سے ہے، حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا انصاف دیکھئے کہ ایک مصری شخص کو کیسے انصاف دلوایا جارہا ہے، یہی تو اسلام کا امتیاز ہے وگرنہ دوسرے مذاہب میں لوگ مال ودولت، رشوت دے کر جان چھڑا دیتے ہیں، مگر یہ اسلام کی حقانیت ہے کہ یہاں بادشاہ وفقیر سب کو انصاف ملتا ہے۔ یہ عدلِ فاروقی کی روشن مثال ہے کہ ایک گورنر کے بیٹے کو سر عام سزا دی گئی۔ اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے کوشاں رہنا چاہیے اور اللہ تعالی سے اسلامی نظام کی بہاریں مانگنی چاہئیں، جب اسلامی نظام آئے گا، اور عین شریعت کے مطابق فیصلے ہوں گے تو یہاں بھی وہی بہاریں ہوں گی جو خلفائے راشدین اور قرونِ اولی کے دور میں تھیں، اور نظام عالم کا

❶ فتوح مصر والمغرب لابن عبد الحكم: ج ۱ ص ۱۹۵ / حسن المحاضرة في تاريخ مصر والقاهرة: ج ۱ ص ۵۷۸

امن صرف وصرف اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہے، جہاں امیر وقت اور ایک عام بندہ ایک ہی کٹہرے میں کھڑے کیے جائیں اور عدل وانصاف فوری فراہم کیا جائے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اپنے آپ کو بدلہ کے لئے پیش کرنا

حضرت ابوالفرات رحمہ اللہ کہتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا، آپ نے اس سے فرمایا: میں نے ایک دفعہ تمہارا کان مروڑا تھا، لہٰذا تم مجھ سے بدلہ لے لو، چنانچہ اس نے آپ کا کان پکڑ لیا، تو آپ نے اس سے فرمایا: زور سے مروڑ، دنیا میں بدلہ دینا کتنا اچھا ہے! اب آخرت میں بدلہ نہیں دینا پڑے گا۔ ❶

یہ تھے عادل حکمران کہ غلام کا معمولی سا کان مروڑا تھا اُس کا بدلہ بھی دلوا دیا تا کہ آخرت میں کوئی باز پُرس نہ ہو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اختلافِ رائے کے باوجود عدل وانصاف

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے کچھ غلط فہمی پیدا ہوگئی تھی، اس لئے انہوں نے کچھ دنوں کے لئے وظیفہ روک دیا تھا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب وفات پائی تو غایت انصاف سے کام لے کر جس قدر وظیفہ بیت المال کے ذمہ باقی تھا جس کی مقدار تخمیناً بیس پچیس ہزار تھی ان کے ورثاء کے حوالے کر دیا (امام وقت کو سیاسی وجوہ کی بنا پر اس قسم کے اختیارات حاصل ہوتے، یہ اختلاف رائے تھا جو وقتی تھا، اور رعایا کی مصلحت کے پیش نظر تھا، ورنہ تو آپ ذاتی طور پر اِن کا بے حد احترام واکرام کرتے تھے۔) ❷

---

❶ الرياض النضرة في مناقب العشرة، الباب الثالث في مناقب أمير المؤمنين رضي الله عنه، ج۳ ص ۴۵

❷ الطبقات الكبرى: ترجمة: عبد الله بن مسعود، ج۳ ص ۱۶۰، ۱۶۱

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خیانت پر داماد کو معزول کرنا

حارث بن الحکم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا چچا زاد بھائی اور داماد تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو محتسب مقرر کیا تھا، لیکن اس کا کام یہ تھا کہ بازار میں اشیائے خرید وفروخت کی قیمتوں اور دکان داروں کے سامان تولنے کے اوزار، پیمانوں اور سکوں کی نگرانی رکھیں تا کہ بیچنے والے اور خریدار کسی کو شکایت کا موقع نہ ہو۔ لیکن اس رشتہ داری اور قرابت کے باوجود جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہوا کہ حارث بن الحکم اپنے فرائض منصبی ایمان داری سے نہیں کررہا ہے اور اپنے عہدہ سے ناجائز فائدہ اٹھا کر بازار کی بعض اشیاء اپنے لئے مخصوص کر لی ہیں، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور معزول کر دیا، اور اپنی رعایا سے فرمایا:

إِنِّي لَمْ آمُرُهُ بِذَلِكَ وَلَاعَتَبَ عَلَى السُّلْطَانِ فِي جَوْرِ بَعْضِ الْعُمَّالِ. ❶

ترجمہ: میں نے اِسے اس بات کا حکم نہیں دیا، بعض عمال کے ظلم وخیانت کی وجہ سے تم خلیفہ وقت کو برا بھلا نہ کہو (جب کہ انہوں نے اُسے معزول بھی کر دیا ہو۔)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف

حضرت کلیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اصبہان سے مال آیا:

فَقَسَمَهُ بِسَبْعَةِ أَسْبَاعٍ، فَفَضَلَ رَغِيفٌ، فَكَسَرَهُ بِسَبْعِ كِسَرٍ، فَوَضَعَ عَلَى كُلِّ جُزْءٍ كِسْرَةً، ثُمَّ أَقْرَعَ بَيْنَ النَّاسِ أَيُّهُمْ يَأْخُذُ أَوَّلَ. ❷

❶ تاريخ الخميس في أحوال أنفس النفيس: ذكر عثمان بن عفان، ج۲ ص۲۶۸

❷ السنن الكبرىٰ للبيهقي: باب التسوية بين الناس فى القسمة، ج٦ ص٥٦٧

ترجمہ: آپ رضی اللہ عنہ نے اسے سات حصوں میں تقسیم کیا، اس میں آپ رضی اللہ عنہ کوایک روٹی زائد ملی، آپ نے اس کے سات ٹکڑے کیے اور ہر حصہ پر ایک ٹکڑا رکھ دیا، پھر لشکر کے ساتوں حصوں کے امیروں کو بلایا اوران میں قرعہ اندازی کی تاکہ پتہ چلے کہ ان میں سے پہلے کس کو دیا جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مالکہ اور اُس کی باندی کے درمیان عدل

حضرت عبداللہ ہاشمی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس دو عورتیں مانگنے کے لیے آئیں، ان میں سے ایک عربی تھی اور دوسری ان کی آزاد کردہ باندی تھی، آپ نے حکم دیا کہ ان میں سے ہر ایک کو ایک کر (تقریباً ۶۳ من) غلہ اور چالیس درہم دیئے جائیں، اس آزاد شدہ باندی کو تو جو ملا وہ اسے لے کر چلی گئیں، لیکن عربی عورت نے کہا:

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، تُعْطِينِي مِثْلَ الَّذِي أَعْطَيْتَ هَذِهِ، وَأَنَا عَرَبِيَّةٌ وَهِيَ مَوْلَاةٌ؟ قَالَ لَهَا عَلِيٌّ إِنِّي نَظَرْتُ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَمْ أَرَ فِيهِ فَضْلًا لِوَلَدِ إِسْمَاعِيلَ عَلَى وَلَدِ إِسْحَاقَ. ❶

ترجمہ: اے امیر المؤمنین! آپ نے اس کو جتنا دیا مجھے بھی اتنا ہی دیا، حالاں کہ میں عربی ہوں اور یہ آزاد کردہ باندی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بہت غور سے دیکھا تو اس میں مجھے اولاد اسماعیل کی اولاد اسحاق پر کوئی فضیلت نظر نہیں آئی۔

فیصلے کے وقت معیار ذاتی محبت نہیں شریعت کا حکم ہوگا

جعدہ بن ہبیرہ بڑی تواضع اور وقار کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے

❶ السنن الكبرىٰ للبيهقي: باب التسوية بين الناس في القسمة، ج٦ ص٥٦٧ رقم الحديث: ١٢٩٩٠

تھے، انہوں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! اگر آپ کے پاس دو ایسے آدمی آئیں کہ ان میں سے ایک تو ایسا ہو کہ آپ کی ذات اس کو اپنی، مال اور اہل وعیال سے بڑھ کر محبوب ہو اور دوسرا ایسا ہو کہ اسے آپ سے اتنی نفرت ہو کہ اگر ذبح کرنے کی قدرت پائے تو آپ کو ذبح کر دے، تو کیا آپ اس آدمی کے خلاف فیصلہ کریں گے جو آپ سے محبت رکھتا ہے اور جو نفرت رکھتا ہے اس کے حق میں فیصلہ سنائیں گے؟ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

إِنَّ هَذَا شَيْءٌ لَوْ كَانَ لِي فَعَلْتُ، وَلَكِنْ إِنَّمَا ذَا شَيْءٌ لِلَّهِ. ❶

ترجمہ: اگر ایسا واقعہ ہوا تو میں کروں گا لیکن فیصلہ تو صرف اللہ کے لیے ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دشمنوں سے عدل وانصاف

١٧ رمضان المبارک ٤٠ھ کو جمعے کے دن امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو شقی القلب عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی نے نماز فجر میں تلوار سے وار کر کے بری طرح زخمی کر دیا، قاتل اسی وقت پکڑا گیا۔ آپ نے حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما سے فرمایا: تم نے اس آدمی کو قید تو کر لیا ہے لیکن اس کا قتل اس وقت تک ملتوی رکھو جب تک کہ میں مر نہ جاؤں، اگر میں مر جاؤں تو اس کو قتل کیا جائے اور اگر میں زندہ رہوں تو صرف زخم کا بدلہ لیا جائے گا۔ جان کا بدلہ جان ہے۔ اگر میں مر گیا تو اس کو مار ڈالنا۔ اگر میں زندہ رہا تو اس کی نسبت میں خود فیصلہ کروں گا۔ اے بنی عبدالمطلب! میں مسلمانوں کا خون نہیں کرانا چاہتا، خبردار! بجز میرے قاتل کے اور کسی کو نہ مارنا، اے حسن! آگاہ رہو کہ میرے قاتل کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کرنا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دشمن نے زہر میں بُجھی ہوئی تلوار کا وار کر کے بری طرح زخمی کر

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: علي بن أبي طالب، ج ٤٢ ص ٤٨٨/ البداية والنهاية: سنة أربعين من الهجرة، ج ٨ ص ٥

دیا تھا اور آپ کی حالت بالکل خراب ہو چکی تھی، اب زندہ رہنے کا بظاہر کوئی امکان نہ تھا۔ مگر دشمن کی طرف سے اس مہلک وار کے باوجود آپ نے انتقامی فیصلہ نہیں سنایا بلکہ آخروقت تک عدل وانصاف کا دامن پکڑے رہنے ہی کی تلقین کی۔ ❶

قارئین کرام! یہ تھے خلفائے راشدین جن کے سنہرے فیصلوں اورعدل وانصاف کی ایک جھلک آپ نے دیکھی۔

اسلافِ امت کے عدل وانصاف کے پرتاثیر واقعات

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا اپنی ازواج کے درمیان عدل وانصاف

حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں تھیں، ان میں سے جس کی باری کا دن ہوتا اس دن دوسری کے گھر سے وضو نہ کرتے، پھر دونوں بیویاں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملک شام گئیں اور وہاں دونوں اکٹھی بیمار ہوئیں، اور اللہ کی شان دونوں کا ایک ہی دن میں انتقال ہوا، لوگ اس دن بہت مشغول تھے، اس لیے دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے دونوں میں قرعہ ڈالا کہ کس کو قبر میں پہلے رکھا جائے۔ حضرت یحییٰ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَـانَتْ تَحْتَ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اِمْرَأَتَانِ، فَإِذَا كَانَ عِنْدَ إِحْدَاهُمَا لَمْ يَشْرَبْ مِنْ بَيْتِ الْأُخْرَى الْمَاءَ. ❷

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں تھیں، جب ایک کے پاس ہوتے تو دوسری کے ہاں سے پانی بھی نہ پیتے۔

---

❶ الطبقات الکبری: ج۳ص۳۵/تاریخ الطبری: سنة أربعين، ذكر الخبر فن مقتل على بن أبى طالب، ج۵ ص۱۴۶

❷ حلية الأوليا: المهاجرون من الصحابة، ترجمة: معاذبن جبل، ج۱ ص۲۳۴

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا عدل وانصاف

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ ہر سال خیبر کے یہودیوں کے پاس جاتے، پھلوں اور فصلوں کا حساب لگا کر ان سے حصہ وصول کرتے، یہودیوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکوہ کیا کہ عبداللہ بن رواحہ حصے کا حساب لگانے میں سختی کرتے ہیں اور ادھر عبداللہ بن رواحہ کو رشوت دینے کی پیش کش کر دی، تو اس پر حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یَا أَعْدَاءَ اللّٰہِ أَتُطْعِمُونِی السُّحْتَ'' اے اللہ کے دشمنو! کیا تم مجھے حرام کھلانا چاہتے ہو؟ پھر فرمایا: اللہ کی قسم! میں اس ہستی کی طرف سے آیا ہوں، جو مجھے ساری کائنات سے بڑھ کر محبوب ہے اور جہاں تک تمہارا تعلق ہے تو تم مجھے ساری انسانیت سے بڑھ کر مبغوض ہو، کیونکہ تم ہی وہ لوگ ہو جنہیں بندر اور خنزیر بنایا گیا تھا لیکن تمہارے ساتھ بغض اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت مجھے اس بات پر آمادہ نہیں کر سکتی کہ میں تمہارے ساتھ کوئی ناانصافی کروں، یہ سن کر یہودی کہنے لگے:

بِهٰذَا قَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ. (1)

ترجمہ: اسی عدل کی وجہ سے آسمان وزمین قائم ہیں۔

خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا عدل وانصاف کا جانوروں پر اثر

حضرت جسر القصاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانہ خلافت میں بکریوں کا دودھ نکالتا تھا، میں ایک چرواہے کے پاس سے گزرا اس کی بکریوں میں تقریباً تیس بھیڑیئے تھے، میں انھیں کتے سمجھتا رہا، کیوں کہ میں نے اس سے پہلے کبھی بھیڑیئے نہ دیکھے تھے، میں نے کہا: او چرواہے! تم اتنے زیادہ کتوں

(1) صحیح ابن حبان: کتاب المزارعة، ج ١١ ص ٦٠٧، رقم الحدیث: ٥١٩٩

سے کیا کرو گے؟ اس نے کہا:

يَا بُنَيَّ إِنَّهَا لَيْسَتْ كِلَابًا، إِنَّمَا هِيَ ذِئَابٌ فَقُلْتُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، ذِئْبٌ فِي غَنَمٍ لَا تَضُرُّهَا؟ فَقَالَ: يَا بُنَيَّ، إِذَا صَلَحَ الرَّأْسُ فَلَيْسَ عَلَى الْجَسَدِ بَأْسٌ، وَكَانَ ذٰلِكَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ. ❶

ترجمہ: اومیرے پیارے بیٹے! یہ کتے نہیں ہیں یہ تو بھیڑیئے ہیں، میں نے کہا سبحان اللہ! بھیڑیئے بکریوں میں ہو کر انھیں نقصان نہیں پہنچانتے؟ چرواہے نے کہا! جب سر درست ہو تو جسم میں کوئی بیماری نہیں ہوتی، اور یہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی خلافت کا واقعہ ہے۔

صحیح معنوں میں خلافت انسان کی حالت بدل دیتی ہے

حضرت یونس بن ابی شبیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو خلیفہ بننے سے پہلے طواف کرتے دیکھا، ان کا ازار بندان کے پیٹ کے موٹاپے میں غائب تھا:

ثُمَّ رَأَيْتُهُ بَعْدَمَا اسْتُخْلِفَ، وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أَعُدَّ أَضْلَاعَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ أَمَسَّهَا لَفَعَلْتُ. ❷

ترجمہ: پھر میں نے انھیں خلیفہ بننے کے بعد دیکھا، اگر میں ان کی پسلیاں انھیں چوئے بغیر گننا چاہتا تو گن سکتا تھا یعنی ایام خلافت میں وہ اس قدر کمزور ہو گئے تھے۔

تین براعظم کے حکمران کا ایک لباس

مسلمہ بن عبدالملک فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس ان کی بیماری میں عیادت کرنے آیا، کیا دیکھتا ہوں انہوں نے ایک میلی قمیص پہنی ہے، میں نے فاطمہ بنت عبدالملک سے کہا: فاطمہ! امیر المؤمنین کی قمیص دھو ڈالو (فاطمہ

---

❶ حلية الأولیا: ترجمة: عمربن عبدالعزیز، ج۵ ص ۲۵۵

❷ حلية الأولیا: ترجمة: عمربن عبدالعزیز، ج۵ ص ۲۵۷

مسلمہ بن عبدالملک کی بہن اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی اہلیہ ہیں) انہوں نے کہا: ہم ان شاء اللہ دھوئیں گے، پھر دوبارہ جب میں آیا تو قمیص اپنی حالت پر تھی، میں نے کہا:

يَافَاطِمَةُ، أَلَمْ آمُرْكُمْ أَنْ تَغْسِلُوا قَمِيصَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ؟ فَإِنَّ النَّاسَ يَعُودُونَهُ، قَالَتْ: وَاللَّهِ مَا لَهُ قَمِيصٌ غَيْرُهُ. ❶

ترجمہ: اے فاطمہ! کیا میں نے آپ کو امیر المؤمنین کی قمیص دھونے کا حکم نہیں دیا تھا؟ لوگ ان کی عیادت کو آتے ہیں اور یہ قمیص کچھ میلی سی ہے، تو وہ کہنے لگیں: اللہ کی قسم! امیر المؤمنین کی صرف یہی ایک قمیص ہے اس کے علاوہ ان کا کوئی اور کرتا نہیں ہے۔

عادل حکمران جائز لذتوں سے بھی کنارہ کش رہے

حضرت عقبہ بن نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی اہلیہ کے پاس آیا اور پسِ پردہ میں نے ان سے کہا: آپ مجھے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے بارے میں کچھ بتائیں؟ انہوں نے کہا:

مَاأَعْلَمُ أَنَّهُ اغْتَسَلَ لَا مِنْ جَنَابَةٍ وَلَا مِنَ احْتِلَامٍ مُنْذُ اسْتَخْلَفَهُ اللَّهُ حَتَّى قَبَضَهُ. ❷

ترجمہ: مجھے نہیں معلوم کہ جب سے آپ خلیفہ بنے اس وقت سے وفات تک کبھی جنابت یا احتلام کی وجہ سے غسل کیا ہو۔

امر خلافت کی ذمہ داریوں کی وجہ سے بیوی اور باندیوں کو اختیار دینا

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو جب خلافت ملی تو ان کے گھر سے بآواز بلند رونے کی آواز سنی گئی، لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا، تو گھر والوں نے کہا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنی باندیوں کو اختیار دیا:

---

❶ حلية الألياء: ترجمة: عمربن عبدالعزيز، ج٥ ٢٥٨

❷ حلية الأولياء: ترجمة: عمربن عبدالعزيز، ج٥ ص ٢٥٩

قَدْ نَزَلَ بِی أَمْرٌ قَدْ شَغَلَنِی عَنْكُنَّ، فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ أُعْتِقَهُ أَعْتَقْتُهُ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ أُمْسِكَهُ أَمْسَكْتُهُ إِنْ لَمْ يَكُنْ مِنِّی إِلَيْهَا شَيْءٌ، فَبَكَيْنَ. ❶

ترجمہ: مجھ پر ایک بارِ عظیم پڑا ہے جس نے مجھے تم سے غافل کر دیا ہے، سو جو کوئی آزاد ہونا چاہے تو میں اسے آزاد کرتا ہوں، اور جو چاہے کہ میں اُسے اس شرط پر روکے رکھوں کہ اسے میری طرف سے کچھ نہیں ملے گا (مراد مباشرت ہے) تو اس میں اسے روک لوں گا، تو باندیاں یہ بات سن کر رو پڑیں۔

حضرت ابن ابی زکریا رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دروازے پر تھے کہ ہم نے ان کے گھر سے رونے کی آواز سنی، ہم نے اس بارے میں دریافت کیا تو گھر والوں نے ہمیں بتایا:

خَيَّرَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ امْرَأَتَهُ بَيْنَ أَنْ تُقِيمَ فِي مَنْزِلِهَا، وَأَعْلَمَهَا أَنَّهُ قَدْ شُغِلَ عَنِ النِّسَاءِ بِمَا فِي عُنُقِهِ، وَبَيْنَ أَنْ تَلْحَقَ بِمَنْزِلِ أَبِيهَا، فَبَكَتْ فَبَكَى جَوَارِيهَا لِبُكَائِهَا. ❷

ترجمہ: امیر المؤمنین نے اپنی اہلیہ کو اس بات کا اختیار دیا کہ ان کی گردن میں ایک عظیم ذمہ داری ڈالی گئی ہے جس کی وجہ سے وہ عورتوں سے غافل ہو گئے ہیں، چاہے اپنے گھر میں رہیں یا اپنے والد کے گھر چلی جائیں تو وہ رو پڑیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی رعایا کے ساتھ ہمدردی وشفقت

خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی خدمت میں ملک اردن سے دو ٹوکریاں پکی ہوئی تازہ کھجور آئیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ رطب (تازہ کھجور) ہے، جو اردن کے گورنر نے آپ کے لئے بھیجی ہے۔ حضرت

❶ حلية الأولياء: ترجمة: عمر بن عبدالعزيز، ج۵ ص ۲۵۹

❷ حلية الأولياء: ترجمة: عمر بن عبدالعزيز، ج۵ ص ۲۶۰

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ کس چیز پر رکھ کر لائی گئی ہے؟ بتایا گیا: ڈاک کے لئے استعمال کی جانے والی سواریوں پر، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا:

فَمَاجَعَلَنِیَ اللّٰہُ أَحَقُّ بِدَوَابِ الْبَرِیْدِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ أَخْرِجُوْھُمَافَبِیْعُوْھُمَا وَاجْعَلُوْاثَمَنَھُمَافِیْ عَلْفِ دَوَابِ الْبَرِیْدِ.

ترجمہ: میں ڈاک کی سواریوں کو استعمال کرنے میں دیگر مسلمانوں سے زیادہ حق دار نہیں ہوں۔ تم کھجور کی ان دونوں ٹوکریوں کو لے جا کر بیچ ڈالو اور ان کی قیمت ڈاک کے لئے استعمال کئے جانے والے جانوروں کے چارے پر شامل کرو۔

اس وقت حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا بھتیجا حاضر تھا، اس نے نزدیک کھڑے ایک آدمی کو اشارہ کیا اور اس سے کہا: جاؤ، جب دونوں ٹوکریاں بازار بیچنے کے لئے لے گئے تو ان کی قیمت چودہ درہم متعین ہوئی۔ اس آدمی نے چودہ درہم میں کھجور کی یہ دونوں ٹوکریاں خرید لیں اور انہیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے بھتیجے کی خدمت میں حاضر کیا۔ بھتیجے نے کہا: ایک ٹوکری امیر المؤمنین کی خدمت میں لے جاؤ اور ایک میرے لئے چھوڑ جاؤ۔ چنانچہ اس آدمی نے کھجور کی ایک ٹوکری حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ جواب دیا: کھجور کی دونوں ٹوکریاں آپ کے بھتیجے نے خرید لیں، پھر ایک ٹوکری آپکی خدمت میں ہدیہ بھیجی ہے اور دوسری اپنے لئے رکھ لی ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا:

اَلْاٰنَ طَابَ لِیْ اَکْلُہٗ. ❶

ترجمہ: اب میرے لئے اس کا کھانا جائز ہوا ہے۔

❶ سیرۃ عمر بن عبد العزیز: حکایۃ الرطب وحملہ علی دواب البرید، ص ۵۲

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا دور مثالی عدل وانصاف کا دور تھا، انہوں نے ایسی حکومت اور خلافت کی کہ خلفائے راشدین کے بعد اُس کی نظیر نہیں ملتی۔

عدل وانصاف کے سبب بھیڑیوں کا بکریوں پر حملہ نہ کرنا

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ لوگوں کے حاکم بنے تو چرواہوں نے کہا یہ کون نیک شخص لوگوں کا سردار بنا ہے؟ کسی نے ان سے کہا: تمہیں اس کا علم کیسے ہوا؟ انھوں نے کہا:

إِنَّهُ إِذَا قَامَ عَلَى النَّاسِ خَلِيفَةٌ عَدَلَ كَفَّتِ الذِّئَابُ عَنْ شَائِنَا. ❶

ترجمہ: جب سے یہ عادل حکمران رعایا کا ذمے دار بنا ہے تو بھیڑیئے ہماری بکریوں سے رُک گئے ہیں۔

عادل حکمران کے انتقال سے برکات ختم ہوگئیں

ایک چرواہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے خلافت میں بمقام کرمان میں بکریاں چرایا کرتا تھا، تو بھیڑیئے اور بکریاں اکٹھے چرا کرتے تھے۔ اسی زمانہ میں ایک رات ایک بھیڑیا ایک بکری پر حملہ آور ہوا، تو میں نے کہا: ہمارا گمان ہے کہ وہ نیک صالح شخص کا انتقال ہو چکا ہے، حماد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا:

أَنَّهُمْ حَسِبُوا فَوَجَدُوهُ قَدْ هَلَكَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ. ❷

ترجمہ: انھوں نے حساب لگایا تو انھوں نے اسی رات کے مطابق انھیں فوت پایا جس رات بھیڑیئے نے بکری پر حملہ کیا تھا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا حسن خاتمہ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے پاس آخری وقت میں رجاء بن حیوہ آئے اور کہا کہ آپ نے اپنے اولاد پر بڑا ظلم کیا، اولاد کے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا، آپ سے پہلے

❶ حلية الأوليا: ترجمة: عمر بن عبدالعزيز، ج٥ ص ٢٥٥
❷ حلية الأوليا: ترجمة: عمر بن عبدالعزيز، ج٥ ص ٢٥٥

جو حکمران گذرے ہر ایک حکمران نے بیٹوں کے لئے لاکھوں درا ہم چھوڑے، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہا: مجھے بٹھاؤ! جب بٹھایا گیا، اور خطبہ دیا، زندگی کا آخری خطبہ دیا ہے، اور اس میں کہا کہ بیٹوں! میں تمہارے لئے حرام جمع کرتا تو اتنا جمع کرسکتا تھا کہ ایک نہیں، سات نسلیں بھی کھاتیں تب بھی وہ ختم نہ ہوتا، لیکن میں نے قبر میں جواب دینا تھا، محشر کے میدان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا کرنا تھا، میں نے تمہیں تقویٰ کی زندگی دی ہے۔

پھر اپنی اولاد سے کہا کہ دیکھنا جب تم مجھے قبر میں رکھو! تو میرے ساتھ کیا ہوتا ہے، میں نے بنو امیہ کے خلفاء کو دیکھا تھا کہ ان کے چہرے سیاہ ہوگئے تھے، قبلہ سے پھر گئے تھے، دیکھنا میرے ساتھ کیا ہوتا ہے؟ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا جب انتقال ہوا اور انہیں لے جایا گیا، تو جب انہیں قبر میں رکھا گیا، تو قبر سے، مشک وعنبر کی خوشبو آنے لگی، جسم قبر میں ہے، ہوا میں ایک رقعہ لہراتا ہوا آیا جس پر لکھا ہوا تھا ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بَرَآئَةٌ مِّنَ اللّٰهِ لِعُمَرَبْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ مِنَ النَّارِ'' شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے، ہم نے عمر بن عبدالعزیز کو جہنم کی آگ سے بری کردیا ہے۔ ❶

قاضی شریح رحمہ اللہ کا بیٹے کے خلاف فیصلہ اور عدل وانصاف

قاضی شریح بن حارث رحمہ اللہ اپنے بیٹے کے ساتھ بیٹھے کھانا کھارہے تھے۔ بیٹے نے کہا: ابا جان! میرا کچھ لوگوں سے جھگڑا ہے، میں آپ سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر میں حق پر ہوں تو مقدمہ آپ کی عدالت میں پیش کروں اور آپ انصاف کے تقاضے مدنظر رکھتے ہوئے میرے حق میں فیصلہ کردیں اور اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میرا موقف

❶ البداية والنهاية: ثم دخلت سنة إحدى ومائة، ترجمة: عمر بن عبد العزيز، ج۹ ص ۲۳۶

کمزور ہے اور میں غلطی پر ہوں تو پھر میں سرے سے یہ مقدمہ پیش ہی نہیں کروں گا، بلکہ ابھی ان لوگوں کے پاس جا کر کسی طریقے سے صلح کر لیتا ہوں۔

والد نے دریافت کیا: بتاؤ! کیا جھگڑا ہے؟

بیٹے نے تفصیل بتائی، قاضی شریح رحمہ اللہ فرمانے لگے: تم پہلی فرصت میں مقدمہ میری عدالت میں پیش کرو۔

اگلے دن مقدمہ پیش ہوا، فریقین حاضر ہوئے، دونوں نے دلائل دیے، بعد ازاں قاضی شریح رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کے خلاف فیصلہ سنا دیا۔

عدالت سے فارغ ہو کر باپ بیٹا گھر آئے تو بیٹے نے کہا: ابا جان! آپ نے تو میرے مخالفین کے حق میں فیصلہ کر دیا، یہ کیا بات ہوئی؟

باپ نے کہا: ہاں میرے بیٹے! میں نے ان کے حق میں اس لیے فیصلہ کیا ہے کہ وہ لوگ حق پر تھے۔

بیٹا کہنے لگا: ابا جان! مجھے فیصلے پر اعتراض نہیں، ملال یہ ہے کہ میں نے آپ سے مشورہ کیا تھا اور آپ ہی کے ارشاد پر مقدمہ دائر کیا تھا۔ آپ مجھے مقدمہ دائر کرنے کے لیے نہ فرماتے تو میں ان سے صلح کر لیتا اور آج سر عام سب کے سامنے جو میری ذلت اور رسوائی ہوئی ہے اُس کی نوبت نہ آتی۔ آپ نے اُسی وقت کیوں نہ فرما دیا کہ میں جا کر ان سے صلح کر لوں، آپ نے تو مجھے بھری عدالت میں ذلیل کر دیا۔

قاضی شریح رحمہ اللہ نے فرمایا:

وَاللّٰهِ!يَا بُنَيَّ لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ مِّلْءِ الْأَرْضِ مِنْ مِثْلِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ هُوَ عَلَيَّ أَعَزُّ إِلَيَّ مِنْكَ. ❶

---

❶ سنہرے نقوش: ص ۳۳۰ تا ۳۳۱/ المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک: سنة ست وسبعين، ترجمة: شريح بن حارث بن قيس، ج٦ ص ١٨٥

ترجمہ: بیٹے! اللہ کی قسم! تم مجھے دنیا جہان سے زیادہ عزیز ہو، مگر اللہ تعالیٰ کا حکم مجھے تم سے کہیں زیادہ عزیز اور محبوب ہے۔

میرے لیے ہرگز جائز نہیں کہ میں اپنے رب کو ناراض کروں، اگر میں تمھیں بتادیتا کہ حق تمہارے مخالفین کے ساتھ ہے تو تم ان سے صلح کر لیتے، اس صورت میں ان کا حق مارا جاتا، مجھے ان کی حق تلفی گوارا نہیں ہوئی۔ اسی لیے میں نے ''حق بحقدار رسد'' کا اہتمام کردیا۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی فیصلوں میں نہایت عدل واحتیاط

امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے اپنی مرض الوفات میں فرمایا:

وَاللّٰهِ مَا زَنَيْتُ قَطُّ وَلَا جُرْتُ فِيْ حُكْمٍ وَلَا أَخَافُ عَلَى نَفْسِيْ إِلَّا مِنْ شَيْءٍ كَانَ مِنِّيْ. ❶

ترجمہ: بخدا! میں نے کبھی زنا نہیں کیا، نہ فیصلے میں کبھی ناانصافی کی، مجھے اپنے متعلق کچھ اندیشہ نہیں، البتہ ایک بات کا مجھے اندیشہ ہے کہیں اُس پر میرا مؤاخذہ نہ ہو۔

آپ سے پوچھا گیا کون سی بات؟ آپ نے فرمایا: بادشاہ ہارون الرشید نے مجھے کہا تھا کہ میں لوگوں کے ہر قسم کے مسائل کا بغور جائزہ لے کر اس کی موجودگی میں ان پر فرمان شاہی کی مہر لگایا کروں، میری عادت یہ تھی کہ میں ایک دن پہلے ان کے کاغذات لے کر ان کی چھان پھٹک کرتا، ایک مرتبہ ان کاغذات میں ایک نصرانی (عیسائی) کا مقدمہ تھا، جس سے اس نے زمین کے سلسلہ میں امیر المؤمنین ہارون الرشید کے ظلم کے شکایت کی تھی، اس کا کہنا تھا کہ امیر المؤمنین نے اس کی زمین غصب کی ہے، میں نے اس کو قریب بلا کر کہا: آج کل یہ زمین کس کے قبضہ میں ہے؟ اس نے کہا: امیر المؤمنین

❶ حسن التقاضي في سيرة الامام أبي يوسف القاضي: ص ١١٠ /مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ص ٧٠

کے قبضے میں ہے، میں نے پوچھا اس کی آمدنی کون لیتا ہے؟ اس نے کہا: امیر المؤمنین، ہر مرتبہ سوال کرنے سے میرا مقصد یہ ہوتا کہ وہ امیر المؤمنین کو چھوڑ کر کسی دوسرے فریق کا نام لے، مگر وہ ہر مرتبہ امیر المؤمنین کا ہی نام لیتا اور کہتا کہ میرا جھگڑا فقط امیر المؤمنین سے ہے۔ بہرحال میں نے اس سے روایتی پوچھ گچھ کے بعد اس کے کاغذات لوگوں کے عام کاغذات میں رکھ دیئے، پھر جب اگلے روز کچہری لگی تو میں نے ایک ایک کا نام لے کر لوگوں کو بلانا شروع کیا یہاں تک کہ اس نصرانی کا نمبر بھی آ گیا، میں نے اسے بلایا، اس کا مدعی امیر المؤمنین کو پڑھ کر سنایا، انہوں ے جواب دیا یہ زمین ہمیں منصور سے وراثت میں ملی ہے، میں نے نصرانی سے کہا: سن لیا تو نے کیا تیرے پاس کوئی گواہ ہیں؟ اس نے کہا: نہیں، مگر آپ امیر المؤمنین سے قسم لیں، میں نے ہارون سے کہا: کیا آپ قسم اٹھانے کے لیے تیار ہیں۔ انہوں نے کہا: ہاں اور فوراً حلف اُٹھایا، میں نے شرعی ضابطے کے مطابق فیصلہ ہارون کے حق میں کر دیا اور نصرانی چلا ہو گیا۔

اس کے بعد امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے ایک لمبی آہ لے کر کے فرمایا: بس مجھے اسی کا خطرہ ہے، کہیں پکڑا نہ جاؤں، لوگوں نے آپ سے کہا، اس میں خطرے کی کون سی بات ہے؟ آپ کو جو کرنا چاہیے تھا آپ نے وہی کیا ہے، کوئی جرم نہیں کیا، آپ نے فرمایا: نہیں، مجھ سے غلطی یہ ہوئی کہ میں نے ہارون کو نصرانی کے ساتھ برابر کے درجے مجلس خصومت (کٹہرے) میں کھڑا نہیں کیا اور تقاضائے انصاف اس فرق کی اجازت نہیں دیتا۔

بادشاہ کی بدنیتی اور برے ارادے کا رعایا اور جانوروں پر اثر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ واقعہ بیان کرتے ہیں:

ایک بادشاہ پوشیدہ طور پر اپنے شہر سے دوسری جگہ گیا اور ایک آدمی کے یہاں ٹھہرا جس

کی گائے پلی ہوئی تھی کہ ایک گائے سے تیس گائیوں کے دودھ کی مقدار سے زیادہ دودھ نکلا ہے، یہ دیکھ کر بادشاہ نے تعجب کیا اوراس نے اپنے دل میں اس گائے کو لے لینے کا خیال کیا، دوسرے روز وہ گائے چراگاہ میں چرنے کے لیے گئی اور شام کو گھر واپس آئی تو اس روز کم دودھ نکلا، بادشاہ نے پوچھا کہ کیا بات ہے کہ آج اس کا دودھ کیوں کم نکلا؟ کیا اس چراگاہ میں چرنے نہیں گئی تھی جہاں پہلے چرنے جایا کرتی تھی، گھر والوں نے کہا: گائے وہی ہے اور وہی چراگاہ ہے جہاں روزانہ چرنے کے لیے جایا کرتی تھی، لیکن بادشاہ کی نیت خراب ہوگئی ہے اوراس نے اپنی بعض رعایا پر ظلم کا ارادہ کیا ہے اور ہمارے یہاں کا دستور ہے:

فَإِنَّ الْمَلِکَ إِذَا ظَلَمَ أَوْهَمَّ بِظُلْمٍ ذَهَبَتِ الْبَرَکَةُ.

ترجمہ: جب بادشاہ رعایا پر ظلم کرتا ہے یا ظلم کا ارادہ کرتا ہے تو برکت جاتی رہتی ہے (اور پیداوار میں کمی ہوجاتی ہے۔)

بادشاہ نے اپنے دل میں سوچا کہ آئندہ کسی پر ظلم نہیں کروں گا اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے اس کا معاہدہ کیا بادشاہ وہیں ٹھہرا رہا کہ تیسرے روز گائے چر کر شام کو واپس آئی تو پہلے دن کی طرح زیادہ دودھ نکلا، اب بادشاہ کو یقین آ گیا انصاف کی نیت سے برکت ہے۔ پھر اس دودھ میں اضافہ ہوگیا ہے اوراس نے اس سے عبرت حاصل کی اور عدل وانصاف کا پختہ ارادہ کیا اور کہا کہ سچ ہے:

إِنَّ الْمَلِکَ إِذَا ظَلَمَ أَوْهَمَّ بِظُلْمٍ ذَهَبَتِ الْبَرَکَةُ لَا جَرَمَ وَلَاعْدِلَنَّ وَلَأَکُونَنَّ عَلَى أَفْضَلٍ. ❶

❶ شعب الإيمان: طاعة أولي الأمه بفصولها، ج ۹ ص ۲ ۵۴، رقم الحديث: ۷۰۱۷/ مساوئ الأخلاق للخرائطي: باب ماجاء في ظلم الناس......الخ، ج ۱ ص ۲۸۸، رقم الحديث: ۶۱۹/ حياة الحيوان: البقر الأهلي، ج ۱ ص ۲۱۵

ترجمہ: جب بادشاہ ظلم یا ظلم کا ارادہ کرتا ہے تو برکت جاتی رہتی ہے، آئندہ میں ضرور انصاف کروں گا تاکہ بہترین حالت میں رہوں۔

بادشاہ کے عدل وانصاف کے سبب پیداوار میں حیرت انگیز اضافہ

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ بعض بنوامیہ کے خزانوں میں گیہوں کو دیکھا گیا جس کا ایک دانہ کھجور کے برابر تھا، اور وہ گیہوں ایک تھیلی میں تھا جس پر لکھا ہوا تھا کہ:

كَانَ هٰذَا يَنبُتُ فِي زَمَنٍ مِّنَ الْعَدْلِ. ❶

ترجمہ: یہ عدل والے زمانے میں اگا کرتا تھا۔

امام طاؤس رحمہ اللہ کی جرأت واستغناء اور عدل کی ترغیب

خلیفہ ہشام بن عبدالملک فریضہ حج ادا کرنے کے لیے مکہ مکرمہ پہنچا تو لوگوں سے کہا کہ میرے پاس کسی صحابی رسول کو بلا کر لاؤ، لوگوں نے عرض کیا کہ تمام صحابہ وفات پا چکے ہیں، حکم دیا کہ کسی تابعی کو بلاؤ، اس وقت امام طاؤس یمانی رحمہ اللہ بھی مکہ مکرمہ میں تھے، لوگ انہیں لے آئے، ہشام کی اقامت گاہ میں پہنچے تو فرش کے کنارے جوتے اتارے اور ''یا ہشام'' کہہ کر سلام کیا، امیرالمؤمنین نہیں کہا، نہ کنیت ذکر کی، اس کے بعد سامنے جا کر بیٹھ گئے اور خیر وعافیت دریافت کرنے لگے، ہشام حضرت طاؤس رحمہ اللہ کی ان حرکات سے انتہائی برافروختہ ہوا اور انہیں قتل کا ارادہ کرلیا۔ لوگوں نے ہشام کے غیظ وغصہ کی یہ حالت دیکھی تو عرض کیا کہ آپ اس وقت حرم خدا اور حرم رسول میں مقیم ہیں، یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ اس مقدس مقام پر اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنائیں، جب غصہ ٹھنڈا ہوا تو ہشام نے امام طاؤس رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ تم نے یہ حرکت کیوں کی؟ آپ نے فرمایا: میں نے تو کچھ بھی نہیں کیا، یہ جواب سن کر اُسے

❶ الجواب الكافي لمن سأل عن الدواء الشافي: فصل ومن آثار الذنوب والمعاصي، ص ٦٥

اور زیادہ غصہ آیا اور اس عالم میں اس نے کہا کہ تم نے میرے سامنے جوتے اتارے، مجھے امیر المؤمنین کہہ کر سلام نہیں کیا، میری کنیت ذکر نہیں کی، میرے ہاتھوں کو بوسہ نہیں دیا اور میری اجازت حاصل کیے بغیر سامنے آ کر بیٹھ گئے اور انتہائی بے باکی کے ساتھ پوچھنے لگے کہ اے ہشام! تم کیسے ہو؟ امام طاؤس رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ جہاں تک جوتے اتارنے کی بات ہے تو میں اللہ رب العزت کے سامنے روزانہ پانچ مرتبہ جوتے اتارتا ہوں، نہ وہ مجھ پر خفا ہوتا ہے اور نہ کوئی سزا دیتا ہے، تمہارے ہاتھوں کو بوسہ میں نے اس لیے نہیں دیا کہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد گرامی مجھے یاد ہے فرماتے ہیں: آدمی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی کے ہاتھوں کو بوسہ دے، الا یہ کہ اپنی بیوی کے ہاتھوں کو شہوت سے، اور بچوں کے ہاتھوں کو شفقت کی بنا پر بوسہ دے۔ میں نے امیر المؤمنین اس لیے نہیں کہا کہ تمام مسلمان تمہاری خلافت سے راضی نہیں ہیں، اس لیے مجھے یہ اچھا نہیں معلوم ہوا کہ جھوٹ بولوں اور تمہیں عام اہل اسلام کا امیر قرار دوں۔ کنیت ذکر نہ کرنا جرم نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے پیغمبروں کے نام بغیر کنیت کے لیے ہیں، جیسے یاداؤد یا یحییٰ یا عیسیٰ اور دشمنوں کے ناموں کے ساتھ کنیت ذکر فرمائی ہے: جیسے ”تَبَّتْ یَدَا أَبِی لَهَبٍ“ تمہارے سامنے بیٹھنے کی وجہ یہ ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے سنا تھا کہ جب تم کسی دوزخی کو دیکھنا چاہو تو ایسے شخص کو دیکھ لو جس کے اردگرد لوگوں کا ہجوم دست بستہ کھڑا ہو۔

حضرت طاؤس رحمہ اللہ کی یہ صاف صاف باتیں سن کر ہشام نے کہا کہ آپ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ فرمایا میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کا یہ ارشاد سنا ہے تمہیں بھی سنائے دیتا ہوں:

إِنَّ فِیْ جَهَنَّمَ حَیَّاتٌ کَالْقِلَالِ وَعَقَارِبَ کَالْبِغَالِ تَلْدَغُ کُلَّ أَمِیْرٍ لَا یَعْدِلُ

فِيْ رَعِيَّتِهٖ. ثُمَّ قَامَ وَخَرَجَ. ❶

ترجمہ: دوزخ میں پہاڑوں کی چوٹیوں کے برابر سانپ اور خچروں کے برابر بچھو ہیں، سانپ اور بچھو اِن امراء کو ڈسیں گے جنہوں نے حکومت کی، مگر رعایا کے ساتھ عدل و انصاف نہیں کیا۔ یہ کہہ کر آپ اٹھے اور باہر نکل گئے۔

امام ابن شبرمہ رحمہ اللہ باوجود گورنر ہونے کے محتاط طرزِ زندگی

حضرت معمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابن شبرمہ رحمہ اللہ ہمارے ہاں یمن کے والی تھے، جب ابن شبرمہ رحمہ اللہ کو انکے گروہ نے معزول کیا اور جب لوگ ان سے الگ ہوگئے، تو وہ اکیلے میرے ساتھ چل رہے تھے، انہوں نے میری طرف دیکھ کر کہا:

يَاأَبَا عُرْوَةَ أَحْمَدُ اللّٰهَ، أَمَاإِنِّي لَمْ أَسْتَبْدِلْ بِقَمِيصِيْ هَذَا قَمِيصًا مُنْذُ دَخَلْتُهَا.

ترجمہ: اے عروہ! میں اللہ کا شکرادا کرتا ہوں، میں نے اپنے اس قمیص کے بدلے کوئی قمیص تبدیل نہیں کی جب سے میں نے اسکو پہنا ہے۔

پھر کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئے اور فرمایا:

إِنَّمَا أَقُولُ لَكَ حَلَالًا، فَأَمَّا الْحَرَامُ فَلَا سَبِيلَ إِلَيْهِ. ❷

ترجمہ: میں تجھے حلال کی بات کررہا ہوں، رہا حرام تو اسکی طرف جانے کا کوئی سوال ہی نہیں۔

معمولی ناانصافی کی وجہ سے جسم سے بدبو آنے لگ گئی

حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص چالیس سال تک قاضی (جج) کے عہدے پر فائز رہا، جب اس کی وفات قریب آ گئی تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ میں اپنے اس مرض میں مرجاؤں گا، سواگر

❶ وفيات الأعيان: حرف الطاء، ترجمة: طاوس، ج۲ ص۵۱۰

❷ الطبقات الكبرى: الطبقة الرابعة، ترجمة: عبد اللّٰه بن شبرمة، ج٦ ص٣٣٧، رقم الترجمة: ٢٥٥٦

میرا انتقال ہوگیا تو تم مجھے چار پانچ دن اپنے پاس (گھر میں) ہی رکھ دینا، اگر کسی قسم کا تغیر یا مناسب چیز مجھ سے ظاہر ہوتی نظر آئے تو کوئی مجھے آواز دے۔ چنانچہ اس مرض میں اس کا انتقال ہوگیا، ایک تابوت میں اس کو گھر کے ایک کونے میں رکھ دیا گیا، تیسرے دن اس کی بدبو گھر والوں کی پریشان کرنے لگی تو کسی نے آواز دی کہ اے فلاں! یہ بدبو کس چیز کی ہے؟ باذن خداوندی اس کی زبان گویا ہوگئی اور اس کی زبان سے یہ الفاظ جاری ہوئے کہ:

فَقَالَ قَدْ وُلِّيتُ الْقَضَاءَ فِيكُمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً فَمَا رَابَنِي شَيْءٌ إِلَّا رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي فَكَانَ لِي فِي أَحَدِهِمَا هَوًى، فَكُنْتُ أَسْمَعُ مِنْهُ بِأُذُنِي الَّتِي تَلِيهِ أَكْثَرَ مِمَّا أَسْمَعُ بِالْأُخْرَى، فَهَذِهِ الرِّيحُ مِنْهَا، وَضَرَبَ اللّٰهُ عَلَى أُذُنِهِ فَمَاتَ. ❶

ترجمہ: میں چالیس سال تک تم لوگوں کا قاضی رہا، اس طویل عرصہ میں مجھ سے کوئی ناانصافی والی بات سرزد نہیں ہوئی، البتہ دو شخصوں کے بارے میں مجھ سے کچھ زیادتی ہوگئی، وہ اس طرح کہ ان دو میں سے ایک کی طرف دل مائل تھا تو اس کی بات میں نے دیر تک سنی جب کہ دوسرے کی بات کو وہ اہمیت نہ دی اور نہ اتنی زیادہ دیر تک اس کی بات سنی، یہ بدبو اسی زیادتی کی وجہ سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے میرے اس زیادتی والے کان کو بند کر دیا ہے، یہ کہہ کر وہ مر گیا۔

امام حماد بن سلمہ رحمہ اللہ کا ناانصافی کے اندیشہ سے دراہم تقسیم نہ کرنا

محمد بن صالح رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں حماد بن سلمہ رحمہ اللہ کے پاس تھا، اس وقت ان کے کمرے میں ایک چٹائی بچھی ہوئی تھی جس پر وہ بیٹھا کرتے تھے، قرآن پاک کا ایک نسخہ تھا جس میں وہ تلاوت کیا کرتے تھے، کتابوں کا ایک بستہ تھا اور وضو کا ایک لوٹا

❶ من عاش بعد الموت: ص ۳۸، الرقم: ۳۵

تھا، بہرحال میں ان کی خدمت میں حاضر تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی، معلوم ہوا کہ خلیفہ وقت محمد بن سلیمان ملنے کی اجازت چاہ رہے ہیں، اجازت ملنے پر وہ اندر آئے، اور خاموشی کے ساتھ حضرت حماد بن سلمہ رحمہ اللہ کے سامنے بیٹھ گئے، میں نے عرض کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ جب میں آپ کو دیکھتا ہوں تو مرعوب ہو جاتا ہوں؟ فرمایا کہ عالم جب اپنے علم سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہے تو اس سے ہر چیز ڈرتی ہے اور جب وہ علم کے ذریعہ مال جمع کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ ہر چیز سے ڈرتا ہے۔ راوی کہتے ہیں: اس گفتگو کے بعد محمد بن سلیمان نے امام حماد بن سلمہ رحمہ اللہ کی خدمت میں چالیس ہزار درہم پیش کیے اور یہ خواہش ظاہر کی کہ آپ یہ دراہم لے لیں اور لوگوں میں تقسیم کر دیں، فرمایا کہ تقسیم میں عدل کرنے کے باوجود مجھے اندیشہ ہے کہ محروم رہ جانے والے لوگ یہ نہ کہنے لگیں کہ میں نے انصاف سے کام نہیں لیا، اس لیے مجھے معاف ہی رکھو تو بہتر ہے۔ ❶

سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کا تاریخی عدل وانصاف

سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کے عدل وانصاف کے بہت سے واقعات مشہور ہیں، جن میں سب سے زیادہ مشہور اور اہم واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز ایک شخص سلطان محمود رحمہ اللہ کے دربار میں انصاف حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا، جب محمود اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس شخص نے عرض کیا:

میری شکایت ایسی نہیں ہے کہ میں اسے سر دربار سب لوگوں کے سامنے بیان کروں۔ محمود فوراً اٹھا اور اسے اکیلے میں لے جا کر اس کا حال پوچھا، اس شخص نے کہا آپ کے

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب الحلال والحرام، ج٢ ص ١٤٥، ١٤٦/صفة الصفوة: ترجمة: حمادبن سلمة، ج٢ ص ٢١٣، ٢١٤

بھانجے نے ایک عرصے سے یہ روش اختیار کر رکھی ہے کہ وہ ہر رات کو مسلح ہو کر میرے گھر پر آتا ہے اور اندر داخل ہو کر مجھے کوڑے مار مار کر باہر نکال دیتا ہے اور پھر خود تمام رات میری بیوی کے ساتھ ہم بستری کرتا ہے۔ میں نے ہر امیر کو اپنا حال سنایا لیکن کسی کو میری حالت پر رحم نہ آیا اور کسی کو بھی اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ آپ سے یہ بات بیان کرتا، جب میں ان امراء سے مایوس ہو گیا تو میں نے آپ کے دربار میں آنا شروع کر دیا اور اس موقع کے انتظار میں رہا کہ آپ سے اپنا حال بیان کرسکوں، اتفاق سے اب آپ میری طرف متوجہ ہوئے ہیں تو میں نے آپ سے اپنی داستان بیان کر دی ہے، خداوند تعالیٰ نے آپ کو ملک کا حاکم اعلیٰ بنایا ہے، اس لیے رعایا اور کمزور بندوں کی نگہداشت آپ کا فرض ہے، اگر آپ مجھ پر رحم فرما کر میرے معاملے میں انصاف کریں گے تو زہے نصیب، ورنہ میں اس معاملے کو خدا کے سپرد کروں گا اور اس کے منصفانہ فیصلے کا انتظار کروں گا۔ سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ پر اس واقعہ کا بہت اثر ہوا اور وہ یہ سب کچھ سن کر رونے لگا اور اس شخص سے یوں مخاطب ہوئے، اے مظلوم تو اس سے پہلے میرے پاس کیوں نہ آیا اور اتنے دنوں تک یہ ظلم کیوں برداشت کرتا رہا؟

اس شخص نے جواب میں کہا: بادشاہ سلامت میں ایک مدت سے یہ کوشش کر رہا تھا کہ کسی طرح آپ کے حضور حاضر ہوسکوں، لیکن دربار کے چوکیداروں اور دربانوں کی روک تھام کی وجہ سے کامیابی حاصل نہ ہوسکی، یہ خدا ہی بہتر طور پر جانتا ہے کہ آج میں کس تدبیر اور بہانے سے یہاں تک پہنچا ہوں اور کس طرح ان چوکیداروں کی نظر سے بچ کر آپ کے حضور میں حاضر ہوا ہوں، ہم جیسے فقیروں اور غریبوں کی ایسی قسمت کہاں ہے کہ وہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے سلطانی دربار میں چلے آئیں اور بادشاہ سے بالمشافہ اپنی روداد غم بیان کریں۔

سلطان محمود رحمہ اللہ نے جواب دیا: تم یہاں مطمئن ہو کر بیٹھو، لیکن اس ملاقات اور گفتگو کا حال کسی کو نہ بتانا اور اس بات کا خیال رکھو کہ جب وہ سفاک تمہارے گھر میں آ کر تمہاری بیوی کی آبروریزی کرے تو تم فوراً اسی وقت مجھے اطلاع دینا، پھر میں اس وقت تمہارے ساتھ انصاف کروں گا اور اس سفاک کو اس کی بدکرداری کی سزا دوں گا۔

اس شخص نے یہ سن کر کہا: اے بادشاہ! مجھ جیسے نادار شخص کے لیے یہ ناممکن ہے کہ جب چاہوں بلا کسی روک ٹوک کے آپ سے مل سکوں، اس پر محمود نے اسی وقت دربانوں کو بلایا اور ان سے اس شخص کو متعارف کروا کر دربانوں کو حکم دیا: جس وقت بھی یہ شخص ہمارے حضور آنا چاہے اسے بغیر کسی اطلاع اور روک ٹوک کے آنے دیا جائے، اس سے کسی قسم کی باز پرس نہ کی جائے۔

ان دربانوں کی رخصت کے بعد سلطان محمود رحمہ اللہ نے اس شخص سے چپکے سے کہا: اگرچہ اب میرے حکم کے مطابق یہ لوگ تمہیں یہاں آنے سے روکنے کی جرأت نہ کریں گے لیکن پھر بھی احتیاطاً تمہیں یہ بتائے دیتا ہوں کہ اگر کبھی اتفاقاً یہ چوکیدار میری عدیم الفرصتی یا آرام کا عذر کر کے تمہیں روکنا چاہیں اور میرے پاس نہ آنے دیں تو تم فلاں جگہ سے چھپ کر چلے آنا اور آہستہ آہستہ سے مجھے آواز دینا، میں یہ آواز سنتے ہی تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ اس گفتگو کے بعد بادشاہ نے اس شخص کو رخصت کر دیا اور خود اس کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔ وہ شخص اپنے گھر واپس آ گیا، دو راتیں تو آرام سے گزریں اور کوئی ایسا واقعہ پیش نہ آیا کہ اسے بادشاہ سے ملاقات کی ضرورت پیش آتی، تیسری رات کو اس شخص کا رقیب یعنی سلطان محمود کا بھانجا حسب دستور اس کے گھر آیا اور اسے مار کر گھر سے نکال دیا اور خود اس کی بیوی کے ساتھ عیش وعشرت میں مشغول ہو گیا، وہ شخص اسی وقت دوڑتا ہوا بادشاہی محل کی طرف آیا اور اس نے دربانوں سے کہا

کہ بادشاہ کو اس کی آمد کی اطلاع دی جائے، دربانوں نے جواب دیا کہ بادشاہ اس وقت دیوان خانے کے بجائے اپنے حرم سرا میں ہے، اس لیے اس تک اطلاع پہنچانا ممکن نہیں ہے۔ وہ شخص مایوس ہوکر اس جگہ پر پہنچا جس کے بارے میں سلطان محمود نے اس کو بتا رکھا تھا، یہاں اس نے آہستہ سے کہا: بادشاہ سلامت! اس وقت آپ کس کام میں مشغول ہیں؟ سلطان محمود نے جواب دیا: ٹھہرو میں آتا ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد محمود باہر آیا اور اس شخص کے ساتھ اس کے گھر پہنچا، وہاں جا کر محمود نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس کا بھانجا اس غریب شخص کی بیوی سے ہم آغوش ہوکر سویا ہوا ہے اور شمع اس کے پلنگ کے سرہانے جل رہی ہے، محمود نے اسی وقت شمع کو بجھا دیا اور اپنا خنجر نکال کر اس ظالم کا سرتن سے جدا کر دیا، اس مظلوم شخص سے جس کے گھر میں محمود آیا ہوا تھا، محمود نے کہا:

اے بندہ خدا! ایک گھونٹ پانی اگر تجھے مل سکے تو فوراً لے آنا تاکہ میں اپنی پیاس بجھاؤں، اس شخص نے فوراً پیالے میں پانی لاکر سلطان کی خدمت میں پیش کیا، محمود نے پانی پیا، اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نادار سے یوں مخاطب ہوا:

اے شخص! اب تو اطمینان کے ساتھ آرام کر، میں جاتا ہوں اور رخصت ہونے لگا لیکن اس شخص نے بادشاہ کا دامن پکڑ لیا اور کہا:

اے بادشاہ! تجھے اس خدا کی قسم ہے کہ جس نے تجھے اس عظیم الشان مرتبے پر سرفراز کیا ہے تو مجھے یہ بتا کہ شمع گل کرنے اور اس سفاک کا سرتن سے جدا کرنے کے فوراً بعد پانی مانگنے اور پینے کی وجہ کیا ہے اور تو نے کس طرح اس قصے کو ختم کیا؟

سلطان نے جواب دیا: اے شخص! میں نے تجھے ظالم سے نجات دلا دی ہے اور اس ظالم کا سر میں اپنے ساتھ لیے جا رہا ہوں، شمع کو میں نے اس لیے بجھایا تھا کہ کہیں اس

کی روشنی میں مجھے اپنے بھانجے کا چہرہ نظر نہ آجائے اور میں اس پر رحم کھا کر انصاف سے باز نہ رہ سکوں، پانی مانگ کر پینے کی وجہ یہ تھی کہ جب سے تم نے مجھ سے اپنی رو داد غم بیان کی تھی تو میں نے عہد کیا تھا کہ جب تک تمہارے ساتھ پورا پورا انصاف نہ ہوگا تب تک میں نہ کھانا کھاؤں گا اور نہ پانی پیوں گا۔ ❶

قارئین کرام اس قصے سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ اگرچہ تاریخ میں بادشاہوں کے عدل و انصاف کے بہت سے قصے لکھے ہیں لیکن ایسا قصہ شاید کسی بادشاہ کے متعلق نہیں ملتا۔

بادشاہ کی بدنیتی کا پیداوار اور پھلوں پر اثر

امام رازی رحمہ اللہ نے ایران کے بادشاہ نوشیروان عادل کا واقعہ نقل کیا ہے، وہ یہ کہ وہ ایک بار شکار کھیلنے نکلا، اور دوڑ لگاتا ہوا آگے نکل گیا اور اپنے لشکر سے جدا ہو گیا ہے، اسے پیاس کی شدت محسوس ہوئی اور وہاں ایک باغ نظر آیا، وہ اس میں داخل ہوا، دیکھا کہ انار کے درخت ہیں اور ایک لڑکا بھی وہاں موجود ہے، اس نے لڑکے سے کہا کہ ایک انار مجھے دو، اس نے ایک انار دیا، بادشاہ نے اس کو چھیلا اور اس کا رس نکالا، اور اس انار سے بہترین مزیدار رس لبالب نکلا، بادشاہ کو یہ انار کا باغ بہت پسند آیا، تو دل میں عزم کر لیا کہ یہ باغ اس کے مالک سے چھین لوں گا، پھر اس لڑکے سے کہا کہ ایک اور انار لاؤ، اس نے ایک انار لا کر دیا، جب اس میں سے رس نکالا تو بہت کم رس نکلا اور ساتھ ہی کھٹا بدمزہ بھی۔ نوشیروان نے لڑکے سے کہا:

فَقَالَ أَيُّهَا الصَّبِيُّ لِمَ صَارَ الرُّمَانُ هٰكَذَا؟ فَقَالَ الصَّبِيُّ لَعَلَّ مَلِكَ الْبَلَدِ عَزَمَ عَلَى الظُّلْمِ، فَلِأَجْلِ شُؤْمِ ظُلْمِهِ صَارَ الرُّمَّانُ هٰكَذَا، فَتَابَ أَنُوْشِرْوَانَ فِيْ قَلْبِهِ عَنْ ذٰلِكَ الظُّلْمِ، وَقَالَ لِذٰلِكَ الصَّبِيِّ أَعْطِنِيْ رُمَّانَةً

❶ تاریخ فرشتہ: سوانح سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ، محمود کا عدل وانصاف، ج ا ص ۸۸ تا ۹۰

أُخْرَى، فَأَعْطَاهُ فَعَصَرَهَا فَوَجَدَهَا أَطْيَبُ مِنَ الرُّمَانَةِ الْأُوْلَى، فَقَالَ لِلصَّبِيِّ لِمَ بُدِّلَتْ هَذِهِ الْحَالَةُ؟ فَقَالَ الصَّبِيُّ لَعَلَّ مَلِكَ الْبَلَدِ تَابَ عَنْ ظُلْمِهِ، فَلَمَّا سَمِعَ أَنُوْشِرْوَانَ هَذِهِ الْقِصَّةَ مِنْ ذَلِكَ الصَّبِيِّ وَكَانَتْ مُطَابَقَةً لِأَحْوَالِ قَلْبِهِ تَابَ بِالْكُلِّيَّةِ عَنِ الظُّلْمِ. ❶

ترجمہ: یہ انار ایسا کیوں ہے؟ لڑکے نے جواب میں کہا کہ شاید بادشاہ نے ظلم کا ارادہ کیا ہو، لہٰذا اس کے ظلم کی نحوست سے انار ایسا بدمزہ ہوگیا، نوشیرواں نے دل دل میں اس ظلم کے ارادے سے توبہ کی اور لڑکے سے کہا کہ ایک انار اب لے آؤ، اب جو انار لایا تو اس کا رس پہلے سے بھی زیادہ عمدہ تھا، بادشاہ نے کہا کہ اب انار کی حالت کیوں بدل گئی؟ بچہ نے کہا کہ شاید بادشاہ نے توبہ کرلی ہو، جب بادشاہ نے یہ بات سنی اور یہ حال دیکھا تو آئندہ کے لیے بالکلیہ گناہوں اور ظلم سے توبہ کرلی۔

قاضی کا خلیفہ سے بڑھیا کی زمین دلوانے کے لیے انوکھا طریقہ

سلطان الحکم میں مثل اپنے باپ کے عدل تھا اور اس بادشاہ کو ضد نہ تھی، اگر کوئی غلطی کرتا تو اعتراف بھی کرلیا کرتا، اتفاقاً خلیفہ الحکم کے محل کی توسیع میں ایک غریب بیوہ کی جائیداد آ گئی، اس سے کہا بھی گیا کہ اس جائیداد کو معقول داموں میں علیحدہ کردے، مگر موروثی جائیداد کی وجہ سے اس نے انکار کردیا، مگر خلیفہ کے کارندوں نے زبردستی وہ زمین لے لی اور بنگلہ تعمیر ہوگیا، اس عورت نے قاضی کے روبرو استغاثہ پیش کیا، قاضی نے فرمایا کہ تو تأمل کر میں انصاف سے کام لوں گا، جس روز خلیفہ الحکم پہلے پہل مکان اور باغ ملاحظہ کرنے گیا قاضی بھی خبر پاکر پہنچ گئے، ایک گدھا مع خالی بورے کے ہمراہ لیا، الحکم کا سامنا ہوا تو قاضی صاحب نے کہا کہ امیر المؤمنین اس زمین کی کچھ مٹی مجھے

❶ التفسیر الکبیر: فی تفسیر قوله مالک یوم الدین، ج ۱ ص ۲۰۷

چاہیے، اجازت ہو تو لے لوں، خلیفہ نے مسکرا کر اجازت دے دی، قاضی نے بورا مٹی سے بھرلیا اور خلیفہ سے درخواست کی کہ اس بورے کو گدھے پر رکھنے میں حضور ذرا میری معاونت فرمادیں۔

خلیفہ قاضی کی اس حرکت کو مزاح سمجھ رہا تھا۔ چنانچہ بورا ہر دو اُٹھانے لگے، مگر بھاری وزن تھا اُٹھ نہ سکا، خلیفہ ہانپ گیا، قاضی نے کہا۔ سرکار! اس بوجھ کو تو آپ اٹھا نہ سکے تو انصاف کے دن (یوم قیامت) کو یہ جو زمین بڑھیا کی ضبط کر لی گئی ہے وہ کس طرح اٹھائیں گے؟ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے وہ بڑھیا دعویٰ ضرور کرے گی۔

شاہ الحکم آبدیدہ ہو گیا اور حکم دیا کہ فوراً بڑھیا کی زمین اس کو واپس کرو، اور محل کا وہ حصہ معہ ساز وسامان کے میں نے اس کو دے دیا۔ غرضیکہ بڑھیا مالا مال ہو گئی۔ ❶

مامون الرشید کا عدل وانصاف

مامون الرشید انصاف پسند بادشاہ تھا، ایک دن کسی بڑھیا نے دربار میں آکر شکایت کی کہ ایک ظالم نے اس کی جائیداد چھین لی ہے، مامون نے بوڑھی عورت سے کہا کہ کس نے چھینی؟ بڑھیا نے شہزادہ عباس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: اس نے جو آپ کے پہلو میں بیٹھا ہے۔ مامون نے یہ سن کر بیٹے کو بڑھیا کے ساتھ کھڑا کرنے کا حکم دیا اور پھر دونوں کے بیانات سنے، شہزادہ عباس اٹک اٹک کر باتیں کرتا رہا، اس کے برعکس بڑھیا کی بے باک آواز بلند ہوتی گئی، یہ دیکھ کر وزیراعظم سلطنت نے اسے روکنا چاہا مگر مامون نے اسے روک دیا اور بولا، بوڑھی عورت کی بات ویسے ہی سنو جیسے وہ سنانا چاہتی ہے، سچائی نے اس کی زبان تیز کر دی ہے اور عباس کو گونگا بنا ڈالا ہے۔ آخر کار مقدمے کا فیصلہ بوڑھی عورت کے حق میں ہوا، شاہی فیصلے کے

❶ تاریخ ملت: ج ۳ ص ۵۵۲

مطابق شہزادے کو بوڑھی عورت کی جائیداد واپس کرنا پڑی۔ ❶

قاضی ایاس رحمہ اللہ کا عدل وانصاف

دو شخص دو عدد شالوں (سردیوں کی گرم چادروں) کا مقدمہ لے کر عدالت میں پیش ہوئے، ایک شال سبز رنگ کی نئی اور قیمتی تھی اور دوسری سرخ رنگ کی بھنی ہوئی اور بوسیدہ تھی۔

مدعی نے کہا: میں حوض پر نہانے کے لیے اپنی سبز شال کپڑوں کے ساتھ رکھ کر حوض میں اترا، تھوڑی دیر بعد یہ شخص اپنے کپڑے حوض کے کنارے میرے کپڑوں کے پاس ہی رکھ کر نہانے کے لیے حوض میں آیا لیکن مجھ سے پہلے حوض سے نہا کر نکلا، اپنے کپڑے پہنے اور میری شال سر پر لے کر چلتا بنا۔ میں اس کے قدموں کے نشانات دیکھتا ہوا اس کی تلاش میں نکلا، بالآخر اسے پکڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ قاضی نے مدعا علیہ (دوسرے فریق) سے پوچھا: تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: جناب والا! یہ شال میری ہے، میرے قبضے میں ہے، میں اس کا مالک ہوں، یہ مجھ پہ جھوٹا الزام لگا رہا ہے۔

قاضی ایاس رحمہ اللہ نے مدعی سے پوچھا: تیرے پاس کوئی دلیل ہے کہ یہ شال واقعی تیری ہے، اس نے کہا: دلیل تو میرے پاس کوئی نہیں، قاضی صاحب نے اپنے دربان سے کہا: ایک کنگھی لاؤ! دربان کنگھی لے آیا۔ قاضی نے، دونوں کے سر پر کنگھی پھیری، ایک کے سر سے سرخ ریشے اور دوسرے کے سر سے سبز ریشے برآمد ہوئے، لہذا سرخ شال اسے دے دی جس کے سر سے سرخ ریشے نکلے تھے اور سبز شال اُس کے سپرد کر دی جس کے سر سے سبز ریشے برآمد ہوئے تھے، اس طرح قاضی صاحب نے اپنی فراست سے کام لیتے ہوئے عدل وانصاف کے مطابق حق والے کو اُس کا حق مل گیا۔ ❷

---

❶ خطبات رحیمی: ج ۴ ص ۱۰۷

❷ تابعین کے واقعات: حضرت ایاس بن معاویہ رحمہ اللہ کی ذہانت کے عجیب واقعات، دوسرا واقعہ، ص ۹۷

سلطان ملک شاہ سلجوقی کا عدل وانصاف

سلطان ملک شاہ سلجوقی ایک مرتبہ اصفہان کے جنگل میں شکار کھیل رہا تھا، کسی گاؤں میں قیام ہوا، وہاں ایک غریب بیوہ کی گائے تھی جس کے دودھ سے اس کے تین بچوں کی پرورش ہوتی تھی۔ سلطان کے لشکریوں نے اس گائے کو ذبح کر کے خوب کباب اڑائے، غریب بڑھیا کو خبر ہوئی تو وہ بدحواس ہوگئی، لشکریوں کے اس نامناسب فعل پر کوئی روک ٹوک کرنے والا نہ تھا۔ ان کے آگے کوئی لاوارث بیوہ کی فریاد سننے کو تیار نہ تھا، ساری رات اس نے پریشانی میں کاٹی۔

صبح ہوئی، دل میں خیال آیا کہ کوئی نہیں سنتا تو نہ سہی، کیا بادشاہ بھی نہ سنے گا جس کو اللہ نے غریبوں کو ظالموں سے نجات دینے کے لیے اتنی بڑی سلطنت دی ہے؟ بادشاہ تک پہنچنے کی کوشش کی مگر ناکام رہی۔ معلوم ہوا بادشاہ فلاں راستے سے شکار کو نکلے گا، چنانچہ اصفہان کی مشہور نہر کے پل پر جا کر کھڑی ہوگئی۔ جب سلطان پل پر آیا تو بڑھیا نے ہمت اور جرات سے کام لے کر کہا:

اے الپ ارسلان کے بیٹے! میرا انصاف اس شہر کے پل پر کرے گا یا پل صراط پر؟ جو جگہ پسند ہو انتخاب کر لے۔

بادشاہ کے ہمراہی میں بے باکی دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے، بادشاہ گھوڑے سے اتر پڑا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس عجیب وغریب اور حیرت انگیز سوال کا اس پر خاص اثر ہوا ہے، بڑھیا سے کہا: پل صراط کی طاقت نہیں ہے، میں اسی جگہ فیصلہ کرنا چاہتا ہوں، کہو کیا کہتی ہو، بڑھیا نے اپنا سارا قصہ بیان کیا۔ بادشاہ نے لشکریوں کی اس ظالمانہ حرکت پر افسوس ظاہر کیا اور ایک گائے کے عوض اس کو ستر گائیں دلائیں اور مالا مال کر دیا۔ اور جب اس بڑھیا نے کہا: تمھارے عدل وانصاف سے میں خوش ہوں اور میرا اللہ خوش ہے،

تب وہ گھوڑے پر سوار ہوا۔ ❶

سابقہ طالبان حکومت میں عدل وانصاف اور رعایا پر اُس کا اثر

''ہائے میں لٹ گیا، ہائے میں لٹ گیا''

وہ چیخ رہا تھا، ایسے میں دو پولیس والے اس کی طرف بڑھے، اور پوچھا:

''کیا ہوا؟ بھائی! کیوں چیخ رہے ہو؟''

یہ سن کر کہا: جناب! میں ایک غریب آدمی ہوں، تربوز ریڑھی پر رکھ کر بازار میں بیچتا ہوں، اس طرح گھر کا خرچہ چلاتا ہوں، غریب آدمی ہوں، چھوٹے بچے ہیں، کل شام یہاں ریڑھی کھڑی کی اس پر میرے تربوز تھے اب آ کر دیکھا ریڑھی پر ایک تربوز بھی نظر نہ آیا، نہ جانے کون میرے تربوز چرا کر لے گیا؟ اب میں بچوں کے لئے روزی کس طرح کماؤں گا؟

یہ سن کر پولیس والوں نے اسے تسلی دی اور بولے:

پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، یہ چوری تمہاری نہیں ہماری ہوئی ہے، ہماری حکومت کا تو اعلان ہے ملک کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک زیورات سے لدی ہوئی کوئی عورت رات کے وقت جائے تو کوئی اس کی طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔

آؤ! ڈی ایس پی صاحب کو چوری کی اطلاع دیتے ہیں''

وہ اسے لئے دفتر پہنچے، ڈی ایس پی کو تفصیل بتائی وہ ان کے ساتھ اسی وقت موقع پر پہنچے، ریڑھی کے ساتھ نیچے تربوزوں کے چھلکے پڑے تھے۔

ڈی ایس پی صاحب نے غور سے جائزہ لیا تو انہیں ایک کاغذ نظر آیا، انہوں نے کاغذ ہاتھ میں لے لیا اس میں دس ہزار روپے لپٹے ہوئے تھے (واضح رہے کہ افغان کرنسی کا حساب تھا)

---

❶ نظام الملک طوسی: منصف مزاجی، حصہ دوم، ص ۶۸۶

یہ دیکھ کر وہ بولے: یہ لو بھائی اپنے دس ہزار روپے اور یہ دیکھو کاغذ پر لکھا ہے: جناب! میں دو دن سے بھوکا تھا کھانے کے لئے کچھ نہیں مل رہا تھا، یہاں پہنچا تو ریڑھی کھڑی دیکھی، میں نے ریڑھی سے آپ کی اجازت کے بغیر تربوز کھالئے، مجھے معاف کر دیجئے گا، تربوزوں کی قیمت رکھ رہا ہوں آپ کو مل جائے گی، تربوز اگر زائد قیمت کے تھے تو مجھے معاف کر دینا۔ ❶

یہ تھا عظیم طالبان کا قانون انصاف اور اخلاق جنہیں دنیا ان پڑھ اور دقیانوسی کہہ کر بدنام کرتی رہی۔

طالبان کا اسلامی نظام قضاء اور عدل کا مشاہداتی واقعہ

طالبان دور کا ایک آنکھوں دیکھا واقعہ بیان فرماتے ہوئے نہ صرف یہ کہ مدرس مسجد نبوی حضرت مولانا خلیل احمد سراج صاحب رو رہے ہیں بلکہ پانچ سو کے لگ بھگ مجمع بھی دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا، اور ایک عجیب اور دلفریب منظر تھا، ہر دل طالبان کے لئے غمگین اور آنکھیں آنسو بہانے پر مجبور تھیں، طالبان حکومت اور اسلامی نظام دیکھنے کے لئے سعودی عرب سے ایک وفد مدرس مسجد نبوی مولانا خلیل احمد سراج صاحب کی سربراہی میں افغانستان کے دورے پر تشریف لایا۔

بقول مولانا خلیل احمد سراج کے کہ جب ہم افغانستان میں داخل ہوئے تو ہمیں ایسا سکون ملا کہ جیسے ہم کسی محل میں داخل ہوئے ہوں۔

وہ افغانستان جہاں برسوں خونریز لڑائی ہوچکی تھی، طالبان نے وہاں ایسا امن وامان قائم کیا تھا کہ لوگ بغیر کسی خوف وہراس کے اپنے روزمرہ کے کاموں میں مصروف ومگن تھے، سڑک کے کنارے پر لوگوں کے ہجوم نظر آرہے تھے جو کہ مختلف کاموں میں

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: موضوع نمبر ۷، اسلامی نظام کے چھ اثر انگیز واقعات، ص ۱۲۵، ۱۲۶

مصروف تھے۔

طالبان کے افغانستان میں اگر کوئی سڑک کے کنارے چادر بچھا کر سوتا تو اسے بھی ذرا سا خوف محسوس نہ ہوتا تھا وہ بھی امن میں ہوتا تھا بلکہ وہاں تو جانوروں کے ساتھ بھی ظلم نہیں ہوتا تھا۔

ہم ظہر کی نماز ادا کرنے کی غرض سے جلال آباد کی مسجد میں داخل ہوئے، نماز کی ادائیگی کے بعد جب ہم واپس آنے لگے، تو میں نے قصداً اپنی گھڑی مسجد کے ایک کونے میں رکھ دی تا کہ پتا چل جائے کہ یہاں کتنا اسلام اور انصاف ہے، کیونکہ ہم گئے ہی اس لئے تھے کہ معلوم کرسکیں کہ واقعی طالبان کے افغانستان میں اسلام اور انصاف ہے یا محض نام ہی ہے۔

نماز پڑھنے کے بعد ہم چلے گئے، دوسرے روز نماز ظہر کی ادائیگی کے لئے پھر اسی مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھتے ہیں کہ گھڑی اسی جگہ پر موجود ہے لیکن اب ہمیں بھی گھڑی اٹھانے کی جرات اور ہمت نہیں ہورہی تھی، حالانکہ گھڑی میری اپنی تھی لیکن اب اتنا خوف ہے کہ کس طرح میں اس گھڑی کو اٹھالاؤں، بہر حال وہاں موجود ایک طالبان رہنما سے ہم نے بات کی کہ یہ گھڑی ہماری ہے اب ہم اس کو کیسے اٹھائیں۔

اس نے جواب دیا: کہ آپ کو گورنر صاحب سے اجازت لینی ہوگی یہ سن کر ہمارے ہوش اڑ گئے۔

ہم نے ان سے پوچھا: کہ گورنر صاحب سے کس طرح ملاقات ہوگی؟

کس سے ملاقات کی اجازت لینی پڑے گی؟

لیکن اس بار جواب سن کر ہم حیران رہ گئے کہ گورنر صاحب آپ کو اسی مسجد میں ملیں گے کیوں کہ ہم سوچ رہے تھے کہ اب ہمیں پاکستان کی طرح گورنر ہاؤس کے طواف کرنے

پڑیں گے۔

بہرحال نماز کے بعد مسجد میں گورنر صاحب سے ملاقات ہوئی اور اس گھڑی کے بارے میں بتایا کہ یہ ہماری گھڑی ہے، یہاں ہم سے رہ گئی ہے، گورنر صاحب نے مجھے ایک دوسرے آدمی کے حوالے کر دیا اس نے مجھ سے گھڑی کے بارے میں دس سوال کیئے، جس میں سے میں نے نو کے جوابات دے دیئے اور ایک جواب نہیں دے سکا، اس کے بعد آدمی نے گورنر صاحب سے سارا قصہ بیان فرمایا: پھر گورنر صاحب نے ہمیں گھڑی اٹھانے کی اجازت دی اور گھڑی ہمارے حوالے کر دی۔ ❶

تو بہرحال قرآن واحادیث میں جس بات کا حکم دیا گیا ہے وہ یہ کہ انسان زندگی گزارے تو عدل کے ساتھ گزارے، اپنے آپ کو ظلم سے بچائے، اللہ تعالیٰ آخرت سے پہلے دنیا میں بھی ظالم کو سزا دیتا ہے، ڈھیل ضرور دیتا ہے، لیکن رب العالمین کی گرفت بہت سخت ہے، کوشش ہو کہ عدل وانصاف کے مطابق زندگی گزاریں، ہمارے قول وفعل سے کوئی نہ انصافی نہ ہو۔ مظلوم کی دادرسی رب العالمین خود فرماتے ہیں، مظلوم کی آہ فوراً عرش پر پہنچتی ہے، جو اللہ کے دربار میں اپنا مقدمہ پیش کرتا ہے تو رب العالمین سے زیادہ طاقتور، قادر، معاملات سے خوب واقف اور عدل وانصاف کرنے والا کوئی نہیں۔ اسلئے کبھی مال ودولت، عہدہ اور طاقت کے نشے میں کسی پر ظلم نہ کریں، رب العالمین سب کچھ دیکھ رہا ہے، اور اس سے ذرہ برابر کوئی چیز مخفی نہیں۔

اللہ رب العزت ہم سب کو عدل وانصاف کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: موضوع نمبر ۷، اسلامی نظام کے چھ اثر انگیز واقعات، ۱۲۶ تا ۱۲۸

۳۱......دعا کی اہمیت وفضیلت اور حضراتِ سلف کے قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَاإِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًاعَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَمّابعد: فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

﴿وَإِذَاسَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ﴾(البقرة: ۱۸۶)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى فِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴾(المؤمن: ۶۰)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ. (۱)

میرے واجب الاحترام قابلِ صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے آپ حضرات کے سامنے قرآن کریم کی چند آیات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں سے چند ارشادات پڑھے ہیں، ان آیات اور احادیث مبارکہ میں دعا کی اہمیت اور فضیلت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

دعا کا مفہوم ومطلب

امام بیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۸ھ) فرماتے ہیں کہ دعا کہتے ہیں کہ کسی شخص کا یوں کہنا

(۱) سنن الترمذی: أبواب الدعوات، باب ما جاء فی فضل الدعاء، رقم الحدیث: ۳۳۷۰

''یَااللّٰهُ،یَارَحْمٰنُ،یَارَحِیْمُ ''یااس جیسے الفاظ کہنا اور یہ ''ندا''یعنی پکار ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا﴾ (مریم: ۳)

ترجمہ: یہ اس وقت کی بات ہے جب انہوں (زکریا) نے اپنے پروردگار کو آہستہ آواز سے پکارا تھا۔

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ﴾ (الأنبياء: ۸۹)

ترجمہ: اور زکریا کو دیکھو! جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا تھا کہ یارب! مجھے اکیلا نہ چھوڑیئے اور آپ سب سے بہتر وارث ہیں۔

اور ایک مقام پر ارشادِ ربانی ہے:

﴿هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ﴾ (آل عمران: ۳۸)

ترجمہ: اس موقع پر زکریا نے اپنے رب سے دعا کی۔

پہلی دو آیات میں ''نَادَى'' کا لفظ استعمال ہوا ہے جو کہ ''نداء'' سے مشتق ہے بمعنی پکار، تیسری آیت میں '' دَعَا'' کا لفظ استعمال ہوا ہے بمعنی دُعا کے ہے، یعنی حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی۔

معلوم ہوا ہے کہ دعا اور نداء ایک ہی چیز ہیں، دونوں کا مفہوم اللہ رب العزت سے کسی چیز کو مانگنا اور طلب کرنا ہے، یہ دونوں مفہوم کے اعتبار سے الگ الگ نہیں ہیں۔

پھر دعا کے چند اہم ارکان اور آداب ہیں جو درج ذیل ہیں۔ ❶

❶ شعب الإيمان: الرجاء من الله تعالى، ج ۲ ص ۳۷۳

دعاکے گیارہ اہم ارکان

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دعا کے درج ذیل ارکان وآداب بیان کیے ہیں:

ا...... پہلا رکن ہے کہ مرغوب شئی یعنی مطلوب شئی ایسی ہو جو سائل کے معیار کے مطابق ہو اور اسکی اپنی حیثیت کے مطابق ہو۔ اسکی مزید تشریح یہ ہے کہ کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے دعا کرے کہ یا اللہ! مجھے بھی مردوں کو زندہ کرنا دکھادے۔ اسی طرح یہ بھی جائز نہیں ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے دعا مانگے: رَبِّ أَرِنِی أَنْظُرْ إِلَیْکَ'' اے رب! میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔

اسی طرح یہ دعا کرنا کہ میرے والدین زندہ ہو جائیں، یا آسمان سے مائدہ نازل فرما، یا آسمان سے فرشتہ نازل فرما، اس قسم کی دعائیں کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ خرقِ عادت ہیں اور عادت کے برخلاف کام اللہ تعالی کسی نبی کی تائید کے لیے کرتے ہیں، جسے ''معجزہ'' کہا جاتا ہے، ایسی خرقِ عادت چیزوں کی دعا کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔

۲...... دوسرا رکن یہ ہے کہ سائل کے سوال سے سوال کرنے والے پر حرج نہ ہو۔

۳...... تیسرا رکن یہ ہے کہ سوال کرنے میں سائل کی غرض صحیح ہو۔

۴...... چوتھا رکن یہ ہے کہ دعا کے وقت اللہ رب العزت کے ساتھ گمان اچھا رکھے جائے، لہذا دعا کرنے والے کے دل میں عدم قبولیت سے زیادہ قبولیت کا گمان غالب ہو۔

۵...... پانچواں رکن یہ ہے کہ اسماء الحسنی اور اللہ رب العزت کی عظیم صفات کے ساتھ دعا مانگی جائے، قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا﴾ (الأعراف: ۱۸۰)

ترجمہ: اور اسمائے حسنی (اچھے اچھے نام) اللہ ہی کے ہیں۔ لہذا اسکو انہی ناموں سے

پکارو۔

۶ ...... چھٹا رکن یہ ہے کہ جدو جہد اور کوشش کے ساتھ اللہ تعالی سے دُعا کرے، یعنی خوب آہ وزاری عجز وانکساری کے ساتھ دعا کرے۔

۷......ساتواں رکن یہ ہے کہ دعا کرتے کرتے اللہ کے فرائض میں سے کسی فرض کو نہ چھوڑ بیٹھے تاکہ فرض کا جو وقت ہے وہ فوت نہ ہو۔ یعنی فرائض وواجبات میں کوئی کوتاہی نہ ہو۔

۸......آٹھواں رکن یہ ہے کہ دعا حقیقت میں اللہ رب العزت سے مانگنا ہو، رب العالمین کو آزمانا اور شرائط لگانا نہ ہو، مثلاً میرا فلاں کام ہوگا تو عبادت کروں گا ورنہ نہیں۔

۹......نواں رکن یہ ہے کہ دعا مانگنے والا اپنی زبان اور الفاظ کی حفاظت کرے، اپنے رب کو ایسے الفاظ سے مخاطب نہ کرے جن کے ساتھ اپنے دوست یا ہم پلہ کو مخاطب کرتا ہے، بلکہ نہایت تعظیمی القاب وصفات کے ساتھ عاجزی سے پکارے۔

۱۰......دسواں رکن یہ ہے کہ اسطرح دعا نہ کرے کہ تنگ دل اور جلدی کرنے والا ہو اور دل میں یہ خیال رکھنے والا ہو کہ ابھی قبول ہوئی تو ٹھیک ورنہ مایوس ہو کر دعا کرنا چھوڑ دے، بلکہ دعا خوب عاجزی کیساتھ مسلسل کرتا رہے یہاں تک کہ قبول ہو جائے۔ جب بھی اللہ کے ہاں قبولیت میں تاخیر ہو تو دعا کے تسلسل میں اضافہ ہونا چاہیے کمی نہیں۔

۱۱......گیارہواں رکن یہ ہے کہ جب سائل کی حاجت عظیم ہو یا بڑی ہو تو اللہ کی بارگاہ میں اسکو بڑا سمجھتے ہوئے سوال نہ کرے، بلکہ چھوٹی اور بڑی حاجت کے لیے یکساں دعا کرے، کیونکہ اللہ کے ہاں کوئی بڑی چیز نہیں، ہمارے اعتبار سے بڑی ہے، رب تعالی کی نسبت سے ہر چیز حقیر ہے۔ دعا کی قبولیت کو رب تعالی کا فضل واحسان سمجھے۔ ❶

اسکے علاوہ دعا کے کچھ آداب ہیں۔

❶ شعب الإيمان: الرجاء من الله تعالى، ج ۲ ص ۳۷۳، ۳۷۴

دعا کے سترہ اہم آداب

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دعا کے درج ذیل آداب بیان کئے ہیں:

۱......دعا سے پہلے توبہ ضرور کرلے۔

۲......دعا کرنے میں سچی طلب، آہ وزاری اور عجز وانکساری ہو۔

۳......آرام وسکون اور خوشی کے ایام میں بھی دعا کیا کرے، صرف سخت حالات، تنگی، تکالیف اور آزمائشوں میں دعا نہ ہو۔

۴......جب اللہ تعالی سے دعا کرے تو پختہ عزم ویقین کے ساتھ ہو کہ ان شاء اللہ میری دعا قبول ہوگی۔

۵......دعا کے الفاظ تین تین بار کہے۔

۶......جب تک سائل کو خاص معین حاجت درپیش نہ ہو، عام حالات میں صرف جامع دعاؤں پر اکتفاء کرے اور جب کوئی خاص حاجت ہو تو اسکا ذکر دُعا میں کرے۔

۷......دعا کی ابتداء وانتہاء میں درود شریف پڑھے۔

۸......باوضو ہو کر دُعا کرے۔

۹......دعا قبلہ کی طرف منہ کر کے کرے۔

۱۰......فرائض اور تہجد کے بعد خصوصی دعا کا اہتمام کرے۔

۱۱......دعا کرتے ہوئے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں تک اٹھائے۔

۱۲......دعا کرتے وقت اپنی آواز کو پست رکھے۔

۱۳......جب دعا کر کے فارغ ہو جائے تو ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لے۔

۱۴......جب دعا کی قبولیت محسوس ہو تو اللہ تعالی کی حمد وثناء اور شکر کرے۔

۱۵......کوئی دن ورات دعا سے خالی نہ جانے دیں۔ (۱)

---

(۱) شعب الإيمان: الرجاء من اللّٰه تعالى، ج ۲ ص ۴۷۳، ۳۷۵

۱۶......دعا میں مسجع اور مقفع کلام لانے سے گریز کرے، بلکہ خفیہ طور پر اعتدال کے ساتھ دعا کرے، ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ (الأعراف: ۵۵)

ترجمہ: تم اپنے پروردگار کو عاجزی کے ساتھ چپکے چپکے پکارا کرو، یقیناً وہ حد سے گزرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

اس آیت کے تحت علامہ قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ دعا میں حد سے تجاوز کی کئی صورتیں ہیں، ان میں ایک یہ ہے:

أَنْ يَدْعُوَ بِمَا لَيْسَ فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، فَيَتَخَيَّرُ أَلْفَاظًا وَكَلِمَاتٍ مُسَجَّعَةً قَدْ وَجَدَهَا فِي كَرَارِيسَ لَا أَصْلَ لَهَا وَلَا مُعَوَّلَ عَلَيْهَا. ❶

ترجمہ: ایسے الفاظ سے دعا کرے جو قرآن اور سنت میں نہ ہو، مسجع اور مقفع کلمات کو اختیار کرنا جو اس نے کاپیوں میں پائے جنکی کوئی اصل نہیں، اور نہ ہی وہ قابل اعتماد ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حد سے تجاوز کرنے سے منع فرمایا:

سَيَكُونُ قَوْمٌ يَعْتَدُوْنَ فِي الدُّعَاءِ، فَإِيَّاكَ أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ، إِنَّكَ إِنْ أُعْطِيتَ الْجَنَّةَ أُعْطِيتَهَا وَمَا فِيهَا مِنَ الْخَيْرِ، وَإِنْ أُعِذْتَ مِنَ النَّارِ أُعِذْتَ مِنْهَا، وَمَا فِيهَا مِنَ الشَّرِّ. ❷

ترجمہ: کچھ لوگ ایسے ہونگے جو دعا میں حد سے تجاوز کریں گے، لہذا دیکھنا تم بھی ان میں سے نہ ہو جاؤ، اگر تمھیں جنت ملے گی تو جنت اور اسکی ساری نعمتیں ملیں گی، اور اگر جہنم سے پناہ ملے گی تو جہنم اور اسکے تمام شرور سے پناہ ملے گی۔

۱۷......دعا حاضر دماغی اور حاضر قلبی کے ساتھ ہو، غافل اور بے پرواہ دل کی دعا قبول

❶ تفسير القرطبی، سورة الأعراف، تحت هذه الآية، ج۷ ص ۲۲۶

❷ سنن أبی داود: كتاب الصلاة، باب الدعا، رقم الحديث: ۱۴۸۰

نہیں ہوتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ. ❶

ترجمہ: جان لو کہ اللہ تعالی غافل اور بے پرواہ دل کی دعا قبول نہیں کرتا۔

آج کل دعا میں عموماً انسان کا دل ودماغ حاضر نہیں ہوتا، زبان سے دعا ہورہی ہے، دائیں بائیں دیکھ رہا ہے، یا کسی اور کام میں مشغول ہے، یا دل ودماغ کسی اور کام میں متوجہ ہے، تو یہ دعا قبول نہیں ہوتی۔ دیکھو! ایک ہے دعا کے الفاظ پڑھنا، ایک ہے دل سے دعا کرنا، ہم دعا کی الفاظ پڑھ لیتے ہیں کہ یا اللہ! میرے گناہ معاف کردے، ادھر دیکھا اُدھر دیکھا بس دعا ختم کردی، لیکن دل سے دعا نہیں کررہے ہوتے، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات بیان فرمائی وہ یہ ہے کہ دعا جب بھی کی جائے تو غفلت والے دل کے ساتھ نہ ہو، بلکہ مکمل توجہ کے ساتھ ہو۔

حضرت موسی علیہ السلام ایک شخص کے پاس سے گزرے اور وہ اللہ سے دعا کررہا تھا، تو اس شخص نے حضرت موسی علیہ السلام سے کہا کہ میں دعا کرتا ہوں، میری دعا قبول نہیں ہوتی، حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ یا اللہ! یہ آپ کا بندہ دعا کرتا ہے آپ اس کی دعا قبول نہیں فرماتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! میں اس کی دعا کیسے قبول کروں جبکہ اس کا دل اس کے گھر کی بکریوں کے ساتھ اٹکا ہوا ہے، الفاظ تو میرے سامنے ادا کررہا ہے لیکن محبت اس کے دل میں گھر کے اندر موجود بکریوں سے ہے۔ حضرت موسی علیہ السلام نے اس شخص کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ دعا تب قبول ہوگی جب دل میں غفلت نہیں ہوگی، تمہارا دل تو فلاں چیز کی محبت

❶ سنن الترمذی: أبواب الدعوات، باب جامع الدعوات عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم، باب، رقم الحدیث: ٣٤٧٩

میں لگا ہوا ہے، اس شخص نے اقرار کیا کہ واقعی میرے دل میں یہ سب تھا، تو اس نے ان بکریوں کو فروخت کیا، پھر جب دعا کی تو فوراً دعا قبول ہوگئی۔ ❶

قرآن کریم کی روشنی میں دعا کی اہمیت وفضیلت

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے قریب ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ﴾ (البقرة: ۱۸۶)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر) جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو (آپ ان سے کہہ دیجیے کہ) میں اتنا قریب ہوں کہ جب کوئی مجھے پکارتا ہے تو میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں، لہٰذا وہ بھی میری بات دل سے قبول کریں، اور مجھ پر ایمان لائیں، تاکہ وہ راہِ راست پر آجائیں۔

عجز وانکساری کے ساتھ دعا کرو

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ (الأعراف: ۵۵)

ترجمہ: تم اپنے پروردگار کو عاجزی کیساتھ چپکے چپکے پکارا کرو، یقیناً وہ حد سے گزرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ ضرورت کے مطابق عطا کرتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَآتَاكُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوْهُ وَإِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا إِنَّ

---

❶ الرسالة القشيرية: باب الفتوة، ج ۲ ص ۴۲۴

الْإِنسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ﴾(ابراھیم: ۳۴)

ترجمہ:اورتم نے جو کچھ مانگا اس نے اس میں سے (جو تمہارے لیے مناسب تھا) تمہیں دیا۔اوراگرتم اللہ کی نعمتوں کوشمار کرنے لگو تو شمار (بھی) نہیں کرسکتے۔حقیقت یہ ہے کہ انسان بہت بے انصاف، بڑا ناشکرا ہے۔

بیقراراور مجبورلوگوں کی دعائیں اللہ قبول کرتا ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ﴾(النمل: ۶۲)

ترجمہ: بلاوہ کون ہے کہ جب کوئی بیقرار اسے پکارتا ہے تو وہ اس کی دعا قبول کرتا ہے، اور تکلیف دور کردیتا ہے اور جو تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا (پھر بھی تم کہتے ہو کہ) اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے؟

اللہ تعالیٰ دعائیں قبول فرماتے ہیں

قرآنِ کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾(المؤمن: ۶۰)

ترجمہ:اورتمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، بیشک جولوگ تکبر کی بنا پر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں، وہ ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔

احادیثِ مبارکہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی بڑی تاکید، اہمیت اور فضیلت بیان کی ہے،اور دعا نہ کرنے والوں کے لئے سخت الفاظ میں تنبیہ کی ہے۔

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں دعا کی اہمیت وفضیلت

دعا عبادت ہے

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةِ. ❶

دعا ہی عبادت ہے۔

دعا سے بڑھ کر کوئی شئی معزز نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ . ❷

ترجمہ: اللہ کے ہاں دعا سے بڑھ کر کوئی چیز معزز نہیں۔

دعا نہ کرنے والے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّهُ مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللَّهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ. ❸

ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا، اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ بندے کے ہاتھوں کو خالی نہیں لوٹاتے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ سنن أبی داود: کتاب الصلاۃ، باب الدعاء، رقم الحدیث: ۱۴۷۹

❷ سنن الترمذی: أبواب الدعوات، باب ما جاء فی فضل الدعاء، رقم الحدیث: ۳۳۷۰

❸ سنن الترمذی: أبواب الدعوات، باب ماجاء فی فضل الدعا، باب منه، رقم الحدیث: ۳۳۷۳

إِنَّ اللَّهَ رَحِيمٌ حَيِيٌّ كَرِيمٌ يَسْتَحِي مِنْ عَبْدِهِ أَنْ يَرْفَعَ إِلَيْهِ يَدَيْهِ، ثُمَّ لا يَضَعُ فِيهِمَا خَيْرًا. ❶

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی نہایت مہربان، باحیا اور سخی ہے، اپنے بندے سے شرماتے ہیں کہ بندہ اسکی طرف ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالی اسمیں خیر نہ رکھے۔

دعا سے فیصلے تبدیل ہوجاتے ہیں

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ، وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ. ❷

ترجمہ: تقدیر کو دعا ہی بدل سکتی ہے اور نیکی ہی سے عمر بڑھتی ہے۔

خوشحالی اور کشادگی میں بھی دعا نہ بھولیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَسْتَجِيبَ اللَّهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْكُرَبِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِي الرَّخَاءِ. ❸

ترجمہ: جو چاہتا ہے کہ اللہ تعالی مصائب اور مشکلات میں اسکی دعا قبول کرے، تو اُسے چاہیے کہ خوشحالی میں زیادہ دعا کیا کرے۔

اللہ رب العزت کی وسعت رحمت اور خزانے

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

يَا عِبَادِي! لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوا فِي صَعِيدٍ وَاحِدٍ فَسَأَلُونِي فَأَعْطَيْتُ كُلَّ إِنْسَانٍ مَسْأَلَتَهُ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِمَّا عِنْدِي إِلَّا

❶ المستدرک علی الصحیحین: کتاب الدعا والتکبیر والتهليل والستبیح والذکر، ج ۱ ص ۶۷۵، رقم الحدیث: ۱۸۳۲

❷ سنن الترمذی: أبواب القدر، باب ما جاء لا یرد القدر الا الدعاء، رقم الحدیث: ۲۱۳۹

❸ سنن الترمذی: أبواب الدعوات، باب ماجاء أن دعوة المسلم مستجابة، رقم الحدیث: ۳۳۸۲

كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ إِذَا أُدْخِلَ الْبَحْرَ، يَاعِبَادِي إِنَّمَا هِيَ أَعْمَالُكُمْ أُحْصِيهَالَكُمْ، ثُمَّ أُوَفِّيكُمْ إِيَّاهَا، فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا، فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذَلِكَ، فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ. ❶

ترجمہ: اے میرے بندو! اگر تم سب اولین اور آخرین اور جن اور انس ایک صاف چٹیل میدان میں کھڑے ہو کر مجھ سے مانگنے لگو، اور میں ہر انسان کو جو وہ مجھ سے مانگے عطا کر دوں، تو پھر بھی میرے خزانوں میں اس قدر بھی کمی نہیں ہوگی جتنی کہ سمندر میں سوئی ڈال کر نکالنے سے۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں کہ جنہیں میں تمہارے لئے اکٹھا کر رہا ہوں، پھر میں تمہیں ان کا پورا پورا بدلہ دوں گا، تو جو آدمی بہتر بدلہ پائے، وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو بہتر بدلہ نہ پائے، تو وہ اپنے نفس ہی کو ملامت کرے۔

حضرت سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ادریس خولانی رحمہ اللہ جب یہ حدیث بیان کرتے تھے تو اپنے گھٹنوں کے بل جھک جاتے تھے۔

چھوٹی سی چھوٹی حاجت بھی اللہ سے مانگو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لِيَسْأَلْ أَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ حَتَّى يَسْأَلَهُ الْمِلْحَ، وَحَتَّى يَسْأَلَهُ شِسْعَ نَعْلِهِ إِذَا انْقَطَعَ. ❷

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ اپنے تمام ضروریات اللہ سے مانگے، یہاں تک کہ نمک بھی مانگے، اور یہاں تک کہ جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ سے مانگے۔ یعنی معمولی سے معمولی حاجت بھی اللہ سے مانگیں، تاکہ انسان کے دل ودماغ میں یہ بات

❶ صحیح مسلم: كتاب البر والصلة والآداب: باب تحريم الظلم، رقم الحديث: ۴۶۷۴

❷ سنن الترمذی: أبواب الدعوات، باب منه، ج۵ ص ۵۸۳

راسخ ہو جائے کہ کائنات کا نظام چلانے والا اللہ میری ہر ضرورت چاہے چھوٹی ہو یا بڑی ہو پوری کرے گا۔ اسباب ضرویات کو پورا نہیں کرتے، بلکہ ضرورت اللہ کی ذات پورا کرتی ہے، اسباب ایک ذریعہ ہیں، وہ علت نہیں ہیں، پانی ایک سبب ہے پیاس اللہ کے حکم سے بجھتی ہے، اگر اللہ نہ چاہے تو انسان سمندر کے سمندر بھی پی لے تو بھی پیاس نہیں بجھے گی۔ آج ہماری نگاہ اسباب پر تو زیادہ ہے لیکن مسبب الاسباب پر نہیں ہے۔ تو قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو جا بجا دُعا کا حکم دیا کہ انسان اللہ ہی سے دعا کرے، جب بھی کوئی پریشانی، کوئی تکلیف، کوئی مصیبت آئے تو اللہ کے سامنے گڑگڑائے اور اللہ کے سامنے تضرع و عاجزی سے دعا کرے۔ حضراتِ انبیاء علیہم السلام کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ اللہ تعالی سے دعائیں کیا کرتے تھے، قرآن کریم نے انبیاء علیہم السلام کی دعائیں ذکر کی ہیں، ہر نبی پر جب بھی کوئی مصیبت آئی ہے، انہوں نے فوراً اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف رجوع کر کے خوب عجز وانکساری کے ساتھ دعا کی۔

حضراتِ انبیاء علیہم السلام کا اللہ رب العزت سے دعائیں کرنا

حضرت زکریا علیہ السلام کی اولاد کے لئے اللہ تعالی سے دُعا

﴿هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّارَبَّه قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ﴾ (آل عمران: ۳۸)

ترجمہ: اس موقع پر زکریا نے اپنے رب سے دعا کی، کہنے لگے! یا رب مجھے خاص اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما دے، بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔

حضرت عیسی علیہ السلام کی اللہ تعالی سے مائدہ اتارنے کی دُعا

﴿اللّٰهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَآءِ تَكُونُ لَنَا عِيْدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا

وَ آيَةً مِنكَ وَارْزُقْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ﴾ (المائده: ۱۱۴)

ترجمہ: (چنانچہ) عیسیٰ ابن مریم نے درخواست کی کہ: یا اللہ! ہم پر آسمان سے ایک دستر خوان اتار دیجئے جو ہمارے لیے اور ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لیے ایک خوشی کا موقع بن جائے، اور آپ کی طرف سے ایک نشانی ہو، اور ہمیں یہ نعمت عطا فرما ہی دیجئے، اور آپ سب سے بہتر عطا فرمانے والے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنی اور اولاد کے لئے اللہ رب العزت سے دُعا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لئے اور اپنی اولاد اور تمام مؤمنین کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

﴿رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ. رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾ (إبراهيم: ۴۰، ۴۱)

ترجمہ: یارب! مجھے بھی نماز قائم کرنے والا بنا دیجئے اور میری اولاد میں سے بھی (ایسے لوگ پیدا فرمائیے جو نماز قائم کریں) اے ہمارے پروردگار! میری دعا قبول فرمالیجیے، اس دن میری بھی مغفرت فرمائیے، میرے والدین کی بھی، اور ان سب کی بھی جو ایمان رکھتے ہیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائشوں اور تکالیف میں دعا

حضرت ایوب علیہ السلام جب بیماری میں مبتلا ہوئے تو انہوں بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

﴿وَأَيُّوبَ إِذْ نَادَى رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ. فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَذِكْرَى لِلْعَابِدِينَ﴾ (الأنبياء: ۸۳، ۸۴)

ترجمہ: اور ایوب کو دیکھو! جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ: مجھے یہ تکلیف لگ گئی ہے، اور تو سارے رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ پھر ہم نے ان کی

دعا قبول کی، اور انہیں جو تکلیف لاحق تھی اسے دور کر دیا، اور ان کو ان کے گھر والے بھی دیئے، اور ان کے ساتھ اتنے ہی لوگ اور بھی، تا کہ ہماری طرف سے رحمت کا مظاہرہ ہو، اور عبادت کرنے والوں کو ایک یادگار سبق ملے۔

فرعون کی بیوی حضرت آسیہ کی اللہ رب العزت سے دُعا

حضرت آسیہ جو فرعون کی بیوی تھیں، انہوں نے بھی ظلم وستم سے نجات اور جنت کے محل کی دُعا اللہ رب العزت سے اِن الفاظ میں کی:

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلاً لِلَّذِيْنَ آمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ﴾ (التحریم: ۱۱)

ترجمہ: اور جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا ہے ان کے لیے اللہ تعالیٰ فرعون کی بیوی کو مثال کے طور پر پیش کرتا ہے، جب اس نے کہا تھا کہ: میرے پروردگار میرے لیے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا دے، اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دیدے، اور مجھے ظالم لوگوں سے بھی نجات عطا فرما۔

جتنے بھی انبیاء علیہم السلام تھے، ان سب کی زندگی میں جو بات نمایاں نظر آتی ہے وہ یہ کہ جب بھی ان پر کوئی مصیبت یا پریشانی آئی تو اِن سب نے اللہ رب العزت کی طرف رجوع کیا، اور ہمیشہ اللہ ہی سے دعا کرتے رہے۔

حضراتِ صحابہ کرام اور سلف میں بھی دعاؤں کا بڑا اہتمام تھا، اور اُن حضرات نے اپنے قول وفعل کے ذریعے دعا کی اہمیت وفضیلت کو خوب اُجاگر کیا، اور اسکی خوب ترغیب بیان کی۔

حضرت نوح علیہ السلام کی اللہ رب العزت سے مغفرت کی دُعا

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے لئے، اور اپنی اولاد اور تمام مسلمانوں کیلئے دعا مغفرت کی:

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا﴾(نوح:۲۸)

ترجمہ: میرے پروردگار! میری بھی بخشش فرما دیجئے، میرے والدین کی بھی، ہر اس شخص کی بھی جو میرے گھر میں ایمان کی حالت میں داخل ہوا ہے، اور تمام مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کی بھی۔

دعا کی اہمیت وفضیلت سے متعلق حضراتِ سلف کے سترہ اقوال

مصائب سے نجات کا راستہ دعا ہے

۱......حضرت شیخ ابو بکر احمد بن اسحاق بن ایوب نیساپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں ایسے گھر میں ہوں جسمیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی موجود ہیں، لوگ انکے پاس جمع ہیں اور ان سے سوالات پوچھ رہے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ نے مجھے اشارہ کیا کہ آپ جواب دیں، میں سوال کے جوابات دیتا رہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے رہے ٹھیک ہے، جاری رکھیں، ٹھیک ہے جاری رکھیں۔ جب سب لوگوں کے سوالات ختم ہوئے، تو میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

مَا النَّجَاةُ مِنَ الدُّنْيَا أَوِ الْمَخْرَجُ مِنْهَا؟ ❶

ترجمہ: دنیا سے نجات اور اس سے نکلنے کا راستہ کیا ہے؟

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے انگلی کی اشارہ سے کہا: دعا، میں نے دوبارہ سوال کیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود کو ایسے سکیڑ لیا جیسا کہ عاجزی کیساتھ سجدہ کرتے ہیں اور فرمایا: دعا۔

شکر، دعا اور توبہ پر عنایاتِ خداوندی

۲......حضرت محمد بن کعب قُرظی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

❶ سیر أعلام النبلاء: الطبقة التاسعة عشرة، ترجمة: أحمدبن إسحاق بن أيوب، ج۱۵ ص۴۸۵، رقم الترجمة: ۲۷۴

ایسے نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ کسی کے لیے شکر کا دروازہ تو کھول دیں اور اپنی طرف سے نعمت بڑھانے کا دروازہ بند کردیں، اور دعا کا دروازہ تو کسی کے لیے کھول دیں اور قبولیتِ دعا کا دروازہ بند رکھیں، اور توبہ کا دروازہ تو کسی کے لیے کھول دیں اور مغفرت کا دروازہ بند رکھیں۔ میں تمہیں (اس کی تائید میں) اللہ کی کتاب یعنی قرآن میں سے پڑھ کر سناتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اُدْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ.﴾ (المؤمن: ٦٠)

مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ.﴾ (إبراهيم: ٧)

ترجمہ: اگر تم میرا شکر کروگے تو میں نعمت میں اضافہ کردوں گا۔

﴿فَاذْكُرُوْنِيْ أَذْكُرْكُمْ.﴾ (البقرة: ١٥٢)

ترجمہ: ان (نعمتوں) پر مجھ کو یاد کرو میں تم کو (عنایت سے) یاد رکھوں گا۔

اور فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا.﴾ (النساء: ١١٠)

ترجمہ: اور جو شخص کوئی برائی کرے یا اپنی جان کا ضرر کرے، پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت والا، بڑی رحمت والا پائے گا۔ ❶

اللہ تعالیٰ اخلاص والی پاکیزہ دعائیں قبول کرتے ہیں

۳......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

❶ حياة الصحابة: شكر أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، ج۳ ص ۳۹۵

إِنَّ اللَّـهَ لَا يَقْبَلُ إِلَّا النَّاخِلَةَ مِنَ الدُّعَاءِ، وَلَا يَسْمَعُ مِنْ مُسَمِّعٍ، وَلَا مِنْ مُرَاءٍ وَلَا مِنْ دَاعٍ إِلَّا دُعَاءَ ثَبْتٍ قَلْبُهُ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ صاف پاکیزہ دعائیں قبول کرتے ہیں، نہ زبردستی سنوانے والے سے سن کر قبول کرتے ہیں اور نہ ہی کسی ریاکار سے اور نہ کسی داعی سے، مگر وہ دعا قبول کرتے ہیں جو دل کی گہرائی سے ہو۔

دعا کی قبولیت کی علامت جب دل وجسم کی کیفیت بدل جائے

۴......حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

إِنَّمَا الْوَجَلُ فِي قَلْبِ ابْنِ آدَمَ كَاحْتِرَاقِ السَّعَفَةِ أَمَا يَجِدُ لَهَا قَشْعَرِيرَةً؟

ترجمہ: ابن آدم کے دل میں خوف کھجور کے درخت کے جلنے کی طرح ہے، کیا اس جیسی کپکپی کوئی نہیں پاتا؟

لوگوں نے کہا: کیوں نہیں، تو حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

فَادْعُوا إِذَا وَجَدْتُمْ ذَلِكَ فَإِنَّ الدُّعَاءَ يُسْتَجَابُ عِنْدَ ذَلِكَ. ❷

ترجمہ: جب تم اسطرح کی کیفیت پاؤ تو دعا کرو، اس لیے اسوقت دعا قبول کیجاتی ہے۔

خوشی میں کی جانے والی دعا غم میں کام آتی ہے

۵......حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اُدْعُ اللَّهَ فِي يَوْمِ سَرَّائِكَ لَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَجِيبَ فِي يَوْمِ ضَرَّائِكَ. ❸

ترجمہ: اپنے خوشی کے ایام میں اللہ کو پکارو تاکہ پریشانی کے ایام میں دعا قبول ہو۔

❶ شعب الإيمان: الرجاء من الله، ج۲ ص ۳۸۱، الرقم: ۱۰۹۶

❷ شعب الإيمان: الرجاء من الله تعالى، ج۲ ص ۳۸۲، رقم الحديث: ۱۰۹۸ / صفة الصفوة: ذكر المصطفيات من عابدات الشام، ترجمة: أم الدرداء، ج۲ ص ۲۳۰، رقم الترجمة: ۸۱۹

❸ جامع معمر بن راشد: باب سباب المذنب، ج۱۱ ص ۱۸۰، الرقم: ۲۰۲۶۷

کثرت سے کی جانے والی دعائیں قبول ہوتی ہیں

۶......حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَنْ يُكْثِرْ قَرْعَ الْبَابِ بَابِ الْمَلِكِ، يُوشِكُ أَنْ يُفْتَحَ لَهُ، وَمَنْ يُكْثِرِ الدُّعَاءَ يُوشِكُ أَنْ يُسْتَجَابَ لَهُ. ❶

ترجمہ: جو بادشاہ کا دروازہ کثرت سے کھٹکھٹاتا ہے تو قریب ہے کہ اس کے لیے کھول دیا جائے، اور جو کثرت سے دعا کرتا ہے تو قریب ہے کہ اسکی دعا قبول کی جائے۔

لوگوں میں بخیل اور محتاج کون ہے

۷......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَبْخَلَ النَّاسِ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ، وَأَعْجَزَ النَّاسِ مَنْ عَجَزَ عَنِ الدُّعَاءِ. ❷

ترجمہ: بے شک لوگوں میں سب زیادہ بخیل وہ ہے جو سلام میں بھی بخل کرے، اور لوگوں میں سب سے زیادہ عاجز وہ ہے جو دعا سے بھی عاجز ہو، (اور اِسے توفیق نہ ملے۔)

مسلمانوں کا علم چار چیزوں میں ہے

۸......حضرت یحیی بن معاذ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عِلْمُ الْقَوْمِ فِي أَرْبَعَةِ أَشْيَاءَ يَرَوْنَ كُلَّ شَيْءٍ مِنَ اللَّهِ، ثُمَّ يَرْجِعُونَ مَعَ كُلِّ شَيْءٍ إِلَى اللَّهِ، فَيَطْلُبُونَ كُلَّ شَيْءٍ مِنَ اللَّهِ، وَيَرُدُّونَ كُلَّ شَيْءٍ إِلَى اللَّهِ. ❸

ترجمہ: (مسلمان) قوم کا علم چار چیزوں میں ہے: ہر شئی کو اللہ تعالی کی طرف سے سمجھیں، پھر ہر چیز اللہ تعالی کی طرف لوٹ کر جائے گی، پس ہر چیز اللہ تعالی سے طلب کریں اور ہر چیز کو اللہ تعالی کی طرف لوٹائیں۔

❶ جامع معمر بن راشد: باب الدعاء، ج ۱۰ ص ۴۴۲، الرقم: ۱۹۶۴۴

❷ صحیح ابن حبان: کتاب السیر: باب فی الخلافة والإمارة، ج ۱۰ ص ۳۴۹، رقم الحدیث: ۴۴۹۸

❸ شعب الإیمان: الرجاء من اللّٰه، ج ۲ ص ۳۵۴، الرقم: ۱۰۴۹

اللہ تعالی کا دروازہ ہر وقت بغیر پہرہ دار کے کھلا ہے

۹......حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس حضرت طاؤس یمانی رحمہ اللہ آئے اور میرے پاس کچھ منتخب کلام لے کر آئے اور مجھ سے کہنے لگے:

يَاعَطَاءُ إِيَّاكَ أَنْ تَطْلُبَ حَوَائِجَكَ إِلَى مَنْ أَغْلَقَ دُونَكَ بَابَهُ وَجَعَلَ عَلَيْهَا حِجَابَهُ، وَعَلَيْكَ بِمَنْ بَابُهُ لَكَ مَفْتُوحٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، أَمَرَكَ أَنْ تَسْأَلَهُ، وَوَعَدَكَ أَنْ يُجِيبَكَ. ❶

ترجمہ: اے عطاء! اپنے آپ کو اس بات سے بچانا کہ تو اپنی حاجت اس سے مانگے جو تیرے آگے اپنا دروازہ بند کردے اور دروازے پر روکنے والے چوکیدار کھڑے کردے، تو اسکے دروازے کو پکڑ جسکا دروازہ تیرے لیے قیامت تک کھلا ہے، وہ جس نے تجھے مانگنے کا حکم دیا ہے، وہ جس نے تیرے ساتھ وعدہ کر رکھا ہے کہ وہ تیری درخواست قبول کرے گا۔

افضل دعا عجز وانکساری والی ہے

۱۰......امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْإِلْحَاحُ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالتَّضَرُّعُ إِلَيْهِ. ❷

ترجمہ: افضل دعا اللہ کی بارگاہ میں آہ وزاری اور عجز وانکساری ہے۔

دعا بغیر عمل کے مؤثر نہیں

۱۱......حضرت وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلدُّعَاءُ بِلَا عَمَلٍ كَالْقَوْسِ بِلَا وِتْرٍ. ❸

❶شعب الإيمان: الرجاء من اللّه تعالى، ج۲ص ۳۶۰، الرقم: ۱۰۶۳/ وفيات الأعيان: حرف الطاء، ج۲ص ۵۱۰، ۵۱۱، رقم الترجمة: ۳۰۶

❷شعب الإيمان: الرجاء من اللّه تعالى، ج۲ص ۳۶۴، الرقم: ۱۰۷۲

❸نزهة المجالس: باب فضل الدعاء، ج۱ص ۸۵

ترجمہ: دعا بلا عمل کے ایسی ہے جیسے کمان بغیر تیر کے ہو۔

رب العالمین نے ابلیس کی بھی دُعا سنی

۱۲......حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا یَمْنَعَنَّ أَحَدَکُمْ مِنَ الدُّعَاءِ مَایَعْلَمُهُ مِنْ نَفْسِهِ،فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَی أَجَابَ شَرَّ الْمَخْلُوْقِیْنَ إِبْلِیْس،إِذْقَالَ:أَنْظِرْنِیْ إِلَی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ قَالَ إِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ. ❶

ترجمہ: وہ باتیں جو اپنے نفس کی نسبت کوئی جانتا ہو تم میں سے کسی کو دعا سے نہ روکیں کیونکہ خدا نے مخلوق میں بدترین ابلیس تک کی سُن لی جب اُس نے کہا تھا کہ مجھے اُس دن تک کی مہلت دیجئے جس دن سب اٹھائے جائیں گے (یعنی قیامت تک)۔

شیطان کی دعا کا قبول ہونا

۱۳......حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا تَتْرُکُوا الدُّعَاءَ وَلَا یَمْنَعُکُمْ مِنْهُ مَا تَعْلَمُونَ مِنْ أَنْفُسِکُمْ،فَقَدِ اسْتَجَابَ اللّٰهُ تَعَالَی لِإِبْلِیسَ وَهُوَ شَرُّ الْخَلْقِ،قَالَ:﴿رَبِّ فَأَنْظِرْنِی إِلَی یَوْمِ یُبْعَثُونَ﴾قَالَ﴿فَإِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِینَ﴾(الحجر: ۳۶،۳۷) ❷

ترجمہ: تم لوگ دعا مانگنا نہ چھوڑو، اور تم لوگ جو اپنے نفسوں کے بارے میں جانتے ہو وہ چیز تم دعا مانگنے میں نہ روکے، اللہ تعالیٰ نے تو ابلیس کی دعا بھی قبول کی تھی، ابلیس نے دعا کی تھی: کہنے لگا: یارب! پھر مجھے اس دن تک (زندہ رہنے کی) مہلت دیدے جب لوگ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔ اللہ نے فرمایا کہ جا پھر تجھے مہلت (تو) دے دی گئی۔

---

❶ الأذکار للنووی: کتاب جامع الدعوات، بابُ دعاءِ الإنسان وتوسّله بصالحِ عملهِ إلی اللّٰه تعالی، ص۳۹۷

❷ شعب الإیمان: الرجاء من اللّٰه، ج۲ ص۳۸۵، الرقم: ۱۱۰۷

دعا صدقِ دل کے ساتھ کریں

۱۴......امام طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَكْفِي الصِّدْقُ مِنَ الدُّعَاءِ كَمَا يَكْفِي الطَّعَامَ مِنَ الْمِلْحِ. ❶

ترجمہ: دعا میں سچائی ایسے کافی ہے جیسا کہ کھانے میں نمک کافی ہے۔

طلب اور توجہ سے کی گئی دعا قبول ہوتی ہے

۱۵......امام ابوبکر شبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿اُدْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ قَالَ: اُدْعُونِي بِلَا غَفْلَةٍ أَسْتَجِبْ لَكُمْ بِلَا مُهْلَةٍ. ❷

ترجمہ: اللہ تعالی کے اِس فرمان "اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُم" مجھے پکارو میں دعا قبول کروں گا۔فرمایا: اسکا مطلب ہے: مجھے بلا غفلت کے پکارو میں بلا مہلت دعا قبول کروں گا۔

اللہ کے سامنے یوں روئیں جیسے بچہ والدین کے سامنے ضد کرتا ہے

۱۶......حضرت سری سقطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كُنْ مِثْلَ الصَّبِيِّ إِذَا اشْتَهَى عَلَى أَبَوَيْهِ شَهْوَةً فَلَمْ يُمَكِّنَاهُ، فَقَعَدَ يَبْكِي عَلَيْهِمَا فَكُنْ أَنْتَ مِثْلَهُ، فَإِذَا سَأَلْتَ رَبَّكَ وَلَمْ يُعْطِكَهُ فَاقْعُدْ فَابْكِ عَلَيْهِ. ❸

ترجمہ: چھوٹے بچے کی طرح ہو جاؤ، جب وہ اپنے ماں باپ سے کسی چیز کی خواہش کرتا ہے تو ان کی جان نہیں چھوڑتا، اپنی بات کو منوانے کے لیے روتا رہتا ہے، آپ بھی اسی طرح ہو جائیں، جب آپ اپنے رب سے مانگیں اور وہ تجھے وہ چیز نہ دے تو آپ بھی اس پر رونا شروع کر دیں۔

---

❶ شعب الإيمان: الرجاء من الله، ج ۲ ص ۳۸۶، الرقم: ۱۱۱۰

❷ شعب الإيمان: الرجاء من اللّٰه، ج ۲ ص ۳۸۶، الرقم: ۱۱۱۱

❸ شعب الإيمان: الرجاء من اللّٰه، ج ۲ ص ۳۸۵، الرقم: ۱۱۰۶

دعا میں دل وزبان دونوں متحد ہوں

۱۷......حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ بنی اسرائیل اپنی پناہ گاہ کی طرف یا اپنے نکلنے کی جگہ کی طرف نکلے تو ان سے کہا گیا:

يَابَنِي إِسْرَائِيلَ تَدْعُونِي بِأَلْسِنَتِكُمْ وَقُلُوبُكُمْ بَعِيدَةٌ مِنِّي،بَاطِلٌ مَا تَرْهَبُونَ. ❶

ترجمہ:اے بنی اسرائیل!تم اپنی زبان کے ساتھ مجھے پکارتے ہواور تمہارے دل مجھ سے دور ہیں،لہذا جوڈر تم ظاہر کرتے ہو وہ باطل ہے(یعنی صرف زبانی دعا کرنا جب کہ دل متوجہ نہ ہوایسی دعا اللہ کے ہاں مقبول نہیں۔)

اسلافِ امت کے اِن اقوال سے دعا کی اہمیت وفضیلت اور ترغیب معلوم ہوئی،اسلئے ہمیشہ دعا کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے،اوردعا صدقِ دل سے کرنی چاہیے،اللہ تعالیٰ مؤمن کی دعا کورد نہیں کرتے،البتہ دعا کے قبولیت کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔

قبولیتِ دُعا کی تین صورتیں

جب انسان دعا کرتا ہے،اسکی قبولیت کی تین صورتیں ہوتی ہیں:

پہلی صورت انسان اللہ تعالی سے جو مانگتا ہے تو اُسے بعینہ وہی چیز اللہ دے دیتا ہے۔

دوسری صورت یہ کہ اس انسان سے آنے والی بلا یا مصیبت اللہ تعالی دور کر دیتا ہے۔

تیسری صورت یہ کہ یہ دعا آخرت کیلئے ذخیرہ بن جاتی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَـامِـنْ مُسْلِمٍ يَدْعُو بِدَعْوَةٍ لَيْسَ فِيهَاإِثْمٌ،وَلَا قَطِيعَةُ رَحِمٍ، إِلَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ بِهَـاإِحْـدَى ثَلَاثٍ:إِمَّاأَنْ تُعَجَّلَ لَهُ دَعْوَتُهُ، وَإِمَّاأَنْ يَدَّخِرَهَالَهُ فِي الْآخِرَةِ،

---

❶ شعب الإيمان:الرجاء من اللّٰه،ج٢ص٣٨٧،الرقم :١١١٥

وَإِمَّا أَنْ يَصْرِفَ عَنْهُ مِنَ السُّوءِ مِثْلَهَا. ❶

ترجمہ: ہر وہ مسلمان جو ایسی دعا مانگے جو گناہ اور قطع تعلقی سے متعلق نہ ہو تو اللہ اسے اس دعا کے بدلے میں تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور عطا فرماتے ہیں، یا تو فوری طور ہر اسکو مطلوبہ چیز دیتے ہیں، یا اس دعا کو اس کیلئے ذخیرہ آخرت بنا دیتے ہیں، یا اس کے مثل اس سے کوئی آفت دور کر دیتے ہیں۔

یعنی ہر مسلمان کی دعا اللہ تعالی قبول فرماتے ہیں، البتہ دعا کی قبولیت کے مندرجہ بالا تین طریقے ہوتے ہیں۔ اب دعا کی قبولیت کی تین شرائط ہیں، اگر اِن کا لحاظ رکھ کر دُعا کی جائے تو وہ دعا جلد اللہ کے ہاں قبول ہوتی ہے۔

قبولیتِ دعا کی تین شرائط

دعا کے قبولیت کیلئے تین شرائط ہیں:

۱......دعا اخلاص کے ساتھ ہو۔

یعنی انسان میں ریا کاری نہ ہو کہ لوگ یہ سمجھیں گے کہ دیکھو کتنا متقی آدمی ہے، اللہ کے سامنے کتنا گڑگڑاتا ہے، حالانکہ اس کے دل میں اخلاص نہیں، تو ایسی دعا قبول نہیں ہوتی۔

ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ (المؤمن: ۱۴)

ترجمہ: لہذا (اے لوگو!) اللہ کو اس طرح پکارو کہ تمہاری تابعداری خالص اسی کیلئے ہو۔

۲......رزق حلال کا ہو۔

یعنی انسان کا کھانا، پینا اور لباس حلال کا ہو، حرام سے بچتا ہو۔

❶ مسند أحمد: مسند المكثرين من الصحابة، مسند أبی سعید الخدری رضی اللّٰه عنه، ج ۱۷ ص ۲۱۳، ۲۱۴، رقم الحديث: ۱۱۱۳۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ وَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، يَا رَبِّ، يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ. ❶

ترجمہ: اے لوگوں! اللہ پاک ہے اور پاک ہی کو قبول کرتا ہے اور اللہ تعالی نے مؤمنین کو بھی وہی حکم دیا ہے جو اس نے رسولوں کو دیا، اللہ تعالی نے فرمایا: اے رسولو! تم پاک چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو، میں تمہارے عملوں کو جاننے والا ہوں اور فرمایا اے ایمان والو! ہم نے جو تم کو پاکیزہ رزق دیا اس میں سے کھاؤ، پھر ایسے آدمی کا ذکر فرمایا جو لمبے لمبے سفر کرتا ہے، پریشان حال جسم گرد آلود، اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف دراز کر کے کہتا ہے، اے رب! اے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام اور اس کا پہننا حرام اور اس کا لباس حرام اور اس کی غذا حرام تو اس کی دعا کیسے قبول ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کھانا، پینا اور لباس حرام کا ہو تو اللہ تعالی دعائیں قبول نہیں فرماتے۔

حرام کھانے والوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ بڑے اللہ والے بزرگ گزرے ہے، فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے اندر قحط سالی آگئی، لوگ نمازِ استسقاء پڑھتے تھے لیکن بارش نہیں برس

❶ صحیح مسلم: کتاب الزکاۃ، باب قبول الصدقۃ، رقم الحدیث: ۱۰۱۵

رہی، تو انہوں نے وقت کے پیغمبر سے کہا کہ بارش نہیں برس رہی، تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ! بارش کیوں نہیں برس رہی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ جو نماز پڑھنے کیلئے آئیں ہیں، انہوں نے گناہ اتنے زیادہ کئے ہیں کہ ان کا جسم گناہوں سے آلودہ ہے، اور انہوں نے قتل اتنے کئے ہیں کہ ان کے ہاتھ خون آلود ہو چکے ہیں، اور ان کے پیٹ حرام رزق سے بھرے ہوئے ہیں، تو میں کیسے ان کی دعائیں قبول کروں گا، جاؤ ان کو بولو کہ دور ہو جاؤ! تو اللہ تعالیٰ نے دعا قبول نہیں کی۔ ❶

دیکھئے! انکا رزق حرام کا تھا تو اللہ نے دعا قبول نہیں فرمائی۔

۳...... گناہوں سے توبہ کرنا۔

اکثر دعا رد ہونے کا سبب گناہوں کی ظلمت ہے، قبولیت دعا کیلئے گناہوں سے توبہ نہایت ضروری ہے، قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (التوبة: ۱۰۲)

ترجمہ: اور کچھ لوگ وہ ہیں جنہوں نے اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کرلیا ہے، انہوں نے ملے جلے عمل کئے ہیں کچھ نیک اور کچھ برے، امید ہے کہ اللہ انکی توبہ قبول کرلے گا، یقیناً اللہ بہت بخشنے والا، بڑا مہربان ہے۔

تو اللہ تعالیٰ ہر مؤمن بندے کی دعا قبول فرماتا ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ ان شرائط اور آداب کی رعایت رکھی جائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم، حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین، تابعین اور اسلافِ امت کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں جب بھی کسی نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اِن کی دعا قبول فرمائی۔

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب الأذكار والدعوات، فضيلة الدعا، ج ۱ ص ۳۰۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کی تاثیر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا سے حضرت ابوہریرہ کی والدہ کا قبولِ اسلام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیا کرتا تھا وہ مشرک تھیں، ایک دن میں نے ان کو اسلام لانے کے لئے کہا، انہوں نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی کی بات کی، مجھے بہت برا لگا، میں روتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری والدہ کو ہدایت عطا فرمائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اهْدِ أُمَّ أَبِیْ هُرَیْرَةَ فَخَرَجْتُ مُسْتَبْشِرًا بِدَعْوَةِ نَبِیِّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا جِئْتُ فَصِرْتُ إِلَی الْبَابِ فَإِذَا هُوَ مُجَافٌ، فَسَمِعَتْ أُمِّی خَشْفَ قَدَمَیَّ، فَقَالَتْ: مَكَانَكَ یَا أَبَا هُرَیْرَةَ وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ قَالَ: فَاغْتَسَلَتْ وَلَبِسَتْ دِرْعَهَا وَعَجِلَتْ عَنْ خِمَارِهَا، فَفَتَحَتِ الْبَابَ، ثُمَّ قَالَتْ: یَا أَبَا هُرَیْرَةَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَی رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَیْتُهُ وَأَنَا أَبْكِی مِنَ الْفَرَحِ، قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُولَ اللّٰهِ أَبْشِرْ قَدِ اسْتَجَابَ اللّٰهُ دَعْوَتَكَ وَهَدَی أُمَّ أَبِی هُرَیْرَةَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ. ❶

ترجمہ: اے اللہ! ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت عطا فرما۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سن کر خوش ہوتا ہوا گھر آیا، تو دیکھا کہ دروازہ بند ہے۔ میری والدہ نے میرے پاؤں کی آواز سن کر کہا: ابوہریرہ! وہیں ٹھہرے رہو، میں نے پانی کے گرنے کی آواز

❶ صحیح مسلم: کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبی هریرة الدوسی رضی اللّٰه عنه، رقم الحدیث: ۲۴۹۱

سنی۔ میری والدہ نے نہا کر دوسرے کپڑے پہنے، پھر دروازہ کھولا اور کہا ابو ہریرہ "أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ" میں خوش ہوکر شدتِ خوشی سے روتا ہوا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اپنی والدہ کے اسلام لانے کی خبر دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت انس کے لئے جان، مال اور اولاد میں برکت کی دعا

ایک مرتبہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھجوریں اور گھی پیش کیا، آپ نے فرمایا: میں روزے سے ہوں، کچھ دیر بعد آپ نے نفل نماز پڑھی اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھرانے کے لئے دعا کی، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اپنے فرزند انس سے جو آپ کا خدمت گار ہے، بہت محبت ہے، اس کے لئے خاص طور پر دعا کیجئے۔

رحمت نبوی جوش پر تھی، آپ نے دستِ دعا اٹھائے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حق میں یوں دعا مانگی: اے اللہ! اس کو مال دے اور اولاد دے اور اس کی عمر میں برکت عطا فرما۔

اس دعا کا اثر یہ ہوا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ تمام انصاریوں میں سب سے زیادہ متمول ہوگئے، طویل عمر پائی اور کثیر الاولاد ہوئے۔ (۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر میں برکت ہوئی یہاں تک سن ۹۳ھ میں انتقال ہوا۔ مال میں اتنی برکت کہ سال میں دو فصلیں آتی تھیں، اولاد میں اتنی برکت کہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے سو سے زائد بچوں، بچیوں، پوتوں، نواسوں اور نواسیوں کو دفن کیا۔

(۱) صحیح البخاری: کتاب الصوم، باب من زار قوما فلم یفطر عندهم، رقم الحدیث: ۱۹۸۲

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے حضرت قتادہ بن نعمان کی پھوٹی ہوئی آنکھ ٹھیک ہوگئی

حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ میں ایک کمان ملی، آپ نے وہ کمان اُحد کے دن مجھے دے دی۔ میں اس کمان کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر خوب تیر چلاتا رہا یہاں تک کہ اس کا سرا ٹوٹ گیا، میں برابر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے سامنے کھڑا رہا اور میں اپنے چہرے پر تیروں کو لیتا رہا، جب بھی کوئی تیر آپ کے چہرے کی طرف مڑ جاتا تو میں اپنے سر کو گھما کر تیر کے سامنے لے آتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو بچا لیتا (چوں کہ میری کمان ٹوٹ چکی تھی اس لیے) میں تیر تو چلا نہیں سکتا تھا، پھر آخر میں مجھے ایک تیر ایسا لگا جس سے میری آنکھ کا ڈیلا ہاتھ پر آ گرا، میں اسے ہتھیلی پر رکھے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب آپ نے آنکھ کا ڈیلا میری ہتھیلی میں دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ نے یہ دعا دی:

اَللّٰهُمَّ إِنَّ قَتَادَةَ قَدْ أَوْجَهَ نَبِيَّكَ بِوَجْهِهِ، فَاجْعَلْهَا أَحْسَنَ عَيْنَيْهِ وَأَحَدَّهُمَا نَظَرًا. ❶

ترجمہ: اے اللہ! قتادہ نے اپنے چہرے کے ذریعہ آپ کے نبی کے چہرہ کو بچایا ہے، لہٰذا تو اس کی اس آنکھ کو زیادہ خوب صورت اور زیادہ تیز بنا دے۔

چنانچہ اُن کی وہ آنکھ دوسری سے زیادہ خوب صورت اور زیادہ تیز نظر والی ہوگئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے حضرت ام حرام کا پہلے سمندری جہاد میں شریک ہونا

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام

❶ المعجم الکبیر: باب القاف، ج ۱۹ ص ۸، رقم الحدیث: ۱۲/ تاریخ مدینة دمشق: ج ۴۹ ص ۲۸۱/ سیر أعلام النبلاء: ج ۲ ص ۳۱۴

حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، جیسے وہ آپ کو کھلاتی تھیں اسی طرح آپ کو کھانا کھلایا اور پھر سر سے جوئیں نکالنے بیٹھ گئیں۔(یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ میں رضائی خالہ تھیں۔)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے، اور مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے، تو حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا آپ کس وجہ سے مسکرا رہے ہیں اے اللہ کے رسول! تو آپ نے فرمایا:

نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ، يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَدَعَا لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ...... قَالَ: أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ. ❶

ترجمہ: میری امت میں سے ایک گروہ مجھ پر پیش کیا گیا اس حال میں کہ وہ راہِ خدا میں جہاد کر رہے ہیں اور اس سمندر کے بڑے حصے پر سوار ہیں، تختوں پر بادشاہوں کی طرح، تو میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ اللہ سے دعا کیجئے مجھے بھی ان میں سے بنادے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن کے لئے دعا فرمائی، اور فرمایا: تو اولین میں سے ہے۔

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے واقعی حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سمندری سفر کیا، جب سمندر سے نکلیں تو اپنے جانور سے پھسلیں اور شہید ہو گئیں۔

اس طرح حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا پہلے سمندری شہیدوں میں سے ہو گئیں اور ان کی شہادت کی پیشنگوئی بھی سچی نکلی، اور اولین کے دفتر میں نام لکھوا گئیں، لہذا یہ پہلی

❶ صحیح البخاری: کتاب الجهاد والسير، باب الدعاء بالجهاد والشهادة للرجال والنساء، رقم الحديث: ۲۷۸۸/سنن الترمذی: أبواب فضائل الجهاد، باب ماجاء فی غزو البحر، رقم الحديث: ۱۶۴۵

مجاہد خاتون ہیں جو سمندر کی جہاد میں شریک ہوئی۔ بحرابیض میں پہل کرنے والی ہیں اوراس بحری جنگ کے بعد سب سے پہلے راہ خدا میں شہید ہونے والی صحابیہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رقت آمیز دُعا کے سبب بدر میں فرشتوں کا نزول

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کے دن مشرکین کی طرف دیکھا تو وہ ایک ہزار تھے اور آپ کے صحابہ تین سو انیس تھے، (معروف روایات میں تین سو تیرہ کا ذکر ہے) اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف منہ فرما کر اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور اپنے رب سے پکار پکار کر دعا مانگنا شروع کردی:

اَللّٰهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي، اَللّٰهُمَّ آتِ مَا وَعَدْتَنِي، اَللّٰهُمَّ إِنْ تُهْلِکْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا تُعْبَدُ فِي الْأَرْضِ، فَمَازَالَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ، مَادًّا يَدَيْهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، حَتّٰى سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ مَنْكِبَيْهِ، فَأَتَاهُ أَبُو بَكْرٍ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ، فَأَلْقَاهُ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ الْتَزَمَهُ مِنْ وَرَائِهِ، وَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، كَفَاکَ مُنَاشَدَتُکَ رَبَّکَ، فَإِنَّهُ سَيُنْجِزُ لَکَ مَا وَعَدَکَ. ❶

ترجمہ: اے اللہ! میرے لئے اپنے کئے ہوئے وعدہ کو پورا فرمایا، اے اللہ! اپنے وعدہ کے مطابق عطا فرما، اے اللہ! اگر اہل اسلام کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو زمین پر تیری عبادت نہ کی جائے گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم برابر اپنے رب سے ہاتھ دراز کئے قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگتے رہے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک آپ کے شانہ سے گر پڑی، پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کو اٹھایا اور اسے آپ کے کندھے پر ڈالا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے

❶ صحیح مسلم: کتاب الجهاد والسیر، بَابُ الْإِمْدَادِ بِالْمَلَائِكَةِ فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ، وَإِبَاحَةِ الْغَنَائِمِ، رقم الحدیث: ۱۷۶۳

سے آپ سے لپٹ گئے اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! آپ کی اپنے رب سے دعا کافی ہو چکی، عنقریب وہ آپ سے اپنے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرے گا۔

اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّىْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ﴾ (الأنفال: ۹)

ترجمہ: یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، تو اس نے تمہاری فریاد کا جواب دیا کہ میں تمہاری مدد کے لیے ایک ہزار فرشتوں کی کمک بھیجنے والا ہوں جو لگاتار آئیں گے۔

جس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر موقع پر اللہ رب العزت سے دُعا فرماتے تھے، اسی طرح حضراتِ صحابہ کرام بھی ہر موقع پر اللہ رب العزت کی طرف رجوع کرتے تھے، چونکہ اُن کی دعائیں صدقِ دل سے ہوتی تھیں اسلئے اللہ رب العزت انہیں قبول فرماتا تھا۔

حضراتِ صحابہ کرام کے قبولیت دُعا کے ایمان افروز واقعات

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبولیت دعا پر بارش برسنا

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بڑا سخت قحط پڑا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو لے کر شہر سے باہر گئے اور انہیں دو رکعت نماز استسقاء پڑھائی اور اپنی چادر کے دونوں کناروں کو پلٹا، دائیں کو بائیں اور بائیں کو دائیں طرف کر دیا، پھر اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر یہ دعا کی: اے اللہ! ہم تجھ سے معافی مانگتے ہیں اور تجھ سے بارش مانگتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس جگہ سے ہٹنے سے پہلے بارش شروع ہوگئی اور خوب بارش ہوئی، کچھ دنوں کے بعد دیہاتی لوگوں نے آکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی:

يَاأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بَيْنَا نَحْنُ فِيْ وَادِيْنَافِي سَاعَةِ كَذَا إِذْ أَظَلَّتْنَاغَمَامَةٌ فَسَمِعْنَامِنْهَاصَوْتًا:أَتَاكَ الْغَوْثُ أَبَاحَفْصٍ، أَتَاكَ الْغَوْثُ أَبَاحَفْصٍ. ❶

ترجمہ: اے امیر المؤمنین! فلاں دن فلاں وقت ہم اپنے کھیت اور وادیوں میں تھے کہ اچانک بادل ہمارے سروں پر آگئے، ہم نے ان میں سے یہ آواز سنی، اے ابوحفص! آپ کے پاس مدد آگئی، اے ابوحفص! آپ کے پاس مدد آگئی۔ (ابوحفص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی قبولیت دعا پر بارش برسنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے بارانِ رحمت کی دعا کے لیے کہا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ لَمْ يَنْزِلْ بَلَاءٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَّابِذَنْبٍ،وَلَايُكْشَفُ إِلَّا بِتَوْبَةٍ، وَقَدْ تَوَجَّهَ بِي الْقَوْمُ إِلَيْكَ لِمَكَانِي مِنْ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهَذِهِ أَيْدِينَابِالذُّنُوبِ وَنَوَاصِينَا بِالتَّوْبَةِ، وَأَنْتَ الرَّاعِيْ لَا تُهْمِلِ الضَّالَّةَ، وَلَا تَدَعِ الْكَسِيرَ بِدَارِ مَضْيَعَةٍ،فَقَدْ ضَرَعَ الصَّغِيرُ،وَرَقَّ الْكَبِيرُ، وَارْتَفَعَتِ الشَّكْوَى، وَأَنْتَ تَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى،اَللّٰهُمَّ، فَأَغِثْهُمْ بِغِيَاثِكَ قَبْلَ أَنْ يَقْنَطُوا فَيَهْلَكُوا،فَإِنَّهُ لَا يَيْئَسُ مِنْ رَحْمَتِكَ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ. ❷

ترجمہ: اے اللہ! آسمانی مصیبتیں گناہوں کی وجہ سے نازل ہوتی ہیں اور توبہ واستغفار سے دور ہوجاتی ہیں، لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری قرابت کی وجہ سے

---

❶ تاريخ مدينة دمشق:ترجمة:عمر بن الخطاب، ج۴۴ ص ۳۴۶/ البداية والنهاية: سنة ثمانية عشر، ج۷ ص ۹۲

❷ تاريخ مدينةدمشق:حرف العين،ترجمة:العباس بن عبد المطلب، ج۲۶ ص ۳۵۸، ۳۵۹،رقم الترجمة: ۳۱۰۶/المجالسة وجواهر العلم: ج۳ ص ۱۰۲،الرقم:۷۲۷

مجھے تیرے سامنے کر دیا ہے، یہ ہمارے ہاتھ ہیں جو گناہوں کے اعتراف میں پھیلے ہوئے ہیں، اور یہ ہماری پیشانیاں ہیں جو ندامت کے بوجھ سے جھکی ہوئی ہیں، تو وہ نگہبان ہے جو گم کردہ راہ سے بے خبر نہیں رہتا ہے اور شکستہ حال کو ضائع نہیں کرتا، اب چھوٹے تضرع کر رہے ہیں، بڑے رو رہے ہیں اور گریہ وزاری کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں، اے رب کریم! تو ہر پوشیدہ بات سے واقف ہے، اے اللہ! اپنی رحمت کے طفیل میں انہیں پانی عطا کر، اس سے پہلے کہ وہ مایوسی سے ہلاک ہو جائیں، تیری رحمت سے کافروں کے علاوہ کوئی مایوس نہیں ہوتا۔ راوی کہتے ہیں کہ ابھی آپ نے دعا ختم بھی نہیں کی تھی کہ بادل پہاڑوں کی طرح آئے اور بارش ہوگئی۔

حضرت ابو معلق انصاری رضی اللہ عنہ کی دعا پر فرشتہ کا مدد کے لئے آنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی تھے، ان کی کنیت ابو معلق تھی۔ وہ تجارت کرتے تھے، اپنا سامان خریدتے، اس کے علاوہ لوگوں کا مال لے کر مختلف علاقوں میں جاتے، نہایت عبادت گزار اور پرہیز گار بھی تھے۔ ایک مرتبہ سامان تجارت لے کر کسی شہر جا رہے تھے کہ راستہ میں انہیں ایک ڈاکو نے روک لیا۔ کہنے لگا:

ضَعْ مَا مَعَکَ فَإِنِّي قَاتِلُکَ.

ترجمہ: جو کچھ تمہارے پاس ہے اس کو رکھ دو، کیوں کہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔

ابو معلق نے کہا: ٹھیک ہے، تم ڈاکو ہو تمہیں میرے مال و متاع سے غرض ہے۔ مجھے قتل کر کے تمہیں کیا ملے گا! تم میرا سامان لے لو اور مجھے جانے دو۔

ڈاکو مسکرایا اور کہنے لگا کہ دیکھو جہاں تک مال کا تعلق ہے، وہ تو میرا ہے ہی، مگر میں مال کے ساتھ صاحب مال کو قتل بھی کرتا ہوں۔

ابو معلق نے اس کو بہت سمجھایا اور قائل کرنے کی کوشش کی، مگر وہ ماننے کو تیار ہی نہیں تھا۔ آخر ابو معلق اس سے کہنے لگے:

إِذْ أَبَيْتَ فَذَرْنِي أُصَلِّيْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ.

ٹھیک ہے، اگر تم مجھے قتل ہی کرنا چاہتے ہو تو مجھے چار رکعت نماز پڑھنے کی اجازت دے دو۔

ڈاکو کہنے لگا: جتنی مرضی نماز پڑھو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

ابو معلق نے وضو کیا اور نفل پڑھنے لگے، ادھر ڈاکو ان کے سر پر کھڑا ہے اور منتظر ہے، کب وہ نماز ختم کریں اور وہ ان کو قتل کردے۔ آخر سجدہ میں انھوں نے اللہ کے حضور خصوصی دعا فرمائی:

يَاوَدُوْدُ، يَاذَاالْعَرْشِ الْمَجِيْدِ، يَافَعَّالُ لِّمَا يُرِيْدُ، أَسْأَلُكَ بِعِزِّكَ الَّذِىْ لَا يُرَامُ، وَمُلْكِكَ الَّذِىْ لَايُضَامُ وَبِنُوْرِكَ الَّذِىْ مَلَأَ أَرْكَانَ عَرْشِكَ، أَنْ تَكْفِيَنِىْ شَرَّ هٰذَااللِّصِّ، يَامُغِيْثُ أَغِثْنِىْ، يَامُغِيْثُ أَغِثْنِىْ، يَامُغِيْثُ أَغِثْنِىْ. ❶

ترجمہ: اے بہت زیادہ محبت کرنے والے! اے بزرگ ترین عرش کے مالک! اے جو چاہے وہ کرنے والے! میں تیری اس عزت کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جس تک کسی کی رسائی نہیں ہوسکتی اور تیری اس سلطنت کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں جہاں ظلم وزیادتی نہیں ہوتی اور تیرے اس نور کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں، جس نے تیرے عرش کے اردگرد کو بھر رکھا ہے کہ تو اس ڈاکو کے شر سے میری حفاظت فرما، اے فریادرس! میری فریادرسی فرما۔ اے پکار سننے والے! میری پکار سن۔ اے مظلوموں کا جواب دینے والے! مجھے اس ظالم سے بچا۔

❶ شرح أصول إعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائي: ج ۹ ص ۱۶۶، رقم: ۱۱۱/ أسد الغابة في معرفة الصحابة: ترجمة: أبو معلق الأنصاري، ج ۶ ص ۲۸۹، رقم الترجمة: ۶۲۶۷/ الإصابة في تمييز الصحابة: ج ۷ ص ۳۱۳، ۳۱۴، رقم الترجمة: ۱۰۵۵۷

تین مرتبہ انہوں نے اس دعا کو دہرایا اور ادھر اللہ کی رحمت جوش میں آ گئی۔ ایک گھڑ سوار تلوار اپنی ہاتھ میں لیے ہوئے سیدھا اس ڈاکو کی طرف بڑھا اور آناً فاناً اس کو چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ پھر ابو معلق اس شہسوار کی طرف بڑھے اور اس سے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کون ہیں؟ آج آپ کی بروقت مدد کی وجہ سے میری جان بچ گئی، ورنہ یہ ڈاکو تو مجھے قتل ہی کر دیتا۔

شہسوار نے کہا: میں چوتھے آسمان کا فرشتہ ہوں، جب تم نے پہلی مرتبہ دعا مانگی تو میں نے آسمان کے دروازوں پر کھٹکھٹانے کی آواز سنی، جب تم نے دوسری مرتبہ دعا مانگی تو میں نے آسمان والوں کی ایک زوردار آواز سنی، جب تم نے تیسری مرتبہ دعا مانگی تو کہا گیا کہ ایک پریشان حال دعا مانگ رہا ہے۔ میں نے اللہ رب العزت سے عرض کی کہ مجھے اس کے دشمن کے قتل پر مقرر فرما دیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص وضو کرے، چار رکعت نماز پڑھے اور مذکورہ دعا پڑھے تو اس کی دعا قبول کی جاتی ہے خواہ وہ پریشان حال ہو یا نہ ہو۔

تو اندازہ کیجئے کہ دعا میں اللہ نے کتنی تاثیر رکھی ہے کہ اللہ نے دعا کی قبولیت کیلئے چوتھے آسمان سے فرشتہ کو اتار دیا، جب انسان عاجزی اور تضرع کے ساتھ اللہ کے سامنے گڑگڑا کر دعا کرتا ہے تو رب العالمین دعا قبول فرماتے ہیں۔

دعا کے سبب حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کے سر کی من جانب اللہ حفاظت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ افراد پر مشتمل مرثد بن ابی مرثد کی امارت میں ایک دستہ بھیجا تھا، ان میں حضرت عاصم بن ثابت اور حضرت خالد بن البکیر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ جب یہ لوگ مقام رجیع پر پہنچے تو قبیلہ ہذیل نے ان کو اپنی امان کی پیشکش کی، حضرت مرثد اور عاصم رضی اللہ عنہما نے تو کہا ہم کبھی بھی کسی مشرک کی پناہ یا وعدہ پر

یقین نہیں کریں گے، آخرانہوں نے ان کوشہید کرڈالا۔حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کوقتل کرنے کے بعد ہذیل کا ارادہ تھا کہ ان کے سرکو ہم سلافہ بنت سعد کے ہاتھوں فروخت کردیں، اس نے نذر مانی تھی کہ اگر وہ عاصم کے سرکو پالے تو اس کی کھوپڑی میں شراب پیئے گی۔ کیوں کہ جنگ احد کے موقع پر عاصم کے ہاتھوں اس کے دو بیٹے قتل ہوئے تھے۔

چنانچہ جب قبیلہ ہذیل کے مشرکین نے ان کے سرکو کاٹنا چاہا تو شہد کی مکھیوں نے ان کے سرکو ڈھانک لیا، مشرکین نے کہا چلو شام کو جب یہ مکھیاں ان سے جھٹ جائیں گی ہم ان کا سر کاٹ لیں گے، لیکن پھر زوردار بارش ہوئی اور بارش کا پانی حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کے سرکو بہالے گیا:

وَكَانَ عَاصِمٌ قَدْ أَعْطَى اللَّهَ عَهْدًا أَلا يَمَسَّ مُشْرِكًا وَلَا يَمَسُّهُ مُشْرِكٌ تَنَجُّسًا مِنْهُمْ. فَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ حِينَ بَلَغَهُ أَنَّ الدَّبْرَ مَنَعَهُ: حَفِظَ اللهُ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ كَانَ عَاصِمٌ قَدْ وَفَّى لِلَّهِ فِي حَيَاتِهِ، فَمَنَعَهُ اللهُ مِنْهُمْ بَعْدَ وَفَاتِهِ. (1)

ترجمہ: درحقیقت حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ وہ نہ کسی مشرک کو چھوئیں گے اور نہ کسی مشرک کو اپنا جسم چھونے دیں گے کیوں کہ مشرک ناپاک ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جب یہ خبر پہنچی کہ شہد کی مکھیوں نے انہیں اِس کام سے روک دیا ہے، تو انہوں نے اس موقع پر فرمایا کہ اللہ تعالی نے اپنے مؤمن بندے کی حفاظت فرمائی۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں اللہ سے کیے ہوئے عہد کا پاس رکھا تو اللہ تعالیٰ نے بعدالوفات ان کی حفاظت فرمائی۔

(1) حلية الأولياء: ترجمة: عاصم بن ثابت رضى الله عنه، ج ١ ص ١١٠

حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہما کی دعا کی قبولیت

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے اُن سے جنگِ اُحد کے دن کہا: کیا تم اللہ سے دعا نہیں مانگتے ہو؟ اس پر وہ دونوں حضرات ایک کونے میں گئے اور پہلے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ دعا مانگی:

يَارَبِّ، إِذَالَقِينَاالْقَوْمَ غَدًا، فَلَقِّنِي رَجُلًا شَدِيدًابَأْسُهُ شَدِيدًاحَرْدُهُ فَأُقَاتِلَهُ فِيكَ وَيُقَاتِلُنِي، ثُمَّ ارْزُقْنِي عَلَيْهِ الظَّفَرَحَتَّى أَقْتُلَهُ وَآخُذَ سَلَبَهُ.

ترجمہ: اے میرے ربّ! کل کو جب میں دشمن سے لڑنے جاؤں تو میرے مقابلہ میں ایسے بہادر کو مقرر فرما جو سخت حملہ والا ہو اور بہت غصہ والا ہو، میں اس پر زوردار حملہ کروں اور وہ مجھ پر سخت حملہ کرے، پھر مجھے اس پر فتح نصیب فرما یہاں تک کہ میں اسے قتل کر کے اس کا مالِ غنیمت لے لوں۔ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے آمین کہی۔ پھر انھوں نے دعا مانگی:

اَللَّهُمَّ ارْزُقْنِي غَدًارَجُلًا شَدِيدًاحَرْدُهُ، شَدِيدًابَأْسُهُ، أُقَاتِلُهُ فِيكَ وَيُقَاتِلُنِي، ثُمَّ يَأْخُذُنِي فَيَجْدَعُ أَنْفِي، فَإِذَالَقِيتُكَ غَدًا قُلْتَ يَاعَبْدَ اللَّهِ، فِيمَ جُدِعَ أَنْفُكَ وَأُذُنُكَ؟ فَأَقُولُ فِيكَ وَفِي رَسُولِكَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [1]

ترجمہ: اے اللہ! کل کو میدانِ جنگ میں ایک بہادر سے میرا مقابلہ کرا جو بہت غصے والا اور سخت حملے والا ہو، میں اس پر تیری وجہ سے حملہ کروں اور وہ مجھ پر زوردار حملہ کرے، پھر وہ مجھے پکڑ کر میرے ناک اور کان کاٹ دے۔ پھر کل جب تیرے حضور میں میری پیشی ہو تو تُو کہے کہ تیرے ناک اور کان کیوں کاٹے گئے؟ تو میں کہوں: تیرے اور

[1] السنن الکبری للبیھقی: کتاب قسم الفيء والغنيمة، باب السلب للقاتل، ج٦ ص ۱ ۵۰، رقم الحدیث: ۱۲۷۶۹/المستدرک علی الصحیحین: کتاب الجهاد، ج۲ ص۸۶، رقم الحدیث: ۲۴۰۹. قال الحاكم هذاحديث صحيح على شرط مسلم ووافقه الذهبي.

تیرے رسول کی وجہ سے۔ پھر تو کہے کہ ہاں! تم نے ٹھیک کہا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے میرے بیٹے! حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی دعا میری دعا سے بہتر تھی۔ چنانچہ میں نے دن کے آخری حصہ یعنی شام کو دیکھا کہ اُن کا ناک اور کان ایک دھاگے میں پروئے ہوئے تھے۔

حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کی دعا کے سبب لشکر نے سمندر کو پار کردیا

ایک مرتبہ بصرہ میں ایک آدمی کے کان میں مچھر گھس گیا، پردے کے قریب پہنچ کر قوت شنوائی تک اثر انداز ہوگیا، جس کی وجہ سے رات کی نیند حرام ہوگئی۔ چنانچہ سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ کے اصحاب میں سے کسی نے تلقین کی کہ تم حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ صحابی رسول کی دعا پڑھو، جو انہوں نے جنگل اور دریا کی ہولناکی کے وقت پڑھی، تو اللہ تعالیٰ نے انھیں نجات بخشی۔ بصرہ کے آدمی نے کہا کہ وہ آخر کونسی دعا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ تفصیل یہ ہے کہ مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے معلوم ہوا کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر دے کر بحرین بھیجا گیا، جس میں یہ بھی شریک تھے۔ راستہ کو طے کرتے ہوئے ایک جنگل سے گذر ہوا، اس درمیان ہمیں پیاس کی شدت محسوس ہوئی، اتنے میں میں نے اتر کر دو رکعت نماز ادا کی اور یہ دعا کی، بس یہ کہنا تھا کہ ایک بادل کا ٹکڑا پرندہ کے تیزی کی طرح آیا اور چھا گیا، اس کے بعد اس قدر بارش ہوئی کہ ہمارے برتن بھر گئے۔ سواروں کو پلایا اور تھوڑی دیر کے بعد کوچ کیا، یہاں تک کہ خلیج کے پاس پہنچ گئے۔ جس کے اندر اس قدر جوش وتلاطم تھا کہ ہم نے اس سے قبل نہیں دیکھا۔ دریا کو پار کرنے کے لئے کوئی کشتی نہیں تھی، پھر حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ نے دو رکعت نماز پڑھی اور انہی الفاظ میں دعا مانگی ’’ **يَاحَلِيْمُ يَاعَلِيْمُ يَاعَلِيُّ يَاعَظِيْمُ** ‘‘ پھر حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ

عنہ نے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہا کہ بھائیو! اللہ کا نام لے کر پار کر جاؤ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

فَمَشَيْنَا عَلَى الْمَاءِ فَوَ اللّٰهِ مَا ابْتَلَّتْ قَدَمٌ وَلَا خُفٌّ وَلَا حَافِرُ دَابَّةٍ. وَكَانَ الْجَيْشُ أَرْبَعَةَ آلَافٍ. ❶

ترجمہ: اتنے میں ہم لوگ پانی پر چل پڑے۔ خدا کی قسم! نہ پاؤں بھیگے نہ موزے، اور نہ کسی جانور کا کُھر، لشکر کی تعداد چار ہزار کے قریب تھی۔

چنانچہ اس بصرہ کے آدمی نے یہ دعا پڑھی۔ تھوڑی دیر کے بعد دو بھنبھناتے ہوئے مچھر نکلے جو دیوار سے ٹکرا گئے اور اس آدمی کو نجات مل گئی۔

چار کبار حضرات کی دعائیں اور انکی قبولیت

ایک مرتبہ عروہ بن زبیر، عبداللہ بن زبیر، مصعب بن زبیر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم ایک حجرے میں جمع تھے۔ کسی نے تجویز کی کہ ہم لوگ اپنی اپنی آرزوئیں پیش کریں، سب نے اسے پسند کیا۔ سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میری آرزو یہ ہے کہ مجھے خلافت ملے۔ حضرت عروہ کہنے لگے میں چاہتا ہوں کہ مجھ سے علم حاصل کیا جائے۔ حضرت مصعب نے کہا میری تمنا یہ ہے کہ عراق کی ایک خوبصورت عورت اور قریش کی دو عورتیں عائشہ بنت طلحہ، سکینہ بنت حسین میرے عقد میں آجائیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری تمنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میری بھرپور مغفرت فرمائے۔

چنانچہ خدا نے ان چاروں کی دعا قبول فرمائی اور ہر ایک کی تمنا پوری ہوئی۔ امید ہے

❶ مجابو الدعوة لابن أبي الدنيا: ص ۱۴۱، الرقم: ۴۲/ كرامات الأولياء اللالكائی: من شرح أصول إعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائی: سياق ماروی من كرامات العلاء بن الحضرمی، ج ۹ ص ۱۶۲/ حياة الحيوان الكبرى: البعوض، ج ۱ ص ۱۸۸، ۱۸۹

اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مغفرت بھی کردی ہوگی۔ ❶

دُعا کی برکت سے غیبی رزق کا انتظام ہوگیا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اللہ کا ایک بندہ اپنے اہل وعیال کے پاس اپنے گھر گیا، مگر وہاں جا کر معلوم ہوا کہ غربت اور فقر وفاقہ کی وجہ سے بال بچے سب بھوکے ہیں اور گھر میں کوئی چیز کھانے کی نہیں ہے۔ یہ حال دیکھ کر وہ صحابی اسی وقت جنگل کی طرف روانہ ہوگئے تا کہ تنہائی میں یکسوئی کے ساتھ گریہ وزاری کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کے ذریعہ روزی طلب کریں، ادھر جب اس کی نیک بیوی نے دیکھا کہ اس کے شوہر اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے لئے گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر توکل ویقین کر کے اس نے گھر میں تیاری شروع کردی، پہلے چکی کے پاس آئی اسے صاف کیا تا کہ اللہ تعالیٰ کہیں سے غلہ بھجوا دیں تو اسے جلدی سے پیسا جا سکے۔

پھر وہاں سے تنور کے پاس گئی اسے بھی جلا کر گرم کیا تا کہ روٹی پکانے میں دیر نہ لگے، اتنا ظاہری اسباب کر کے وہ صالحہ بیوی خود بھی دوگانہ ادا کر کے دعا میں مشغول ہوگئی، ادھر گھر میں تڑپ کر یہ دعا مانگ رہی ہے، ادھر جنگل میں بلک بلک کر شوہر دعا مانگ رہا ہے، اب دعا سے فارغ ہو کر اس عورت نے دیکھا کہ گھر میں چکی خود بخود چل رہی ہے اور چکی کے اردگرد آٹے کے لئے جو جگہ بنی ہوئی ہوتی ہے وہ آٹے سے بھری ہوئی ہے، پھر تنور کے پاس گئی تو وہاں یہ منظر دیکھا کہ تنور بھی خود بخود روٹیوں سے بھرا ہوا ہے، جتنی روٹیاں اس میں لگ سکتی ہیں اس میں لگی ہوئی ہیں، اتنے میں اس کا شوہر بھی

---

❶ حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: عروة بن زبير رضى الله عنه، ج٢ ص ١٧٦ / تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عروة بن الزبير بن العوام، ج ٤٠ ص ٢٦٧

آ گیا اور دریافت کیا کہ میرے جانے کے بعد اللہ تعالی نے تمھیں کوئی چیز عنایت فرمائی؟ بیوی نے کہا کہ ہاں ہمیں اپنے خالق ومالک کی جانب سے (براہ راست، خزانہ غیب سے اس طرح) رزق عطا کیا گیا ہے، پھر پورا واقعہ بیان کردیا، یہ سن کر وہ بھی مسرت وخوشی میں چکی کے پاس چلے گئے اور اس کے اوپر کے پاٹ کو اٹھا کر دیکھا پھر کھانے پینے سے فارغ ہوکر وہ صحابی مارے خوشی کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اللہ تعالی کی غیبی نصرت ومدد کا پورا واقعہ بیان کیا، یہ سنتے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَوْ تَرَكَهَا لَدَارَتْ أَوْ قَالَ: طَحَنَتْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. ❶

ترجمہ: اگر تم (چکی کو) چھوڑ دیتے تو یہ چلتی رہتی، یا فرمایا کہ پیستی رہتی قیامت تک۔

یعنی اگر تم چکی کو اٹھا کر نہ دیکھتے تو یہ چکی چلتی رہتی اور آٹا نکلتا رہتا اور قیامت تک ختم نہ ہوتا۔ یہ غیبی نصرت تھی کہ اللہ رب العزت نے اِن کے لئے غیبی رزق کا انتظام فرمادیا۔

اسلافِ امت کے قبولیت دعا کے ایمان افروز واقعات

حضرت ابومسلم خولانی رحمہ اللہ کی دعا پر خوب بارش ہوئی

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قحط پڑا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ استسقاء کی نماز کے لیے نکلے، جب نماز کی جگہ پر پہونچے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابومسلم خولانی رحمہ اللہ سے کہا: آپ دیکھتے ہیں لوگوں پر کیا مصیبت آئی ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے، حضرت ابومسلم رحمہ اللہ نے کہا میں کروں گا مگر مجھ پر ہلاکت شرط ہے، آپ دعا کرنے لیے کھڑے ہوئے، سر پر رومی ٹوپی تھی وہ آپ نے اتاری اور ہاتھ

❶ المعجم الأوسط: ج۵ ص ۳۷۰، رقم الحديث: ۵۵۸۸/شعب الإيمان: ج۲ ص ۴۸۱، رقم الحديث: ۱۲۷۸/سلسلة الأحاديث الصحيحة: ج٦ ص ۱۰۵۱، رقم الحديث: ۲۹۳۷

اٹھا کر دعا کی، اے اللہ! ہم آپ سے بارش مانگتے ہیں اور میں آپ کے سامنے اپنے گناہ لے کر حاضر ہوا ہوں، آپ مجھ کو خالی ہاتھ واپس نہ کیجیے، واپس نہ ہوئے تھے کہ بارش شروع ہوگئی، حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ نے دعا کی اے اللہ! حضرت معاویہ نے مجھے ریاوشہرت کی جگہ کھڑا کر دیا ہے، اگر میرے لیے آپ کے ہاں بھلائی ہے تو مجھے اپنے پاس بلا لیجئے، یہ جمعرات کا دن تھا، اگلی جمعرات کو حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ کا انتقال ہو گیا۔ ❶

حضرت صفوان بن محرز رحمہ اللہ کی دعا کے سبب بھتیجے کو فوراً رہائی مل گئی

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عبیداللہ بن زیاد نے حضرت صفوان بن محرز مازنی رحمہ اللہ کے بھتیجے کو گرفتار کر لیا۔ آپ نے لوگوں سے اس کی رہائی کے بارے میں بات کی لیکن عبیداللہ بن زیاد نے کسی کی بات نہ مانی، جب کوئی صورت نظر نہ آئی تو آپ مصلے پر کھڑے ہوئے اور عبادت میں مصروف ہو گئے اور دعائیں کرنے لگے، اسی دوران کچھ دیر کے لئے آنکھ لگ گئی:

يَاصَفُوَانُ قُمْ فَاطْلُبْ حَاجَتَكَ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهَا فَقَالَ: أَفْعَلُ فَقَامَ فَتَوَضَّأَ مِنَ الْمَاءِ وَصَلَّى وَدَعَا. ❷

ترجمہ: خواب میں ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ اے صفوان! اٹھ اور قبلہ کی طرف منہ کر کے اپنی حاجت طلب کر، چنانچہ آپ نے اٹھ کر وضو کیا، نماز پڑھی اور دعا مانگی۔

حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رات کے کسی حصے میں عبیداللہ بن زیاد حضرت صفوان بن محرز رحمہ اللہ کی حاجت سے آگاہ ہوا تو کہا: حضرت صفوان رحمہ اللہ

❶ بستان العارفين للنووي: باب في كرامات الأوليا، ص ٧١

❷ الزهد لأحمد بن حنبل: ص ٢٠٧، الرقم: ١٤٣٧

کے بھتیجے کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ کارندوں نے اسے ابن زیاد کے سامنے پیش کردیا،اس نے پوچھا کیا تم ہی حضرت صفوان کے بھتیجے ہو؟ کہا: ہاں! چنانچہ، ابن زیاد نے اسے رہا کردیا۔ حضرت صفوان بن محرز رحمہ اللہ کو ذرا برابر بھی خبر نہ ہوئی حتی کہ دروازے پر دستک ہوئی، آپ نے پوچھا: کون؟ جواب دیا: میں فلاں ہوں، رات کے کسی حصہ میں ابن زیاد میرے معاملہ سے آگاہ ہوا تو اس کے کارندے روشنی لے کر میرے پاس آئے، قید خانے کا دروازہ کھولا اور مجھے اس کے پاس لے گئے۔ لہٰذا اس نے بغیر کسی ضمانت کے مجھے رہا کردیا۔

دعا کی وجہ سے اللہ تعالی نے بینائی لوٹادی

حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اسماعیل بن عقبہ کو بینا دیکھا تھا، پھر کچھ عرصے بعد نابینا ہوچکے تھے، پھر کچھ عرصے بعد دیکھا کہ بدستور بینا ہوچکے تھے، میں نے ان سے پوچھا کہ پہلے آپ بینا تھے پھر نابینا ہوگئے تھے،اب دوبارہ بینا ہوگئے؟ انہوں نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ کچھ الفاظ مجھے سکھائے گئے تھے، میں نے وہ پڑھے تو اللہ تعالی نے بینائی لوٹادی، وہ الفاظ یہ ہیں:

یَاقَرِیْبُ یَامُجِیْبُ،یَا سَمِیْعَ الدُّعَاءِ،یَالَطِیْفُ لِمَایَشَاءُ. ❶

تین علماء کی دعاؤں کے سبب خوب بارانِ رحمت

یحیی الغسانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں لوگ قحط سالی میں مبتلا ہوئے ،دعائے استسقاء کے لیے تین بزرگ علماء منتخب کیے گئے اوران کی سرکردگی میں لوگوں کا قافلہ جنگل میں پہنچا۔ ایک عالم نے یہ دعا کی:

❶ شعب الإیمان:الرجاء من اللّٰہ، ج۲ ص ۳۵۶،الرقم : ۱۰۵۴/الرسالة القشیریة: باب الفتوة، ج۲ ص ۴۲۵

اَللّٰھُمَّ إِنَّکَ أَنْزَلْتَ فِیْ تَوْرَاتِکَ أَنْ نَعْفُوْا عَمَّنْ ظَلَمَنَا،اَللّٰھُمَّ إِنَّا قَدْ ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا فَاعْفُ عَنَّا.

ترجمہ:اے اللہ! تو نے تورات میں فرمایا ہے کہ جو ہم پر ظلم کرے ہم اسے معاف کریں گے،اے اللہ! ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا تو ہمیں معاف فرما دے۔

دوسرے عالم نے عرض کیا:

اَللّٰھُمَّ إِنَّکَ أَنْزَلْتَ فِیْ تَوْرَاتِکَ أَنْ نَعْتِقَ أَرِقَّاءَ نَا،اَللّٰھُمَّ إِنَّا أَرِقَّاؤُکَ فَأَعْتِقْنَا.

ترجمہ:اے اللہ! تو نے تورات میں ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے غلاموں کو آزاد کرو، الٰہی ! ہم تیرے غلام ہیں ہمیں آزادی عطا کر۔

تیسرے عالم نے کہا:

اَللّٰھُمَّ إِنَّکَ أَنْزَلْتَ فِیْ تَوْرَاتِکَ أَنْ لَّا نَرُدَّ الْمَسَاکِیْنَ إِذَا وَقَفُوْا بِأَبْوَابِنَا، اَللّٰھُمَّ إِنَّا مَسَاکِیْنُکَ وَقَفْنَا بِبَابِکَ فَلَا تَرُدَّ دُعَاءَ نَا. ❶

ترجمہ:اے اللہ! تورات میں تو نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جب ہمارے دروازوں پر مساکین آئیں اور دستِ سوال دراز کریں تو ہم انہیں مایوس نہ کریں، الٰہی ! ہم تیرے مساکین ہیں، تیرے دروازے پر سجدہ ریز ہیں، ہمیں محروم نہ کر، ہماری دعائیں قبول فرما۔

کہتے ہیں کہ یہ دعائیں قبول ہوئیں اور لوگوں کو خشک سالی سے نجات مل گئی۔

والدہ کی دعا کی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ کی بینائی لوٹ آئی

بچپن میں امام بخاری رحمہ اللہ کے آنکھوں کی روشنی ختم ہوگئی تھی، ان کی والدہ ان کے لیے دعا کرتی رہتی تھیں، اے اللہ! میرے بیٹے کی آنکھوں کی روشنی کو لوٹا دے۔ایک

❶ إحياء علوم الدين: كتاب الأذكار والدعوات،الباب الثاني، ج ۱ ص ۳۰۸

مرتبہ ان کی والدہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا، وہ فرما رہے تھے تیری دعاؤں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تیرے بیٹے کی بینائی لوٹادی، جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ واقعتاً اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی لوٹادی تھی۔ ❶

ہرنیوں کی دعا اور آنسو کے سبب بادل گرج کر خوب برسا

ایک شخص ہرن کا شکار کیا کرتا تھا، ایک باراُس نے پانی پر جال بچھادیا، وہاں ایک ہرن آیا اُس کے ساتھ تین ہرن اور تھے، جب اس نے جال کو دیکھا تو وہ لوٹ گئے اور اُس کے ساتھ اور ہرن بھی لوٹ گئے، دوتین بار ایسا واقعہ ہوا، آخر کار جب انہیں پیاس کی شدت ہوئی تو پانی کے قریب آگئیں اور جال کو دیکھ کر سب نے ایک چیخ ماری اور اُن کے آنسو جاری ہوگئے، دیکھتے کیا ہیں کہ ایک بادل گرجا اور خوب بارش برسنے لگ گئی، ہرنیوں نے خوب پانی پیا اور لوٹ گئیں، وہ شخص کہتا ہے کہ اس سے میں سمجھا کہ یہ اُن کی دُعا کا اثر تھا، پس میں نے جال کاٹ ڈالا اور شکار چھوڑ دیا۔ ❷

دعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے کتاب سے تسامحات کو مٹادیا

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

میں نے ایک بڑے استاذ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ امام قدوری رحمہ اللہ جب اپنی مختصر کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو آپ حج کے لیے تشریف لے گئے اور مختصر ساتھ لیتے گئے، جب آپ طواف کر چکے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ الٰہی! اگر مجھ سے اس میں کہیں غلطی یا بھول چوک ہوگئی ہو تو مجھے اس پر مطلع فرما، اس کے بعد آپ نے کتاب کو اول

---

❶ تاریخ بغداد: ترجمة: محمدبن إسماعيل بن إبراهيم، ج۲ ص ۱۱/تاريخ مدينة دمشق لإبن العساكر، ترجمة: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم أبو عبد اللّٰه، ج۵۲ ص ۵۶

❷ نزهة المجالس: ج ۱ ص ۱۷۳

سے آخر تک ایک ایک ورق کھول کر دیکھا، تو صرف پانچ یا چھ جگہ سے مضمون مٹا ہوا تھا، اس کو آپ کی کرامات میں شمار کیا گیا ہے۔ ❶

ایک حبشی غلام کی دعا کے سبب خوب بارش ہوئی

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک سال شدید قحط پڑا، اسی دوران میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوا، لوگ خشک سالی سے پریشان تھے اور دعا کے لیے آبادی سے باہر جا رہے تھے، میں بھی ساتھ ہولیا، دعا کے وقت میں نے اپنے پہلو میں ایک حبشی غلام کو بیٹھے ہوئے دیکھا، اس نے ایک موٹی چادر، اپنی ٹانگوں کے اردگرد لپیٹ رکھی تھی اور ایک چادر شانے پر ڈال رکھی تھی، وہ شخص یہ دعا کر رہا تھا:

اِلٰهِیْ اَخْلَقَتِ الْوُجُوْهَ كَثْرَةُ الذُّنُوْبِ وُمَسَاوِئُ الْاَعْمَالِ وَقَدْ مَنَعْتَنَا غَيْثَ السَّمَاءِ لِتُؤَدِّبَ الْخَلِيْقَةُ بِذٰلِکَ ،فَاَسْاَلُکَ يَاحَلِيْمُ ذُوْاَنَاةٍ،يَامَنْ لَّا يَعْرِفُ عِبَادُهُ مِنْهُ اِلَّا الْجَمِيْلَ اَسْقِهِمُ السَّاعَةَ. ❷

ترجمہ: اے اللہ! گناہوں کی وجہ سے یہ صورتیں تیرے نزدیک ذلیل ہوگئی ہیں اور تو نے ان کی سرزنش کے لیے بارش کا سلسلہ منقطع کر دیا ہے، اے حلیم! اے مشفق و مہربان! اور اے وہ ذات کہ بندوں کو اس کے عفو و احسان کی توقع ہے، میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو انہیں ابھی اور اسی وقت سیراب فرما۔

حضرت عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ وہ شخص یہ دعا کر ہی رہا تھا کہ آسمان پر بادل چھا گئے اور ہر طرف پانی ہی پانی نظر آنے لگا، میں اس صورت حال سے متاثر ہو کر حضرت فضیل رحمہ اللہ کے پاس پہنچا، حضرت فضیل رحمہ اللہ نے مجھ سے کہا: کیا

❶البناية: كتاب الحج،باب الإحرام المزدلفه كلها موقف إلا بطن محسرا، ج۴ص۲۳۸
❷صفة الصفوة: ذكر المصطفين من عباد كانوا بمكة لم تعرف أسماؤهم، ج ا ص ۴۴۴/ بحر الدموع: الفصل التاسع،ص ۴۶،۴۷

بات ہے؟ تم اداس نظر آ رہے ہو؟ میں نے انہیں واقعہ سنایا اور کہا کہ یہ غلام ہم پر بازی لے گیا، افسوس! ہم پیچھے رہ گئے، حضرت فضیل رحمہ اللہ پر اس واقعہ کا اتنا اثر ہوا کہ وہ رونے لگے اور روتے روتے بے ہوش ہو گئے۔

حضرت مریم بصریہ کی دُعا سے اللہ تعالیٰ نے بے اولاد خاتون کو بیٹے سے نوازا

حضرت مریم بصریہ رحمہا اللہ حضرت رابعہ بصریہ کی ہم وطن اور ہم عصر تھیں۔ نہایت عبادت گزار اور اللہ تعالیٰ کی مقرب تھیں، عرفانِ حق کی باتیں ہوتیں تو آپ اللہ کے خیال میں گم ہو جاتی تھیں، فرمایا: ’’جب سے میں نے ’’وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ‘‘ (الذاریات: ۲۲) کی آیت پڑھی ہے روزی کی فکر سے بے نیاز ہو گئی ہوں۔‘‘

ایک مرتبہ ایک عورت آپ کے پاس آئی، پیٹ میں رسولی کی وجہ سے اولاد سے محروم تھی، کہنے لگی: میں اللہ کی رضا میں راضی رہنے والی بندی ہوں لیکن اولاد نہ ہونے کی وجہ سے شوہر دوسری شادی کرنے پر بضد ہے، یہ کہہ کر اس قدر روئی کہ ہچکیاں لگ گئیں۔ حضرت مریم بصریہ رحمہا اللہ نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے خاتون کو اولادِ نرینہ عطا فرمائی۔ ❶

مجاہد کی دعا کی وجہ سے مردے گدھے کا زندہ ہونا

ایک مجاہد جہاد کے سفر میں نکلے اور ان کے پاس ایک گدھا تھا، گدھے پر وہ سواری کر رہا تھا، سفر طے کرتے گئے تو ایک جگہ تک پہنچے اچانک وہ گدھا مر گیا، اب اس مجاہد نے اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلا کر دعا کی کہ اے اللہ! تو تو وہ ذات ہے جو مردہ انسانوں کو قبروں سے زندہ کریگا، مولیٰ کریم تو ہی وہ ذات ہے جو بے جان کے اندر جان ڈالتا ہے، میرا یہ گدھا تو جاندار تھا لیکن روح اس سے نکل گئی، یا اللہ! تو نے گدھے کو پیدا کیا تو نے ہی اس کی روح نکالی، میں تیرے سامنے دعا کر رہا ہوں تو ہی اس کی روح دوبارہ لوٹا

❶ صفة الصفوة: ذكر المصطفيات من عابدات البصرة، ترجمة: مريم البصرية، ج ۲ ص ۲۴۷

دے، اسلئے کہ مجھے آگے لڑائی میں پہنچنا ہے، جہاد ہو رہا ہے، دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ دیکھا گدھا کانوں کو ہلاتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔ ❶

زم زم پیتے وقت سو حدیثیں سننے کی دعا اور اُس کی قبولیت

امام حمیدی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ہم حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کی خدمت میں بیٹھے تھے، انہوں نے ہم سے زم زم والی حدیث بیان کی کہ وہ جس حاجت کی نیت سے پیا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو پورا کر دے گا، یہ سن کر ایک شخص مجلس سے اٹھ کر چلا گیا اور پھر واپس آیا اور حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے کہنے لگا کہ اے ابو محمد! کیا وہ حدیث جو زم زم کے بارے میں ہم سے روایت کی گئی صحیح نہیں ہے، آپ نے فرمایا کہ صحیح ہے، اس نے کہا کہ میں اس نیت سے کہ آپ مجھے ایک سو احادیث سنا دیں زم زم کا ایک ڈول پی کر آیا ہوں، حضرت سفیان رحمہ اللہ نے کہا بیٹھو اور پھر اس کو ایک سو احادیث سنائیں۔ ❷

دعا کے سبب قتل کرنے والا خود قتل ہو گیا

محمد بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے امیر المؤمنین سیدنا عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے کچھ لوگوں کو جیل سے نکالنے کا حکم دیا۔ سو میں نے انہیں نکال دیا، حجاج کے کاتب یزید بن ابی مسلم کو چھوڑ دیا، تو اس کو مجھ سے نفرت ہو گئی اور اس نے مجھے قتل کرنے کی نذر مان لی۔ میں اس وقت افریقہ میں تھا، جب کہا گیا کہ حجاج کا کاتب یزید بن ابی مسلم، یزید بن عبد الملک کی طرف سے انصار کے غلام محمد بن یزید کی جگہ آیا ہے۔ (یہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی وفات کے بعد کی بات ہے) تو میں وہاں اس سے بھاگ کھڑا

❶ دلائل النبوّة: باب ما جاء فی المجاهد فی سبیل اللّٰه الذی بعث حماره بعد ما نفق، ج٦ ص ٤٩

❷ كتاب الأذكياء: الباب الخامس عشر، ص ٩٨

ہوااوراس کو میری جگہ کا پتہ چل گیا، تو اپنے بندوں کو بھیج کر مجھے گرفتار کرالیا۔
جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے کہا: کب سے میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا تھا کہ وہ مجھ کو تم پر قابو دیدے۔
میں نے کہا: میں بھی خدا کی قسم! کب سے خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھ کو تم سے بچائے۔
یزید نے کہا: تو خدا تعالیٰ نے تم کو مجھ سے نہیں بچایا۔ خدا کی قسم! میں تم کو قتل کروں گا، اگر ملک الموت بھی مجھ سے تمہاری روح قبض کرنے میں سبقت کرنے لگے تو میں اس سے بھی سبقت کرلوں گا۔
پھر اس نے تلوار اور چمڑے کا فرش منگایا تو وہ دونوں چیزیں اس کے سامنے حاضر کر دی گئیں۔ اس نے میرے بارے میں حکم دیا، تو مجھ کو چمڑے کے فرش پر کھڑا کر دیا گیا، میرے ہاتھوں کو کندھوں کے پیچھے باندھ دیا گیا اور میرا سر بھی باندھ دیا گیا اور میرے پیچھے ایک آدمی ننگی تلوار لے کر کھڑا ہو گیا، وہ میری گردن اڑانے والا ہی تھا کہ اتنے میں نماز کھڑی ہوگئی۔
تو یزید نے کہا: اس کو ابھی چھوڑ دو تاکہ میں نماز پڑھ لوں اور یہ کہہ کر وہ نماز کے لیے نکل پڑا۔ پھر جب وہ سجدے میں گیا تو اچانک کچھ لوگوں نے اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا، اس کے بعد میرے پاس ایک آدمی آیا، جس نے میرے ہاتھ اور سر کی رسی کو کھول دیا اور میں صحیح سلامت لوٹ آیا۔ ❶

دعا کے سبب مال واولاد دونوں سے نفع ہوا

ایک شخص مکہ میں طواف کعبہ کر رہا تھا، اس نے ہزار اشرفیوں کی تھیلی پائی، پھر ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس کسی نے ہزار اشرفیوں کی تھیلی پائی ہو اور وہ لوٹا دے، تو

❶ الفرج بعد الشدة لابن أبي الدنيا: ص ١٧، الرقم: ٢٧

میں اس میں سے اُسے سو اشرفیاں دوں گا، اُس شخص نے کہا کہ میں نے پائی ہے، تب اُس نے کہا، اچھا پچاس لے لو، میں نے کہا: ہاں میں راضی ہوں، پھر کہنے لگا: اچھا پچیس لے لو، میں نے کہا: میں اس پر بھی راضی ہوں، تب اُس نے چپکے سے اِس کے لئے کوئی دعا کی اور اشرفیاں لے کر چلا گیا، پھر یہ شخص جب اس کے بعد بغداد میں جا کر مقیم ہوا، وہاں عبادت کیا کرتا تھا اور مجبوری میں زکوۃ لینے کا مستحق ہو گیا تھا، ایک دن ایک بڑھیا اس کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میں اپنی لڑکی کا تیرے ساتھ عقد کرنا چاہتی ہوں، اِس نے جواب دیا میں تو فقیر آدمی ہوں، وہ بولی کوئی مضائقہ نہیں، پھر اُسے ایک گھر میں لے گئی جس میں بہت سے مسکین رہتے تھے اور گواہوں کو بلا کر اپنی بیٹی کا اُس کے ساتھ عقد کر دیا اور جب جمعہ کا روز ہوا تو اس کو ایک خچر پر سوار کر کے اُسے ایک تھیلی حوالہ کی اور کہنے لگی کہ اس میں سے اللہ کی راہ میں تقسیم کرو، جب اس شخص کی نظر اس تھیلی پر پڑی تو وہ رونے لگ گیا، اس کی اہلیہ نے کہا شاید تو وہی شخص ہے جس نے مکہ میں تھیلی پائی تھی اور میرے والد کو لوٹائی تھی، وہ بولا ہاں، وہ کہنے لگی میرے والد نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ میں نے اِس شخص کے لئے اپنے مال و اولاد کی دعا کی ہے۔ چنانچہ یہ اُس کا مال ہے اور میں اس کی لڑکی ہوں۔ ❶

دیکھیں دعا کی وجہ سے اللہ رب العزت نے وہ مال بھی لوٹا دیا اور اُس کی بیٹی سے شادی بھی ہو گئی، تو گویا اُس شخص کے مال و اولاد دونوں سے اسے نفع ملا۔

حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ کی دعا کے سبب عورت کی بینائی لوٹ آئی

حضرت سیدنا عثمان بن عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ جب مسجد سے اپنے گھر کی طرف تشریف لے جاتے تو دروازے پر پہنچ کر ”اَللّٰہُ اَکْبَر“ کی

❶ نزهة المجالس: ج ۱ ص ۱۷۳

صدا بلند کرتے۔ جواب میں آپ کی زوجہ محترمہ بھی ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہتیں۔ پھر جب آپ صحن میں جاتے تو'' اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہتے۔ جواب میں آپ کی زوجہ بھی ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہتیں۔ جب کمرے میں داخل ہو جاتے تو پھر ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہتے اور جواب میں آپ کی زوجہ حترمہ بھی ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہتیں۔ یہ آپ کا ہر روز کا معمول تھا۔

ایک رات جب آپ گھر تشریف لائے اور آپ نے دردوازے پر پہنچ کر حسب معمول ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہا لیکن جواب نہ ملا، پھر جب صحن میں پہنچ کر ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہا تب بھی جواب نہ ملا۔ جب کمرے میں پہنچے اور ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہا تب بھی آپ کی زوجہ نے جواباً ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' نہ کہا۔ آپ کی زوجہ محترمہ نے آپ کو کھانا دیا اور چپ چاپ زمین پر بیٹھی رہیں، ایسا لگتا تھا جیسے وہ آپ سے ناراض ہیں۔ آپ کے گھر میں روشنی کے لئے چراغ تک نہیں تھا (لیکن آپ پھر بھی صابر وشا کر تھے) جب آپ نے اپنی زوجہ کو ناراض پایا تو ان سے دریافت کیا '' اے اللہ کی بندی! تو کیوں پریشان ہے؟''

یہ سن کر وہ کہنے لگیں: تمہارا امیر المؤمنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں بڑا مرتبہ ہے، وہ تمہاری بہت تعظیم کرتے ہیں۔ اگر آپ ان سے ایک خادم مانگ لیں تو وہ ضرور آپ کو عنایت فرما دیں گے ۔ ہمارے پاس ایک بھی خادم نہیں، جو ہماری خدمت کر سکے، خادم آ جائے گا تو ہمیں آسانی ہو جائے گی ۔ یہ سن کر آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور اس طرح بارگاہِ خداوندی میں عرض گزار ہوئے اے میرے پروردگار! اسے اندھا کر دے جس نے میرے گھر والوں کا ذہن خراب کیا ہے اور ہم میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

آپ کی دعا کا اثر فوراً ظاہر ہوا اور پڑوسیوں کی ایک عورت کی آنکھیں اچانک بے نور ہو گئیں جو اپنے گھر میں تھی، اور اسی نے آ کر آپ کی زوجہ محترمہ سے کہا تھا: اگر تو اپنے خاوند

سے کہے تو وہ امیرالمؤمنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے غلام حاصل کر سکتے ہیں اور اگر تمہیں غلام مل گیا تو اس طرح تمہاری زندگی پرسکون ہو جائے گی ۔ کچھ نظر نہ آنے کی بناء پراس نے گھر والوں سے کہا: تم نے چراغ کیوں بجھا دیئے؟ گھر والوں نے کہا: چراغ تو جل رہے ہیں ،شاید تمہاری آنکھیں بے نور ہو چکی ہیں۔اب وہ عورت بہت پریشان ہوئی اور جب اسے معلوم ہوا کہ یہ حضرت ابومسلم خولانی رحمہ اللہ کی بددعا کا اثر ہے تو وہ اپنی حرکت پر بہت شرمندہ ہوئی اور آپ سے معافی چاہی اور زار وقطار رونے اور عرض کرنے لگی مجھے اللہ تعالی کی رضا کی خاطر معاف فرمادیں اور اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا فرمائیں کہ میری بینائی لوٹ آئے۔آپ کو اس پر ترس آنے لگا اور آپ نے اللہ تعالی کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اس کی بینائی کے لئے دعا کی ،آپ ابھی دعا سے فارغ بھی نہ ہوئے تھے کہ اس عورت کی آنکھوں کی بینائی لوٹ آئی اور وہ بالکل ٹھیک ہوگئی۔ ❶

دعا کی وجہ سے قید سے رہائی مل گئی

محمد بن یوسف فریابی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب خلیفہ ابوجعفر منصور نے اسماعیل بن امیہ رحمہ اللہ کو گرفتار کرلیا اور انکو جیل میں قید کرنے کا آڈر کردیا۔وہ ایک دیوار کے پاس سے گزرے جس پرانہوں نے ایک دعا لکھی ہوئی پائی تھی ،وہ اسکو پڑھتے رہے اور دعا کرتے رہے حتی کہ انکی رہائی ہوگئی، پھر دوبارہ اس دیوار کے پاس سے گزرے تو انہوں نے دعا لکھی ہوئی نہیں پائی (یعنی یہ اللہ کی طرف غیبی نصرت تھی) وہ دعا یہ تھی:

يَا وَلِيَّ نِعْمَتِيْ،وَيَاصَاحِبِيْ فِيْ وَحْدَتِيْ،وَعُدَّتِيْ فِيْ كُرْبَتِيْ. ❷

❶مجابو الدعوة لابن أبى الدنيا: ص ٦٦ ،الرقم،٨٥/تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: عبد اللّٰه بن ثوب، ج٢٧ ص ٢١٤

❷الفرج بعد الشدة لابن أبى الدنيا: ج ٦٩ ،الرقم : ٦٩

ترجمہ:اے میری نعمتوں کے مالک!اور اے میرے تنہائی کے ساتھی اور میرے مصیبتوں میں اثاثہ!

ایک مجبور شخص کی دعا پر مطلوبہ رقم لے کر امام وقت خود اُن کے قدموں میں پہنچے

امام اسحاق بن عباد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے ''أَغِثِ الْمَلْهُوفَ'' مصیبت زدہ کی فریادرسی کیجئے۔ میں بیدار ہوا اور میں نے کہا: ہمارے پڑوس میں دیکھو کوئی ضرورت مند ہے؟ لوگوں نے کہا: کوئی نہیں ہے۔ میں دوبارہ سو گیا، پھر کہنے والے نے کہا ''تَنَامُ وَلَمْ تُغِثِ الْمَلْهُوفَ'' تم سو رہے ہو اور تم نے ضرورت مند کی فریادرسی نہیں کی۔ میں بیدار ہوا اور غلام سے کہا: خچر پر زین کس دے اور میں نے اپنے ساتھ تین سو درہم لیے اور خچر پر سوار ہوا اور اسکی لگام کو یونہی چھوڑ دیا، (اور اللہ تعالی سے دعا کی کہ جہاں وہ مصیبت زدہ ہے یا اللہ مجھے وہ پہنچا دے تاکہ میں اِس کی مدد کرسکوں) خچر چلتے چلتے ایک مسجد کے پاس آکر خود رک گیا، میں نے نظر دوڑائی تو ایک آدمی مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا، میں اسکے قریب گیا اور میں نے کہا: اے اللہ کے بندے! اس وقت یہاں آپ کو کونسی مجبوری لے کر آئی ہے؟ اس نے کہا: میں ایک ضرورت مند ہوں، میرے پاس سو درہم تھے جو میرے ہاتھ سے چلے گئے اور میں دو سو درہم کا مقروض بھی ہوں۔ (یعنی مجھے تین سو درہم کی ضرورت ہے) میں نے تین سو درہم نکالے اور کہا: یہ پورے تین سو درہم ہیں، اسکو لیجئے، اس نے لے لیے۔ میں نے پھر اس سے کہا: کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ اس نے کہا: نہیں، میں نے کہا: میرا نام اسحاق بن عباد ہے، اگر آپ کو کوئی مصیبت یا پریشانی آئے تو میرے پاس آنا، میرا گھر فلاں فلاں جگہ ہے، اس نے کہا:

رَحِمَکَ اللّٰهُ إِنْ نَابَتْنَانَائِبَةٌ فَزِعْنَاإِلَی مَنْ أَخْرَجَکَ فِی هٰذَاالْوَقْتِ حَتّٰی

جَاءَ بِکَ إِلَیْنَا.❶

ترجمہ: اللہ آپ پر رحم کرے، اگر ہمارے اوپر کوئی مصیبت آئی تو ہم گھبرا کر اُس ذات کے پاس جائیں گے جو ذات آپ کو گھر سے ابھی نکال کر یہاں لائی ہے۔(یعنی جب مصیبت آئی گئی ہم اللہ کی طرف رجوع کریں گے اور اللہ تعالی ہماری تکلیف کو دور کرنے کے لئے تمہیں نیند سے جگا کر جتنے دراہم کی ہمیں ضرورت ہوگی اتنے دراہم تم خود لے کر ہمیں تلاش کر کے دونوں ہاتھ باندھ کے دو گے، یعنی ہم اللہ کی طرف رجوع کریں گے تمہارے دروازے پر نہیں آئیں گے۔)

دعا کے سبب قیدی کی بیڑیاں کھل گئیں

حجاج بن یوسف نے ایک بڑے شخص کو طلب کیا اور جب اُس پر قدرت ہوئی تو اسے قید کر دیا اور بیڑیاں ڈالنے کا حکم دیا، جب وہ قید خانہ میں گیا اور اُس کے پیروں میں بیڑیاں ڈالی گیں تو اُس نے سر اُٹھایا اور دعا کرنے لگا:''لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِکَ لَکَ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ'' جب رات ہوئی تو قید خانہ کے دارغہ نے دروازے بند کر دیئے، صبح جو ہوئی تو بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور وہ شخص موجود نہ تھا، درواغہ جیل گھبرا گیا کہ اب حجاج کو کیا جواب دوں گا، اسی اثناء میں وہ اپنے گھر آیا، اور اپنے گھر والوں سے آخری ملاقات کی، اُسے یقین تھا کہ حجاج اِس کی پاداش میں اِسے قتل کردے گا، پھر حجاج کو آکر اس شخص کی اطلاع دی، اس نے دریافت کیا کہ جب تو نے اِسے گرفتار کیا تھا اُس نے کچھ کہا تھا، اِس نے جواب دیا: ہاں، جب میں نے اُس کے پاؤں میں بیڑیاں ڈالی تھیں تو اُس نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر دعا کی تھی، اور یہ کلمات پڑھے تھے:''لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِکَ لَکَ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ'' پڑھا تھا، حجاج بولا جو کچھ تیری موجودگی

❶شعب الإیمان: الرجاء من اللّٰہ تعالی، ج۲ ص۳۵۷، الرقم:۱۰۵۷/البر والصلة لابن الجوزی: الباب الثانی والخمسون، ص۲۵۶، ۲۵۷

میں اُس نے پڑھا تھا اُسی نے تیری عدم موجودگی میں اس کو خلاصی دیدی۔ ❶

امام حیوہ بن شریح رحمہ اللہ کی دعا سے سونے کے دیناروں کا ڈھیر لگ گیا

حضرت حیوہ بن شریح رحمہ اللہ مصر کے بہت ہی نامور فقیہ اور مشہور عابد وزاہد و باکرامت ولی تھے۔ یہ ابوہانی وسالم بن غیلان وربیعہ بن یزید دمشقی وغیرہ سے حدیث کی روایت کرتے ہیں اور ان سے روایت حدیث کرنے والوں میں عبداللہ بن مبارک، ابوعبدالرحمٰن مقری، ابوعاصم رحہم اللہ بھی ہیں۔ ابن یونس رحمہ اللہ کا قول ہے: یہ بہت ہی صاحب فضیلت و باکرامت بزرگ تھے اور عام طور پر ان کے بارے میں مشہور تھا کہ یہ مستجاب الدعوات ولی ہیں اور مصر میں ان کی یہ کرامت بہت ہی مشہور ہے ''إِنَّ الْحَصَاةَ كَانَتْ تَتَحَوَّلُ فِيْ يَدِهِ تَمْرَةً بِدُعَائِهِ'' کہ کنکریاں ہاتھ میں لے کر دعا فرماتے تو ان کی دعا سے کنکریاں کھجور بن جاتی تھیں۔ پھر یہ ان کھجوروں کو فقراء ومساکین میں تقسیم کردیتے تھے۔ ابن وضاح سے منقول ہے: ایک شخص کعبہ معظّمہ کا طواف کررہا تھا اور وہ طواف کے وقت صرف یہی ایک دعا کرتا تھا:

اَللّٰهُمَّ اقْضِ عَنِّى الدَّيْنَ فَرَأَى فِى الْمَنَامِ إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ وَفَاءَ الدَّيْنِ فَائْتِ حَيْوةَ بْنَ شُرَيْحٍ يَدْعُوْ لَكَ فَأْتِىْ إِلَى الْإِسْكَنْدَرِيَّةِ بَعْدَ الْعَصْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَالَ فَأَقَمْتُ حَتّٰى صَارَ مَاحَوْلَهُ دَنَانِيْر فَقَالَ لِىْ اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَأْخُذْ إِلَّا قَدْرَ دَيْنِكَ فَأَخَذْتُ ثَلَاثَمِائَةٍ. ❷

ترجمہ: اے اللہ! میں بہت قرضدار ہوں تو میرے قرض ادا ہونے کا سامان پیدا فرمادے، یہ شخص طواف سے فارغ ہوکر سوگیا، تو کسی نے خواب میں آکر اس کو یہ بشارت دی کہ

❶ نزهة المجالس: باب فضل الدعاء، ج ١ ص ٩٠

❷ تهذيب التهذيب: ترجمة: حيوة بن شريح، ج٣ص ٦٩، ٧٠، رقم الترجمة: ١٣٥

اگرتم اپنا قرض ادا کرنا چاہتے ہوتو یہاں سے اسکندریہ چلے جاؤاور وہاں حیوہ بن شریح سے دعا کراؤ، چنانچہ یہ شخص اسکندریہ پہنچااور آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر درخواست کی اورطوافِ کعبہ اوراپنے خواب کا سارا ماجرا بیان کیا،تو حیوہ بن شریح نے جمعہ کے دن نمازعصر کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو تھوڑی دیر میں اس شخص نے دیکھا کہ آپ کے اردگرد سونے کے دیناروں کا ڈھیر لگا ہوا ہے۔ پھرآپ نے فرمایا: اے شخص! دیکھ خدا سے ڈراوراپنی حاجت سے زیادہ اس میں سے مت لینا، چنانچہ اس شخص کا بیان ہے کہ میں تین سو دینار کا قرض دار تھا تو میں نے گن کرتین سو دیناراس میں سے اٹھالئے اوراسکندریہ سے اپنے وطن چلا آیا۔

حضرت منصور بن عمار رحمہ اللہ کی دعا کے سبب چاروں دعائیں قبول ہوگئیں

ایک شخص اپنے ساتھیوں کے ہمراہ شراب پی رہاتھا،اِس نے اپنے غلام کوچار درہم دیئے تاکہ کچھ پھل خرید لائے مجلس والوں کے واسطے،غلام وہ درہم لے کرحضرت منصور بن عمار رحمہ اللہ کی مجلس سے گزرا،اورفرمارہے تھے کہ جوشخص اس فقیرکو چار درہم دے گا، میں اُسے چار دعائیں دوں گا،غلام نے وہ چار دراہم اس فقیرکو دے دیئے،حضرت منصور رحمہ اللہ نے دریافت کیا کہ کیا دعا چاہتے ہے؟ کہا ایک یہ ہے کہ میں ایک شخص کا غلام ہوں اس کی قید سے چھٹکارا چاہتا ہوں، انہوں نے اِس کے لیے دعا کی۔ کہا دوسری کونسی؟ کہا خدا تعالیٰ مجھے اپنے دراہم کا عوض عطا فرمادے۔انہوں نے اس کے لئے دعا کی۔ فرمایا: تیسری اور چوتھی کونسی؟ کہا: اللہ تعالیٰ مجھے،میرے مالک، آپ کو اور ساری قوم کوبخش دے،انہوں نے دعا کی کہ خدا تعالیٰ تجھے، تیرے مالک کواور مجھےاور ساری قوم کوبخش دے۔اس کے بعد غلام اپنے مالک کے پاس گیا، مالک نے کہا اے غلام اتنی دیر کیوں لگادی؟ اِس نے سارا قصہ بیان کیا، مالک نے پوچھا اس نے کیا کیا

دعا کی، کہا ایک تو یہ کہ تم مجھے آزاد کردو، کہا: جا تو آزاد ہے اللہ کے واسطے۔ دوسری دعا کیا ہے؟ کہا اللہ مجھے ان کے عوض دراہم ملیں، کہا جا تو چار ہزار درہم میرے مال سے لے لے۔ کہا تیسری دعا کیا ہے؟ کہا خدا تعالیٰ تجھے اور مجھے توبہ نصیب کرے، کہا: میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں، آج کے بعد اللہ کی نافرمانی نہیں کروں گا، چوتھی دعا کیا ہے؟ کہا:

أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ تَعَالَى لِيْ وَلَكَ وَلِلْمُذَكِّرِ وَلِلْقَوْمِ ،فَقَالَ:هٰذِهِ لَيْسَتْ إِلَيَّ، فَلَمَّا جَنَّ اللَّيْلُ رَأَى فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ قَائِلًا يَقُوْلُ لَهُ:أَنْتَ قَدْفَعَلْتَ مَا كَانَ إِلَيْكَ ،أَفْتَرَانِي لَاأَفْعَلُ مَا كَانَ إِلَيَّ؟قَدْغَفَرْتُ لَكَ وَلِلْغُلَامِ وَلِمَنْصُوْرِبْنِ عَمَّارٍوَلِلْقَوْمِ الْحَاضِرِيْنَ وَأَنَاأَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ. ❶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ مجھے، تمہیں نصیحت کرنے والے حضرت منصور اور جملہ قوم کو بخش دے۔ مالک نے کہا یہ میرے اختیار میں نہیں ہے، جب رات کا اندھیرا چھا گیا، تو مالک نے خواب میں دیکھا کہ ایک قائل کہہ رہا ہے کہ جب تو نے اپنے اختیار کا کام کرلیا تو کیا میں اپنا کام نہیں کروں گا؟ میں نے تجھے، غلام، منصور بن عمار اور سارے حاضرین کو بخش دیا، اور میں تمام رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہوں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا زمزم پیتے وقت دعا کی قبولیت

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کے متعلق ان کے شاگرد علامہ ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۸۶۱ھ) تحریر فرماتے ہیں:

قَالَ شَيْخُنَاقَاضِى الْقُضَاةِ شِهَابُ الدِّيْنِ الْعَسْقَلَانِيُّ الشَّافِعِيُّ.وَلَايُحْصَى كَمْ شَرِبَهُ مِنَ الْأَئِمَّةِ لِأُمُوْرٍنَالُوْهَا، قَالَ:وَأَنَا شَرِبْتُه فِي بِدَايَةِ طَلَبِ

❶ روض الرياحين :الحكاية السادسة بعدالمئتين ،ص:١٩٩/الرسالة القشيرية:باب الصمت، ١ص ٢٦٤/إحياء علوم الدين: كتاب الخوف والرجاء، ج٤ص ١٥٤

الْحَدِيثِ أَنْ يَرْزُقَنِي اللَّهُ حَالَةَ الذَّهَبِيِّ فِي حِفْظِ الْحَدِيثِ، ثُمَّ حَجَجْت بَعْدَ مُدَّةٍ تَقْرُبُ مِنْ عِشْرِينَ سَنَةً وَأَنَاأَجِد مِنْ نَفْسِي الْمَزِيدَ عَلَى تِلْكَ الرُّتْبَةِ، فَسَأَلْت رُتْبَةً أَعْلَى مِنْهَاوَأَرْجُو اللَّهَ أَنْ أَنَالَ ذَلِكَ مِنْهُ . ❶

ترجمہ: ہمارے استاذ قاضی القضاۃ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے طلب حدیث کے ابتدائی زمانہ میں (حج بیت اللہ کے موقعہ پر) زمزم پیا اور یہ دعا کی کہ یا اللہ! مجھے حافظ ذہبی رحمہ اللہ جیسا حافظہ عطا فرما، تقریباً بیس سال بعد مجھے پھر حج کی سعادت نصیب ہوئی، اس وقت اس فن میں اپنی واقفیت امام ذہبی رحمہ اللہ سے کچھ زیادہ ہی پاتا تھا، میں نے پیتے وقت اِن سے اور اونچا مرتبہ حاصل ہونے کی دعا کی، مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ بھی حاصل ہو جائے گا۔

دعا کی قبولیت پر دو غیر مسلموں کو اسلام لانا

کافروں کے ملک میں دو راہب رہا کرتے تھے، جن کی خدمت ایک مسلمان قیدی کرتا تھا، وہ قرآن شریف کی بکثرت تلاوت کیا کرتا تھا، چنانچہ اُن دونوں نے اُس سے دو آیتیں یاد کرلیں اور یہ آیت: ﴿وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ﴾ (النساء: ۳۲) یعنی خدا سے اُس کا فضل مانگو۔ اور دوسری آیت ﴿قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (المؤمن: ۶۰) یعنی تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھ سے دُعا کرو میں تمہارے لئے (تمہاری دعا) قبول کروں گا۔ اس کے بعد کسی روز وہ کھانا کھا رہے تھے، اُن میں سے ایک کے گلے میں نوالہ اٹک گیا، اُس قیدی نے شراب انہیں دی لیکن کچھ افاقہ نہ ہوا، تب وہ غیر مسلم دل میں کہنے لگا:

يَارَبِّ قُلْتُ وَاسْأَلُوااللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ وَأَنْتَ قُلْتَ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ فَإِنْ كَانَ

❶ فتح القدير: كتاب الحج، باب الإحرام، فصل في فضل ماء زمزم، ج ۲ ص ۵۰۷

حقًّا فاسقِنِی فَخَرَجَ مَاءً مِنْ صَخْرَةٍ فَشَرِبَ مِنْهُ فَذَهَبَتْ غُصَّتُهُ، فَكَانَ ذٰلِكَ سَبَبًا لِإِسْلَامِهِمَا وَأَمَّا الْأَسِيرُ فَإِنَّهُ مَاتَ كَافِرًا نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ سُوْءِ الْخَاتِمَةِ. ❶

ترجمہ: اے میرے رب! آپ نے فرمایا ہے، خدا سے اس کا فضل مانگو اور نیز آپ نے فرمایا ہے مجھ سے دعا کرو میں تمہارے لیے قبول کروں گا، پس اگر یہ حق ہے تو مجھے پانی پلایئے، اُسی دم چٹان سے پانی بہہ نکلا، اس نے اس میں سے پیا تب جا کے اس کے گلے کی اٹکی ہوئی چیز نکل گئی، چنانچہ یہی اُن دونوں کے اسلام لانے کا سبب بن گیا، لیکن وہ قیدی نعوذ باللہ سوء خاتمہ کیوجہ سے کافر مرا۔

محمد نام کے چار جلیل القدر محدثین کی قبولیتِ دعا

تیسری صدی ہجری میں مصر میں چار محدثین بہت مشہور ہوئے، چاروں کا نام محمد تھا اور چاروں علم حدیث کے جلیل القدر ائمہ میں شمار ہوتے ہیں۔

۱......محمد بن نصر مروزی۔ ۲......محمد بن جریر طبری۔ ۳......محمد بن المنذر ر۔ ۴......محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمہم اللہ۔

ان کا ایک عجیب واقعہ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے۔ یہ چاروں حضرات مشترک طور سے حدیث کی خدمت میں مشغول تھے، بسا اوقات ان علمی خدمات میں انہماک اس قدر بڑھتا کہ فاقوں تک نوبت پہنچ جاتی۔ ایک دن چاروں ایک گھر میں جمع ہو کر احادیث لکھنے میں مشغول تھے، کھانے کو کچھ نہیں تھا، بالآخر طے پایا کہ چاروں میں سے ایک صاحب طلب معاش کے لیے باہر نکلیں تا کہ غذا کا انتظام ہو سکے۔ قرعہ ڈالا گیا تو حضرت محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ کا نام نکلا، انہوں نے طلب معاش کے لیے نکلنے سے پہلے نماز پڑھی اور دعا کرنی شروع کر دی۔

❶ نزهة المجالس: باب فضل الدعاء، ج ۱ ص ۸۹

یہ ٹھیک دوپہر کا وقت تھا اور مصر کے حکمران احمد بن طولون رحمہ اللہ اپنی قیام گاہ میں آرام کررہے تھے، ان کو سوتے ہوئے خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ فرمارہے تھے:

أَدْرِكِ الْمُحَدِّثِيْنَ فَإِنَّهُمْ لَيْسَ عِنْدَهُمْ مَايَقْتَاتُوْنَهُ. فَانْتَبَهَ مِنْ سَاعَتِهِ فَسَأَلَ: مَنْ هَاهُنَامِنَ الْمُحَدِّثِينَ؟ فَذُكِرَ لَهُ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ فِي السَّاعَةِ الرَّاهِنَةِ بِأَلْفِ دِيْنَارٍ، فَدَخَلَ الرَّسُوْلُ بِهَاعَلَيْهِمْ وَأَزَالَ اللّٰهُ ضَرَرَهُمْ وَيَسَّرَ أَمْرَهُمْ. وَاشْتَرَى طُوْلُوْنُ تِلْكَ الدَّارِ وَبَنَاهَامَسْجِدًا وَجَعَلَهَاعَلَى أَهْلِ الْحَدِيْثِ وَأَوْقَفَ عَلَيْهَاأَوْقَافًاجَزِيْلَةً. ❶

ترجمہ: محدثین کی خبرلو! ان کے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے ابن طولون رحمہ اللہ بیدار ہوئے تو لوگوں سے تحقیق کی کہ اس شہر میں محدثین کون ہیں؟ لوگوں نے ان حضرات کا پتہ دیا، احمد بن طولون رحمہ اللہ نے اسی وقت ان کے پاس ایک ہزار دینار بھجوائے اور جس گھر میں وہ خدمت حدیث میں مشغول تھے اسے خرید کر وہاں ایک مسجد بنوادی اور اسے علم حدیث کا مرکز بنا کر اس پر بڑی جائیدادیں وقف کردیں۔

دعا کی اتنی طاقت کہ انکی پریشانی دور ہوگئی۔ تو جتنی عاجزی وتضرع ہوگی اتنی ہی جلد دعا قبول ہوگی۔ دیکھیں دعا کے سبب بادشاہ وقت کو حضور کی زیارت ہوئی، ایک ہزار اشرفیوں کا بندوبست ہوگیا علم حدیث کی نشر واشاعت کے لئے بڑی جگہ وقف ہوگئی اور مسجد بھی عظیم الشان تعمیر ہوگئی، یہ اِن محدثین حضرات کا اخلاص وللّٰہیت، خشیت اور تعلق مع اللہ تھا۔

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کے دعا کے سبب انگوروں اور احرام کی چادروں کا بندوبست

حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ۱۱۳ھ میں پیادہ حج کیا، مکہ میں داخل

❶ البداية والنهاية: سنة أربع وتسعين ومائتين، ترجمة: محمد بن نصر المروزي، ج ١١ ص ١١٦

ہوکر نمازِ عصر ادا کی، اور جبلِ ابی قیس پر چڑھ گیا، ایک شخص بیٹھا دعا مانگ رہا تھا اور صرف ''یارب یارب یارب'' کہہ رہا تھا، یہاں تک کہ اس کا سانس پھول گیا، پھر اس نے ''یااللہ یااللہ یااللہ'' اس قدر کہا کہ اس کا سانس پھول گیا، پھر اسی طرح ''یاحی یاحی یاحی'' پھر ''یارحمٰن یارحمٰن یارحمٰن'' پھر ''یارحیم یارحیم یارحیم'' پھر ''یاارحم الراحمین'' سات مرتبہ اور ہر مرتبہ سانس پھول جاتا، پھر کہا: اے اللہ! مجھے انگور کھلا، اے اللہ! میری چادریں پرانی ہوگئیں، (نئی چادریں عطا فرما) حضرت لیث رحمہ اللہ کہتے ہیں اس کی دعا ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ میں نے ایک بڑا خوشہ انگور کا دیکھا اور اس وقت روئے زمین پر انگور کا نام ونشان تک نہ تھا اور دو چادریں رکھی ہوئی نظر آئیں، پھر اس نے انگور کھانا چاہا، میں نے کہا میں بھی شریک ہوجاؤں، کہا کیوں نہیں؟

میں نے کہا: آپ دعا مانگ رہے تھے اور میں آمین کہہ رہا تھا، مجھ سے کہا: آگے آئیں، میں اس کے پاس پہنچا اور اس کے ساتھ کچھ انگور کے دانے کھائے، ایسے مزے کے انگور پہلے میں نے کبھی نہ کھائے تھے۔

ان انگوروں میں بیج نہ تھے، میں نے پیٹ بھر کے کھائے، مگر ان میں کچھ کمی نہ ہوئی۔ پھر کہا ان دو چادروں میں جو پسند ہو ایک لے لو، میں نے کہا چادر کی تو مجھے ضرورت نہیں، پھر مجھ سے کہا پردے میں ہوجاؤ میں پہن لوں، میں اس سے ہٹ گیا، اس نے ایک چادر کا تہبند بنایا اور دوسری اوڑھ لی اور پرانی چادریں جو پہنیں تھیں دونوں ہاتھوں میں لیں اور پہاڑ سے اترے، میں بھی ہولیا، جب مقام سعی تک پہنچا، ایک شخص اس کو ملا اور کہا: مجھ کو پہنا دیجئے، اے اولادِ رسول! خدا آپ کو جنت کا جوڑا پہنا دے، آپ نے دونوں چادریں اس کے حوالے کیں اور چلے گئے، میں نے اس شخص سے مل کر دریافت کیا کہ یہ کون صاحب تھے؟ کہا: حضرت ابوعبداللہ جعفر بن محمد بن علی بن رحمہ اللہ تھے، میں نے

تلاش کیا تا کہ آپ سے کچھ نفع حاصل کروں مگر آپ کو نہ پایا۔❶

تو دیکھیں اللہ تعالی سے دعا کی اللہ رب العزت نے فوراً قبول کر دی، اللہ دعا رد نہیں فرماتے لیکن شرط یہ ہے کہ تضرع اور عاجزی کے ساتھ ہو، غفلت والے دل کے ساتھ نہ ہو۔

حضرت بلال بن سعد رحمہ اللہ کی دعا پر خوب بارش ہوئی

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لوگ بارش کی دعا کے لیے جمع ہوئے، حضرت بلال بن سعد رحمہ اللہ نے کھڑے ہو کر اللہ عزوجل کی حمد وثناء بیان کی اور لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: حاضرین مجلس! تم اپنی خطاؤں کا اقرار کرتے ہو یا نہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: بے شک ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ حضرت بلال بن سعد رحمہ اللہ نے کہا: اے اللہ! تو نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ﴾ وَقَدْ أَقْرَرْنَا بِالْإِسَاءَةِ فَهَلْ تَكُونُ مَغْفِرَتُكَ إِلَّا لِمِثْلِنَا اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاسْقِنَا.❷

ترجمہ: ان نیکوکاروں پر کسی قسم کا کوئی الزام (عائد) نہیں۔ ہم اپنے گناہوں کے معترف ہیں، تیری مغفرت ہم ہی جیسے لوگوں کے لیے ہے، اے اللہ! ہماری مغفرت فرما، ہم پر رحم فرما اور بارانِ رحمت برسا۔

حضرت بلال بن سعد رحمہ اللہ کے ساتھ حاضرین نے بھی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، رحمت خداوندی کو جوش آیا اور اِس وقت خوب بارش برسی۔

دعا کے سبب سانپ راحت اور عافیت کا ذریعہ بن گیا

کسی مرد صالح کا بیان ہے کہ ایک بار میرے پیر میں ہڈی چلی گئی، اس کی وجہ سے میں

❶ كرامات الأولياء للالكائي من شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة: ج ۹ ص ۱۹۱، الرقم: ۱۲۶/صفة الصفوة: ترجمة: جعفر بن محمد، ج ۱ ص ۳۹۴/ روض الرياحين: الحكاية الثالثة والسبعون، ص: ۱۱۴

❷ إحياء علوم الدين: كتاب الأذكار والدعوات، الباب الثاني، ج ۱ ص ۳۰۸

نہایت سخت بے چینی میں مبتلا ہوا، پھر میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر خدا کی بارگاہ میں اس کے اسماءِ حسنیٰ کے ذریعہ سے دُعا کرنے لگا، اسی اثناء میں مجھ پر خوف کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا، خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سانپ میرے پیر کو چوس رہا ہے اور خون اور پیپ چوس کر پھینکتا جا رہا ہے اور اُس نے ہڈی بھی نکال لی، اس کے بعد جب میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ خون، پیپ اور ہڈی میں سے ہر شی زمین پر پڑی تھی، اور مجھے افاقہ ہو گیا تھا۔ ❶

دعا کی برکت سے ایک سال سے بھولی ہوئی تھیلی واپس مل گئی

حضرت خالد ربعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مسجد میں آیا اور میرے پاس ایک ہزار درہم سے بھری ہوئی تھیلی تھی، میں نے اسکو ستون کے چوڑے حصے پر رکھ دیا اور میں نماز پڑھنے لگ گیا، پھر اسے بھول کر مسجد سے نکل گیا اور ایک سال تک یاد نہ رہی۔ تقدیر نے فیصلہ کیا کہ ایک سال بعد اسی ستون کے پاس نماز پڑھنے لگا اور تھیلی مجھے یاد آ گئی، لہٰذا ''فَدَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يَرُدَّهُ عَلَيَّ'' میں نے دعا کی کہ اللہ اسکو واپس میری طرف لوٹا دے۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ میرے پہلو میں ایک بڑھیا عورت بیٹھی ہے اور پوچھتی ہے، اے اللہ کے بندے! یہ میں کیا سن رہی ہو جو آپ کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا: ایک سال پہلے میں اس ستون کے پاس ایک تھیلی بھول گیا تھا اب تو سال بھی گزر گیا ہے، چنانچہ اس عورت نے وہی تھیلی بند لا کر مجھے دے دی۔ ❷

حضرت سعدون رحمہ اللہ کی رقّت آمیز دعا

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور حالت یہ تھی کہ سب لوگوں کی آنکھیں بیت اللہ پر لگی تھیں اور اسے دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہو رہی تھیں، اسی حالت میں ایک شخص بیت اللہ کے مقابل ہو کر اس مضمون کی دعا

❶ نزهة المجالس: باب فضل الدعاء، ج ۱ ص ۸۶

❷ شعب الإيمان: الرجاء من الله تعالى، ج ۲ ص ۳۵۹، الرقم: ۱۰۶۱

کرنے لگا''اے میرے پروردگار! میں تیرا مسکین بندہ اور آپ کے ڈر سے بھاگا اور دھتکارا ہوا ہوں، اے اللہ! میں ایسی چیز کا سوال کرتا ہوں کہ وہ آپکی محبت وقرب کا ذریعہ ہو اور ایسی عبادت مانگتا ہوں جو آپ کو زیادہ پسند ہو، اور اے اللہ! میں آپ سے آپ کے برگزیدہ بندوں اور انبیاء کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ اپنی محبت کا پیالہ مجھے پلا دیجئے اور میرے دل سے اپنی معرفت کیلئے جہل کے پردے اٹھا دیجئے، تاکہ میں شوق کے بازوں سے آپ تک اڑ کر عرفان کے باغ میں آپ سے مناجات کروں۔''

اس دعا کے بعد وہ شخص اتنا رویا کہ آنسوؤں سے زمین کی کنکریاں تر ہوگئیں پھر ہنسا اور وہاں سے چل دیا۔ میں بھی اس کے پیچھے پیچھے ہولیا اور اپنے جی میں کہا کہ یہ شخص یا تو کوئی عارف ہے یا مجنون۔

مختصر یہ کہ وہ مسجد الحرم سے نکل کر مکہ مکرمہ کے ویرانہ کی طرف ہولیا، پھر مجھ سے مخاطب ہو کر کہا تمہیں کیا ہوا؟ کیوں آرہے ہو؟ جاؤ! میں نے پوچھا آپکا نام کیا ہے؟ کہا: عبداللہ، میں نے پوچھا کس کے بیٹے ہو؟ کہا عبداللہ کا، میں نے کہا یہ تو میں جانتا ہوں کہ ساری خلقت عبداللہ (اللہ کے بندے) اور ابن عبداللہ (اللہ کے بندے کے بیٹے ہیں) میں آپکا خاص نام دریافت کرتا ہوں۔ کہا کہ میرے باپ نے میرا نام ''سعدون'' رکھا ہے، میں نے کہا جو مجنون کے نام سے مشہور رہے، کہا ہاں وہی ہوں، میں نے پوچھا: وہ کون لوگ ہیں جنکے وسیلہ سے تم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے، فرمایا ہے کہ یہ لوگ اللہ کی طرف ایسے چلتے ہیں جیسے پانی نشیب میں چلتا ہے اور یہ خدا کی محبت کو نصب العین بنائے ہوئے ہیں اور لوگوں اور دنیا کی تمام چیزوں سے الگ تھلگ رہتے ہیں، اِن کے دلوں میں اللہ کی محبت کی آگ سلگ رہی ہے۔ ❶

❶ روض الریاحین: الحکایۃ الثالثۃ والعشرون، ص۶۷، ۶۸

دعا کی برکت سے بھاگا ہوا غلام گھوڑے سمیت لوٹ آیا

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ مجاہدین کیساتھ ایک شخص تھا جسکا گھوڑا غلام لیکر بھاگ گیا تھا، جب اسکے ساتھیوں نے کوچ کرنے کا ارشادہ کیا تو اس مجاہد نے دو رکعت نماز پڑھی اور یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ تَرٰى مَكَانِي وَارْتِحَالَ أَصْحَابِي، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُقْسِمُ عَلَيْكَ لَمَا رَدَدْتَ غُلَامِي وَفَرَسِيْ. ❶

ترجمہ: اے اللہ! تو میری مجبوری اور بے کسی کا حال اور میرے ساتھیوں کے کوچ کرنے کو بھی دیکھ رہا ہے، اے اللہ! میں تجھے قسم دیتا ہے کہ میرا غلام اور گھوڑا واپس لوٹا دے۔

اچانک مجاہد نے کیا دیکھا کہ غلام گھوڑے کی لگام پکڑے سامنے حاضر ہے۔

دعا کی وجہ سے مچھلیاں منہ میں موتی لیکر حاضر ہوگئیں

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ جو بڑے پایہ کے اولیاء اللہ میں سے گزرے ہیں، ایک مرتبہ سفر حج کے لئے کشتی پر سوار ہو کر جارہے تھے جس میں امیر و غریب، تاجر و سوداگر ہر قسم کے آدمی سوار تھے، اتفاقاً کسی سوداگر کا ایک قیمتی موتی گم ہوگیا، اس نے کشتی کے تمام لوگوں کی تلاشی لینے شروع کی، ایک شخص پر جو بوسیدہ اور پرانے لباس میں کشتی پر سوار تھا اس پر شبہ ہوا، یہ دیکھ کر اس فرسودہ حال نے دربار الٰہی میں گریہ وزاری شروع کی کہ اے رب العزت! عزت و ذلت تیرے ہی ہاتھ میں ہے، چنانچہ اس کی دعا مقبول ہوئی اور یکایک بہت سی مچھلیاں تیرتی ہوئی پانی پر آگئیں، جن میں سے ہر ایک مچھلی اپنے منہ میں ایک ایک بیش بہا موتی لئے ہوئے تھی، اس درویش نے اس میں سے ایک موتی لے کر سوداگر کو دے دیا اور بلا خوف و خطر اسی وقت کشتی سے اتر کر پانی پر چلنے لگا (یہ اِن

---

❶ شعب الإيمان: الرجاء من اللّٰه تعالى، ج ٢ ص ٣٥٩، الرقم: ١٠٦٢

کی کرامت تھی) اسی وجہ سے ان کا نام ذوالنون (مچھلی والا) مشہور ہوگیا۔ ❶

یہ درویش حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تھے، جن کی آہ وزاری کے سبب ایک نہیں بیسیوں مچھلیوں کے منہ میں موتی تھی، اسی کے سبب اِن کا نام ''ذی النون'' مچھلی والا ہوگیا کہ جن کی دعا کے سبب مچھلیاں منہ میں موتی لے کر حاضر ہوگئیں۔

اللہ تعالی گناہ گار شخص کی دعا زیادہ سنتا ہے

حضرت موسی علیہ السلام نے ایک بار اللہ رب العزت سے عرض کی، یارب! جب آپ کو نمازی اور روزہ دار اور مجاہد پکارتا ہے تو آپ کیا جواب دیتے ہیں؟ ارشاد ہوا کہ میں لبیک (میں تیرے پاس موجود ہوں) کہتا ہوں، پھر انہوں نے عرض کیا، جب آپ کو کوئی گنہگار پکارتا ہے تو آپ کیا جواب دیتے ہیں؟ ارشاد ہوا، میں کہتا ہوں'' لبیک لبیک لبیک'' انہوں نے عرض کیا، اے رب! اس کو تین بار لبیک کہہ کر جواب دیتے ہیں، ارشاد ہوا، ہاں ''لِاَنَّهُ اِعْتَمَدَ عَلَى كَرَمِيْ وَغَيْرَهُ اِعْتَمَدَ عَلَى عَمَلِهِ'' کیونکہ اُس نے میرے فضل وکرم پر بھروسہ کر کے مجھے پکارا ہے اور دوسروں کو اپنے اپنے عمل پر بھروسہ ہے۔ ❷

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کی دعا کے سبب جان بچ گئی

حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سلطنت بلخ چھوڑ کر اللہ کی محبت میں دریائے دجلہ کے بلخ کنارے اشکبار آنکھوں سے اللہ اللہ کر رہے تھے کہ ایک شخص پل سے دریا میں جھانکتے ہوئے اچانک گر پڑا، دریا میں سیلاب تھا، بظاہر اس کے بچنے کا کوئی سامان نہ تھا کہ اچانک حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے منہ سے نکل گیا کہ: یا اللہ! اس کو بچالے۔ جانے کس خاص کیفیت کے ساتھ کہا، بس فوراً وہ اللہ کا بندہ پل اور دریا کے

❶ الرسالة القشيرية: باب المعرفة بالله، ج۲ ص۵۳۷/صفة الصفوة: ج۲ ص۴۵۱/ التوابين لابن قدامة: ص۱۳۵

❷ نزهة المجالس: باب فضل الدعاء، ج۱ ص۸۵،۸۶

درمیان **معلق** ہوگیا۔ اللہ کی بے شمار غیر مرئی مخلوق ہے، فرشتوں کی اور جنات کی بے شمار فوج ہے جو ہمیں نظر نہیں آتی ہے، جس کو چاہیں حکم دیدیں، لوگوں نے جب دیکھا کہ اللہ کا بندہ عجیب انداز سے ہوا میں **معلق** کھڑا ہے تو اوپر سے رسی لٹکا کر اوپر کھینچ دیا۔ ❶

دوعابدوں کی دعااور قبولیت

ایک عابد نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا اور ان کے ساتھ ہولیا، اور ایک گنہگار فاسق فاجر آپ کے دروازے پر کھڑا رہا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر بہت ہی چاہتا تھا کہ ان سے ملے، مگر اپنی بدکاری پر نظر کرتے ہوئے ہمت نہ پڑتی تھی کہ آپ کے پاس آئے۔ اپنے آپ کو بہت روکا، آخر نہ رہا گیا اور وہ بھی ہولیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اخلاق سے پیش آئے اور اس جاہل عابد کم بخت نے اسکو بہت لتاڑا کہ تو ہمارے ساتھ کیسے ہوگیا۔ اور دعا کی کہ اے اللہ! مجھ کو آخرت میں بھی اسکے ساتھ جمع نہ فرمائیو۔ اور اس گنہگار نے اپنی مغفرت کی دعا کی۔ فوراً وحی آئی کہ دونوں کی دعا قبول ہوئی اس (گنہگار) نے "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِی" کہا تھا اس کو ہم نے جنتی بنادیا، اور عابد نے یہ دعا کی تھی کہ میرا اور اس کا آخرت میں ساتھ نہ ہو۔ ہم نے اس کی بھی دعا قبول کی کہ دوزخ میں جائے گا، تاکہ اسکا ساتھ نہ ہو۔ ❷

حضرت بایزید رحمہ اللہ کی دُعا کے سبب موت سے پہلے سارا قرض ادا ہوگیا

حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ ہمہ وقت انوارِالٰہیہ میں مستغرق رہتے تھے اور خدا کی راہ میں اس قدر کثرت سے خرچ کرتے تھے کہ ہمیشہ مقروض رہتے مگر ان کے مریدین میں سے اہل دولت خدمت گزار فوراً ان کا قرضہ ادا کردیا کرتے۔ ایک مرتبہ اس قدر مقروض

❶ فُغانِ رومی اَز حضرت مولانا شاہ محمد حکیم اختر صاحب رحمہ اللہ: ص: ۱۵۱، ۱۵۲

❷ دینی دعوت وتبلیغ کے اصول واحکام: ص ۲۷۴

ہو گئے کہ کوئی صورت ادائیگی کی متصور نہ ہوتی تھی، اتفاقاً آپ بیمار ہو گئے، تو یہ سن کر قرض خواہوں نے سخت تقاضے شروع کئے، کسی خادم نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت! قرض خواہوں کا سخت تقاضہ ہے، آخران سے کس طرح پیچھا چھڑایا جائے؟ یہ سن کر حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ نے دربارِالٰہی میں دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے اورعرض کیا کہ اے الہ العالمین! تو خوب جانتا ہے کہ میں اس مرتبہ بے حد مقروض ہوگیا ہوں جو کچھ میں نے خرچ کیا سب تیری راہ میں کیا، اپنے لئے کچھ نہیں کیا، جب تک میں سالم وتندرست تھا تو قرض خواہوں کو اطمینان تھا اور میں گروی چیز کی طرح ان کے قبضے میں رہتا تھا، مگراب جبکہ وقت رحلت قریب ہے اور تو اپنے پاس بلا رہا ہے تو یہ بات دیانتداری اور راست بازی سے بعید ہوگی کہ گروی چیز تو لے لی جائے اور دین ادا نہ کیا جائے، لہذا پہلے بایزید کو قرضہ سے چھڑا اوراس کے بعد اپنے پاس بلا، اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ دروازے پر ایک سوار آیا ہے اور حضرت بایزید رحمہ اللہ کے سب قرض خواہوں کا قرضہ ادا کر دیا اور کہا کہ تم حضرت بایزید رحمہ اللہ سے کوئی تعرض نہ کرو۔ جب ان سب قرض خواہوں نے اپنا قرضہ ایک ایک پیسہ وصول کر لیا تب حضرت بایزید رحمہ اللہ کی روح نے قفس عنصری سے پرواز کی، اورسب لوگوں نے مل کر حضرت بایزید رحمہ اللہ کی تجہیز وتکفین میں حصہ لیا، اس کے بعد کسی شخص نے ان کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ حضرت بتائیں تو سہی آخر کیسے چھٹکارا ملا؟ انہوں نے فرمایا کہ رحمت الٰہی کی کوئی حد وشمار نہیں، حکم ہوا کہ میرے بایزید! تو نے اس تھوڑے سے قرضہ پر مجھ کو ضامن بنایا، اگر تو تمام دنیا کا مال بھی قرض لے کر خرچ کر دیتا تب بھی میں اس کو فوراً ادا کر دیتا۔

دیکھئے! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعائیں کیسے قبول فرماتا ہے کہ سارے قرضے کی

ادائیگی ایک شخص کے ذریعے کروادی، یہ ہے دعاؤں کی قبولیت اور رب العالمین کی غیبی نصرت ومدد۔ ❶

دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آگ کے عذاب سے بچالیا

گزشتہ زمانہ میں ایک نہایت سرکش بادشاہ تھا، جو خدا کے آگے تمرد کرتا تھا، مسلمانوں نے اس سے جنگ کر کے اسے گرفتار کرلیا اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اسے کس طرح مارنا چاہیے؟ آخر میں ان کی رائے یہ قرار پائی کہ اس کو ایک دیگ میں ڈالا جائے اور اس کی نیچے آگ جلائی جائے، اس طرح اسے قتل کیا جائے تا کہ خوب عذاب کا مزا چکھے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اس نے اپنے معبودوں کو یکے بعد دیگرے پکارنا شروع کیا، میں تیری عبادت کرتا تھا اب مجھے بچالے اس مصیبت سے، جب سارے معبودوں کو پکارلیا اور کوئی اُس کی مدد نہ ہوئی، تو آسمان کی طرف دیکھ کر کلمہ پڑھا اور اللہ تعالیٰ سے آہ وزاری، عجز وانکساری اور دعا کی، تو حق تعالیٰ نے پانی کو حکم کیا کہ برسے اس سے آگ بجھ گئی، پھر اس دیگ کو ہوا لے اڑی اور آسمان وزمین کے درمیان گشت کرتی رہی اور وہ شخص ''لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ'' پڑھتا جاتا تھا، آخر ایک قوم میں اترا، جو خدا کی عبادت نہیں کرتے تھے، اور وہ مسلسل ''لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ'' پڑھ رہا تھا، ان لوگوں نے کہا کہ تجھے کیا ہوگیا؟ کہنے لگا میں فلاں قوم کا بادشاہ ہوں اور میرا یہ قصہ ہے، سارا واقعہ سنایا، تو پوری بستی والے مسلمان ہوگئے۔ ❷

ایک نیک صالح لڑکے کے وسیلے کے سبب دعا کرنے اپاہج عورت تندرست ہوگئی

حضرت ابی عبداللہ جلاء رحمہ اللہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ ایک دن میری والدہ

❶ حکایتوں کا گلدستہ: ص ۲۷، ۲۸

❷ التوابين لابن قدامة: ذكر التوابين من ملوك الأمم الماضية، ص ۴۰/ روض الرياحين: الحكاية العاشرة بعد الميتين، ص: ۲۰۱

نے والد سے مچھلی کی خواہش کی، باپ بازار کو گئے اور میں بھی ہمراہ تھا، مچھلی خرید کر کے گھر تک پہچانے کے واسطے مزدور کی تلاش تھی، ایک لڑکا ان کے قریب کھڑا تھا، کہنے لگا میں اٹھاؤں؟ والد نے کہا: ہاں: چنانچہ اٹھالیا اور چلنے لگے۔ چنانچہ راستے میں اذان کی آواز آئی، اس لڑکے نے کہا مؤذن نے اذان کہی اور مجھے طہارت کی ضرورت ہے پھر نماز پڑھوں گا، اگر تم راضی ہو تو انتظار کرو ورنہ اپنی مچھلی لیجاؤ، وہ مچھلی رکھ کر چلا گیا، والد نے کہا کہ بچے نے خدا پر توکل کیا ہمیں بدرجہ اولیٰ توکل کرنا چاہیے، چانچہ مچھلی وہیں چھوڑ کر ہم بھی مسجد میں داخل ہوئے اور ہم نے اور اس لڑکے نے نماز پڑھی، جب مسجد سے نکلے تو مچھلی اسی جگہ تھی جہاں ہم نے رکھی تھی، لڑکا اسے اٹھا کر ہمارے ساتھ ہمارے گھر تک چلا آیا، والد صاحب نے یہ قصہ والدہ سے بیان کیا، والدہ نے کہا اس سے کہو کہ بیٹھو آؤ ہمارے ساتھ مچھلی کھاؤ، لڑکے نے کہا: میں روزہ سے ہوں، پھر کہا شام کو آجاؤ، کہا دن میں جب ایک بوجھ اٹھالیتا ہوں تو دوبارہ تکلیف نہیں کرتا ہوں اور قریب کی مسجد میں جا بیٹھتا ہوں، شام کو آجاؤں گا، چنانچہ جب شام ہوئی تو آیا، ہم نے اس کے ساتھ کھانا کھایا، جب ہم فارغ ہوئے تو اُسے طہارت کی جگہ بتلادی، جب ہم نے دیکھا کہ اسے تنہائی پسند ہے، تو ہم الگ ہوگئے، ہمارے قریب ایک اپاہج عورت رہتی تھی، رات کو چلتی ہوئی ہمارے یہاں آئی، ہم نے کہا تو کیسے تندرست ہوگئی، تو تو اپاہج اور معذور تھی، کہا میں نے دعا کی کہ اے اللہ! اس مہمان کی برکت سے مجھے شفا دے دے، پس میں کھڑی ہوگئی، پھر ہم ان کے پاس گئے دیکھا کہ دروازے بند ہیں اور لڑکے کا پتہ نہ چلا کہ وہ کہاں چلا گیا (تو وہ شہرت کے ڈر کے سبب علاقہ چھوڑ کر چلا گیا۔) ❶

❶ روض الریاحین :الحکایۃالتاسعۃ والعشرون بعدالمئتین ،ص:۲۱۵،۲۱۶

ایک بچی کی دعا کے سبب مجوسی کا اہل وعیال سمیت قبولِ اسلام

امام ابن ابی دنیا رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ اس سے فرما رہے ہیں کہ بغداد میں فلاں مجوسی سے جا کر کہو کہ دعا قبول ہوگئی ہے، وہ شخص کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میں نے سوچا کہ میں مجوسی کے پاس کیسے جاؤں گا؟ دوسری رات سویا پھر اسی طرح خواب دیکھا اور تیسری رات پھر اسی طرح خواب دیکھا، تیسرے دن صبح کو میں بغداد کی طرف چل پڑا اور تلاش کرتے کرتے میں مجوسی کے پاس پہنچ گیا، میں نے اسے دیکھا کہ بہت نعمتوں میں اور دنیا کی کشائش میں ہے، میں نے اس کے پاس جا کر خیر وعافیت دریافت کی اور بیٹھ گیا، اس نے پوچھا: کیا آپ کی کوئی ضرورت ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! اس نے کہا: بتائیں، میں نے کہا: علیحدگی میں بتاؤں گا، لوگ اس کے پاس سے ہٹ گئے اور اس کے خواص دوست ساتھ رہ گئے، میں نے کہا: ان سے بھی علیحدگی میں بتاؤں گا، اس مجوسی نے اپنے خواص کو بھی ہٹا دیا اور مجھ سے کہا کہ اب بتاؤ؟ میں نے کہا: میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد بن کر آپ کے پاس آیا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ دعا قبول ہوگئی ہے، مجوسی نے کہا: کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں، اس نے کہا: میں اسلام کا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا منکر ہوں، میں نے کہا: میں نے بھی یہ خیال کیا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے، اس نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں میرے پاس بھیجا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! اس نے فوراً پڑھا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

اور اس نے اپنے ساتھیوں کو بلا کر کہا میں پہلے گمراہی میں تھا اور اب میں نے حق کی طرف رجوع کر لیا ہے، تم میں سے جو مسلمان نہیں ہوگا میں اپنی ہر چیز اس سے چھین لوں گا، تو

اس کے ساتھیوں میں سے بہت تھوڑوں کے علاوہ سارے مسلمان ہوگئے، پھراس نے اپنے بیٹے کو بلا کر کہا: اے میرے بیٹے! میں گمراہی میں تھا اور میں مسلمان ہوگیا ہوں، اب تو کونسا مذہب اختیار کرے گا؟ بیٹے نے کہا: اے اباجان! میں بھی مسلمان ہوتا ہوں، وہ بھی مسلمان ہوگیا، پھراس مجوسی نے اپنی بیٹی پر اسلام پیش کیا، اِس نے کہا: اے اباجان اللہ کی قسم! میں تو پہلے سے ہی بھائی کے ساتھ نکاح کو ناپسند سمجھتی تھی، وہ بیٹی بھی مسلمان ہوگئی۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ کہتے ہیں مجوسی نے اس آدمی سے پوچھا: جو دعا قبول ہوئی تھی کیا آپ جانتے ہیں وہ کون سی دعا تھی؟ اس نے کہا: نہیں! مجوسی نے کہا:

لَمَّا زَوَّجْتُ اِبْنَتِیْ بِوَلَدِیْ وَصَنَعْتُ لَهُ طَعَامًا وَدَعَوْتُ النَّاسَ كُلَّهُمْ فَأَجَابُوا لِمَا خَوَّلَنِيَ اللّٰهُ مِنَ الدُّنْيَا. فَلَمَّا أَكَلَ النَّاسُ تَعِبْتُ فَقُلْتُ لِلْخَادِمِ: أُفْرُشْ لِیْ حَصِيْرًا فِیْ أَعْلَى الدَّارِ أَنَامُ شَيْئًا، فَطَلَعْتُ وَكَانَ بِجِوَارِنَا قَوْمٌ أَشْرَافٌ فُقَرَاءُ فَسَمِعْتُ صَبِيَّةً وَهِيَ تَقُوْلُ لِأُمِّهَا: يَا أُمَّاهُ! قَدْ آذَانَا هٰذَا الْمَجُوْسِیْ بِرَائِحَةِ طَعَامِهٖ. قَالَ: فَنَزَلْتُ وَحَمَلْتُ لَهُمْ طَعَامًا كَثِيْرًا وَدَنَانِيْرُ كَثِيْرَةٌ وَكِسْوَةٌ لِكُلِّ مَنْ فِی الدَّارِ فَقَالَتِ الْوَاحِدَةُ: حَشَرَكَ اللّٰهُ مَعَ جَدِّیْ! وَقَالَ الْبَاقُوْنَ: آمِيْن! فَتِلْكَ الدَّعْوَةُ الَّتِیْ أُجِيْبَتْ. ❶

ترجمہ: جب میں نے اپنی بیٹی کی اپنے بیٹے سے شادی کی اور اس پر کھانا تیار کیا اور میں نے سب لوگوں کو دعوت دی، تو میری دنیاوی وسعت کی وجہ سے لوگوں نے دعوت قبول کی، جب لوگ کھانا کھا چکے تو میں تھک گیا اور میں نے خادم سے کہا کہ میرے لئے گھر کے اوپر والے حصے میں چٹائی بچھادو تاکہ میں کچھ دیر سو جاؤں، میں گھر کے اوپر چڑھا

❶ التوابين لابن قدامة: ذكر خبر جماعة ممن أسلم، ص ١٨٢، ١٨٣

اور ہمارے پڑوس میں کچھ شریف لوگ تھے، جونہایت غریب تھے،تو میں نے ایک بچی کی آواز سنی جو اپنی ماں سے کہہ رہی تھی،اے امی جان! اس مجوسی نے اپنے کھانے کی خوشبو سے ہمیں تکلیف دی ہے، میں بچی کی بات سن کر گھر سے نیچے اترا اور میں نے ان کے لئے کپڑے بھجوادئے،تو ایک بچی نے کہا: اللہ تعالیٰ تمہارا حشر میرے دادے کے ساتھ کرے اور دوسروں نے آمین کہی، یہی وہ دعا ہے جوقبول ہوئی ہے۔

دعا کی وجہ سے کنکریاں سونا بن گئیں

حضرت سعید بن یحیی بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ کے پاس گیا، وہ ایک سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے، میں نے کہا: اگر آپ اپنے لیے توسیع رزق کی دعا کرتے تو مجھے امید ہے کہ قبول ہوتی، فرمایا:

رَبِّیْ أَعْلَمُ بِمَصَالِحِ عِبَادِهِ،ثُمَّ أَخَذَحَصیٰ مِّنَ الْأَرْضِ وَقَالَ:اَللّٰهُمَّ إِنَّ شِئْتَ أَنْ تَجْعَلْهَاذَهَباً،فَإِذَاهِيَ وَاللّٰه فِیْ يَدِهِ ذَهَبٌ فَأَلْقَاهَاإِلَیَّ وَقَالَ : أَنْفِقْهَاأَنْتَ فَلَاخَيْرَفِی الدُّنْيَاإِلَّالِلْآخِرَةِ. (۱)

ترجمہ: حق تعالیٰ بندوں کی حاجتوں کوخوب جانتا ہے، پھر مٹھی بھر کنکریاں زمین سے اٹھا کر کہا: اے اللہ! اگر تو چاہے توانہیں سونا بنادے، جب دیکھا تو وہ ان کے ہاتھ میں سونا بن گئیں، انہیں میری طرف پھینکا اور فرمایا: اپنی ضرورت میں خرچ کرو، دنیا میں کوئی خیر نہیں سوائے اس کے جوآخرت کے لیے ہو۔

حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ کی دعا کے سبب گمشدہ بچہ فوراً مل گیا

حضرت خلیل الصادر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرا بیٹا غائب ہوگیا اور ہمیں اس پر بہت سخت رنج ہوا، میں نے حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ کے پاس جا کر عرض کیا اے ابومحفوظ! میرا بیٹا

(۱) الرسالة القشرية: باب المعرفة باللّٰه، ج ۲ ص ۵۴۸ / تاريخ مدينة دمشق: ج ۳۷ ص ۲۲۹

گم ہو گیا ہے اور اس کی ماں سخت پریشان ہے، فرمایا تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ اسے ہمارے پاس پہنچا دے، کہا:

اَللّٰھُمَّ إِنَّ السَّمَاءَ سَمَاؤُکَ وَالْأَرْضَ أَرْضُکَ وَمَابَیْنَھُمَالَکَ، فَائْتِ بِهِ قَالَ خَلِیْلُ فَأَتَیْتُ بَابُ الشَّامِ، فَإِذَاابْنِیْ قَائِمٌ مُنْبَھِرٌ، فَقُلْتُ: یَامُحَمَّد، فَقَالَ: یَاأَبَةِ السَّاعَةَ کُنْتُ بِالْأَنْبَارِ. ❶

ترجمہ: اے اللہ! آسمان بھی تیرا، زمین بھی تیری ہے اور اس کے درمیان کی چیزیں بھی تیری ہیں، تو اِن کے بیٹے کو پہنچا دے، اِن کے والد کہتے ہیں کہ میں وہاں سے باب الشام کی طرف گیا، تو اچانک کیا دیکھا کہ میرا بیٹا وہاں حیرت زدہ کھڑا ہے، میں نے کہا: اے محمد! اس نے کہا: اباجان میں ابھی ''انبار'' (یہ بلخ کے قریب ایک شہر کا نام ہے) میں وہاں تھا۔

ایک سید خاتون اور اُن کی بیٹیوں کے دعاؤں کے سبب حضور کی زیارت اور انعاماتِ خداوندی

حضرت ربیع بن سلیمان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں حج کے لئے جا رہا تھا، میرے ساتھ میرے بھائی تھے اور ایک جماعت تھی، جب ہم کوفہ میں پہنچے تو وہاں ضروریاتِ سفر خریدنے کے لئے میں بازاروں میں گھوم رہا تھا کہ ایک ویران سی جگہ میں ایک خچر مرا ہوا پڑا تھا، اور ایک عورت جس کے کپڑے بہت پرانے بوسیدہ تھے، چاقو لئے ہوئے اس کے گوشت کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر ایک زنبیل میں رکھ رہی تھی، مجھے یہ خیال ہوا کہ یہ مردار گوشت لے جا رہی ہے، اس پر سکوت کرنا ہرگز نہ چاہیے، عجب نہیں یہ کوئی

---

❶ تاریخ بغداد: ترجمة: أبو محفوظ العابد المعروف بالكرخي، ج۱۳ ص ۲۰۸/صفة الصفوة: ترجمة: معروف بن الفيرزان الكرخي، ج ۱ ص ۴۷۱

بھٹیاری عورت ہے، یہی پکا کر لوگوں کو کھلا دے گی، میں چپکے سے اس کے پیچھے ہولیا اس طرح کہ وہ مجھے نہ دیکھے، وہ عورت ایک بڑے مکان میں پہنچی جس کا دروازہ بھی اونچا تھا، اس نے جا کر دروازہ کھٹکھٹایا، اندر سے آواز آئی کون ہے؟ اس نے کہا کھولو، میں ہی بدحال ہوں، دروازہ کھولا گیا اور اس میں سے چار لڑکیاں آئیں جن کے چہرہ سے بدحالی اور مصیبت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے، وہ عورت اندر گئی اور وہ زنبیل ان لڑکیوں کے سامنے رکھ دی، میں کواڑوں کی درازوں سے جھانک رہا تھا، میں نے دیکھا اندر سے گھر بالکل برباد خالی تھا، اس عورت نے روتے ہوئے لڑکیوں کو آواز دی کہ لو اس کو پکا لو اور اللہ کا شکر ادا کرو، اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر اختیار ہے اسی کے قبضہ میں لوگوں کے قلوب ہیں۔

وہ لڑکیاں اس کو کاٹ کاٹ کر آگ پر بھوننے لگیں، مجھے بہت ضیق ہوئی، میں نے باہر سے آواز دی اے اللہ کی بندی! اللہ کے واسطے اس کو نہ کھاؤ، وہ کہنے لگی تو کون ہے؟ میں نے کہا میں ایک پردیسی آدمی ہوں، کہنے لگی اے پردیسی تو ہم سے کیا چاہتا ہے؟ ہم خود ہی مقدر کے قیدی ہیں، تین سال سے ہمارا نہ کوئی معین نہ مددگار، تو ہم سے کیا چاہتا ہے؟ میں نے کہا مجوسیوں کے ایک فرقہ کے سوا مردار کا کھانا کسی مذہب میں جائز نہیں، وہ کہنے لگی ہم خاندانِ نبوت کے شریف (سید) ہیں، ان لڑکیوں کا باپ بڑا شریف تھا، وہ اپنے ہی جیسوں سے ان کا نکاح کرنا چاہتا تھا اس کی نوبت نہ آئی، اس کا انتقال ہو گیا، جو ترکہ اس نے چھوڑا تھا وہ ختم ہو گیا، ہمیں معلوم ہے کہ مردار کھانا جائز نہیں لیکن اضطرار میں جائز ہو جاتا ہے، ہمارا چار دن کا فاقہ ہے۔

ربیع رحمہ اللہ کہتے ہیں اس کے حالات سن کر مجھے رونا آ گیا، اور میں روتا ہوا دل بے چین وہاں سے واپس ہوا، اور میں نے اپنے بھائی سے آ کر کہا کہ میرا ارادہ تو حج کا

نہیں رہا، اس نے مجھے بہت سمجھایا، حج کے فضائل بتائے کہ حاجی ایسی حالت میں لوٹتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں رہتا وغیرہ وغیرہ، میں نے کہا بس لمبی چوڑی باتیں نہ کرو، یہ کہہ کر میں نے اپنے کپڑے اور احرام کی چادریں اور جو سامان میرے ساتھ تھا وہ سب لیا اور نقد چھ سو درہم تھے وہ لئے اور ان میں سے سو درہم کا آٹا خریدا اور سو درہم کا کپڑا خریدا، اور باقی درہم جو بچے وہ آٹے میں چھپا کر اس بڑھیا کے گھر پہنچا اور یہ سب سامان اور آٹا وغیرہ اس کو دیدیا۔

اس عورت نے اللہ کا شکر ادا کیا اور کہنے لگی اے ابن سلیمان! جا اللہ جل شانہ تیرے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کرے اور تجھے حج کا ثواب عطا کرے اور اپنی جنت میں تجھے جگہ عطا فرمائے اور اس کا ایسا بدل عطا فرمائے جو تجھے بھی ظاہر ہو جائے۔ سب سے بڑی لڑکی نے کہا: اللہ جل شانہ تیرا اجر دو چند کرے اور تیرے گناہ معاف کرے۔ دوسری نے کہا: اللہ جل شانہ تجھے اس سے بہت زیادہ عطا فرمائے جتنا تو نے ہمیں دیا۔ تیسری نے کہا: حق تعالیٰ شانہ ہمارے دادا کے ساتھ تیرا حشر کرے۔ چوتھی نے جو سب سے چھوٹی تھی کہا اے اللہ! جس نے ہم پر احسان کیا تو اس کا نعم البدل اس کو جلدی عطا کر اور اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر۔

ربیع رحمہ اللہ کہتے ہیں حجاج کا قافلہ روانہ ہو گیا میں کوفہ ہی میں مجبوراً پڑا رہا کہ وہ سب حج سے فارغ ہو کر لوٹ بھی آئے، مجھے خیال ہوا کہ ان حجاج کا استقبال کروں ان سے اپنے لئے دعا کراؤں، کسی کی مقبول دعا مجھے بھی لگ جائے، جب حجاج کا ایک قافلہ میری آنکھوں کے سامنے آ گیا تو مجھے اپنے حج سے محرومی پر بہت افسوس ہوا اور رنج کی وجہ سے میرے آنسو نکل آئے، جب میں ان سے ملا تو میں نے کہا اللہ جل شانہ تمہارا حج قبول کرے اور تمہارے اخراجات کا بدل عطا فرمائے، ان میں سے ایک نے کہا کہ

یہ دعا کیسی، میں نے کہا ایسے شخص کی دعا جو دروازہ تک کی حاضری سے محروم رہا ہو، وہ کہنے لگے بڑے تعجب کی بات ہے اب تو وہاں جانے سے انکار کرتا ہے، تو ہمارے ساتھ عرفات کے میدان میں نہیں تھا؟ تو نے ہمارے ساتھ رمی جمرات نہیں کی؟ تو نے ہمارے ساتھ طواف نہیں کئے؟

میں اپنے دل میں سوچنے لگا کہ یہ اللہ کا لطف ہے، اتنے میں خود میرے شہر کے حاجیوں کا قافلہ آ گیا، میں نے کہا حق تعالیٰ شانہ تمہاری سعی مشکور فرمائے تمہارا حج قبول فرمائے، وہ بھی یہی کہنے لگے کہ تو ہمارے ساتھ عرفات پر نہیں تھا؟ تو نے رمی جمار نہیں کی؟ اب انکار کرتا ہے، ان میں سے ایک شخص آگے بڑھا، اور کہنے لگا کہ بھائی اب انکار کیوں کرتے ہو، کیا بات ہے؟ آخر تم ہمارے ساتھ مکہ میں نہیں تھے یا مدینہ میں نہیں تھے، جب ہم قبر اطہر کی زیارت کر کے باب جبرائیل سے باہر کو آرہے تھے، اس وقت اژدحام کی کثرت کی وجہ سے تم نے یہ تھیلی میرے پاس امانت رکھوائی تھی جس کی مہر پر لکھا ہوا ہے ''مَنْ عَامَلَنَا رَبِحَ'' (جو ہم سے معاملہ کرتا ہے نفع کماتا ہے) یہ تمہاری تھیلی ہے لو۔

ربیع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ واللہ میں نے اس تھیلی کو کبھی اس سے پہلے دیکھا بھی نہ تھا، اس کو لے کر گھر واپس آیا، عشاء کی نماز پڑھی اپنا وظیفہ پورا کیا، اس کے بعد اسی سوچ میں جاگتا رہا کہ آخر یہ قصہ کیا ہے، اسی میں میری آنکھ لگ گئی تو میں نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور ہاتھ چومے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے سلام کا جواب دیا اور ارشاد فرمایا اے ربیع! آخر ہم کتنے گواہ اس پر قائم کریں کہ تو نے حج کیا، تو مانتا ہی نہیں، سن بات یہ ہے کہ جب تو نے اس عورت پر جو میری اولاد تھی صدقہ کیا اور اپنا زادِ راہ ایثار

کر کے اپنا حج ملتوی کر دیا، تو میں نے اللہ جل شانہ سے دعا کی کہ وہ اس کا نعم البدل تجھے عطا فرمائے، تو حق تعالیٰ شانہ نے ایک فرشتہ تیری صورت بنا کر اس کو حکم فرما دیا کہ وہ قیامت تک ہر سال تیری طرف سے حج کیا کرے، اور دنیا میں تجھے یہ عوض دیا کہ چھ سو درہم کے بدل چھ سو دینار (اشرفیاں) عطا کیں، تو اپنی آنکھ کو ٹھنڈا رکھ، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی الفاظ ارشاد فرمائے ''مَنْ عَامَلَنَا رَبِحَ'' ربیع رحمہ اللہ کہتے ہیں جب میں سو کر اٹھا تو اس تھیلی کو کھولا اس میں چھ سو اشرفیاں تھیں۔ ❶

اسی طرح کا ایک واقعہ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) نے "البر والصلة" میں "الباب الثانی والخمسون: ص ۲۵۹، الرقم: ۴۵۶" کے تحت بھی نقل کیا ہے۔

دعا کی وجہ سے جان اور عزت نفس کی حفاظت

امام ابو جعفر نیشا پوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص یہ بہت کہا کرتا تھا کہ اے قدیم احسان کرنے والے اپنے احسان قدیم سے مجھ پر احسان کر، لوگوں نے اس سے اس کا سبب پوچھا تو کہنے لگا کہ میں عورتوں کا جامہ پہن کر اُن کے ساتھ تمام دعوتوں اور شادیوں میں اُن کے دیکھنے کے لئے شریک ہوا کرتا تھا، چنانچہ ایک امیر کی شادی میں اُن کے ساتھ گیا، جب شادی سے فرصت ہوئی امیر کے خادم نے پکار کر کہا ذرا دروازہ کی حفاظت رکھنا کوئی جانے نہ پائے، ایک قیمتی موتی جواہرات میں سے گم ہو گیا ہے، اس کے بعد وہ سب عورتوں کی تلاشی لینے لگے، خدا نے میرے دل میں یہ دعا ڈال دی کہ اے قدیم احسان کرنے والے اپنے احسان قدیم سے مجھ پر احسان کر، اور میں نے خدا سے عہد کیا کہ پھر ایسا نہ کروں گا، جب تلاشی لینے والے میرے پاس پہنچے تو ایک شخص نے پکار کر کہا کہ اس شریف عورت کو چھوڑ دو وہ موتی مل گیا ہے، اِس وقت قریب تھا کہ مارے خوشی

❶ فضائل حج: حج کرنے والوں کی ستر حکایات، ص ۲۶۶ تا ۲۶۸

کے میرا دم نکل جاتا، پھر وہاں سے میں نکلا یہی کلمات پڑھتا ہوا"یَاقَدِیْمَ الْاِحْسَانِ اَحْسِنْ اِلَیَّ بِاِحْسَانِکَ الْقَدِیْمِ"۔❶

فائدہ: یہ شخص مرد تھا لیکن چال ڈھال میں بالکل عورتوں کے مشابہ تھا، چہرے پر داڑھی مونچھ نہیں تھی، اور شکل وصورت عورتوں جیسی تھی، تو یہ عورتوں کا لباس پہن کر اپنے آپ کو عورت ظاہر کرتا تھا، اب جب وہ موتی گم ہوگیا اور سب کی برہنہ تلاشی شروع ہوئی تو یہ بہت خوف زدہ ہوگیا کہ اگر اِن کو پتہ چلا کہ میں مرد ہوں تو مجھے کوئی نہیں چھوڑے گا، تو اِس نے آہ وزاری کی اور دعا میں مشغول ہوگیا، جب اِس کی تلاشی شروع ہونے لگے تو عین اُسی وقت وہ موتی مل گیا اور یہ بچ گیا، اور اس کی جان وعزت محفوظ ہوگئی، معلوم ہوا کہ دعا میں بڑی طاقت ہے۔

ایک عابد کی دعا کی قبولیت میزبان کو خواب میں حضور کی زیارت

بعض صالحین سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے کے قصد سے داخل ہوا! وہاں ایک عابد اور ایک تاجر بیٹھے ہوئے تھے اور وہ عابد دعا مانگ رہا تھا کہ اے مالک! میں آج فلاں قسم کا کھانا، فلاں فلاں قسم کا حلوا چاہتا ہوں، اس تاجر نے کہا: اگر یہ شخص مجھ سے مانگتا تو میں ضرور کھلاتا لیکن یہ حیلہ کرتا ہے، میرے سامنے اللہ سے دعا کرتا ہے اور اس کا مقصود یہ ہے کہ میں کھلاؤں، قسم ہے اللہ کی میں ہرگز اسے کچھ نہ کھلاؤں گا، وہ عابد دعا سے فارغ ہو کے مسجد کے ایک گوشہ میں سو گیا، اچانک ایک شخص مسجد میں آیا، اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے کھانوں سے بھری ہوئی تھی، اور جو اوپر سے ڈھکی ہوئی تھی، اس نے مسجد کے چاروں طرف دیکھا تو اس عابد کو ایک گوشہ میں سویا ہوا پایا، اِس کے پاس آکر انہیں جگایا اور جو تھا ان کے آگے رکھ کر ہٹ

❶ نزہۃ المجالس: باب فضل الدعاء، ج ۱ ص ۹۲

گیا،اس تاجر نے جو دیکھا تو اس میں اتنے ہی اقسام کے کھانے تھے جتنے اس نے اللہ سے طلب کئے تھے،انہوں نے بقدرِ ضرورت کھایا اور بقیہ اُسے دے دیا،تاجر نے اس لانے والے سے دریافت کیا کہ میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں تو اس شخص کو پہلے سے جانتا تھا؟ اس نے کہا:اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا۔ میں ایک مزدور آدمی ہوں، ایک سال سے میری بیٹی اور اہلیہ ان کھانوں کا شوق رکھتے تھے مگر اتفاق نہیں ہوا تھا،آج میں نے ایک شخص کا بوجھ اٹھایا تو اس نے ایک مثقال سونا مجھے دیا، میں نے گوشت وغیرہ خرید لایا اور میری اہلیہ پکانے لگی، اتنے میں میری آنکھ لگ گئی:

فَنِمْتُ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ: قَدْقُدِمَ عَلَيْكُمْ وَلِيٌّ مِّنْ أَوْلِيَاءِ اللَّهِ تَعَالَى وَهَاهُوَفِي الْمَسْجِدِ،وَقَدِاشْتَهَى مِمَّاعَمَلْتَهُ لِأَهْلِكَ،فَاحْمِلْهُ إِلَيْهِ يَأْكُلُ مِنْهُ شَهْوَتَهُ،وَيَجْعَلُ اللَّهُ تَعَالَى لَكَ الْبَرَكَةَ فِيْمَابقى ،وَأَنَاالْكَفِيْلُ لَكَ بِالْجَنَّةِ،فَانْتَبَهْتُ وَجِئْتُ بِهِ كَمَاتَرَى،فَقَالَ التَّاجِرُ: قَدْسَمِعْتُهُ يَسْأَلُ اللَّهُ تَعَالَى ذٰلِكَ،ثُمَّ قَالَ لَهُ: كَمْ أَنْفَقْتَ عَلَى هٰذَاالطَّعَامَ؟قَالَ: مِثْقَالاً،قَالَ: خُذْعَشَرَةَ مِثْقَالًا،قَالَ : لَا،قَالَ: خُذْعِشْرِيْنَ مِثْقَالًا،قَالَ: لَا،قَالَ: خُذْخَمْسِيْنَ مِثْقَالًا،قَالَ: لَا،قَالَ: خُذْمِئَةَ مِثْقَالٍ،قَالَ: لَا،وَاللَّهِ لَابِعْتُ شَيْئاًمِمَّاضَمِنَهُ لِيْ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَكَفَّلَهُ وَلَوْأَعْطَيْتَ الدُّنْيَاجَمِيْعاً۔ ❶

ترجمہ:خواب میں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا،آپ نے فرمایا:تمہارے یہاں ایک ولی اللہ آئے ہوئے ہیں اور وہ مسجد میں ٹھہرے ہیں،تو نے جو کھانے اپنے اہل کے واسطے پکائے اس کا انہیں بھی شوق ہے، یہ کھانے ان کے پاس لے جا اور میں

❶ روض الرياحين :الحكاية الثلاثون بعد الثلاث مئة ،ص:۲۷۷، ۲۷۸

تیرے لیے جنت کی کفالت اپنے ذمہ لیتا ہوں، میں بیدار ہوااور کھانا لے کر آیا جسے تم دیکھ رہے ہو۔اس تاجر نے کہا میں نے اِس شخص کی دعا سنی تھی اِس نے اللہ تعالی سے انہیں چیزوں کی دعا کی تھی، پھر تاجر نے پوچھا: تمہارا کھانے کتنا خرچہ آیا ہے؟ اِس نے کہا: ایک مثقال، تاجر نے کہا: مجھ سے دس مثقال لے لے،اس نے کہا: یہ نہیں ہوسکتا، تاجر نے کہا: بیس مثقال لے لے، اس نے کہا: نہیں، تاجر نے کہا: پچاس لے کر اپنے ساتھ شریک بنالے، کہا: نہیں، پھر کہا: سومثقال لے لے، اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں ہرگز ایسی چیز کو جس کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضمانت لی ہے ہرگز فروخت نہیں کروں گا، اگر چہ تو ساری دنیا اس کی قیمت میں مجھے دے دے۔

تجھے اجر لینا تھا تو مجھ سے پہلے تو نے اس عابد کی خواہش پوری کی ہوتی ،مگر اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کرتا ہے۔ راوی کہتے ہیں تاجر اپنی غفلت سے بہت نادم ہوا، لیکن اس کی ندامت نے کچھ نفع نہ دیا اور پریشان ہو کر مسجد سے نکلا، جیسے کوئی اپنی گم شدہ چیز پر پریشان ہوا کرتا ہے۔

دیکھیں دعا کی بدولت اللہ رب العزت نے اُس عابد کو اس کی چاہت کے مطابق تمام کھانے اور حلوا کھلایا، میزبان کو خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، اور یوں غیبی اُس کے لئے رزق کا انتظام ہو گیا۔

والدہ کی دُعا کی وجہ سے بیٹا نامور عالم بنا

استاد حسان بن محمد بن احمد بن ہارون ابوالولید نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا میری والدہ نے مجھ سے کہا کہ میں جس وقت تمہاری وجہ سے حاملہ تھی، اس وقت حضرت عباس بن حمزہ رحمہ اللہ کی ایک دینی مجلس تھی جس میں عورتوں کے لئے پردہ کا انتظام تھا، میں نے تمہارے والد سے اس مجلس میں وعظ سننے کی اجازت طلب کی۔

تمہارے والد نے اجازت دے دی، میں وہاں گئی، وعظ سن کر اللہ تعالی سے دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ ھَبُ لِی اِبُنًا عَالِمًا.

ترجمہ: یا اللہ تو مجھے ایسا بیٹا دے جو عالم باعمل بنے۔

جب میں گھر لوٹی اور وہ رات گذاری تو میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی نے مجھ سے کہا:

أَبُشِرِی فَإِنَّ اللّٰہَ اسُتَجَابَ دَعُوَتَکِ،وَوَھَبَ لَکِ وَلَدًا ذَکَرًاوَ جَعَلَهُ عَالِمًاوَیَعِیُشُ کَمَا عَاشَ أَبُوکِ.

ترجمہ: تجھ کو خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تیری دعا کو قبول کر لیا اور تجھ کو ایسا بیٹا دے گا جو عالم باعمل بنے گا اور دین کی اتنی مدت خدمت کرے گا جتنی تمہارے والد نے کی۔

کَانَ اَبِیُ عَاشَ اِثُنَتَیُنِ وَسَبُعِیُنَ سَنَةً.

ترجمہ: میرے والد صاحب بہتر (۷۲) سال تک زندہ رہے تھے۔

استاذ نے کہا:

وَھٰذِهِ قَدُ تَمَّتُهُ لِیُ.

ترجمہ: میرے لئے بھی بہتر (۷۲) سال کا عرصہ پورا ہو گیا۔

تو اِن کے شاگرد امام حاکم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

فَعَاشَ الُاُسُتَاذُبَعُدَھٰذِهِ الُحِکَایَةِ اَرُبَعَةَ اَیَّامٍ. ❶

ترجمہ: استاذ اس واقعہ بیان کرنے کے بعد چار دن تک زندہ رہے۔

یہ تھی والدہ محترمہ کی دعا اور پھر اس کی قبولیت کہ اللہ تعالی نے بیٹے کو نامور عالم بھی بنایا اور دین کی خدمت کے لئے قبول بھی فرمایا۔

اور یہی اصل میں انسان کی سعادت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو دین کی خدمت کے لئے

❶ والدین کی قدر کیجئے: ص ۲۱۰، ۲۱۱/ طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة: حسان بن محمدبن أحمدبن هارون ، ج۳ص۲۲۷/الروض الباسم فی تراجم شیوخ الحاکم: ج ۱ ص ۳۹

قبول فرمائے، اس کو علم نافع عطا فرمائے اور پھر اس علم نافع پر عمل کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائے، اور اس کو پھیلانے کے لئے بھی قبول فرمائے، ہر شخص کو یہ دعا خود اپنے لئے، اپنی اولاد کے لئے اور بھائی بہنوں کے لئے بھی مانگنی چاہیے۔

بیٹے کی دعا اور صدقہ کے طفیل والد کی مغفرت

حضرت امام ابوقلابہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں ایک ایسا قبرستان دیکھا کہ جس میں قبریں کھلی پڑی ہیں اور مردے باہر نکل کر قبروں کے کنارے بیٹھے ہوئے ہیں: ”وَكَانَ يَدَىَّ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ طَبَقٌ مِنْ نُوْرٍ“ اور ان میں سے ہر ایک کے سامنے نور کا طباق پڑا ہوا ہے۔ اور ان میں ایک ایسا آدمی بھی دیکھا: ”لَمْ يَرَ بَيْنَ يَدَيْهِ نُوْرًا“ جس کے سامنے نور کا طباق نہیں تھا۔ امام ابوقلابہ رحمہ اللہ نے اس سے کہا کہ کیا بات ہے کہ میں تیرے سامنے نور کا طباق نہیں دیکھ رہا۔ اس نے جواب دیا کہ ان لوگوں کی اولاد اور دوست ان کے لئے دعا اور صدقہ خیرات کرتے ہیں اور یہ نور اس دعا اور صدقہ کرنے کی وجہ سے ہے، میرا بھی ایک بیٹا ہے لیکن وہ نیک نہیں ہے اور وہ میرے لئے دعا اور صدقہ خیرات نہیں کرتا، اس واسطے میرے لئے نور نہیں ہے، اور میں اپنے پڑوسیوں سے شرمندہ ہوتا ہوں۔

جب امام ابوقلابہ رحمہ اللہ خواب سے بیدار ہوئے تو اس مردے کے بیٹے کو بلایا اور خواب کا سارا واقعہ بتایا۔ تو وہ لڑکا فوراً تائب ہوگیا اور سیدھے راستے پر آ گیا۔ اور کہا، اے ابوقلابہ! تو گواہ رہنا: ”ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الطَّاعَةِ وَالدُّعَاءِ لِأَبِيْهِ وَالصَّدَقَةِ لِأَجْلِهِ“ پھر وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اپنے والد کے لئے دعا، صدقہ کرتا رہا۔ کچھ عرصہ بعد پھر امام ابوقلابہ رحمہ اللہ نے اس قبرستان میں اس قبر کو پہلی حالت میں دیکھا، اور اس آدمی کے سامنے نور دیکھا جس کی روشنی آسمان کے سورج سے زیادہ تھی۔ اور

دوسروں کے نور سے زیادہ مکمل تھا۔اس آدمی نے کہا:

يَـااَبَاقِلَابَةَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنِّىْ خَيْرًا بِقَوْلِكَ نَجَاابْنِىْ مِنَ النِّيْرَانِ وَنَجَوْتَ أَنَامِنْ خَجَلَتِىْ بَيْنَ الْجِيْرَانِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ. ❶

ترجمہ:اے ابوقلابہ!اللہ پاک تجھے مجھ سے بہتر جزاء دے کہ تیرے کہنے پر میرے بیٹے نے مجھے آگ سے نجات دی اور خود بھی نجات پائی اور میں اپنے پڑوسیوں کی شرمندگی سے بچ گیا ہوں۔اللہ تعالی کاشکر ہے۔

والدہ کی دعا کے سبب بیٹے کی بیڑیاں ٹوٹ گئیں

حافظ ابوبکر طرطوشی رحمہ اللہ مشہور ومعروف عالم دین گزرے ہیں۔انہوں نے اپنی کتاب میں ماں کی دعا کی برکت کے حوالے سے ایک واقعہ نقل کیا ہے،وہ لکھتے ہیں کہ ایک خاتون حضرت بقی بن مخلد رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئی،حضرت بقی بن مخلد رحمہ اللہ سرزمین اندلس کے رہنے والے تھے،ان کے علم اورتقوی کا دور دور تک چرچا تھا،یہ علم کا سمندر اور فراست کا پہاڑ تھے،فن درایت میں ید طولی رکھتے تھے،اندلس کے نامور علمائے کرام میں ان کا درجہ بڑا امتیاز تھا۔مذکورہ خاتون نے حضرت بقی بن مخلد رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ میرے بیٹے کو اہل روم نے گرفتار کرلیا ہے،میرے پاس اسے فدیہ دے کر اہل روم سے چھڑانے کے لیے ایک چھوٹے سے گھر کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے اور اس گھر کو فروخت کرنے کی بھی مجھ میں طاقت نہیں ہے،آپ سے گزارش ہے کہ کسی اہل خیر کے بارے میں مجھے بتائیں جو میرے بیٹے کو چھڑانے کے لیے فدیہ کی ادائیگی کر سکے،جب سے میرا بیٹا گرفتار ہوا ہے مجھے نہ رات کو چین ہے نہ دن کو قرار ہے،میری آنکھوں سے نیند اڑ چکی ہے،میں ہر وقت اپنے بیٹے کی رہائی کی دعائیں مانگتی ہوں۔

❶ حکایات قلیوبی:حکایت نمبر ۳۷،ص ۷۴،۷۵

حضرت بقی بن مخلد رحمہ اللہ نے خاتون کی آہ وزاری سن کر فرمایا: اس سلسلے میں مجھے کچھ سوچنے کی مہلت دو، ان شاء اللہ تعالیٰ جو بن پڑے گا ضرور کروں گا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنا سر جھکا لیا اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنے لگے۔ ادھر والدہ بھی مسلسل دعا میں مانگ رہی ہے، اپنے رب سے آہ وزاری کر رہی ہے اور پھر والدہ کی دعائیں رنگ لاتی ہیں۔ چند دنوں کے بعد وہ خاتون دوبارہ حضرت بقی بن مخلد رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئی، ساتھ میں اس کا وہ بیٹا بھی تھا جسے رومیوں نے گرفتار کر لیا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹا ذرا اپنی گرفتاری اور رہائی کی داستان شیخ صاحب کو سناؤ، وہ بتانے لگا: واقعہ یہ ہے کہ روم کے ایک شہزادے نے مجھے گرفتار کرایا تھا، میں اس کے قید خانے میں بند پڑا تھا، قیدیوں پر ایک آدمی مامور تھا جس کی ہر ادا ہمیں تکلیف دینے والی تھی، قید خانہ میں ہماری حالت یہ تھی کہ ہمیں بری طرح زنجیروں میں جکڑ دیا گیا تھا، ہم اس کی ایذاء رسائی سہتے، اس کی زبان درازی برداشت کرتے، ایک رات ہم قیدیوں سے انتہائی مشقت کا کام لیا گیا، جب ہم کام کر کے قید خانے میں واپس آئے تو اچانک میرے پاؤں کی زنجیر ٹوٹ کر زمین پر گر پڑی، زنجیر گرنے کا وقت وہی تھا جب اس کی والدہ اور حضرت بقی بن مخلد رحمہ اللہ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھایا تھا۔ نوجوان نے کلام کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے مزید بیان کیا: زنجیر گرتے ہی وہ آدمی جو قیدیوں کی نگرانی پر مامور تھا، میری طرف متوجہ ہوا اور کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا:

تم نے زنجیر توڑ دی؟ میں نے معذرت خواہانہ انداز میں جواب دیا: نہیں نہیں، میں نے اپنی زنجیر کو ہاتھ تک نہیں لگایا بلکہ یہ خود ہی میرے پیر سے ٹوٹ کر گر گئی ہے، چنانچہ اُس نے اُس وقت لوہار کو بلایا اور زنجیر کی مرمت کروا کر دوبارہ میرے پاؤں میں پہنا دی۔ میں ابھی چند ہی قدم چلا تھا کہ یکا یک زنجیر پھر ٹوٹ کر زمین پر گر پڑی، اتنی مضبوط زنجیر کا

یکا یک ٹوٹ جانا بڑا تعجب خیز معاملہ تھا، سپاہیوں کو بڑی حیرت ہوئی، یہ معمولی واقعہ نہ تھا۔ سپاہی نے اپنے دوسرے ساتھیوں کو بلوایا، ان کو اس واقعہ سے آگاہ کیا اور پھر بات جیل کے بڑے افسروں تک جا پہنچی، انہوں نے اپنے مذہبی پیشواؤں کو بلا کر سارا ماجرا سنایا۔ بڑا پوپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ میرے پاس آیا، اس نے پوچھا: کیا تیری ماں زندہ ہے؟ میں نے اثبات میں جواب دیا۔ وہ کہنے لگا: تیری والدہ کی دعا نے قبولیت حاصل کر لی ہے، جب اللہ تعالی نے تجھے رہائی دے دی ہے تو پھر ہم کیونکر تجھے پابند سلاسل رکھیں۔ چنانچہ رومی سپاہیوں نے مجھے نہایت عزت واکرام کے ساتھ مسلمانوں کے قافلے کی طرف روانہ کر دیا۔ ایک دکھی ماں کی دعا اپنے بیٹے کے حق میں قبول ہو چکی تھی۔ ❶

اللہ اپنے محبوب بندوں کے لئے خود انتظام کرتا ہے

حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں ایک مسجد میں تھا، وہاں میں نے ایک فقیر کو دیکھا کہ تین دن تک ساکت تھا، نہ کھاتا نہ پیتا، نہ اپنی جگہ سے حرکت کرتا، میں اس کی تاک میں تھا اور اس کے ساتھ میں نے سارے کام چھوڑ کر صبر کیا، لیکن میں عاجز آ گیا، پھر میں نے اس سے دریافت کیا کہ تم کیا کھاؤ گے؟ اس نے کہا گرم روٹی اور بھنی ہوئی مرغی، میں نے مسجد سے نکل کر دن بھر اس کی تلاش میں تکلیف اٹھائی مگر میسر نہ ہوا، آخر تھک کر دروازہ مسجد کا بند کر کے بیٹھا رہا، کچھ رات گزری تھی کہ ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے دروازہ کھولا تو ایک شخص گرم روٹی اور بھنی ہوئی مرغی لائے دروازہ پر کھڑا تھا، میں نے وجہ دریافت کی، اس نے کہا مجھ سے بچوں نے یہ لینا چاہا، آپس میں جھگڑا ہو گیا اور میں نے قسم کھائی یہ ہم میں کوئی نہیں

❶ والدین کی اطاعت ونافرمانی واقعات کی زبانی: ص۳۴ بحوالہ الدعاء الماثور وآدابہ: ص ۴۲/ البداية والنهاية: سنة خمس وسبعين ومائتين، ج ۱۱ ص ۶۲/روض الرياحين: الحكاية العاشرة بعد الثلاثة مائة، ص: ۲۶۵، ۲۶۶

کھائے گا، مسجد والے کھائیں گے، میں نے کہا: الٰہی آپ نے اِس فقیر کے لئے غیبی بندوبست کر دیا اور میں اِس کے لئے دن بھر پریشان پھرتا رہا۔ ❶

دعا کی وجہ سے اللہ کی غیبی مدد آئی اور جان بچ گئی

خلیفہ ہارون الرشید نے ایک خادم کو حکم دے کر کہا: جب رات ہو جائے تو فلاں حجرے کے پاس جا کر اسے کھولنا اور تمہیں اس میں جو بھی شخص نظر آئے اسے پکڑ کر لانا، پھر فلاں صحرا کی کھائی میں اسے پھینک کر مٹی سے ڈھانپ لینا اور تمہارے ساتھ فلاں دربان بھی ہونا چاہیے۔ چنانچہ خادم حجرے کے دروازے کے پاس آیا اور اسے کھولا، اس میں ایک لڑکا تھا جو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا وہ طلوع ہوتا ہوا سورج ہے، تو خادم نے اسے زور سے کھینچا، اس نے کہا: اللہ سے ڈرو، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہوں، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اس بات سے ڈرو کہ تم اس کے سامنے میرے خون میں رنگے ہوئے حاضر ہو، تو خادم نے ان کی بات کا کوئی دھیان نہ دیا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر انہیں مقررہ جگہ پر لے گیا۔ وہاں پہنچ کر قریب ہی تھا کہ لڑکا ہلاک ہو جاتا اور اس نے وہ کھائی بھی دیکھ لی جس میں اس کو ڈالنا تھا، تو اس نے ہارون الرشید کے خادم سے کہا: اے لڑکے! جو کام تم نے ابھی کیا نہیں اس سے تو رجوع ہو سکتا ہے لیکن جو کچھ ہو چکا اس سے رجوع نہیں ہو سکتا، مجھے دو رکعت نماز پڑھنے دو اور پھر جو تم حکم کرو گے میں کرلوں گا۔ اس نے کہا: جیسے تمہاری مرضی۔ پھر نوجوان نے کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھیں اور یہ دعا کی:

يَاخَفِيَّ اللُّطْفِ اَغِثْنِيْ فِيْ وَقْتِي هٰذَاوَالْطُفْ بِيْ بِلُطْفِكَ الْخَفِيِّ. ❷

ترجمہ: اے وہ ذات! جو چھپے ہوئے بھی مہربانیاں اور احسان کرتا رہتا ہے، اس وقت تو

---

❶ روض الرياحين: الحكاية الحادية والثلاثون بعدالثلاث مئة، ص: ۲۷۸

❷ الفرج بعدالشدة للتنوخي: الباب الثالث: ج ۱ ص ۲۷۰، ۲۷۱

میری مدد کراور اپنی پوشیدہ مہربانی سے مجھ پر رحم کر، میں تجھ ہی سے فریاد کرتا ہوں۔
اللہ کی قسم! ابھی وہ اپنی دعا پوری بھی نہ کر پایا تھا کہ ہوا چلی اور غبار اڑا حتی کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھنے بھی نہ پائے، وہ سب اپنے چہروں کے بل گر پڑے اور اپنے میں مشغول ہو کر نوجوان سے غافل ہو گئے، پھر وہ ہوا رک گئی، انہوں نے نوجوان کو ڈھونڈا تو وہ تھا ہی نہیں، اوراس کی رسیاں کھلی ہوئی پڑیں تھیں، خادم نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ہم تو برباد ہو گئے، امیر المؤمنین تو یہ سمجھیں گے کہ ہم نے اسے رہا کر دیا، تو ہم انہیں کیا جواب دیں گے؟ اگر ہم جھوٹ بول بھی دیں گے تو پھر بھی نہیں چھوٹ سکتے کیوں کہ ان کو نوجوان کی خبر پہنچ ہی جائے گی تو وہ ہمیں مار ڈالیں گے، اور اگر ہم سچ بول دیں گے تو کوئی نہ کوئی ناگوار بات فوری طور پر پیش آئے گی۔
اس کے ایک عقل مند ساتھی نے کہا: حکماء کہتے ہیں: اگر جھوٹ بچاتا ہے تو سچ تو اس سے بھی بڑھ کر پر امید ہے اور وہ تو جھوٹ سے بھی زیادہ بچانے والا ہے۔
پھر وہ جب ہارون الرشید کے سامنے حاضر ہوئے تو ہارون الرشید نے ان سے کہا: میں نے تمہیں جو حکم دیا اس کی کیا تعمیل کی؟ خادم نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! میں آپ سے بالکل سچ کہوں گا اور مجھ جیسا آدمی آپ کے دربار میں جھوٹ بولنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتا، لہذا واقعہ اس طرح ہے اور پورا واقعہ بیان کر دیا۔
تو ہارون الرشید نے کہا:
اللہ کی مہربانی اس کے ساتھ شامل ہوگئی، اللہ کی قسم! میں اسے سب سے پہلے اپنی دعا میں یاد رکھوں گا، اپنے کام میں لگو اور جو کچھ ہو چکا اسے راز میں رکھو۔

ایک صالح اور دیانتدار شخص کی دو دعائیں کس طرح قبول ہوئیں؟

حضرت ابراہیم ابن ادہم رحمہ اللہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں ایک شہر میں پہنچ

کرمسجد میں مقیم ہوا، جب نماز عشاء ہو چکی، تو امام نے آ کر کہا: یہاں سے نکلو، میں دروازہ بند کرتا ہوں، میں نے کہا: میں مسافر ہوں یہیں شب گزاروں گا، کہنے لگا: مسافر قندیلیں اور چٹائیاں چراتے ہیں، ہم یہاں کسی کو سونے نہ دیں گے اگرچہ ابراہیم بن ادہم ہی کیوں نہ ہو، میں نے کہا: میں ابراہیم ابن ادہم ہوں اور وہ جاڑے کی رات تھی۔ اس نے ایک بات نہ سنی: اور سختی سے میری ٹانگ پکڑ کر کھینچا اور حمام کے دروازہ تک گھسیٹتا ہوا لے آیا اور وہاں چھوڑ کر چلا گیا، میں نے کھڑے ہو کر دیکھا تو ایک آگ جلانے والا حمام میں آگ جلا رہا تھا، میں نے جی میں کہا: اسی کے پاس چل کر شب گذارنا چاہیے، چنانچہ میں نیچے اتر کر اس شخص کے پاس گیا، دیکھا تو وہ ایک اون کا کپڑا پہنے ہوئے تھا، میں نے سلام کیا اس نے جواب نہ دیا، بلکہ اشارہ کے ساتھ مجھ سے کہا کہ بیٹھ جاؤ، میں بیٹھ گیا۔ وہ شخص خوف زدہ بھی تھا کہ کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف دیکھتا تھا، مجھے اس سے اندیشہ معلوم ہونے لگا، جب وہ تمام جھونک چکا تو میری طرف متوجہ ہوا اور کہا: وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، میں نے کہا: تعجب ہے! جب میں نے سلام کیا تھا اس وقت تم نے جواب کیوں نہ دیا؟ کہا: میں ایک قوم کا ملازم ہوں، اس وجہ سے میں ڈرا کہ اگر تیرے سلام میں مشغول ہو گیا تو میں خائن اور گنہگار ہو جاؤں گا (کہ مزدوری کے وقت میں دوسروں کے ساتھ مشغول ہو گیا) میں نے کہا: میں نے تمہیں دائیں بائیں نظر کرتے دیکھا ہے، کسی سے ڈرتے ہو؟ کہا: ہاں! میں نے کہا: کس سے؟ کہا موت سے، نہ معلوم دائیں طرف سے آئے یا بائیں طرف سے۔ میں نے کہا: دن میں کتنے کی مزدوری کر لیتے ہو؟ کہا: ایک درہم اور ربع درہم، میں نے کہا: اس کا کیا کرتے ہو؟ کہا: ربع درہم تو میں اور میرے اہل کھاتے ہیں اور ایک درہم اپنے ایک بھائی کی اولاد پر صرف کرتا ہوں، میں نے کہا وہ تمہارا حقیقی بھائی

تھا، کہا: نہیں، کہا میں نے اس سے اللہ کے واسطے محبت کی تھی اب اُس کا انتقال ہو گیا، تو اس کی اولاد کی کفالت میں ہی کرتا ہوں، میں نے کہا تم نے خدا سے کسی حاجت میں دعا کی تھی جو اس نے قبول فرمائی ہو؟ کہنے لگا:

لِيْ حَاجَةٌ أَنَا مُنْذُ عِشْرِيْنَ سَنَةً أَدْعُوْ اللّٰهَ عَزَّ وَجَل ، فَقُلْتُ : يَا أَخِيْ مَا حَاجَتُكَ، قَالَ: فَقَدْ قَضَى اللّٰهُ تَعَالَى حَاجَتُكَ.

ترجمہ: میری ایک حاجت ہے اور میں بیس سال سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں، اب تک وہ حاجت پوری نہیں ہوئی،) میں نے پوچھا: وہ کیا حاجت ہے؟ امید ہے کہ اللہ رب العزت آپ کی حاجت پورا کرے گا۔

کہا: میں نے سنا ہے کہ عرب میں ایک شخص ہے جو زاہدوں پرہیزگاروں میں ممتاز اور سارے عابدوں پر فائق ہے، انہیں ابراہیم بن ادہم کہتے ہیں، میں ان سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں، اللہ عز وجل سے دعا کی تھی کہ میں اسے دیکھوں اور اسی کے سامنے مروں۔

وَمَا رَضِيَ لِيْ أَنْ آتِيَكَ إِلَّا سَحْباً عَلَى وَجْهِيْ، قَالَ: فَوَثَبَ مِنْ مَكَانِهِ وَعَانَقَنِيْ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ قَدْ قَضَيْتُ حَاجَتِيْ وَأَجَبْتُ دُعَائِيْ، اَللّٰهُمَّ اقْبِضْنِيْ إِلَيْكَ، فَأَجَابَ اللّٰه تَعَالَى دَعْوَتَهُ الثَّانِيَةَ فِي الْحَالِ وَسَقَطَ مَيِّتاً. (1)

ترجمہ: میں نے کہا: خوش ہو جا، اے بھائی! تیری حاجت اللہ نے پوری کردی اور دعا قبول ہوگئی اور مجھے تمہارے پاس منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے پہنچا کر راضی ہوا، وہ سنتے ہی اچل پڑا اور مجھ سے معانقہ کیا اور میں نے سنا وہ یہ کہہ رہا تھا اے اللہ! تو نے میری حاجت پوری کی اور میری دعا قبول کی، اب میرے روح قبض کر لے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دوسری دعا بھی فوراً قبول کر لی اور وہ شخص گر پڑا اور گرتے ہی انتقال ہو گیا۔

---

(1) روض الرياحين :الحكاية السابعة والأربعون بعدالثلاث مئة، ص ۲۸۶

دیکھیں دعا میں کتنی طاقت ہے کہ اللہ رب العزت نے حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کو ان کے قدموں میں پہنچایا، اور دوسری دعا بھی قبول ہوگئی کہ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے سامنے اِن کا انتقال ہوا، اور وہ ان کی تجہیز وتکفین میں شریک ہوں، یہ دعا بھی قبول ہوگئی اور اپنے وقت کے ولی اللہ اِن کے جنازے میں شریک ہوئے۔

حاجات اور ضروریات کو پورا کرنے والے مقبول دعائیہ الفاظ

ایک آدمی کو کوئی ایسی بات پیش آئی جس کی وجہ سے وہ بہت زیادہ غمگین تھا اور اس نے ایک مرتبہ خوب اِلحاح وزاری کے ساتھ دعا کی، تو اسے ایک آواز دینے والے نے غیب سے آواز دی، اے فلاں! تو اِن کلمات کے ساتھ اللہ سے دعا مانگ:

يَاسَامِعَ كُلِّ صَوْتٍ، وَيَابَارِئَ النُّفُوْسِ بَعْدَالْمَوْتِ، وَيَامَنْ لَّاتَغْشَاهُ الظُّلُمَاتُ وَيَامَنْ لَّايُشْغِلُهُ شَيْءٌ عن شَيْءٍ. ❶

ترجمہ: اے ہر آواز کو سننے والے! اے موت کے بعد لوگوں کو دوبارہ زندہ کرنے والے! اور اے وہ ذات! جس کو اندھیرے نہیں چھپا سکتے اور اے وہ ذات! جسے ایک کام دوسرے سے بے پرواہ اور غافل نہیں کرتا۔

چنانچہ انہوں نے یہ دعا پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مصیبت دور کردی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اس رات میں جو بھی حاجت مانگی، اللہ تعالیٰ نے وہ پوری کردی۔

زندگی سے مایوس بیمار کو سرکارِ دوعالم کا ایک دعا سکھانا اور شفایابی

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار ایسا سخت بیمار ہوا کہ مجھے بھی اور دیکھنے والوں کو بھی میری زندگی سے ناامیدی ہوگئی، میں اسی شدید تکلیف میں تھا کہ میں نے جمعہ کی شب خواب میں دیکھا، ایک شخص میرے پاس آئے اور میرے سرہانے بیٹھ گئے اور

❶ الفرج بعدالشدة للتنوخي: الباب الثالث: ج ۱ ص ۲۷۲

ان کے پیچھے بہت سی مخلوق آئی، وہ داخل ہوتے وقت پرندوں کی شکل پر تھے اور بیٹھنے کے بعد آدمیوں کی شکل بن گئے، وہ داخل ہوتے رہے اور میں دروازہ کو دیکھتا رہا، جب وہ داخل ہوچکے تو اُس نہایت وجیہ اور خوبصورت شخص نے سر اٹھایا اور فرمایا: اس شہر میں تین آدمیوں کی عیادت کے ارادہ سے آیا ہوں، ایک تو یہ شخص میری طرف اشارہ کر کے، دوسرا صالح خلقانی، میں ان کو اس سے پہلے نہیں جانتا تھا، تیسرے ایک عورت جس کا نام نہ لیا۔ پھر اپنا ہاتھ میری پیشانی پر رکھ کر یہ دعا پڑھی:

بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّیَ اللّٰهُ حَسْبِیَ اللّٰهُ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اِعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ فَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَى اللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ.

پھر مجھ سے فرمایا: ان کلمات کو بہت پڑھا کرو، اس میں ہر بیماری کی شفا اور ہر تکلیف کی سے راحت اور ہر دشمن پر کامیابی ہے۔ پہلے پہل اسے حاملین عرش نے پڑھا تھا، جب انہیں عرش کے اٹھانے کا حکم ہوا اور قیامت تک اسے پڑھتے رہیں گے۔ ایک شخص جو آپ کے دائیں یا بائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اگر اسے کوئی دشمن سے مقابلہ کے وقت پڑھے، فرمایا: واہ! واہ! اس میں فتح ونصرت اور خوش خبری ہے، میں نے خیال کیا کہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں؟ فرمایا:

هٰذَاعَمِّيْ حَمْزَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ،ثُمَّ أَوْمَابِيَدِهٖ إِلَى منْ كَانَ عَنْ يَسَارِهٖ وَقَالَ:هٰؤُلَاءِ الشُّهَدَاءِ،ثُمَّ أَوْمَابِيَدِهٖ إِلَى مَنْ وَرَاءَهُ وَقَالَ:وَهٰؤُلَاءِ الصَّالِحُوْن،ثُمَّ خَرَجَ فَانْتَبَهْتُ وَقَدْخَرَجْتُ منْ عِلَّتِيْ وَبُرِئْتُ مِنْهَا، وَأَصْبَحْتُ أَصَحَّ مِمَّا كُنْتُ. (1)

(1) روض الرياحين :الحكايةالسادسة عشرة بعدالأربع مئة،ص ۳۳۴

ترجمہ: یہ میرے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں، پھر اپنے دست مبارک سے بائیں جانب اشارہ کر کے فرمایا: یہ شہداء ہیں اور پھر پیچھے کی جانب اشارہ کر کے فرمایا: یہ صالحین ہیں اور پھر تشریف لے گئے، میں بیدار ہوا تو میری بیماری جاتی رہی تھی اور میں تندرست ہو گیا، اور صبح میں پہلے سے بہتر حالت پر تھا۔

دعا کی وجہ سے ایک نصرانی حکیم مسلمان ہو گیا

ایک صوفی شیخ صاحب اپنے ساتھیوں کو لے کے چلے جن کی تعداد چالیس تھی، اور یہ تین دن ٹھہرے رہے، ان کے لئے کھانے کا کوئی بندوبست نہ ہوا، اس شیخ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: اے میری جماعت! اللہ تعالیٰ نے بندوں کو سبب بنانے کو جائز کہا ہے، اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿فَامْشُوْا فِی مَنَاکِبِهَا وَ کُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ﴾ (الملک: ۱۵)

ترجمہ: زمین کے راستوں میں چلو اور اللہ کا رزق کھاؤ۔

لہٰذا دیکھو ہم میں سے کون شخص نکل کر ہمارے پاس کھانے کے لئے کچھ لاتا ہے۔ ان ساتھیوں میں سے ایک ساتھی نہایت بھوک کی وجہ سے ایک نصرانی حکیم کی دکان پر بیٹھ گیا، بہت سے لوگ اس کے سامنے صف بنا کر دوائی لینے لگے، جب اِس کا نمبر آیا، تو نصرانی نے اس فقیر سے پوچھا: تمہیں کیا بیماری ہے؟ اس فقیر نے نصرانی کو اپنے حال کی شکایت کرنا مناسب نہ سمجھی بلکہ اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا، اس نصرانی حکیم نے فقیر کی نبض دیکھ کر کہا اس بیماری کی دوا میں پہچانتا ہوں، اپنے غلام سے کہا بازار جا کر ایک رطل کی روٹی اور ایک رطل کا گوشت اور ایک رطل کا حلوہ میرے پاس لے آؤ، فقیر نے کہا: یہی بیماری ہمارے ساتھ چالیس اور حضرات کو بھی ہے، نصرانی حکیم نے کہا: اے غلام! اس جیسی چالیس چالیس چیزیں اور لے آؤ، غلام یہ چیزیں لے کر آ گیا،

نصرانی نے وہ فقیر کے حوالے کر دیں اور کہنے لگا: جن لوگوں کا تو نے تذکرہ کیا ہے یہ ان کے لئے ہیں، اوراس کے ساتھ ایک مزدور کو بھی بھیجا جو کھانا اٹھا کر اُن تک پہنچائے، نصرانی فقیر کی سچائی کو آزمانے کے لئے خفیہ طور پر پیچھے پیچھے چل پڑا، اور طاقچے کے پیچھے اس مکان کے باہر کھڑا ہو گیا، فقیر نے اندر جا کے کھانا دیا، شیخ اوراس کے ساتھی جمع ہو گئے اور انہوں نے کھانا شیخ کے سامنے بڑھایا، شیخ کھانا کھانے سے رُک گیا اور کہا: اے فقیر! اس کھانے کا کیا قصہ ہے؟ فقیر نے پورا پورا قصہ سنایا، شیخ نے کہا:

أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَأْكُلُوا طَعَامَ نَصْرَانِيٍّ وَصَلَكُمْ بِهِ دُوْنَ مُكَافَأَةٍ؟ قَالُوْا: مَا مُكَافَأَتُهُ؟ قَالَ: تَدْعُوْنَ اللّٰهَ لَهُ قَبْلَ أَكْلِ طَعَامِهِ بِالنَّجَاةِ مِنَ النَّارِ، فَدَعُوْا لَهُ وَهُوَ يَسْمَعُ. فَلَمَّا رَأَى النَّصْرَانِيُّ إِمْسَاكَهُمْ عَنِ الطَّعَامِ مَعَ حَاجَتِهِمْ إِلَيْهِ وَسَمِعَ مَاقَالَ الشَّيْخُ قَرَعَ الْبَابَ فَفُتِحَ لَهُ وَدَخَلَ وَقَطَعَ الزِّنَارَ. ❶

ترجمہ: کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ تم بغیر بدلے کے نصرانی کا کھانا کھاؤ؟ ساتھیوں نے پوچھا اس کا بدلہ کیا ہے؟ شیخ نے کہا: کھانا کھانے سے پہلے تم اس نصرانی کے لئے اللہ تعالیٰ سے جہنم سے نجات کی دعا کرو، تو ساتھیوں نے نصرانی کے لئے دعا کی اور وہ باہر کھڑے ہوئے سن رہا تھا، جب نصرانی نے دیکھا کہ یہ ضرورت مند ہونے کے باوجود کھانا نہیں کھا رہے، اوراس نے شیخ کی بات بھی سن لی، تو اس نے دروازہ کھٹکھٹایا، اسکے لئے دروازہ کھولا گیا، یہ اندر آیا اور اپنی زنار کاٹ دی اور کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

دعا کے سبب علم حدیث اور رجال میں بلند مرتبہ حاصل ہوا

حضرت مولانا سراج احمد صاحب رشیدی رحمہ اللہ استاد سنن ابی داؤد نے فرمایا کہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری صاحب رحمہ اللہ فرماتے تھے:

❶ التوابين لابن قدامة: ذكر خبر جماعة ممن أسلم، ص ۱۸۳، ۱۸۴

ایک شخص نے کعبۃ اللہ کے پردوں کو پکڑ کر دعا کی کہ خداوند تعالیٰ مجھے ابن حجر کا سا علم حدیث عطا فرما، اسکی دعا قبول کی گئی۔

مولانا رشیدی رحمہ اللہ کہتے تھے کہ:

''میں سمجھا کہ شاہ صاحب کسی دوسرے کا واقعہ بیان فرماتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ یہ واقعہ حضرت شاہ صاحب کا خود ہی کا ہے۔'' ❶

زم زم پیتے وقت دعا کی قبولیت کا انوکھا واقعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہمارے استاذ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ مظفر نگر کا ایک سفید ریش ڈاکٹر جب مکہ معظّمہ میں زمزم کے کنویں پر جاتا تو پانی پیتے وقت یہ دعا کیا کرتا تھا کہ یا اللہ! میری داڑھی کے بال سیاہ کردے۔

دس پندرہ روز بعد اس کی داڑھی میں سیاہ بال آنا شروع ہوگئے۔ ڈاکٹر جب تک وہاں رہا یہی معمول جاری رکھا، اچانک کسی ضرورت سے واپسی ہوگئی، جب گھر لوٹا تو داڑھی میں آدھے بال سیاہ ہوچکے تھے۔ اس ڈاکٹر صاحب کو میں نے شیخ مدنی رحمہ اللہ کی مجلس میں دیکھا تھا۔ جب وہ آئے تھے تو خود حضرت رحمہ اللہ نے ہمیں اس کا تعارف کرایا تھا۔ ❷

آہ وزاری اور دعاؤں کے سبب حاجیوں کا جہاز واپس لوٹ آیا

اللہ کی مدد غیبی کا ایک اور واقعہ سن لیجئے اور یہ بمبئی کا واقعہ ہے جو حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب رحمہ اللہ نے سنایا، ایک مرتبہ حاجیوں کو پہنچانے والا آخری ہوائی جہاز بمبئی سے پرواز کرگیا اور تین حاجی تھوڑی سی تاخیر کے سبب رہ گئے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ فلائٹ نکل گئی تو رونے لگے، حالت احرام میں تھے، بس مصلی بچھایا اور صلوٰۃِ

❶ حیات انور: حالات زندگی، ص ۱۵

❷ ماہنامہ الحق نومبر ۱۹۸۴ء: ص ۳۰

حاجت پڑھ کر رونا شروع کر دیا، کیونکہ وہ آخری جہاز تھا،اس جہاز میں حضرت بھی تھے۔حضرت نے فرمایا کہ جہاز کو کراچی سے ہوتے ہوئے جدہ جانا تھا اور بمبئی سے کراچی ڈیڑھ گھنٹہ کا راستہ ہے،لیکن پندرہ منٹ کے بعد ہی شہر کی عمارتیں نظر آنے لگیں،تو سب حیران رہ گئے کہ اتنی جلدی کراچی کیسے آ گیا۔اتنے میں جہاز کے کپتان نے اعلان کیا کہ ہم دوبارہ بمبئی پہنچ رہے ہیں کیونکہ جہاز میں کچھ فنی خرابی پیدا ہوگئی ہے۔خیر جیسے ہی جہاز زمین سے لگا تو ایئرپورٹ کے عملے نے رونے والوں سے کہا کہ جلدی سے جا کر اپنی اپنی سیٹ پر بیٹھ جاؤ کیونکہ تمہارے ہی آہ و نالوں نے جہاز میں فنی خرابی پیدا کردی اور جہاز کا رخ بدل دیا۔آہ کو کمزور مت سمجھو، یہ بڑی زبردست چیز ہے،ساتوں آسمان کو عبور کرلیتی ہے۔ ❶

والد کی دعا سے بہترین عالم اور مناظر بن گئے

وکیلِ احناف، حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ ایک عظیم علمی دین اسلام کی تعلیمات کا بڑی گہرائی سے مطالعہ رکھتے تھے،ذہانت وفطانت اور حاضر جوابی کا اللہ تعالیٰ نے خاص ملکہ انہیں ودیعت فرمایا تھا۔ان کی زندگی کا ایک انمول واقعہ انہی کی زبانی ملاحظہ فرمائیے:

حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا: میرے والد صاحب نے اپنے شیخ حضرت اقدس سید شمس الدین رحمہ اللہ کے ساتھ وعدہ کیا کہ میں اپنے بیٹے امین کو عالم بناؤں گا۔والد صاحب چونکہ باغبانی کرتے تھے اس لیے جب کام پر جاتے تو مجھے بھی ساتھ لے جاتے، میں بھی والد صاحب کا ہاتھ بٹاتا۔

چونکہ پیر صاحب کے پاس مجھے عالم بنانے کا وعدہ بھی تھا تو میں نے تہجد کے وقت سنا

❶ فغان رومی: ص۱۵۲،۱۵۳

کہ والد صاحب رورو کر دعا کر رہے ہیں: اے اللہ! اس کو بغیر پڑھے علم عطا کر دے۔ ساتھ ہی ساتھ مجھے پڑھنے پر بھی لگایا لیکن میں شوق سے پڑھتا نہیں تھا۔

اس عرصہ میں ایک دفعہ میں نے والد صاحب کے کمرے سے رات کے وقت رونے کی آواز سنی، اٹھ کر کمرے کی طرف گیا دیکھا تو دروازہ بند ہے اور والد صاحب رورو کر دعا مانگ رہے ہیں اور یوں کہہ رہے ہیں ''اے اللہ! جے امین اوداں نہیں پڑھدا تاں اینوں لنگڑا کر دے جدوں کے کم جو گا نہیں رہے گا تے آپے ای پڑھے گا'' حضرت نے فرمایا: جب میں نے یہ دعا سنی تو میری چیخ نکل گئی۔ والد صاحب باہر آئے، پوچھا کیا ہوا بیٹا؟ فرماتے ہیں: میں والد صاحب کے ساتھ چمٹ گیا اور میں نے ان قبولیت کے لمحات میں وعدہ کیا کہ ابا جی! اب میں پڑھوں گا۔ میں رو بھی رہا تھا اور یہ بھی کہہ رہا تھا کہ اب میں پڑھوں گا۔

اور والد صاحب مجھے چوم رہے تھے اور دعا کر رہے تھے ''اے اللہ! امین نوں عالم باعمل بنا دے، امین نوں مجاہد عالم بنا دے، اے اللہ! امین نوں اپنے دین لے واستے قبول کر لے، اے اللہ! امین نوں اپنے دین دا امین بنا دے'' حضرت مولانا امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کے بعد میں نے شوق سے پڑھنا شروع کیا اور الحمد للہ والد صاحب کی دعائیں ساتھ تھیں، اس لیے دن بدن شوق بڑھتا گیا۔ ❶

چاروں دعائیں قبول ہوگئیں

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ اپنے مواعظ میں فرماتے ہیں:

جگر بڑے مشہور شاعر تھے اور بے حد شراب پیتے تھے، اتنی شراب پیتے تھے کہ لوگ

❶ ماہنامہ الخیر ملتان: رجسٹرڈ ایم نمبر ۹۳، جمادی الاولی تا شعبان ۱۴۲۲ھ بمطابق اگست تا نومبر ۲۰۰۱ء ج ۱۹ ص ۲۰۵، ۲۰۶

مشاعرہ میں سے اٹھا کر لے جاتے تھے بلکہ خود فرماتے ہیں:

پینے کو تو بے حساب پی لی اب ہے روز حساب کا دھڑکا ، بڑی عجیب بات ہے کہ توبہ کرنے سے پہلے ہی اپنے دیوان میں اس شعر کا اضافہ کیا:

چلو دیکھ کر آئیں تماشا جگر کا......سنا ہے وہ کافر مسلمان ہو گیا

جب ان پر اللہ کا خوف طاری ہوا تو حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمہ اللہ سے مشورہ کیا کہ میں کیسے توبہ کروں؟

خواجہ صاحب نے فرمایا حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں چلو، چنانچہ حاضر ہوئے اور توبہ کی اور حضرت سے چار دعاؤں کی درخواست کی!

۱......میں شراب چھوڑ دوں۔۲......داڑھی رکھ لوں۔۳......حج کر آؤں۔۴......اللہ میری مغفرت فرمادیں۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ان کیلئے دعا فرمائی، اللہ تعالی نے تین دعائیں تو دنیا میں قبول فرمائیں اور چوتھی کے بارے میں خود جگر کہتے تھے کہ اللہ نے وہ بھی قبول فرمالی ہوگی، چنانچہ داڑھی رکھ لی، اللہ نے حج بھی نصیب فرمادیا اور شراب بھی چھوڑ دی، جب شراب چھوڑی تو بیمار ہو گئے، ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ آپ پیتے رہیں ورنہ آپ مرجائیں گے۔انہوں نے پوچھا کہ اگر پیتا رہوں تو کتنے سال زندہ رہوں گا؟ ڈاکٹروں نے کہا دو چار سال تک زندہ رہ سکتے ہو،تو! فرمایا کہ اللہ کے غضب کے ساتھ دو چار سال تک زندہ رہنے سے بہتر ہے کہ ابھی اللہ کی رحمت کے سائے میں مرجاؤں، لیکن اللہ نے پھر صحت بھی دی اور کئی سال تک زندہ رہے ایک بار میرٹھ میں تانگے میں بیٹھے ہوئے تھے اور تانگے والا یہ شعر پڑھ رہا تھا:

چلو دیکھ کر آئیں تماشا جگر کا......سنا ہے وہ کافر مسلمان ہو گیا

اوراس کوخبر بھی نہیں تھی کہ یہ داڑھی والا ٹوپی والا اور سنت لباس میں ملبوس جگر صاحب ہیں، شعرسن کر جگر صاحب رونے لگے اور اللہ کا شکرادا کیا کہ اللہ نے توبہ سے پہلے یہ شعر کہلوایا۔ ❶

دعا کی وجہ سے مقدمہ جیت گئے

حافظ امین صاحب رحمہ اللہ پر کسی نے جھوٹا مقدمہ دائر کر دیا، حافظ صاحب میاں منّے شاہ صاحب کے جانے پہچانے آدمی تھے اور آپ اُن سے بڑی محبت فرماتے تھے، جس شخص نے مقدمہ کیا تھا وہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کی درخواست کی، میاں صاحب نے اس شخص کے حق میں دعا کر دی، حافظ صاحب کو جو پتہ چلا تو بھاگے ہوئے میاں صاحب کے حضور گئے، عرض کیا:

''حضرت! آپ نے اُن کے حق میں دعا کر دی حالانکہ وہ جھوٹے ہیں۔''

فرمانے لگے: بھائی! وہ کیوں جھوٹ بولنے لگے، مسلمان بھی کبھی جھوٹ بولا کرتا ہے۔''

''حافظ صاحب نے عرض کیا: تو حضرت پھر میں جھوٹ بولتا ہوں''

میاں صاحب نے فرمایا: نہ بھئی! آپ بھی جھوٹ نہیں بول سکتے لیکن اب تو دعا کر دی مقدمہ وہی جیتیں گے۔

حافظ صاحب نے پھر عرض کیا:

''حضرت! وہ تو صریح جھوٹے ہیں۔ آپ نے یہ کیا غضب کیا۔''

فرمانے لگے: بھائی! میں کیا کرسکتا ہوں، اب تو دعا کر دی مقدمہ وہی جیتے گا۔ ہاں آپ سے اتنی رعایت کئے دیتا ہوں آپ اپیل کر دینا ان شاء اللہ جیت جاؤ گے لیکن اس مرتبہ (مجھے لگتا ہے) وہی جیتیں گے؟ چنانچہ حافظ صاحب چلے آئے اور مقدمہ کا فیصلہ

❶ ہمارے اسلاف: ص ۷۹، ۸۰

حافظ کے خلاف ہی ہوا۔ بعد میں پھر اپیل ہوئی اور حافظ صاحب کامیاب ہو گئے۔ ❶

دعا کی برکت سے ہندو مسلمان ہوگیا

ایک بزرگ تھے کہ لمبے سفر میں تو نماز و جماعت کے خیال سے ایک دو آدمی کو ہمراہ رکھتے تھے اور چھوٹے سفر میں ایسے انداز سے سفر کرتے تھے کہ نماز کے وقت منزل پر پہنچ جائیں۔ اتفاق سے ایک چھوٹے سفر میں راستہ میں کچھ حرج ہو گیا اور ظہر کا وقت آ گیا، گاڑی بان ہندو تھا، انہوں نے وضو کیا سنتیں پڑھیں، کوئی اور نمازی نہ دکھائی دیا، انہوں نے دعا مانگی کہ اے اللہ! میں ہمیشہ جماعت سے نماز پڑھتا ہوں اور اس وقت میں مجبور ہوں، اگر آپ چاہیں تو اس وقت بھی جماعت سے مشرف کر سکتے ہیں۔

مصلّٰی بچھا کے یہ دعا کر ہی رہے تھے کہ گاڑی بان سامنے آیا کہ میاں مجھے تم مسلمان کر لو۔ بڑی مسرت ہوئی سمجھ گئے کہ دعا قبول ہوگئی، (کیا پوچھنا ہے اس مسرت کا وجد ہو رہا ہوگا) اسی وقت مسلمان کیا اور وضو کر کے کہا کہ جس طرح میں کروں اسی طرح تو بھی کر اور سب ارکان میں سبحان اللہ! سبحان اللہ! کہتے رہو۔

فائدہ: دیکھیں دعا کے سبب اللہ تعالیٰ نے غیر مسلم کو ہدایت عطا کر دی، اور یہ ہمیشہ جماعت سے نماز پڑھتے تھے تو رب العالمین نے اِن کے اِس حسنِ عمل کا لحاظ رکھتے ہوئے اِن کے لئے غیبی انتظام فرما دیا۔ یہ برکت تھی ہمت کی اور اس طرح محض سبحان اللہ، سبحان اللہ سے ہماری نماز تو نہیں ہوگی، مگر نو مسلم کی ہو جائے گی، جب تک اسے سورتیں اور دعائیں یاد نہ ہوں، جتنی جتنی یاد ہوتی جائیں اتنی اتنی اسے بھی پڑھنا واجب ہوگا۔ ❶

حضرت میاں جی نور محمد رحمہ اللہ کی دعا کے سبب بینائی لوٹ آئی

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک کرامت حضرت شیخ الشیوخ قطب

❶ ہفت روزہ خدام الدین: ۲۵ مئی ۱۹۶۲ء بروایت حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ، ص ۱۴

❷ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: ص ۱۷۰

العالم میاں جی نور محمد صاحب قدس اللہ سرہ کی مشہور ہے کہ آپ کے یہاں کوئی تقریب تھی، حضرت پیرانی صاحبہ آنکھوں سے بالکل معذور تھیں، عورتوں کا ہجوم ہوا ان کی مدارت میں مشغول ہوئیں مگر بینائی نہ ہونے سے سخت پریشان تھیں، حضرت رحمہ اللہ سے بطورِ ناز کہنے لگیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ ولی ہیں کیا جانیں، ہماری آنکھیں جب درست ہو جائیں تب ہم جانیں، حضرت رحمہ اللہ باہر چلے گئے دعا فرمائی ہوگی، اتفاقاً حضرت پیرانی صاحبہ بیت الخلاء تشریف لے گئیں راستے میں دیوار سے ٹکر لگی وہاں غشی طاری ہوگئی اور گر پڑیں تمام جسم پسینے پسینے ہوگیا، آنکھوں سے بھی بہت آنسو نکلے، ہوش آیا تو خدا کی قدرت سے دونوں آنکھیں کھل گئیں اور نظر آنے لگا، حضرت میاں جی صاحب کی دعا کا یہ اثر ہوا، یہ کرامت تھی میاں جی رحمہ اللہ کی۔ ❶

حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹی رحمہ اللہ کی دُعا

حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹی قدس سرہ کی خدمت میں ایک انگریز اپنی میم صاحبہ کو لے کر حاضر ہوا اور بڑی عاجزی اور انکساری سے عرض کیا کہ حضرت! میم صاحبہ کو عرصہ سے پیٹ کا درد ہے، اس کی صحت کے لئے اپنے رب سے دعا فرما دیں، ہم نے علاج معالجہ بہت کرایا ہے مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ یہ سن کر حضرت امروٹی نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: یا اللہ!

یہ ہے تو تیرے دین کا دشمن مگر (میری) اس سفید داڑھی کی لاج رکھ لے۔ حضرت کی زبان سے یہ الفاظ نکلے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں شرف قبولیت عطا فرمایا اور میم صاحبہ فوراً ٹھیک ہوگئیں۔ ❷

---

❶ امثالِ عبرت: کتاب الکرامات، ص ۲۲۸

❷ ہفت روزہ ترجمانِ اسلام: ۱۰ نومبر ۱۹۸۷ء ص ۱۵

شیخ فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ کی والدہ کی دُعا سے چور کو ہدایت مل گئی

شیخ فرید الدین گنج شکر رحمہ اللہ کی والدہ ماجدہ مولانا وجیہ الدین خجندی رحمہ اللہ کی صاحبزادی اور سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کے بھانجے کی بیوی تھیں، آپ نہایت نیک اور پارسا خاتون تھیں۔ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک رات شیخ کی والدہ کے گھر چور داخل ہوا، وہ دروازے کے اندر قدم رکھتے ہی اندھا ہو گیا، اس نے سمجھ لیا کہ یہ کسی بزرگ کا گھر ہے جہاں وہ بدقسمتی سے آ گیا ہے، اس نے اسی وقت عہد کیا کہ اگر میری بینائی لوٹ آئی تو میں پھر کبھی چوری نہیں کروں گا اور مسلمان ہو جاؤں گا، اس ولیہ کاملہ نے اپنے نورِ باطن سے سب کچھ جان لیا۔ انہوں نے اسی وقت اللہ سے دعا کی تو اس چور کی بینائی لوٹ آئی اور وہ گھر بھاگا۔ دوسرے روز اپنے بیوی بچوں کے ساتھ آ کر مسلمان ہو گیا۔ تو انہوں نے اس کا نام عبداللہ رکھا اور اس کے بارے میں دعا فرمائی، دعا کی برکت سے وہ کاملین میں سے ہو گیا۔ ❶

دعا کی وجہ سے فوراً اچھی نوکری مل گئی

ایک شخص محمود اختر نے بیان کیا کہ میں حضرت میاں حسین شاہ صاحب عرف میاں منے شاہ رحمہ اللہ کے پاس گیا اور عرض کیا:

”حضرت کئی دنوں سے بھوکا ہوں۔ ملازمت نہیں ملتی کیا کروں؟“

”فرمانے لگے: باہر چلا جا، ملازمت مل جائے گی“

”عرض کیا: حضرت باہر کہاں جاؤں؟ نہ کوئی واقف نہ کوئی سفارش اور نہ کوئی ٹھکانہ اب رخ کروں تو کس سمت کا۔“

”فرمایا: بھائی! رزق تو سفر کرنے سے ہی ملے گا۔ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں“

❶ تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین: ص ۲۸۹، ۲۹۰

یہ کہہ کر چار آنے حوالہ کئے اور سفر کی ہدایت فرمادی۔ چار آنے لیکر اسٹیشن آیا ان دنوں دیوبند سے مظفرنگر کے دو آنے لگتے تھے، دو آنے کا ٹکٹ لیا اور دو آنے جیب میں روٹی کے لئے رکھ لئے۔ گاڑی مظفرنگر پہنچی۔

تو وہاں نہ کوئی واقف تھا نہ شناسا۔ ناچار گاڑی سے اُتر کر سوچنے لگا کس کو ملوں، کس کے پاس جاؤں اور کیا کروں۔ یہی سوچ رہا تھا کہ ایک سپاہی آیا اور کہنے لگا: سارجنٹ سامنے بیٹھا ہے اور وہ آپ کو بلا رہا ہے۔ میں بہت ڈرا ایک ملازمت نہیں ملتی دوسری یہ کیا مصیبت سر پر آن پڑی۔ اسی شش و پنج میں سپاہی کے ساتھ وہاں گیا انگریز سارجنٹ کرسی پر بیٹھا تھا۔ کہنے لگا:

''جوان نوکری کرے گا؟''

میں نے دل ہی دل میں کہا اندھا کیا چاہے دو آنکھیں اور فوراً ہی اثبات میں جواب دیا۔

چنانچہ سارجنٹ نے کہا:

''ہم تمھیں پولیس میں حوالدار بھرتی کرتے ہیں اور تمھیں اٹھارہ روپے تنخواہ ملا کرے گی۔ (اس زمانہ میں اٹھارہ روپے کی بہت قیمت تھی) اب گھر جاؤ اور سامان وغیرہ لے آؤ۔''

میں نے کہا: صاحب! میرے پاس تو کوئی پیسہ سرے سے ہے ہی نہیں، سامان کیسے لاؤں؟

انگریز سارجنٹ نے اسی وقت حکم دیا کہ نو روپے ان کو پیشگی ادا کر دو تاکہ یہ سامان وغیرہ لے آئیں۔ میں نو روپے لے کر خوشی خوشی گھر واپس آیا، چار آنے کی جلیبیاں تھیلی میں رکھ کر میاں صاحب کی خدمت میں پہنچا اور کہا حضرت! ملازمت مل گئی۔ بہت خوش ہوئے اور فرمایا: دیکھو! میں نہیں کہتا تھا کہ ملازمت کرنی ہو تو باہر جاؤ۔ ❶

❶ ہفت روزہ خدام الدین لاہور: ۲۵ مئی ۱۹۶۲ء بروایت حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ، ص ۱۵

مسلمان خاتون کی دعا کے سبب بھارتی درندوں سے عزت وجان کی حفاظت

کرنل محمد نواز سیال ۱۹۶۵ء کی جنگ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں:

۱۰ ستمبر ۱۹۶۵ء کی شام جب جنگ عروج پر تھی، سرحدی گاؤں ہڈیارہ کے تین چار آدمی اور ایک بوڑھی عورت میرے ہیڈکواٹر میں آئے، یہ سب ہڈیارہ کے بے شمار باشندوں کے ساتھ گاؤں میں محصور ہو گئے تھے اور دشمن کے سپاہی ان کے ساتھ ہر طرح کا ناروا سلوک کر رہے تھے، انہوں نے سنایا کہ ۹ ستمبر کی شام سورج غروب ہونے سے ذرا پہلے بھارتی افسروں اور سپاہیوں نے بہت سے مردوں، عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کو پکڑ کے عیدگاہ کے قریبی میدان میں اکٹھا کرلیا، مردوں کے ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے تھے، بھارتی افسروں نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ نوجوان لڑکیوں کو سرحد پار لے چلو اور عورتوں کو ان کے مردوں کے سامنے بے آبرو کرو، مرد ہاتھ پیٹھ پیچھے بندھے ہونے کی وجہ سے بے بس تھے، بھارتی سپاہی عورتوں اور لڑکیوں کی طرف بڑھے، کئی عورتیں سجدے میں گر پڑیں اور رو رو کر گڑگڑانے لگیں:

یا خدا! تجھے زینب اور فاطمہ کی آبرو کا واسطہ، مسلمان بیٹیوں کی عزت بچا، یا اللہ! اپنے قرآن کے نام پر اسلام کی بیٹیوں کی آبرو کو اپنی حفاظت میں لے لے۔

بے بس عورتوں اور لڑکیوں کی فریادیں عرش کے کنگرے ہلا رہی تھیں، اچانک ان کے قریب دھماکے ہوئے اور زمین نے شعلے اگلے اور تین چار بھارتی افسر اور سپاہی جو ذرا پرے کھڑے تھے لہولہان ہو کر تڑپنے لگے، ایک آدھ منٹ بعد ایسے ہی دھماکے اور شعلے پھر اٹھے اور بھارتیوں کا ایک ٹرک جلنے لگا اور چند اور بھارتی شدید زخمی ہو کر تڑپنے لگے، عیدگاہ کا میدان گرد وغبار اور دھواں دھار میں روپوش ہو گیا، بھارتی بھگدڑ میں چلانے لگے، حملہ ہو رہا ہے، پاکستانی توپ خانہ فائر کر رہا ہے، بھاگو دوڑو، بھارتی

درندے عورتوں اور لڑکیوں کو چھوڑ کر بھاگ اٹھے۔

کرامت یہ ہوئی کہ دھماکے اور شعلے ان کا تعاقب کرتے رہے اور انہیں نہ صرف بھگا دیا بلکہ ان میں سے کئی ایک ہلاک اور زخمی ہو گئے، عورتوں نے مردوں کے ہاتھ کھول دیئے۔ ان کو گولہ باری کی سیاہ گھٹا نے دشمن سے اوجھل کر لیا تھا، پھر رات کی تاریکی نے انہیں اپنی حفاظت میں لے لیا اور وہ بڑی ہی دشواری سے پاکستانی مورچوں میں پہنچ گئے۔

یہ دھماکے اور شعلے میری توپوں کی گولہ باری کے تھے، میں نے یہ گولہ باری اس لئے نہیں کرائی تھی کہ دشمن نے وہاں ہماری باعصمت بیٹیوں کو نرغے میں لے رکھا تھا، میرا توپ خانہ وہاں سے چار پانچ میل دور بی آر بی کے لاہور والے کنارے سے بھی دور لاہور کی طرف تھا، میرے پاس صرف نقشہ تھا، میں نے یہ گولہ باری اس خیال سے کرائی تھی کہ دشمن ابھی ہڈیارہ نالہ عبور نہیں کر سکا تھا، میں نے سوچا کہ ہوسکتا ہے وہ اس جگہ اپنے دستے اور ساز وسامان جمع کر رہا ہو، چنانچہ میں نے جنگی سوجھ بوجھ کے تحت اپنی چند ایک توپوں کو ریفرنس اور فائر آرڈر دے کر لوگوں کی ایک باڑ فائر کرادی تا کہ دشمن کی جمعیت اگر وہاں ہے تو بکھر جائے، میں نے یہ گولہ باری اللہ کے توکل پر کرائی تھی جو عین اسی جگہ جا پڑی جہاں میری قوم کی بے بس بیٹیاں کفار کی درندگی کا شکار ہونے والی تھیں، فوراً میں نے دوسری باڑ آگے فائر کرائی، تیسری اس سے بھی آگے اور چوتھی اس سے بھی آگے، میرا مقصد یہ تھا کہ دشمن کے سارے علاقے (جسے ہم فوجی زبان میں گہرائی کہتے ہیں) کو زد میں لے لوں، یہ تھے وہ دھماکے اور شعلے جو بھاگتے ہوئے دشمن کا تعاقب کر رہے تھے، یہ ایک کرامت تھی جو خدائے ذوالجلال نے میرے ہاتھ سے رونما کرائی، یہ کیوں نہ رونما ہوتا، عورتوں اور لڑکیوں نے خدائے بزرگ و برتر کو

قرآن کے نام پر پکارا تھا۔ ❶

مولانا محمد علی جوہر رحمہ اللہ کی والدہ کا بیٹوں کے لئے بیت اللہ میں دعا

مولانا محمد علی جوہری کی والدہ بی اماں حج کے لئے تشریف لے گئیں، تو بیت اللہ کے غلاف کو تھام کر بی اماں نے دعا کی، اے میرے پرودگار! تو نے محض اپنے فضل سے ان بچوں کی پرورش کروائی، میں اس قابل نہ تھی، اب اتنی دعا ہے کہ ان کو سچا مسلمان بنادے، اور ساتھ ساتھ یہ دعا بھی کی کہ میں لاوارث بیوہ عورت ہوں، تیری شان کے مطابق کوئی نذرانہ میرے پاس نہیں ہے، یہ دو یتیم بچے حاضر ہیں، اے اللہ! شوکت و محمد کو اسلام کے لئے قبول فرمالے۔

فرماتیں تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں بھائیوں کو اپنی راہ میں لگالیا ہے، مولانا عبدالرحمٰن ندوی کی نگرانی خلیفہ مجاز حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی فرماتے تھے کہ تحریک آزادی کے دوسپوت مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی سے آج ہر کوئی واقف ہے لیکن حریت کے ان علمبرداروں نے جس آغوش میں آنکھ کھولی اور پروان چڑھے، جن کی بے پناہ محبت، توجہ وتربیت نے ان دونوں بھائیوں کو افق عالم پر چمکایا، آج ان سے کم لوگ واقف ہیں، بی اماں مرحومہ بڑی خوش قسمت ماؤں میں سے ہیں کہ انہیں علی برادران جیسے چشم و چراغ ملے۔ ❷

نوجوان مردِ مؤمن کی دعا سے نابینا بینا ہوگیا

بادشاہ کا ایک ہم نشیں اندھا ہوگیا، اس نے لڑکے کے بارے میں سنا تو وہ بہت سے تحفے لے کر اس کے پاس آیا اور کہنے لگا: اگر تم مجھے شفاء دے دو تو یہ سارے تحفے جو میں یہاں لے کر آیا ہوں وہ سارے تمہارے لئے ہیں۔ اس لڑکے نے کہا: میں تو کسی کو شفاء

❶ قرآن مجید کے حیرت انگیز واقعات: ص ۱۵۴

❷ بیس بڑی خواتین: ص ۱۵۲

نہیں دے سکتا، شفاء تو اللہ تعالی دیتا ہے۔ اگر تو اللہ پر ایمان لے آئے تو میں اللہ تعالی سے دعا کروں گا کہ وہ تجھے شفاء دے دے، پھر وہ اللہ پر ایمان لے آیا، تو اللہ تعالی نے اسے شفاء عطا کر دی۔ پھر وہ آدمی بادشاہ کے پاس آیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا جس طرح کہ وہ پہلے بیٹھا کرتا تھا۔ بادشاہ نے اس سے کہا: کس نے تجھے تیری بینائی واپس لوٹا دی؟ اس نے کہا: میرے رب نے۔ اس نے کہا: کیا میرے علاوہ تیرا اور کوئی رب بھی ہے؟ اس نے کہا: میرا اور تیرا رب اللہ ہے، بادشاہ غضب ناک ہوا اور اِسے پکڑ کر سزا دینے لگا، تو اس نے بادشاہ کو لڑکے کے بارے میں بتایا، پھر جب وہ لڑکا آیا تو بادشاہ نے اس لڑکے سے کہا: اے بیٹے! کیا تیرا جادو اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ اب تو مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو بھی صحیح کرنے لگ گیا ہے اور ایسے ایسے کرتا ہے؟ لڑکے نے کہا میں تو کسی کو شفاء نہیں دیتا بلکہ شفاء تو اللہ تعالی دیتا ہے۔

یہ واقعہ اُس مردِ مؤمن نوجوان لڑکے کا ہے جو ایمان لایا تھا، یہ تفصیلی واقعہ ہے، جو سورہ بروج کے شانِ نزول میں نقل کیا جاتا ہے، اللہ تعالی نے اِس لڑکے کی دعا سے نابینا کو بینا کر دیا، اور راستے میں جو شیر تھا وہ اِن کے ایک وار سے ہلاک ہو گیا، یہ اِن کی دعا کی قبولیت تھی، تفصیلی واقعہ کے لئے دیکھیں: ❶

دعا کی برکت سے بھولا ہوا قرآن تراویح میں سنانے کی توفیق مل گئی

بندہ ناچیز کو قدرت الٰہی کی مہربانیوں کا بار ہا عملی مشاہدہ ہوا اور یہ بات بالکل حقیقت بن کر سامنے آئی کہ جہاں اسباب کی انتہاء ہوتی ہے وہاں سے ظہور قدرت کی ابتداء ہوتی ہے، ویسے تو ایسے بے شمار واقعات میری مختصر سی زندگی میں پیش آئے لیکن مثال کے لئے صرف ایک واقعہ پیش خدمت ہے۔

---

❶ صحيح مسلم: كتاب الزهد والرقائق، باب قصة أصحاب الأخدود......الخ، رقم الحديث: ٣٠٠٥

میں جوں ہی حفظ قرآن سے فارغ ہوا تو بوجوہ (جن میں میری سستی کو بھی کافی حد تک دخل ہے) تقریباً عرصہ چار سال تک مجھ سے تلاوت قرآن پاک چھوٹی رہی (سوائے رمضان المبارک میں عوام کی طرح سماعت کے) جب ظاہر ہے کہ ایک کمزور حافظہ کے مالک سے تکمیل حفظ ہوتے ہی قرآن کی تلاوت منزل کی پختگی چار سال تک چھوٹ جائے تو اسے کیا خاک یاد رہے گا؟ چار سال کے بعد مجھے اپنی مسجد میں قرآن پاک سنانا پڑ گیا، اب حالت میری یہ تھی کہ (سوائے چند سپاروں کے) اگر قرآن مجید کا میرے سامنے کوئی رکوع تلاوت ہوتا میں بمشکل سمجھتا کہ واقعتاً یہ قرآن ہی کا کوئی حصہ ہے، سپارے سورۃ کا قطعی کوئی علم نہ ہوتا اور خود تو ایک آیت بھی زبانی نہ پڑھ سکتا تھا، بہرحال میں نے اللہ کریم پر بھروسہ کرتے ہوئے قرآن پاک سنانے کی حامی بھر لی، سماعت کے لئے سامع کا بندوبست کر کے میں نے اپنی لیل ونہار کی زندگی کا ٹائم ٹیبل کچھ اس طرح ترتیب دیا کہ رات کے (تراویح کے بعد) تین حصے کر لیے، دو حصوں میں سپارہ یاد کرنا بالکل اس طرح جس طرح کہ حفظ کے دوران سبق یاد کیا جاتا ہے اور آخری حصے میں اپنے رب کے سامنے صلاۃ الحاجۃ پڑھ کر آہ وزاری کرتا کہ یا الٰہی! تو میرے لئے قرآن کا حفظ ممکن بنا دے اور میرے دل دماغ کو غلط سوچوں غلط خیالات سے پاک کر کے اپنے کلام پاک کا حافظ بنا دے۔

میں رات کا آخری تہائی حصہ صرف دعاؤں اور التجاؤں میں گزارتا، صرف آخر بیس سے پچیس منٹ میں سحری کھاتا، نماز فجر کے اول وآخر بھی سپارہ یاد کرتا، اشراق تا ظہر سوتا اور ظہر تا مغرب دَور کرتا۔

آپ یقین کیجئے کہ ظاہری حالات واسباب بالکل نہ ہونے کے باوجود اللہ کریم نے میری بداعمالیوں لغزشوں کوتاہیوں کے باوجود میری دعا کو اس طرح شرف قبولیت بخشی

کہ میں نے سبق کی طرح ڈیڑھ ڈیڑھ سپارہ حفظ کر کے تراویح میں سنایا اور الحمد للہ آخری عشرہ میں گویا کہ میرے حفظ قرآن کی از سرِ نو تکمیل ہوئی اور ختم القرآن کے موقع پر خوشی سے میرے آنسو بہہ رہے تھے اور سر خدا کے حضور جھکا ہوا تھا۔ ❶

والدہ کی دعا کے سبب بیٹا ڈوبنے سے بچ گیا

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد نور صاحب لکھتے ہیں: کافی سال قبل میں اپنی والدہ صاحبہ کو جو راجن پور میں بیمار تھیں دیکھنے کے لئے جایا کرتا تھا، ایک دن جمعہ کے دن میں نے والدہ صاحبہ کی خدمت میں حاضری دی، واپسی پر دعا کی درخواست کی تو بڑی دعائیں دیں، واپسی پر دریائے سندھ پار کرنے کے بعد ایک بہت بڑی گہری نہر جو تقریباً ۲۰ فٹ گہری اور ۳۰ فٹ چوڑی پانی سے لبالب بھری ہوئی بہہ رہی تھی، جمعہ کی نماز کا وقت ہو چکا تھا، گاڑی کھڑی کر کے ڈرائیور تو وضو کر کے نماز میں شریک ہو گیا، میں نے استنجاء کیا اور نہر کے کنارے بیٹھ کر وضو کر رہا تھا کہ اچانک نہر کا کنارہ جو شاید نیچے سے پانی نے کھوکھلا کر دیا تھا پانی میں گرا اور میں نہر کے اندر گر گیا، ایک دو ڈوبکیاں آئیں، میں نہر کے وسط میں پہنچ گیا، کیونکہ میں تیرنا نہیں جانتا تھا اس لئے ڈوبکیاں آنی شروع ہوئیں اور سر چکرانے لگا، میں نے شور مچایا مگر سوائے جانوروں کے جو نہر کے کنارے بیٹھے تھے کوئی اور تھا ہی نہیں، میرا ڈوب جانا یقینی ہو گیا، میں نے ایک ہاتھ دیکھا جس نے مجھے پکڑا اور نہر کے درمیان سے گھسیٹ کر نہر کے کنارے پر کر دیا، اب نہر سے نکلنا بہت مشکل تھا، خیر بڑے ذکر اذکار کیئے، کئی دفعہ زور لگایا اور آخر میں نہر سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا، کپڑے سارے گیلے ہو گئے، کیچڑ لگ گئی، اسی حالت میں نماز کی آخر رکعت مل گئی، تمام مسجد والوں نے میری حالت دیکھ کر حیرانگی ظاہر کی، مجھے یقین ہے مجھے ڈوبنے سے

---

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: قبولیت دعا کے بارہ اثر انگیز واقعات، ص ۹۸، ۹۹

بچانے والی والدہ مرحومہ کی دعا تھی ورنہ بچنے کے کوئی ظاہری اسباب نہیں تھے۔ ❶

دعا کی بدولت ایک متصلب عیسائی عورت مسلمان ہوگئی

شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں: جرمنی سے ایک صاحب کا میرے پاس ایک خط آیا جو پاکستانی تھے اور جاکر جرمنی میں مقیم ہوگئے تھے، میں پاکستان سے روزگار کی تلاش میں جرمنی آ گیا تھا اور اس وقت نہ کوئی دین کا خیال تھا اور نہ کوئی فکر تھی، نہ نماز، نہ روزہ، نہ کچھ، بس پیٹ پالنے کی خاطر پاکستان چھوڑ کر جرمنی چلا گیا اور جرمنی میں جاکر مقیم ہوگیا، وہاں رہتے رہتے میرے ایک لڑکی سے تعلقات ہوگئے، یہ جرمن لڑکی تھی، عیسائی تھی، ہوتے ہوتے تعلقات ایسے بڑھے کہ میں نے اس سے شادی کرلی اور بے فکری سے وقت گزرتا رہا اور بچے ہوگئے، جب میرا بچہ بڑا ہوا اور پڑھنے لکھنے کے لائق ہوا تو میں نے دیکھا کہ میری بیوی جو عیسائی ہے وہ میرے بچے کو عیسائی مذہب کی تعلیم دے رہی ہے، اس وقت اچانک میرے اندر کا مسلمان بیدار ہوا اور میرے اندر سے غیرت نے مجھے للکارا کہ یہ تیرا بیٹا ہے اور عیسائی بن رہا ہے، اس کو ماں عیسائیت کی تعلیم دے رہی ہے، اس دن سے میرے دل میں انقلاب پیدا ہوا اور میں نے سوچا کہ میں اسے روکوں، میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے، تم اس کو عیسائیت کی تعلیم نہیں دے سکتیں، بیوی نے کہا کہ کیوں نہ دوں؟ یہ میرا بھی بیٹا ہے اور میں جس چیز کو حق سمجھتی ہوں اور صحیح سمجھتی ہوں، اسی کے مطابق میں اپنے بیٹے کو تعلیم دوں گی، آپ کو روکنے کا حق نہیں، میں نے کہا کہ نہیں تمہارا مذہب حق نہیں ہے ہمارا مذہب حق ہے، اس نے کہا کہ کیوں حق ہے بتاؤ؟

اب جب بات کرنی شروع کی تو مجھے زیادہ معلومات نہیں تھیں، نتیجہ یہ ہوا کہ جب بھی

❶ انمول واقعات، ص: ۳۸۳

میں بحث کرتا تو وہ جیت جاتی اور میرے پاس جواب نہ بن پاتا، یہ سب کچھ ہوتا رہا، اس کشمکش کی وجہ سے میں تھوڑا سا نماز وروزہ کی طرف بھی متوجہ ہوگیا،لیکن جب بھی بحث کرتا ہوں تو میں اس کو قائل نہیں کر پاتا، وہ میرے بچوں کو خراب کررہی ہے، عیسائی بنا رہی ہے، خدا کے لئے میری مدد کیجئے۔

یہ اس مسلمان کے خط کا مضمون تھا، میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی یا اللہ! بیچارہ اس مشکل میں مبتلا ہے ایسی کوئی تدبیر میرے دل میں ڈال دیجئے کہ اس کا مسئلہ حل ہوجائے، میں نے ان کو خط میں لکھا کہ اس سے آپ خود تو بحث کرنا چھوڑ دو، بحث سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا، بالخصوص جب آپ کو دین کا کچھ پتہ ہی نہیں۔ البتہ اس کو دو باتوں پر کسی طرح راضی کرلو ایک یہ کہ یہ کتاب بھیج رہا ہوں جو میری لکھی ہوئی ہے اردو میں ''عیسائیت کیا ہے'' اور انگریزی میں ''What is Christianity'' کے نام سے چھپی ہوئی ہے، اس کا یہ مطالعہ کرے اور دوسری بات یہ کہ اس سے کہو کہ تم بھی اللہ پر ایمان رکھتی ہو اور میں بھی اللہ پر ایمان رکھتا ہوں، تم روز رات کو بیٹھ کر دعا کیا کرو یا اللہ! اگر عیسائی مذہب برحق ہے تو میں عیسائی مذہب پر قائم ہوں اور اگر دین اسلام برحق ہے تو اس کی سچائی میرے دل میں ڈال دیجئے اور اس کی حقانیت کا مجھے قائل کردیجئے۔

یہ دعا کیا کرے اس پر اس کو آمادہ کرلو، تھوڑے دن بعد جرمنی سے اس کا خط آیا کہ وہ راضی ہوگئی ہے اور آپ کی کتاب کا مطالعہ کررہی ہے اور ساتھ میں وہ رات کے وقت میں یہ دعا بھی کرتی ہے لیکن ابھی تک کوئی فرق نہیں آیا جیسی تھی ویسی ہی ہے، اسلام کی طرف کوئی میلان پیدا نہیں ہوا، میں نے خط دوبارہ رکھا کہ گھبراؤ نہیں اور اس سے کہو کہ یہ کام کرتی رہے، چھوڑے نہیں، میں نے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ تو دل میں ڈال دیجئے وہ برابر دعا کرتی رہی۔

تیسرا جو خط آیا اس میں اس نے لکھا تھا، مولانا آپ نے اللہ تعالیٰ کو دلیل سے پہچانا ہوگا، میں نے اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھ لیا اور اس نے یہ لکھا کہ یہ کل کا واقعہ ہے کہ وہ لڑکی کسی یونیورسٹی کے اندر کوئی امتحان دے رہی تھی، تو اس امتحان کی وجہ سے یونیورسٹی اس کو جانا تھا، میں بھی اس کے ساتھ گیا ہوا تھا، ہم نے یونیورسٹی کا کام کیا، وہاں سے واپس آرہے تھے اور وہ گاڑی ڈرائیو کر رہی تھی، گاڑی ڈرائیو کرتے کرتے اس نے اچانک گاڑی بائیں طرف کنارے کھڑی کر کے روک دی، گاڑی کے اسٹیرنگ کی طرف منہ ڈال دیا اور رونے لگی، میں سمجھا کہ خدا نہ کرے کوئی دل کی تکلیف ہوئی ہے، کوئی اس کو دورہ پڑا ہے جو اچانک گاڑی روکی اور رونے لگی، میں نے پوچھا کہ کیا بات ہے، تو اس کو اتنا رونا آرہا تھا کہ وہ بول بھی نہیں پا رہی تھی، تو میں نے اس سے پوچھا بھئی کیا بات ہے؟ کوئی تکلیف ہے؟ کوئی پریشانی ہے؟

تو اس نے روتے روتے مشکل سے یہ جملہ ادا کیا کہ مجھے تکلیف نہیں ہے، بس مجھے کسی جگہ لے جا کر مسلمان کرلو، مجھے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا کہ یہ وہی عورت ہے جو مجھ سے بحث کیا کرتی تھی اور آج یہ کہہ رہی ہے کہ مجھے لے جا کر مسلمان کرلو، میں نے فوراً گاڑی سنبھالی اور خود ڈرائیو کر کے جو قریب ترین اسلامک سنٹر تھا وہاں اس کو لے گیا، اس کو کلمہ پڑھایا، دین کی بات سمجھائی اور وہ مسلمان ہوئی۔

الحمدللہ! اور آج جب رات کو واپس آئے تو رمضان کے دن تھے تو آج ہم سحری میں دونوں اٹھے ہوئے ہیں اور پہلا دن ہے کہ ہم دونوں روزہ رکھ رہے ہیں اور اس میں آپ کو خط لکھ رہے ہیں، ایک خط اس کا تھا اور دوسرا خط اس عورت کا تھا۔

میرے نام اس نے لکھا تھا کہ میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ایک ایسا طریقہ بتایا کہ جس نے مجھے پر حق کا راستہ کھول دیا اور اب بتایئے کہ میں آگے کس طرح چلوں؟

تو آپ دیکھیں کہ اللہ تبارک وتعالی سے کوئی چیز مانگی جائے خاص طور سے اگر ہدایت مانگی جائے، اگر دین پر عمل مانگا جائے اور اللہ تعالی کی رضا کے مطابق زندگی مانگی جائی تو وہ ضرور عطا فرماتے ہیں۔ ❶

ان واقعات سے اندازہ لگائیں کہ اسلافِ امت نے کس قدر رقّت، اخلاصی وللّٰہیت اور عجز وانکساری کے ساتھ اللہ رب العزت سے دعائیں مانگیں، اور رب العالمین نے اِن کی دعاؤں کو قبول فرمایا، آج ہمارے مانگنے میں کمی ہے، زبان سے دعائیں کرتے ہیں دل متوجہ نہیں ہوتا، یا قبولیت دعا کے اوصاف نہیں ہوتے اسلئے دعائیں قبول نہیں ہوتے، ایسے کونسے گناہ واسباب ہیں جو قبولیت دعا سے مانع ہیں تو وہ درج ذیل ہیں:

آج کل دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ بڑے اللہ والے انسان گزرے ہیں، ان سے کسی نے پوچھا کہ حضرت دعائیں کرتے ہیں دعائیں قبول نہیں ہوتی، اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے بڑی عجیب بات کہی، انہوں نے فرمایا: دعائیں اسلئے قبول نہیں ہوتی:

لِأَنَّكُمْ عَرَفْتُمُ اللَّهَ فَلَمْ تُطِيعُوْهُ.

تم اللہ کو مانتے ہو لیکن اللہ کی نہیں مانتے۔

وَعَرَفْتُمُ الرَّسُولَ فَلَمْ تَتَّبِعُوْا سُنَّتَهُ.

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی مانتے ہو لیکن حضور کی سنتوں کی اتباع نہیں کرتے۔

وَعَرَفْتُمُ الْقُرْآنَ فَلَمْ تَعْمَلُوا بِهِ.

قرآن کو مانتے ہو، لیکن عمل نہیں کرتے۔

وَأَكَلْتُمْ نِعَمَ اللَّهِ فَلَمْ تُؤَدُّوْا شُكْرَهَا.

---

❶ خطبات عثمانی: تفسیر سورۃ فاتحہ، ج ۱ ص ۱۲۶ تا ۱۳۰

تم اللہ کی نعمتوں کو کھاتے ہو، لیکن اسکا شکرادانہیں کرتے۔

وَعَرَفْتُمُ الْجَنَّةَ فَلَمْ تَطْلُبُوهَا.

تم جنت کو مانتے ہو لیکن اسکو حاصل کرنے کے اعمال نہیں کرتے ہو۔

وَعَرَفْتُمُ النَّارَ فَلَمْ تَهْرُبُوا مِنْهَا.

تم جہنم کو پہچانتے ہو لیکن اس سے بھاگتے نہیں ہو۔

وَعَرَفْتُمُ الشَّيْطَانَ فَلَمْ تُحَارِبُوهُ وَوَافَقْتُمُوهُ.

تم شیطان کو جانتے ہو لیکن اس سے جھگڑتے نہیں ہو بلکہ اسکی بات مانتے ہو۔

وَعَرَفْتُمُ الْمَوْتَ فَلَمْ تَسْتَعِدُّوا لَهُ.

تم موت کو جانتے ہو لیکن اس کیلئے تیاری نہیں کرتے ہو۔

وَدَفَنْتُمُ الْأَمْوَاتَ فَلَمْ تَعْتَبِرُوا.

تم اپنے مردوں کو دفناتے ہو لیکن اس سے عبرت حاصل نہیں کرتے ہو۔

وَتَرَكْتُمْ عُيُوبَكُمْ وَاشْتَغَلْتُمْ بِعُيُوبِ النَّاسِ. ❶

تم نے اپنے عیبوں کو چھوڑ دیا اور دوسرے کے عیبوں میں مشغول ہو گئے ہو۔

تو دعائیں تب قبول ہوں گی جب یہ ساری چیزیں انسان کی زندگی میں ہوں گی، تب اللہ تعالی غیبی مدد فرمائیں گے، اور دعاؤں کو قبول فرمائیں گے، اللہ تعالی ہم سب کو خشوع خضوع کے ساتھ عاجزی، اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ مانگنے والا بنائے، ہر خوشی وغمی میں رجوع الی اللہ کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں دعا کے الفاظ پڑھنے والا نہیں بلکہ دل سے دعا کرنے والا بنائے، اور ہماری دعاؤں کو محض اپنے فضل وکرم سے اپنی بارگاہ میں قبول ومقبول فرمائے۔ آمین۔

❶ تفسير القرطبي: سورة البقرة، ج ۲ ص ۳۱۲

۳۲.....صبر کی اہمیت وفضیلت اور اسلاف امت کے پرتاثیر واقعات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَمّابعد: فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ.

قَالَ اللّٰهُ تبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ. الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾(البقرة: ۱۵۵،۱۵۶)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لا يَزَالُ الْبَلاءُ بِالْمُؤْمِنِ أَوِالْمُؤْمِنَةِ، فِي نَفْسِهِ،وَفِي مَالِهِ،وَفِي وَلَدِهِ،حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ وَمَا عَلَيْهِ مِنْ خَطِيئَةٍ. ❶

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ، وَشَقَّ الْجُيُوبَ،وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ. ❷

میرے انتہائی واجب الاحترام قابلِ صداحترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں! میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی ایک آیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پڑھے، اسمیں اللہ رب العزت نے مجھے اور آپ کو جس بات کا حکم دیا ہے وہ ہے صبر، شریعت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جن احکامات کی طرف ایمان والوکی خصوصی

❶سنن الترمذی: أبواب الزهد، باب ما جاء فی الصبر علی البلاء، رقم الحدیث: ۲۳۹۹

❷صحیح البخاری: کتاب الجنائز، باب: لیس منّا من ضرب الخدود، رقم الحدیث: ۱۲۹۷

توجہ دلائی ہے ان احکامات میں ایک ضروری حکم ہے صبر کرنا ہے، صبر کسے کہتے ہیں؟ لغت میں تو اس کا معنی ہوتا ہے رکنا، شریعت میں صبر کا مقصد یہ ہے کہ انسان پر آنے والے مصائب، تکلیف اور آزمائشوں صبر کرنا، اور جب مصیبت آئی تو ''اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھے، اور ہر آنے والی آزمائش پر صبر کرے اور یہ امید رکھے کہ مجھ پر جو آزمائشیں آرہی ہیں اِن کی وجہ سے میرے درجات بلند ہور ہے ہیں، اور گناہوں کی معافی ہورہی ہے اور رجوع الی اللہ کی توفیق مل رہی ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جابجا انسان کو صبر کرنے کا حکم دیا ہے۔ شریعت میں بعض عبادات کے متعلق صراحت ہے کہ اس پر انسان کو اتنا اجر وثواب ملتا ہے، کہیں قرآن میں صراحت آئی، کہیں حدیث میں صراحت آئی کہ فلاں عمل پر اتنی نیکیاں ہے، فلاں پر اتنی ہیں، لیکن صبر شریعت کا ایک ایسا حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو اتنا اجر وثواب دیتا ہیں کہ اس کا شمار ہی کوئی نہیں ہے، ہر عبادت میں شمار ہے، اس کی گنتی ہے کہ اتنا اس کو اجر وثواب ملے گا، لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو صبر کرتا ہے میں اسے اتنا اجر وثواب دیتا ہوں کہ اس کا شمار بھی کوئی نہیں ہے، اب صبر کا مفہوم کیا ہے، اس کے درجات کتنے ہیں، اور اس کی اہمیت وفضیلت کیا ہے تو آگے یہ مضامین ان شاءاللہ تفصیلا آئیں گے۔

صبر کسے کہتے ہیں؟

صبر کہتے ہیں کوئی تکلیف دہ بات پیش آئے تو انسان زبان سے کوئی خلاف شرع بات نہ کہے، نہ جسم کے دوسرے اعضاء سے کوئی خلاف شرع کام کرے، اپنے آپ کو قابو میں رکھے، نہ زبان سے پروردگار کے شکوے کرئے، نہ اعضاء سے اس کی نافرمانی ہو، اگر غم ومصیبت، بیماری اور پریشانی کے باوجود بھی یہ کیفیت ہے تو یہ آدمی صبر کرنے والا کہلائے گا۔

صبر کے درجات

تائبین کا صبر

پہلا درجہ تائبین کا ہے۔اس کا مطلب ہے کہ انسان اپنا غم اور پریشانی دوسروں کو بتلاتا پھرے،اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ بیوی خاوند کو نہ بتائے، بیٹا باپ کو نہ بتائے، مریض حکیم کو نہ بتائے، بلکہ مقصود شکوہ شکایت اور ناشکری کے انداز میں گلے شکوہ کرنا منع ہے، ورنہ کوئی تکلیف ہے تو معالج کو بتا دینے میں کوئی حرج نہیں، بیٹا باپ کو بتائے کوئی حرج نہیں، بیوی خاوند کو بتائے تو کوئی حرج نہیں،لیکن جس چیز سے منع کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ کچھ لوگوں کی زبان پر بات ہی یہی رہتی ہے جہاں بیٹھے بس جی کیا کریں عجیب مصیبتوں میں پھنسے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ تو ہماری سنتا ہی نہیں ،اس قسم کی گفتگو نازیبا ہے، ایسا کہنے والے گویا یوں کہہ رہے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ اچھا نہیں کیا۔

زاہدین کا صبر

دوسرا درجہ زاہدین کا ہے، وہ درجہ یہ ہے کہ انسان کو اگر کوئی مصیبت پیش آئے تو وہ اس کے اوپر راضی رہے، جب بندہ ہر حال میں راضی ہوتا ہے اچھے حالات ہوں تو بھی راضی ہے، برے حالات ہوں تو بھی راضی ،تو وہ زاہدین کا صبر کہلاتا ہے۔

صدیقین کا صبر

ایک تیسرا مرتبہ ہے جسے صدیقین کا درجہ کہا جاتا ہے اور وہ یہ ہوتا ہے کہ جب بندے پر کوئی بلا اور مصیبت آتی ہے تو وہ اس پر خوش ہوتا ہے کہ پروردگار مجھ سے راضی ہے۔ ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں ،تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو کیا کہہ

رہے ہو، اس نے پھر کہا اے اللہ کے رسول اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت کرتا ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنْ كُنْتَ تُحِبُّنِي فَأَعِدَّ لِلْفَقْرِ تِجْفَافًا، فَإِنَّ الفَقْرَ أَسْرَعُ إِلَى مَنْ يُحِبُّنِي مِنَ السَّيْلِ إِلَى مُنْتَهَاهُ. ❶

ترجمہ: اگر تم مجھ سے واقعی محبت کرتے ہو تو فقر ومحتاجی کا ٹاٹ تیار رکھو اس لیے کہ جو شخص مجھے دوست بنانا چاہتا ہے اس کی طرف فقر اتنی تیزی سے جاتا ہے کہ اتنا تیز سیلاب کا پانی بھی اپنے بہاو کے رخ پر نہیں جاتا۔

نیکی اور دینداری کی زندگی میں یہ پریشانیاں تو آتی ہیں لیکن یہ تھوڑی سی پریشانیاں ہیں، سو سال، پچاس سال کی زندگی میں دو دن، چار دن کی پریشانی کیا حیثیت رکھتی ہے جب کہ آگے جا کر ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی میں اس کا اجر اور ثواب ملے گا، تاہم اللہ والوں کی نظر اس پر ہوتی ہے کہ اگر ہمارا اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ ہوگا تو ہمارے اوپر آزمائش اور ابتلائیں آئیں گی۔

صبر رفع درجات کا سبب ہے

بعض اوقات بندہ اپنی عبادات کی وجہ سے اللہ رب العزت کے قریب کے وہ مقامات نہیں پاسکتا جو اللہ تعالیٰ اُسے دینا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پھر اس کے اوپر کچھ مصائب اور آزمائشیں لاتے ہیں، جب وہ بندہ ان حالات میں صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو سبب بنا کر اس بندے کو بلند مقام عطا فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ بیماریوں اور مصائب سے گناہ جھڑ جاتے ہیں، جیسا کہ آگے احادیث آئیں گی، تو بسا اوقات اللہ رب العزت کسی انسان کو اپنے قریب کرنا چاہتا ہے تو حالات لا کر اُسے رجوع الی اللہ کی توفیق دے دیتا ہے۔

---

❶ سنن الترمذی: أبواب الزهد، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الفَقْرِ، رقم الحديث: ۲۳۵۰

صبر معیت خداوندی کا ذریعہ ہے

اللہ رب العزت کی مدد ونصرت اور صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:''اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِينَ'' بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔اللہ تعالیٰ کی معیت ان کو نصیب ہے،جس کے ساتھ پروردگار ہوتا ہے پھر کوئی بندہ اس کا بال بھی بیگا نہیں کرسکتا،اگر اپنی کوئی بات کہنی ہے تو فقط اللہ کے سامنے کہیں،جس پروردگار نے حالات بھیجے ہیں وہی حالات کو واپس بھی لے سکتا ہے،ہم اس کے در پر تو جاتے نہیں اور رجوع الی اللہ کرتے نہیں،اور در در پر ہاتھ پھیلا رہے ہوتے ہیں،شکوے شکایت سنا رہے ہوتے ہیں،اس طرح ہم اپنی پریشانیوں میں اوراضافہ کررہے ہوتے ہیں اور اللہ رب العزت کی ناراضگی کو مول رہے ہوتے ہیں۔

ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے

ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا . إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾(الإنشراح: ۵،۶)

ترجمہ: ہر تنگی کے بعد آسانی ہوتی ہے اور ہر تنگی کے بعد آسانی ہے۔

ان کو دو مرتبہ کہا گیا حالانکہ بات تو ایک دفعہ ہی کہہ دینا کافی تھی مگر رب کریم نے دو مرتبہ جو بات کو دہرایا تو اس کی بھی کوئی وجہ ہوگی۔لہذا مفسرین نے لکھا کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب تنگی کے اوپر بندہ صبر کرلیتا ہے تو اللہ رب العزت ایک تنگی کے بدلے اسے دو آسانیاں عطا فرمایا کرتے ہیں۔تنگی ایک ہوتی ہے خوشیاں دو مل جاتی ہیں۔لہذا صبر کیجئے اور اپنی تنگی اور پریشانی کا دگنا بدلہ پالیجئے۔یہاں لفظ''اَلْعُسْر'' دونوں جگہ معرفہ ہے تو پریشانی ایک ہے اس لئے کہ معرفہ کا تکرار معرفہ کے ساتھ ہے،اور''يُسْرًا'' دونوں جگہ نکرہ ہے تو آسانیاں دو ہوں گے،اس لئے کہ نکرہ کا اعادہ نکرہ کے ساتھ تو غیر اولی ہوتا ہے۔

قرآن کریم کی روشنی میں صبر کی اہمیت وفضیلت

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزماتے ہیں

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ. الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾(البقرة:١٥٥، ١٥٦)

ترجمہ: اور دیکھو ہم تمہیں آزمائیں گے ضرور، (کبھی) خوف سے اور (کبھی) بھوک سے (کبھی) مال وجان اور پھلوں میں کمی کر کے اور جو لوگ (ایسے حالات میں) صبر سے کام لیں ان کو خوشخبری سنا دو، یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور ہم کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اِس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

أَخْبَرَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ الدُّنْيَا دَارُ بَلَاءٍ وَأَنَّهُ مُبْتَلِيهِمْ فِيهَا، وَأَمَرَهُمْ بِالصَّبْرِ وَبَشَّرَهُمْ، فَقَالَ: ﴿وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ﴾ ثُمَّ أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ هَكَذَا فَعَلَ بِأَنْبِيائِهِ وَصَفْوَتِهِ يُطَيِّبُ نُفُوسَهُمْ، فَقَالَ: ﴿مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا﴾(البقرة:٢١٤) [1]

ترجمہ: اللہ سبحانہ نے مؤمنین کو خبر دی کہ دنیا مصیبتوں کا گھر ہے اور انکو اس میں مبتلا کریں گے اور انکو صبر کا حکم دیا اور انکو خوشخبری دی کہ ''ان کو خوشخبری سنا دو'' پھر اللہ نے انکو خبر دی کہ رب العالمین نے اپنے انبیاء اور چنے ہوئے بندوں کو بھی اِس طرح آزمایا اور ان کے نفسوں کو پاک کیا ہے، فرمایا: ان پر سختیاں اور تکلیفیں آئیں اور انہیں ہلا ڈالا گیا۔

[1] تفسیر الطبری: سورہ بقرۃ آیت نمبر ۱۵۵ کے تحت، ج۳ ص ۲۹۱، الرقم: ۲۳۲۵

اے ایمان والوں! صبر اختیار کرو

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾(آل عمران: ۲۰۰)

ترجمہ:اے ایمان والو! صبر اختیار کرو، مقابلے کے وقت ثابت قدمی دکھاؤ،اور سرحدوں کی حفاظت کے لیے جمے رہو۔اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔

قرآنی اصطلاح میں صبر بہت وسیع مفہوم رکھتا ہے،اس کی ایک قسم اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں استقامت کا مظاہرہ ہے، دوسری قسم گناہوں کے لئے اپنی خواہشات کو دبانا ہے اور تیسری قسم تکلیفوں کو برداشت کرنا ہے، یہاں ان تینوں قسموں کے صبر کا حکم دیا گیا ہے،اور سرحدوں کی حفاظت میں جغرافی سرحدوں کی حفاظت بھی داخل ہے اور نظریاتی حفاظت بھی،اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام احکام پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ❶

اللہ تعالی صبر کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ﴾(آل عمران: ۱۴۶)

ترجمہ:اور کتنے سارے پیغمبر ہیں جن کے ساتھ مل کر بہت سے اللہ والوں نے جنگ کی، نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ کے راستے میں جو تکلیفیں پہنچیں ان کی وجہ سے نہ انہوں نے ہمت ہاری، نہ وہ کمزور پڑے اور نہ انہوں نے اپنے آپ کو جھکایا،اللہ ایسے ثابت قدم لوگوں سے محبت کرتا ہے۔

---

❶ آسان ترجمہ قرآن:ص ۱۸۱

صبر کرنے والوں کے لئے بہترین بدلہ ہے

قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾(النحل: ٩٦)

ترجمہ: جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ سب ختم ہو جائے گا، اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔ اور جن لوگوں نے صبر سے کام لیا ہوگا ہم انہیں ان کے بہترین کاموں کے مطابق ان کا اجر ضرور عطا کریں گے۔

صبر اللہ کی توفیق سے ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ﴾(النحل: ١٢٧)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر!) تم صبر سے کام لو، اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے۔ اور ان (کافروں) پر صدمہ نہ کرو، اور جو مکاریاں یہ لوگ کر رہے ہیں ان کی وجہ سے تنگ دل نہ ہو۔

صبر والوں کے لیے جنت کے بالاخانے اور اعزاز واکرام

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿أُولَئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا. خَالِدِينَ فِيهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا﴾(الفرقان: ٧٥،٧٦)

ترجمہ: یہ لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلے جنت کے بالاخانے عطا ہوں گے، اور وہاں دعاؤں اور سلام سے ان کا استقبال کیا جائے گا۔ وہ وہاں ہمیشہ زندہ رہیں

گے، کسی کا مستقر اور قیام گاہ بننے کے لیے وہ بہترین جگہ ہے۔

تمام لوگوں کو آزمایا جائیگا

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ. وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ﴾(العنکبوت: ۲،۳)

ترجمہ: کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ انہیں یونہی چھوڑ دیا جائے گا کہ بس وہ یہ کہہ دیں کہ ہم ایمان لے آئے، اوران کو آزمایا نہ جائے؟ حالانکہ ہم نے ان سب کی آزمائش کی ہے جوان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ لہذا اللہ ضرور معلوم کر کے رہے گا کہ کون لوگ ہیں جنہوں نے سچائی سے کام لیا ہے اور وہ یہ بھی معلوم کر کے رہے گا کہ کون لوگ جھوٹے ہیں۔

حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو صبر کی نصیحت

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَى مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾(لقمان :۱۷)

ترجمہ: بیٹا! نماز قائم کرو، اور لوگوں کو نیکی کی تلقین کرو، اور برائی سے روکو، اور تمہیں جو تکلیف پیش آئے اس پر صبر کرو۔ بیشک یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

صبر کی وجہ سے پیشوا بنادیا

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِبَنِي إِسْرَائِيلَ. وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا

بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ﴾(السجدة: ۲۳، ۲۴)

ترجمہ: اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی، لہذا (اے پیغمبر!) تم اس کے ملنے کے بارے میں کسی شک میں نہ رہو، اور ہم نے اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا تھا، اور ہم نے ان میں سے کچھ لوگوں کو جب انہوں نے صبر کیا، ایسے پیشوا بنا دیا جو ہمارے حکم سے لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے، اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔

صبر کرنے والوں کے لیے بے حساب اجر وثواب ہے

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿قُلْ يَاعِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾(الزمر: ۱۰)

ترجمہ: کہہ دو کہ اے میرے ایمان والے بندو! اپنے پروردگار کا خوف دل میں رکھو، بھلائی انہی کی ہے جنہوں نے اس دنیا میں بھلائی کی ہے، اور اللہ کی زمین بہت وسیع ہے، جو لوگ صبر سے کام لیتے ہیں ان کا ثواب انہیں بے حساب دیا جائے گا۔

ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرو

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَالْعَصْرِ. إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ. إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴾(العصر ۱ تا ۳)

ترجمہ: زمانے کی قسم! انسان درحقیقت بڑے گھاٹے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں اور ایک دوسرے کو حق بات کی نصیحت کریں، اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کریں۔

اس سے معلوم ہوا کہ خود نیک بن جانا ہی کافی نہیں ہے، بلکہ اپنے اپنے اثر ورسوخ کے دائرے میں دوسروں کو حق بات اور صبر کی تلقین کرنا بھی ضروری ہے، صبر قرآن کریم کی ایک اصطلاح ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان کی دلی خواہشات اسے کسی فریضے کی ادائیگی سے روک رہی ہوں یا کسی گناہ پر آمادہ کر رہی ہوں اس وقت ان خواہشات کو کچلا جائے، اور جب کوئی ناگوار بات سامنے آئے تو اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر اعتراض سے اپنے آپ کو روکا جائے، ہاں تقدیر کا شکوہ کئے بغیر اس ناگوار چیز کے تدارک کی جائز تدبیر کرنا صبر کے خلاف نہیں ہے۔ ❶

احادیث مبارکہ کی روشنی میں صبر کرنے کی اہمیت وفضیلت

مصائب سے گناہ معاف ہوتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِي نَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ. ❷

ترجمہ: مؤمن مرد یا مؤمن عورت کے جسم، مال اور اولاد میں مصائب مسلسل آتے رہیں گے حتی کہ اللہ تعالی سے اس حال میں ملاقات کریں گے کہ ان پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔

تکلیفیں گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالعَبْدِ حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ مَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ. ❸

ترجمہ: مسلسل بندے پر مصائب اور تکلیفیں آتی ہے حتی کہ اسکو اس حال میں چھوڑ دیتی

❶ آسان ترجمہ قرآن: ص ۱۳۱۰

❷ سنن الترمذی: أبواب الزهد، باب ما جاء فی الصبر علی البلاء، رقم الحدیث: ۲۳۹۹

❸ سنن الترمذی: أبواب الزهد، باب ما جاء فی الصبر علی البلاء، رقم الحدیث: ۲۳۹۸

ہیں کہ اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا ہے۔

بخار سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سائب رضی اللہ عنہا کے پاس (جو بخار میں مبتلا تھیں) تشریف لائے اور (ان کی حالت دیکھ کر) کہا یہ تمہیں کیا ہوا جو کانپ رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ بخار ہے، اللہ اس میں برکت نہ دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَسُبِّی الْحُمَّی، فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَایَا بَنِی آدَمَ، کَمَا یُذْهِبُ الْکِیرُ خَبَثَ الْحَدِیدِ. ❶

ترجمہ: بخار کو برا مت کہو کیونکہ بخار بنی آدم کے گناہوں کو اسی طرح دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو صاف کر دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ محبوب بندوں کو آزمائش میں ڈالتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ الْخَیْرَ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوبَةَ فِی الدُّنْیَا، وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَکَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتَّی یُوَافِیَ بِهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ. ❷

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسکو دنیا میں ہی جلدی سزا دے دیتے ہیں، اور جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے شر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے گناہوں کی سزا روک دیتے ہیں حتی کہ قیامت کے دن اسکو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

---

❶ صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، بَابُ ثَوَابِ الْمُؤْمِنِ فِیمَا یُصِیبُهُ مِنْ مَرَضٍ.... الخ، رقم الحدیث: ۲۵۷۵

❷ سنن الترمذی: أبواب الزهد، باب ما جاء فی الصبر علی البلاء، رقم الحدیث: ۲۳۹۶

جس قدر آزمائش اُس قدر اجر وثواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ عِظَمَ الجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ البَلَاءِ، وَإِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلاهُمْ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا، وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ. ❶

ترجمہ: یقیناً بڑا بدلہ بڑی آزمائش کیساتھ ملتا ہے، اور اللہ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو ان کو آزمائش میں مبتلا کرتا ہے، پس جو اس پر راضی ہوا تو اس کیلئے رضامندی ہے اور ناراض ہو تو اس کیلئے ناراضگی ہے۔

جنت کو مشقتوں سے ڈھانپا گیا ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ، وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ. ❷

ترجمہ: جنت کو مشقتوں اور مصائب سے ڈھانپا گیا اور جہنم کو شہوات سے ڈھانپا گیا ہے۔

اولاد کے وفات پانے پر صبر پر جنت میں محل

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علی وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بندے کی اولاد کا انتقال ہوتا ہے تو اللہ تعالی فرشتوں سے کہتے ہیں کہ تم نے میرے بندے کی اولاد کی روح قبض کی؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ جی ہاں! پھر پوچھتے ہیں کہ تم نے میرے بندے کا جگر کا ٹکڑا قبض کیا؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ جی ہاں! پھر اللہ تعالی پوچھتے ہیں کہ میرے بندے نے کیا کہا؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ آپ

---

❶ سنن الترمذی: أبواب الزهد، باب ماجاء فی الصبر علی البلاء، رقم الحدیث: ۲۳۹۶

❷ صحیح مسلم: کتاب الجنة وصفة نعیمها وأهلها، رقم الحدیث: ۲۸۲۲

کی تعریف کی اور(إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ) پڑھا، تب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اُبْنُوْا لِعَبْدِیْ بَيْتًا فِی الْجَنَّةِ، وَسَمُّوْهُ بَيْتَ الْحَمْدِ. ❶

ترجمہ: میرے اس بندے کیلئے جنت میں گھر بنادو اور اسکا نام ''بیت الحمد'' رکھو۔

صبر سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا) پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دے دیا، انہوں نے پھر مانگا آپ نے پھر دے دیا، یہاں تک کہ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا ختم ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا يَكُونُ عِنْدِی مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ، وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ، وَمَا أُعْطِیَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ. ❷

ترجمہ: میرے پاس جو کچھ بھی ہوگا میں اس کو تم سے بچا کر نہیں رکھوں گا، لیکن جو شخص سوال سے بچنا چاہے گا اللہ تعالیٰ اس کو سوال کرنے کی ذلت سے بچائے گا، اور جو شخص غنی بننا چاہے گا اللہ تعالیٰ اس کو غنی کر دے گا، اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے صبر کی توفیق چاہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو صبر کی دولت سے نواز دے گا، اور اللہ تعالیٰ نے صبر سے بڑھ کر کوئی نعمت کسی کو نہیں دی۔

صبر کرنے والا کے کیا کہنے

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ سنن الترمذی: أبواب الجنائز، باب فضل المصيبة إذا احتسب، رقم الحديث: ١٠٢١

❷ صحيح البخاری: كتاب الزكوة، باب الإستعفاف عن المسئلة، رقم الحديث: ١٤٦٩

إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ،إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنِ،إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنُ،وَلَمَنْ ابْتُلِيَ فَصَبَرَ فَوَاهًا. ❶

ترجمہ: بیشک باسعادت شخص وہ ہے جوفتنوں سے بچا رہا، بیشک سعید شخص وہی ہے جو فتنوں سے بچا رہا، بیشک خوش بخت وہی ہے جوفتنوں سے بچا رہا اور جوفتنوں میں مبتلا ہوگیا پھر اس نے صبر کیا تو اس کے کیا کہنے (وہ تو کامیاب ہے)۔

دنیامیں مصائب آخرت میں راحت کا ذریعہ ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ. ❷

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جس شخص کو بھلائی پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے، وہ (اس بھلائی کے حصول کے لئے) مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہے۔

لوگوں کی تکالیف پر صبر کرنا باعثِ اجر ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ الَّذِي يُخَالِطُ النَّاسَ،وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يُخَالِطُ النَّاسَ،وَلَا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ. ❸

ترجمہ: جو مؤمن لوگوں سے میل جول رکھے اور ان کی ایذاء پر صبر کرے اسے زیادہ ثواب ہوتا ہے اس مؤمن کی بہ نسبت جو لوگوں سے میل جول نہ رکھے اور ان کی ایذاء پر صبر نہ کرے۔

❶ سنن أبي داود: كتاب الفتن والملاحم،باب في النهي عن السعي في الفتنة،رقم الحديث:۴۲۶۳

❷ صحيح البخاري: كتاب المرضى،باب ما جاء في كفارة المرض،رقم الحديث:۵۶۴۵

❸ سنن ابن ماجه: كتاب الفتن ،باب الصبر على البلاء،رقم الحديث: ۴۰۳۲

یہ امت امتِ مرحومہ ہے

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أُمَّتِي هَذِهِ أُمَّةٌ مَرْحُومَةٌ، لَيْسَ عَلَيْهَا عَذَابٌ فِي الْآخِرَةِ، عَذَابُهَا فِي الدُّنْيَا الْفِتَنُ، وَالزَّلَازِلُ، وَالْقَتْلُ. ❶

ترجمہ: میری یہ امت امت مرحومہ ہے (اللہ کی رحمت ہے اس پر) اس کے اوپر آخرت میں کوئی عذاب نہ ہوگا جبکہ دنیا میں اس کے عذاب فتنے، زلزلے، قتل غارت گری ہوں گے۔

نیک لوگوں پر سختیاں درجات کی بلندی کا ذریعہ ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کورات کے وقت درد آپہنچا، اس لئے بستر پر لیٹے لیٹے بار بار کروٹیں بدلنے لگے، جب آپ سے اِس مصیبت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْمُؤْمِنِينَ يُشَدَّدُ عَلَيْهِمْ، فَإِنَّهُ لَيْسَ مِنْ مُؤْمِنٍ تُصِيبُهُ نَكْبَةٌ شَوْكَةٌ، وَلَا وَجَعٌ، إِلَّا رَفَعَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً. ❷

ترجمہ: ایمان والوں پر سختیاں آتی رہتی ہیں اور کسی مسلمان کو کانٹے یا اس سے بھی کم درجے چیز سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس کا ایک گناہ معاف کردیا جاتا ہے اور ایک درجہ بلند کردیا جاتا ہے۔

---

❶ سنن أبي داود: كتاب الفتن والملاحم، باب ما يرجى في القتل، رقم الحديث: ۴۲۷۸

❷ مسند أحمد: مسند النساء، ج ۴۳ ص ۹، رقم الحديث: ۲۵۸۰۴

صبر کرنے والوں کے انعامات دیکھ کر اہلِ عافیت کی تمنا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

يَـوَدُّ أَهْـلُ الْـعَـافِيَةِ يَـوْمَ الـقِيَـامَةِ حِيـنَ يُعْطَى أَهْلُ البَلاءِ الثَّوَابَ لَوْ أَنَّ جُلُودَهُمْ كَانَتْ قُرِضَتْ فِي الدُّنْيَا بِالمَقَارِيضِ. ❶

ترجمہ: قیامت کے روز جب مصیبت زدہ لوگوں کو (ان کے صبر کے بدلے بے حساب) اجر وثواب دیا جائے گا تو اس وقت (دنیا میں) آرام وسکون (کی زندگی گزارنے) والے تمنا کریں گے: کاش! دنیا میں ان کی جلدیں قینچیوں سے کاٹ دی جاتیں (تو آج وہ بھی اِن عنایات کے حقدار ٹھہرتے۔)

بچوں کے انتقال پر صبر کرنے والے والدین کی فضیلت

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

مَـا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يُتَوَفَّى لَهُمَا ثَلَاثَةٌ إِلَّا أَدْخَلَهُمَا اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّـاهُـمَـا،فَـقَـالُـوا:يَـارَسُولَ اللَّهِ أَوْ اثْنَانِ؟قَالَ:أَوْ اثْنَانِ،قَالُوا:أَوْ وَاحِدٌ؟ قَـالَ:أَوْ وَاحِـدٌ،ثُمَّ قَالَ:وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ السِّقْطَ لَيَجُرُّ أُمَّهُ بِسَرَرِهِ إِلَى الْجَنَّةِ إِذَا احْتَسَبَتْهُ. ❷

ترجمہ: جس مسلمان کے تین بچے نابالغ مریں گے تو اللہ جنت کے آٹھوں دروازوں سے اس کا استقبال کریں گے کہ جس سے چاہے داخل ہو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر دو ہوں؟ فرمایا: دو (پر بھی اجر ہے)، عرض

---

❶ سنن الترمذی:أبواب الزهد،باب ماجاء في ذهاب البصر،باب منه، رقم الحديث: ۲۴۰۲

❷ مسند أحمد :تتمه مسند الأنصار،ج۳۶ص۴۱۰،رقم الحديث: ۲۲۰۹۰

کیا گیا: اگر ایک ہو؟ فرمایا: ایک (پر بھی اجر ہے۔) پھر فرمایا: قسم اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جو بچہ اپنی والدہ کے پیٹ میں (روح پھونکے جانے سے پہلے) ہی ساقط (ضائع) ہو گیا، اگر ثوابِ الٰہی کی امید میں اس کی ماں صبر کرے تو وہ اپنی نال (ناف سے ملے ہوئے حصے) سے اپنی ماں کو جنت میں کھینچ لے جائے گا۔

محبوب چیز فوت ہونے پر صبر کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

مَالِعَبْدِی الْمُؤْمِنِ عِنْدِی جَزَاءٌ ،إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةُ. (۱)

ترجمہ: جب میں کسی مؤمن بندے کی محبوب چیز اس دنیا سے اٹھالیتا ہوں پھر وہ ثواب کی نیت سے صبر کرے تو اس کا بدلہ جنت ہی ہے۔

امراض گناہوں کے لئے کفارہ ہیں

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں بتائیں کہ یہ امراض جو ہم کو لاحق ہوتے ہیں اس میں ہمارے لئے کیا ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کفارات ہیں، تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر چہ وہ مرض کم ہو؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کانٹا یا اس سے بھی ادنیٰ چیز (کی تکلیف) ہو۔ راوی فرماتے ہیں حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے اس وقت اپنے واسطے دعا کی:

أَنْ لَا يُفَارِقَهُ الْوَعْكُ حَتَّى يَمُوتَ وَأَنْ لَا يَشْغَلَهُ عَنْ حَجٍّ وَلَا عَنْ عُمْرَةٍ

---

(۱) صحیح البخاری: کتاب الرقاق، باب العمل الذی یبتغی به وجه اللّٰه، رقم الحدیث: ٦٤٢٤

وَلا جِهَادٍ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ وَلا صَلاۃٍ مَکْتُوبَۃٍ فِی جَمَاعَۃٍ قَالَ: فَمَا مَسَّ إِنْسَانٌ جَسَدَہُ إِلَّا وَجَدَ حَرَّھَا حَتّٰی مَاتَ. ❶

ترجمہ: کہ ہمیشہ بخار رہے حتی کہ وہ اسی مرض میں وفات پا جائے اور وہ مرض نہ حج سے غافل کرے اور نہ عمرہ سے اور نہ جہاد فی سبیل اللہ سے مانع ہو اور نہ فرض نماز جماعت سے پڑھنے سے مانع ہو، راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کوئی شخص بھی ان (حضرت ابی رضی اللہ عنہ) کے بدن کو چھوتا تو وہ بخار کی حرارت محسوس کرتا اسی میں ان کا انتقال ہوگیا۔

صابر اور شاکر مؤمن ہر حال میں خیر میں ہے

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَہُ کُلَّہُ خَیْرٌ، وَلَیْسَ ذَاکَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْہُ سَرَّاءُ شَکَرَ، فَکَانَ خَیْرًا لَہُ، وَإِنْ أَصَابَتْہُ ضَرَّاءُ، صَبَرَ فَکَانَ خَیْرًا لَہُ. ❷

ترجمہ: مؤمن آدمی کا بھی عجیب حال ہے کہ اس کے ہر حال میں خیر ہی خیر ہے اور یہ بات کسی کو حاصل نہیں سوائے اس مؤمن آدمی کے کہ اگر اُسے کوئی تکلیف بھی پہنچی تو اس نے شکر کیا تو اس کے لئے اس میں بھی ثواب ہے اور اگر اُسے کوئی نقصان پہنچا اور اس نے صبر کیا تو اس کے لئے اس میں بھی ثواب ہے۔

❶ صحیح ابن حبان: کتاب الجنائز، ذِکْرُ الْبَیَانِ بِأَنَّ الْأَمْرَاضَ وَالْأَسْقَامَ...... الخ، ج۷ ص۱۹۰ رقم الحدیث: ۲۹۲۸

❷ صحیح مسلم: کتاب الزھد والرقاق، بَابُ الْمُؤْمِنُ أَمْرُہُ کُلُّہُ خَیْرٌ، رقم الحدیث: ۲۹۹۹

مصیبت میں مسنون دعا پڑھنے پر بہترین بدل

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ،فَيَقُولُ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ: (إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ) اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي،وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا أَخْلَفَ اللهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا. ❶

ترجمہ: اگر مسلمان پر کوئی مصیبت آئے اور وہ اللہ کے حکم کے مطابق (**إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ**) پڑھ کر کہے: **اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا** (اے اللہ مجھے میری مصیبت میں اجر دے اور میرے لئے اس کا نعم البدل عطا فرما) تو اللہ اس کو اس سے بہتر عطا فرماتے ہیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو میں نے کہا: ابو سلمہ سے افضل کون سا مسلمان ہوگا؟ پہلا گھرانہ تھا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت فرمائی پھر میں نے اسی قول کو پختہ یقین سے دہرایا تو اللہ نے ابو سلمہ کے بدلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عطا فرمایا (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میرا عقد نکاح ہوا، تو اللہ رب العزت نے مسنون دعا کے طفیل پہلے شوہر سے بہتر شوہر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں عطا فرمایا۔)

شکر اور صبر نہ کرنے والی عورتوں کے لئے وعید

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **إِنَّ الْفُسَّاقَ هُمْ أَهْلُ النَّارِ**'' فساق ہی

❶ صحيح مسلم: كتاب الكسوف، باب ما يقال عند المصيبة، رقم الحديث: ٩١٨

دراصل جہنم میں ہوں گے۔ کسی نے پوچھا: یا رسول اللہ! فساق سے کون لوگ مراد ہیں؟ فرمایا: خواتین، سائل نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا خواتین ہی ہماری مائیں بہنیں اور بیویاں نہیں ہوتیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَلَى، وَلَكِنَّهُمْ إِذَا أُعْطِينَ لَمْ يَشْكُرْنَ، وَإِذَا ابْتُلِينَ لَمْ يَصْبِرْنَ. ❶

ترجمہ: کیوں نہیں لیکن بات یہ ہے کہ انہیں جب کچھ ملتا ہے تو یہ شکر نہیں کرتیں اور جب مصیبت آتی ہے تو صبر نہیں کرتیں۔

ان تمام آیات واحادیث میں جس چیز کا حکم دیا گیا وہ صبر ہے کہ انسان پر جب بھی کوئی تکلیف اور آزمائش اور مصیبت آئے تو اللہ کی طرف رجوع کرے، اللہ تعالی سے مدد مانگے اور اس پر صبر کرے، سب سے زیادہ مصائب اور آزمائشیں حضرات انبیاء علیہم السلام پر آئیں ہیں، اور انبیاء علیہم السلام میں سب سے زیادہ آزمائشیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آئیں ہیں۔

سب سے زیادہ مصائب اور آزمائشیں انبیاء علیہم السلام پر آئیں

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: سب سے زیادہ مصائب اور مشقتیں کس پر آتیں ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ، فَيُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ، فَإِنْ كَانَ دِينُهُ صُلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ، وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ ابْتُلِيَ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ، فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ مَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ. ❷

ترجمہ: سب سے زیادہ مصیبتیں اور تکلیفیں انبیاء علیہم السلام پر آتی ہیں، پھر جو انبیاء سے

❶ مسند أحمد: مسند المكيين، ج ۲۴ ص ۲۹۱، رقم الحديث: ۱۵۵۳۱

❷ سنن الترمذي: أبواب الزهد، باب ما جاء في الصبر على البلاء، رقم الحديث: ۲۳۹۸

نیچے درجہ کے لوگ ہوتے ہیں ان پر، اور پھر اس کے بعد انسان کو اسکے دین کے بقدر آزمایا جاتا ہے، جو اپنے دین میں سخت ہوتا ہے اس کی مصیبتیں اور تکلیفیں بھی سخت ہوتی ہیں، اور جو اپنے دین میں نرم ہوتا ہے اس کی مصیبتیں اور تکلیفیں بھی نرم ہوتی ہیں، مسلسل اس مصائب اور تکلیفیں آتی ہے حتی کہ اسکو اس حال میں چھوڑ دیا جاتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا ہے۔

دیکھو! اللہ تعالیٰ مؤمن بندہ سے بڑی محبت کرتا ہے، وہ یہ چاہتا ہے کہ بندہ پر آزمائش اور تکلیف جو بھی آئے دنیا میں آئے تا کہ اسکے گناہوں کا ازالہ ہو جائے اور آخرت میں جب آئے تو اس کے نامہ اعمال میں تمام نیکیاں ہی نیکیاں ہوں، اس میں کوئی گناہ نہ ہو، اس لیے جتنا انسان اللہ کے ہاں مقرب ہوگا اتنی اس پر آزمائشیں، تکلیفیں اور مصیبتیں آتی ہی رہے گی، تو ہمیں شریعت کا حکم یہ ہے کہ ہم نے صبر کرنا ہے۔

صبر کی اہمیت وفضیلت سے متعلق اسلاف امت کے پچیس اقوال

مصائب بلند درجات کے حصول کا ذریعہ ہیں

۱......حضرت موسی علیہ السلام کا ایک عبادت گزار پر گزر ہوا، پھر کچھ عرصے بعد دوبارہ گزر ہوا تو کیا دیکھا کہ اسکو درندوں نے پھاڑ دیا ہے، سر کہیں پڑا ہوا ہے، ران کہیں پڑی ہے، جگر کہیں پڑا ہے۔ حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی سے عرض کی: یا اللہ یہ بندہ تو تیری اطاعت کرتا تھا، پھر اس کی یہ حالت کیسے ہوئی؟ اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کی طرف وحی کی اور فرمایا:

إِنَّهُ سَأَلَنِی دَرَجَةً لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهِ فَابْتَلَيْتُهُ بِهَذَا لِأُبَلِّغَهُ بِذَلِکَ الدَّرَجَةَ. ❶

❶ تاریخ مدینة دمشق: حرف المیم، ترجمة: محمد بن عبد الرحیم، ج ۵۴ ص ۱۱۵، رقم الترجمة: ۶۶۴۹

ترجمہ: اس نے مجھ سے ایسے درجے کا سوال کیا تھا جسکو یہ اپنے عمل سے نہیں پا سکتا تھا، تو میں نے اسکو اس میں مبتلا کردیا تا کہ اسکو اس درجہ تک پہنچا دوں۔

مؤمن کے تقوی کا علم تین چیزوں سے ہوتا ہے

۲......حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے ارشاد فرمایا:

يُسْتَدَلُّ عَلَى تَقْوَى الْمُؤْمِنِ بِثَلاَثٍ حُسْنُ التَّوَكُّلِ فِيْمَالَمْ يَنَلْ وَحُسْنُ الرَّضَافِيْمَاقَدْ نَالَ وَحُسْنُ الصَّبْرِ فِيْمَاقَدْ فَاتَ. ❶

ترجمہ: مؤمن کے تقوی پر تین چیزوں سے استدلال کیا جاتا ہے: جو چیز حاصل نہ ہو اس میں حسن توکل، جو حاصل ہو جائے اس پر حسن رضا، جو دے کر چھین لی جائے اس پر حسن صبر۔

صبر کی دو اعلی قسمیں

۳......حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو ایک تفصیلی خط لکھا تھا، اسمیں یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ:

عَلَيْكَ بِالصَّبْرِوَاعْلَمْ أَنَّ الصَّبْرَ صَبْرَانِ أَحَدُهُمَاأَفْضَلُ مِنْ الْآخَرِ اَلصَّبْرُ فِى الْمُصِيْبَاتِ حَسَنٌ وَأَفْضَلُ مِنْهُ الصَّبْرُ عَمَّاحَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَاعْلَمْ أَنَّ الصَّبْرَ مَلاَكُ الْإِيْمَانِ وَذَلِكَ بِأَنَّ التَّقْوَى أَفْضَلُ الْبِرِّ وَالتَّقْوَى بِالصَّبْرِ. ❷

ترجمہ: صبر اختیار کرو اور یہ بات یاد رکھو کہ صبر کی دو قسمیں ہیں، ایک دوسرے سے افضل ہے، مصیبتوں پر صبر کرنا افضل ہے اور اس سے زیادہ افضل یہ ہے کہ جو چیزیں اللہ نے

❶ إحياء علوم الدين: كتاب الصبر والشكر، ج۴ ص ۷۳

❷ إحياء علوم الدين: كتاب الصبر والشكر ،بيان فضيلة الصبر، ج۴ ص ٦٢

حرام کی ہیں ان پر صبر کیا جائے، جان لو کہ صبر ایمان کا خلاصہ ہے اور وہ اس طرح کہ تقویٰ افضل ترین نیکی ہے اور تقویٰ صبر سے ہے۔

بہترین زندگی صبر کے ساتھ ہے

۴......حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَجَدْنَا خَيْرَ عَيْشِنَا بِالصَّبْرِ. ❶

ترجمہ: ہم نے اپنی بہترین زندگی صبر کے ساتھ پائی ہے۔

صبر کی سواری ٹھوکر نہیں کھاتی

۵......حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں:

اَلصَّبْرُ مَطِيَّةٌ لَاتَكْبُوْ. ❷

ترجمہ: صبر ایسی سواری ہے جو کبھی ٹھوکر نہیں کھاتی۔

صبر بمنزلہ جسم کے لئے سر کے ہے

۶......حضرت علی کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں:

بَنَى الْإِيْمَانُ عَلَى أَرْبَعِ دِعَائِمٍ الْيَقِيْنُ وَالصَّبْرُ وَالْجِهَادُوَالْعَدْلُ،وَقَالَ أَيْضاًاَلصَّبْرُ مِنَ الْإِيْمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ وَلَاجَسَدَ لِمَنْ لَا رَأْسَ لَهُ وَلَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَاصَبْرَ لَهُ. ❸

ترجمہ: ایمان کی بنیاد چار ستونوں پر ہے یقین، صبر، جہاد اور عدل۔ آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ صبر ایمان کے لیے ایسا ہے جیسے جسم کے لیے سر، جس طرح بغیر سر کے جسم جسم نہیں ہوتا، اسی طرح صبر کے بغیر ایمان بھی نہیں ہوتا۔

---

❶ الزهد لأحمدبن حنبل: زهد عمر بن الخطاب رضى الله عنه، ص۹۷، الرقم: ۶۱۲

❷ الرسالة القشيرية: باب الشكر، ج۱ ص۳۲۴

❸ إحياء علوم الدين: كتاب الصبر والشكر، بيان فضيلة الصبر، ج۴ ص۶۲

صبر ایمان میں سے ہے

۷......حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِحْفَظُوا عَنِّی خَمْسًا،فَلَوْ رَكِبْتُمُ الْإِبِلَ فِی طَلَبِهِنَّ لَأَنْضَيْتُمُوهُنَّ قَبْلَ أَنْ تُدْرِكُوهُنَّ: لَا يَرْجُو عَبْدٌ إِلَّا رَبَّهُ،وَلَا يَخَافُ إِلَّا ذَنْبَهُ،وَلَا يَسْتَحِی جَاهِلٌ أَنْ يَسْأَلَ عَمَّا لَا يَعْلَمُ،وَلَا يَسْتَحِی عَالِمٌ إِذَا سُئِلَ عَمَّا لَا يَعْلَمُ أَنْ يَقُولَ: اللّٰهُ أَعْلَمُ،وَالصَّبْرُ مِنَ الْإِيمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ،وَلَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا صَبْرَ لَهُ. ❶

ترجمہ: مجھ سے پانچ باتیں محفوظ کرلو، اگر چہ تم اونٹ پر اسکو حاصل کرنے کے لیے سوار ہو، ان کو پالینے سے قبل تم میں سے کوئی نہ گزرے، کوئی بندہ سوائے اپنے رب سے امید نہ رکھے اور سوائے اپنے گناہ سے کسی سے نہ ڈرے، اور جاہل اس چیز کے پوچھنے سے نہ شرمائے جو نہیں جانتا، اور عالم سے ایسی چیز پوچھی جائے جو وہ نہیں جانتا تو یہ کہتے ہوئے نہ شرمائے کہ اللہ خوب جانتا ہے، اور صبر ایمان میں سے ہے، یہ ایسا ہے کہ جیسا کہ جسم کے لیے سر ہو، اور اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جس کے اندر صبر نہ ہو۔

صبر کی عادت بناؤ

۸......حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

تَعَوَّدُوا الصَّبْرَ،فَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يَنْزِلَ بِكُمُ الْبَلَاءُ مَعَ أَنَّهُ لَا يُصِيبُكُمْ أَشَدُّ مِمَّا أَصَابَنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ❷

ترجمہ: صبر کی عادت بنالو، یہ عین ممکن ہے کہ تم پر کوئی آزمائش آجائے، باوجود یہ کہ اس

❶ حلية الأولياء: المهاجرون من الصحابه، ترجمة: على بن أبى طالب، ج ۱ ص ۷۵

❷ بغية الطلب فى تاريخ حلب: ترجمة: حذيفة بن اليمان، ج ۵ ص ۲۱۷۱

آزمائش سے زیادہ سخت نہیں ہوگی جو ہمیں پہنچی جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

مصیبت پر استرجاع اس امت کی خصوصیت ہے

۹......حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يُعْطَ لِأَحَدٍ مِنَ الْأُمَمِ الْاِسْتِرْجَاعُ غَيْرَ هَذِهِ الْأُمَّةِ،أَمَا سَمِعْتَ قَوْلَ يَعْقُوبَ: (يَا أَسَفَى عَلَى يُوسُفَ)(يوسف: ۸۴)

ترجمہ:اس امت کے علاوہ کسی بھی امت کو استرجاع (یعنی ”إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ کی نعمت) نہیں دی گئی، کیا آپ نے یعقوب علیہ السلام کو نہیں سنا: ہائے افسوس یوسف پر۔ ❶

چار خصلتوں پر جنت میں محل

۱۰......حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أَرْبَعُ خِصَالٍ مَنْ كُنَّ فِيهِ بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ،مَنْ كَانَ عِصْمَةُ أَمْرِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،وَإِذَا أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ قَالَ:إِنَّا لِلَّهِ،وَإِذَا أُعْطِيَ شَيْئًا قَالَ: اَلْحَمْدُ لِلَّهِ،وَإِذَا أَذْنَبَ ذَنْبًا قَالَ:أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ.

ترجمہ: چار خصلتیں جس میں ہو تو اللہ اس کے لیے جنت میں گھر بنائیں گے: جس کا تحفظ اور بچاؤ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ ہو (یعنی جسکا آخری کلام کلمہ طیبہ ہو)، اور جب اسکو کوئی مصیبت پہنچے تو کہے: ”إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“ اور جب اسکو کوئی چیز دی جائے تو کہے: ”اَلْحَمْدُ لِلَّهِ“ اور وہ کوئی گناہ کرے تو کہے: ”أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ“. ❷

❶ شعب الإيمان: باب في الصبر على المصائب، ج۱۲ ص۱۷۸، الرقم: ۹۲۴۲

❷ الزهد والرقاق لابن المبارك: باب فِي التَّهْلِيلِ وَالْحَمْدِ وَالِاسْتِغْفَارِ وَالِاسْتِرْجَاعِ، ج۲ ص۵۰

مصائب مؤمن کے گناہ جھڑنے کا ذریعہ ہے

۱۱......حضرت ہلال بن یساف رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے تو لوگوں نے تکالیف کا ذکر کیا، تو ایک دیہاتی نے کہا: میں کبھی بیمار نہیں ہوا، تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو ہم میں سے نہیں ہے:

اَلْمُسْلِمَ لَيُبْتَلٰى بِبَلَاءٍ فَتُحَطُّ عَنْهُ ذُنُوبُهُ كَمَا يُحَطُّ الْوَرَقُ مِنَ الشَّجَرِ، وَإِنَّ الْكَافِرَ أَوْ قَالَ الْفَاجِرَ شُعْبَةُ شَكَّ، يُبْتَلٰى بِبَلَاءٍ فَمَثَلُهُ مَثَلُ بَعِيرٍ أُطْلِقَ فَلَمْ يَدْرِ لِمَ أُطْلِقَ وَعُقِلَ فَلَمْ يَدْرِ لِمَ عُقِلَ. ❶

ترجمہ: بلاشبہ مسلمان کسی نہ کسی مصیبت وتکلیف میں مبتلاء کیا جاتا ہے جس سے اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں، جیسے کہ درخت سے پتے جھڑتے ہیں اور کافر و فاجر بھی مصیبت میں آزمایا جاتا ہے، تو اس کی مثال اونٹ کی طرح ہے کہ اس کو چھوڑ دیا جائے تو وہ نہیں جانتا کہ اس کو کیوں چھوڑا گیا ہے اور اگر اس کو باندھ دیا جائے تو بھی وہ نہیں جانتا کہ اس کو کیوں باندھا گیا ہے۔

ایمان دار بندے کا امتحان مصیبت سے ہوتا ہے

۱۲......حضرت لقمان رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کو ارشاد فرمایا کہ سونے کا آگ سے امتحان کیا جاتا ہے اور ایمان دار بندہ کا امتحان مصیبت سے ہوتا ہے، پس جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو محبوب جانتا ہے تو ان کو مبتلائے مصیبت کر کے امتحان لیتا ہے، اس صورت میں جو شخص راضی رہتا ہے تو اللہ رب العزت بھی اس سے راضی رہتے ہیں اور جو ناراض ہوتا ہے تو رب العالمین بھی ناراض ہوتے ہیں۔

---

❶ المرض والکفارات لابن أبی الدنیا: ص۲۷، الرقم: ۱۵

مصائب پر صبر محبت رسول کی علامت ہے

۱۳......امام قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَمِنْ عَلَامَاتِ مَحَبَّتِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّسَلِّيْ عَنِ الْمَصَائِبِ،فَإِنَّ الْمُحِبَّ يَجِدُ فِيْ هَذِهِ الْمُحَبَّةِ مَايُنْسِيهِ الْمَصَائِبَ،وَلَايَجِدُ فِيْ مَسِّهَامَا يَجِدُ غَيْرُهُ.❶

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ مصائب پر صبر کرے کیونکہ اس محبت سے محبّ کو ایسی لذت حاصل ہوتی ہے کہ وہ مصائب کو بھلا دیتی ہے اور ان مصائب سے دوسروں کو جو تکلیف پہنچتی ہے وہ اسے نہیں پہنچتی۔

صابر شخص کی تین علامات

۱۴......حضرت ذوالنون رحمہ اللہ نے فرماتے ہیں:

اَلصَّبْرُ التَّبَاعُدُ عَنِ الْمُخَالَفَاتِ وَالسُّكُوْنُ عِنْدَ تَجَرُّعِ غَصَصِ الْبَلِيَّةِ وَإِظْهَارُ الْغِنَى مَعَ حُلُوْلِ الْفَقْرِ بِسَاحَاتِ الْمَعِيْشَةِ.❷

ترجمہ: اللہ کے احکام کی مخالفت سے دور رہنے، مصائب کے گھونٹ پینے پر سکون و اطمینان، اور زندگی کے میدان میں محتاجی کے باوجود اپنے آپ کو مالدار ظاہر کرنے کا نام صبر ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے قیمتی نصائح

۱۵......ایک بار حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کو لکھا کہ آپ مجھ کو وعظ ونصیحت کیجئے، اس کے جواب میں آپ نے لکھا کہ بعد حمد وصلوۃ

❶المواھب اللدنية: المقصد السابع، ج۲ ص۶۳۷

❷الرسالة القشيرية: باب الشكر، ج۱ ص۳۲۳

کے واضح ہو کہ سب سے بڑی ہولنا کی تمہارے آگے ہے اور تم کو ان کا دیکھنا ضرور پڑے گا یا نجات سے یا تباہی کے ساتھ، اور یہ بھی جان لو جو شخص اپنے نفس کو جانچتا رہتا ہے وہ نفع میں رہتا ہے اور جو اس سے غافل رہتا ہے وہ نقصان اٹھاتا ہے اور جو شخص انجام کار پر نظر رکھتا ہے وہ نجات پاتا ہے اور جو ہوائے نفس کی اطاعت (بندگی) کرتا ہے وہ گمراہ ہوتا ہے اور جو شخص حلم (بردباری) کرتا ہے اس کو غنیمت ملتی ہے اور جو ڈرتا رہتا ہے وہ بچ جاتا ہے اور جو مامون رہا ہے وہ عبرت پکڑتا ہے اور عبرت والا صاحب بصیرت ہوتا ہے اور اہل بصیرت فہیم ہوتا ہے اور فہیم آدمی واقف کار ہوتا ہے، پس جب تم سے کوئی لغزش ہو جائے تو اس سے باز آ جانا چاہیے اور جب ندامت (شرمندگی) کرو تو خطا کو جڑ سے اکھاڑ دو اور اگر کوئی بات نہ آتی ہو تو پوچھ لو اور جس وقت تم کو غصہ آئے اس کو روکو۔ ❶

صبر ایمان کے بعد بڑی نعمت ہے

۱۶...... حضرت ابراہیم التیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَـامِـنْ عَبْـدٍ وَهَبَ اللّٰهُ لَهُ صَبْرًا عَلَى الْأَذٰى، وَصَبْرًا عَلَى الْبَلَاءِ، وَصَبْرًا عَلَى الْمَصَائِبِ، إِلَّا وَقَدْ أُوتِيَ أَفْضَلَ مَا أُوتِيهِ أَحَدٌ، بَعْدَ الْإِيمَانِ بِاللّٰهِ. ❷

ترجمہ: جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اذیت، آفت اور مصیبت پر صبر عطا کیا گویا ایمان کے بعد اُسے سب سے بڑی نعمت عطا کی۔

صبر کی حقیقت اللہ کے فیصلوں پر راضی ہونا ہے

۱۷ ...... حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے صبر کی حقیقت دریافت کی گئی، آپ

❶ إحياء علوم الدين: كتاب التوبة، الركن الرابع، ج۴ ص ۵۶

❷ الصبر والثواب عليه لابن وأبى الدنيا: ص ۲۸، الرقم: ۱۷

نے ارشاد فرمایا: ''اَلرَّضَا بِقَضَاءِ اللّٰهِ'' اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہونے کا نام صبر ہے، لوگوں نے دریافت کیا یہ کیسے؟ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: اَلرَّاضِیُ لَایَتَمَنّٰی فَوْقَ مَنْزِلَتِهٖ'' جو شخص راضی رہتا ہے وہ اپنی حیثیت سے زیادہ کا طالب نہیں ہوتا۔ ❶

دوست مصبت پر صبر کرتے ہیں

۱۸......حضرت شبلی رحمہ اللہ شفا خانے میں محبوس ہوئے تو کچھ لوگوں آپ کی عیادت کے لیے آئے، آپ نے ان سے پوچھا: کیوں آئے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم لوگ آپ کی زیارت کیلئے آئے ہیں، آپ کے احباب ہیں، آپ نے انہیں ڈھیلوں سے مارنا شروع کردیا، وہ لوگ مارے خوف کے بھاگنے لگے، آپ نے فرمایا: ''لَوْ کُنْتُمْ أَحِبَّائِیْ لَصَبَرْتُمْ عَلٰی بَلَائِیْ'' اگر تم میرے دوست ہوتے تو میری مصیبت پر صبر کرتے۔ ❷

عقلمند انسان کی نشانی صبر واستقامت ہے

۱۹......حضرت حارث محاسبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لِكُلِّ شَيْءٍ جَوْهَرٌ وَجَوْهَرُ الْإِنْسَانِ اَلْعَقْلُ وَجَوْهَرُ الْعَقْلِ الصَّبْرُ. ❸

ترجمہ: ہر شئی کا جوہر ہوتا ہے، انسان کا جوہر عقل ہے اور عقل کا جوہر صبر ہے۔

صبر کتاب وسنت کے احکامات پر استقامت ہے

۲۰......حضرت خواص رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلصَّبْرُ الثُّبَاتُ عَلٰی أَحْكَامِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ. ❹

ترجمہ: کتاب وسنت کے احکام پر ثابت قدم رہنا صبر ہے۔

❶ إحياء علوم الدين: كتاب الصبر والشكر، ج۴ ص ۷۳

❷ إحياء علوم الدين: كتاب الصبر والشكر، ج۴ ص ۷۳

❸ الطبقات الصوفية: الطبقة الأولى، ج ۱ ص ۶۱

❹ الرسالة القشيرية: باب الشكر، ج ۱ ص ۳۲۳

صبر نہ کروں تو اللہ سے حیاء آتی ہے

۲۱......حضرت سری سقطی رحمہ اللہ سے صبر کے متعلق دریافت کیا گیا، تو آپ صبر پر گفتگو فرمانے لگے، اسی دوران ایک بچھوان کی ٹانگ پر چڑھ گیا اور کئی ایک ڈنگ مارے مگر آپ نے قطعاً حرکت نہ کی، آپ سے کسی نے کہا کہ آپ نے اسے ہٹا کیوں نہیں دیا؟ فرمایا: ''اِسْتَحْيَيْتُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى أَنْ أَتَكَلَّمَ فِي الصَّبْرِ وَلَمْ أَصْبِرْ'' مجھے اللہ سے شرم آ گئی کہ میں صبر کے متعلق گفتگو تو کروں مگر خود صبر نہ کروں۔ ❶

عمل کا آغاز صبر اور انجام رضا ہے

۲۲......حضرت شقیق بلخی رحمہ اللہ نے فرماتے ہیں:

اَلصَّبْرُ وَالرَّضَا شَكْلَانِ إِذَا تَعَمَّدْتُ فِي الْعَمَلِ فَإِنْ أَوَّلَهُ صَبْرٌ وَآخِرَهُ رِضاً. ❷

ترجمہ: صبر اور رضا دو صورتیں ہیں، جب تو عمل کرنا شروع کرے تو اس کا آغاز صبر ہے اور اس کا انجام رضا ہے۔

صابرین اللہ رب العزت کی معیت میں ہیں

۲۳......حضرت ابو علی الدقاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَازَ الصَّابِرُونَ بِعِزِّ الدَّارَيْنِ، لِأَنَّهُمْ نَالُوا مِنَ اللَّهِ مَعِيَّتَهُ، فَإِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ. ❸

ترجمہ: صابرین دونوں جہانوں کی عزت کے ساتھ کامیاب ہوئے، کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل کی، پس اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

---

❶ الرسالة القشيرية: باب الشكر، ج ۱ ص ۳۲۷

❷ الطبقات الصوفية: الطبقة الأولى، ج ۱ ص ۶۷

❸ مدارج السالكين: فصل منزلة الصبر، ج ۲ ص ۱۵۸

آزمائشوں سے صبر کا علم ہوتا ہے

۲۴......حضرت یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نُزُوْلُ الْبَلاَءِ تَظْهَرُ حَقَائِقُ الصَّبْرِ وَعِنْدَ مُكَاشَفَةِ الْمَقْدُوْرِ تَظْهَرُ حَقَائِقُ الرَّضَى. ❶

ترجمہ: بلاؤں کے نزول سے صبر کی حقیقتیں سامنے آتی ہیں اور تقدیر کے ظاہر ہونے سے رضا کی حقیقتیں سامنے آتی ہیں۔

تکالیف پر صبر کے سبب اعزاز واکرام

۲۵......ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے سعید بن سالم قداح رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا تمہارے قبرستان میں سب سے افضل کون ہے؟ انہوں نے ایک قبر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ قبر والا سب سے افضل ہے۔ میں نے سبب پوچھا:

إِنَّهُ ابْتَلَى فَصبر قُلْتُ مَافَعَلَ فُضَيْلُ بْن عَيَاض قَالَ هَيْهَاتَ كَسَى حُلَّةً لَا تَقُوْمُ لَهَا الدُّنْيَا بِحَوَاشِيْهَا. ❷

ترجمہ: تو انہوں نے کہا کہ اس نے تکالیف پر صبر کیا تھا پھر میں نے پوچھا: فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کا کیا حال ہوا؟ انہوں نے کہا اُن کیا کہنا، انہیں تو ایسا جوڑا پہنایا گیا جس کے دامن کی قیمت ساری دنیا سے زیادہ ہے۔

کس وقت صبر کرنے پر اجر ملے گا

کسی انسان پر مصیبت آئے اور وہ کس وقت صبر کرے تو اسکو اجر ملے گا، فرمایا کہ جیسے ہی صدمہ یا مصیبت پہنچے اس وقت صبر کرنا ہے، اگر آدمی کو مصیبت یا تکلیف پہنچے اور

❶ الطبقات الصوفية: الطبقة الأولى، ج ۱ ص ۱۰۲

❷ تاريخ مدينة دمشق لإبن عساكر: ترجمة: فضيل بن عياض بن مسعود، ج۴۸ ص ۴۵۲

تین دن تک یا چالیس دن تک روتا رہے، پھر اگر اس کے بعد وہ صبر کرتا ہے، دین کہتا ہے کہ اس پر اجر نہیں ہے، وہ تو ویسے ہی انسان کو صبر آ ہی جاتا ہے، صبر وہ ہے جیسے ہی مصیبت پہنچے تو انسان اس پر صبر کرے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس پہنچے جو اپنے بچہ کی موت پر آہ وزاری کر رہی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:

اِتَّقِی اللّٰہَ وَاصْبِرِیْ.

اللہ سے ڈر اور صبر کر۔

وہ بولی جو آفت مجھ پر پڑی ہے وہ تم پر نہیں پڑی۔ لوگوں نے اس کو بتایا یہ اللہ کے رسول تھے، پس وہ (معذرت کی غرض سے) آپ کے پاس گئی، اس نے آپ کے دروازے پر (امراء وحکام کی عادت کے مطابق) دربان نہیں پائے۔ وہ بولی یا رسول اللہ! میں آپ کو پہچان نہ سکی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ، أَوْ قَالَ: عِنْدَ أَوَّلِ الصَّدْمَةِ. ❶

ترجمہ: صبر تو صدمہ کے شروع ہی میں ہے یا یہ فرمایا کہ صبر تو پہلے صدمہ میں ہے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہر مصیبت زدہ کی انتہاء تو صبر ہی ہے لیکن مصیبت کی تیزی اور حرارت کے وقت اس پر صبر کرنا قابل تعریف ہے۔

قرآن وسنت اس بات سے نہیں روکتے کہ غم کے وقت انسان کی آنکھوں سے آنسو نہ بہیں اور انسان غمزدہ نہ ہو، دین جس سے روکتا ہے وہ یہ ہے کہ گریبان نہ پھاڑے، رخساروں کو نہ پیٹے، بلند آواز سے جزع وفزع نہ کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

❶ صحيح مسلم: كتاب الكسوف، باب في الصبر على المصيبة عند أول صدمة، رقم الحديث: ٩٢٦

ارشادفرمایا:

لَیُسَ مِنَّا مَنُ ضَرَبَ الخُدُودَ،وَشَقَّ الجُیُوبَ، وَدَعَا بِدَعُوَی الجَاهِلِیَّةِ. ❶

ترجمہ:وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جواپنے رخساروں کو پیٹے،اوراپنے گریبانوں کو پھاڑے،اورجاہلیت کی طرح چیخ وپکارکرے۔

کوئی بھی مصیبت آئے تویہ مؤمن کے رفع درجات کیلئے ہوتی ہے،اس لیے انسان سے جب کوئی خطاہوتی ہے اللہ مختلف اعتبار سے اسکوآزمائش میں ڈال دیتاہے،کبھی مال میں کمی ہوجاتی ہے،کبھی اولاد پرتکلیف آتی ہے،کبھی انسان پرمصیبت آجاتی ہے، کوئی حادثہ،پریشانی،تکلیف میں مبتلا ہوجاتاہے،مقصدصرف یہ ہوتاہے تاکہ مؤمن کے گناہ معاف ہوجائیں،یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے سے محبت ہے لیکن ہم اِس کی حکمتیں نہیں سمجھتے،آج کے دورمیں کسی پرکوئی آزمائش آئے،کوئی بیمارہوجائے،گھر میں کوئی تکلیف آئے،بچہ بیمارہوجائے،اچانک ایکسیڈنٹ ہوجائے توہمارازاویہ نگاہ بدل جاتاہے،فوراًیہ کہتے ہیں کہ لگتاہے کسی نے تعویذکردیاہے،لگتاہے کسی نے جادوکر دیاہے،تب ہی تومیرےاوپرمصیبت آئی ہے،یہ بیماری کاآناجادونہیں ہے،تکلیف کا آناسحرنہیں ہے،یہ اللہ اپنے بندےکوآزماتاہے،کبھی بیماری ہوگی،کبھی صحت ہوگی،کبھی مال میں فراوانی ہوگی،کبھی فقرہوگا،مقصدصرف یہ کہ مؤمن کے درجات بلندہوں،تاکہ مؤمن اللہ کی طرف متوجہ ہو،بیماری آئی تواللہ کی طرف رجوع کرے،لیکن ہمارے ایمان کی کمزوری ہے کہ ہم عاملوں کی طرف دوڑتے ہیں،طبیبوں کے چکرکاٹتے ہیں، اللہ کی طرف متوجہ نہیں ہوتے،حضرات انبیاءعلیہم السلام وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پرجب کوئی تکلیف اورآزمائش آتی توفوراًان کاتعلق اللہ سے بنتا،مسجد میں

❶صحیح البخاری، کتاب الجنائز،باب:لیس منّا من ضرب الخدود،رقم الحدیث۱۲۹۷

آ تے دو رکعت نماز پڑھتے ،اللہ تعالیٰ ان کی پریشانیوں کو دور کر دیتا، رب العالمین بندے کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی طویل بیماری اور صبر وتحمل

اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّه اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَل بَارِد وَّشَرَاب وَوَهَبْنَا لَه اَهْلَه وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّه وَلَا تَحْنَثْ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّه اَوَّاب﴾ (ص: ۴۱ تا ۴۴)

ترجمہ: اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو، جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا تھا کہ شیطان مجھے دکھ اور آزار لگا گیا ہے۔ (ہم نے ان سے کہا) اپنا پاؤں زمین پر مارو، لو! یہ ٹھنڈا پانی ہے نہانے کے لیے بھی اور پینے کے لیے بھی۔ اور (اس طرح) ہم نے انہیں ان کے گھر والے بھی عطا کر دیے۔ اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور بھی، تاکہ ان پر ہماری رحمت ہو، اور عقل والوں کے لیے ایک یادگار نصیحت۔ اور (ہم نے ان سے یہ بھی کہا کہ) اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک مٹھا لو، اور اس سے مار دو، اور اپنی قسم مت توڑو۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے انہیں بڑا صبر کرنے والا پایا، وہ بہترین بندے تھے، واقعہ وہ اللہ سے خوب لو لگائے ہوئے تھے۔

ایک مرتبہ شیطان نے فرشتوں سے حضرت اَیوب علیہ السلام کے تقویٰ و پرہیزگاری کے متعلق گفتگو سنی، حضرت اَیوب علیہ السلام اللہ کے عبادت گزار بندے تھے، اُن کے تمام اَوقات اللہ کی عبادت اور نعمتوں کے شکر میں گزرتے تھے، شیطان کو یہ بات بُری

لگتی تھی، لہٰذا اُس نے اِرادہ کیا کہ اِن کو گمراہ کرے، چنانچہ وہ اُن کے پاس گیا اور اُن کے دِل میں وسوسے ڈالنے کی کوشش کرنے لگا، اِسے معلوم ہوا کہ اُن کے کان اور دِل بند ہیں باہر سے کوئی چیز (وسوسہ) اُن میں داخل نہیں ہوسکتی اور یہ اللہ کے اُن مخلص بندوں میں داخل ہیں جن پر شیطان کا کوئی داؤ نہیں چلتا، لہٰذا شیطان بہت پریشان ہوا اور اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور تمام غرور خاک میں ملا کر بولا: اے اللہ! تیرا بندہ اَیوب تیری عبادت کرتا ہے، تسبیح بیان کرتا ہے، اپنے دِل وزبان کو تیرے ذکر و تسبیح میں مشغول رکھتا ہے، لیکن یہ تمام عبادات اُن نعمتوں کے بدلے میں ہیں جو تو نے اُسے عطا کی ہیں، وہ تیری رضا کے لیے عبادت نہیں کرتا، لہٰذا اے اللہ! اُسے اِن تمام نعمتوں سے محروم کر، پھر دیکھ لو وہ تیری اِطاعت سے کیسے منہ پھیرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے شیطان لعین! اَیوب میرا مخلص بندہ ہے، وہ عبادت اور ذکر حق سمجھ کر کرتا ہے، اُس کی عبادت و ذکر دُنیا کی محبت سے خالی اور حرص ولالچ سے دُور ہے، اَیوب اِیمانی اِعتبار سے روشن چراغ کی طرح ہے اور وہ صبر ویقین میں اَعلیٰ مقام رکھتا ہے، تم جو کرنا چاہتے ہو کرلو لیکن اس کے صبر واستقامت اور تعلق مع اللہ میں کمی نہیں ہوگی۔

چنانچہ آزمائش میں آپ کا تمام مال ودولت ہلاک ہوگیا۔ اب شیطان لعین ایک بوڑھے حکیم کی صورت میں حضرت اَیوب علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آگ نے تمہارے مال ودولت کو تباہ کردیا اور تمہارا رب تم سے جدا ہوگیا، لیکن تم پھر بھی اپنی زبان سے اُس کا ذکر کرتے ہو، شیطان کا خیال تھا کہ یہ سن کر حضرت اَیوب علیہ السلام کا اِیمان ڈگمگائے گا، لیکن حضرت اَیوب علیہ السلام مضبوط اِیمان والے اور صاحبِ یقین محکم تھے کہ اللہ اُن سے جدا نہیں ہوا، لہٰذا اُنہوں نے کہا کہ جس دولت کو آگ نے تباہ کیا ہے وہ دولت اللہ کی اَمانت تھی اور اللہ وہ اَمانت واپس لے چکا ہے، لہٰذا میں

ہر حال میں اللہ کا شکر اَدا کرتا رہوں گا چاہے وہ دے یا لے، راضی ہو یا ناراض، نفع دے یا نقصان، وہ تمام اَشیاء کا مالک ہے، جس کو چاہے بادشاہت دے جس کو چاہے معزول کردے، جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے ذلت دے، پھر حضرت اَیوب علیہ السلام سجدہ میں گر گئے اور شیطان لعین شرمندہ ہوکر واپس پلٹ گیا اور اللہ کی بارگاہ میں جا کر کہنے لگا:

اے مولیٰ! بیشک تیرا بندہ اَیوب زوالِ نعمت پر صابر ہے، لیکن یہ اِس بات کی لالچ رکھتا ہے کہ اُس کے بیٹے دوبارہ محنت سے مال ودولت کما کر لائیں گے، لہٰذا اے رب! اُن کے بیٹوں کو ہلاک کردے جو یقیناً اُن پر بہت شاق ہوگا جس سے یہ معصیت اور نافرمانی میں ضرور مبتلا ہو جائیں گے، کیونکہ اَولاد کا فتنہ بہت بڑا ہوتا ہے، لہٰذا اِس آزمائش میں وہ ضرور جزع وفزع شروع کر دیں گے۔

چنانچہ آزمائش کے دوران آپ کی تمام اولاد ہلاک ہوگئی،، پھر شیطان ایک تسلی دینے والے شخص کی شکل میں حضرت اَیوب علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا کیا: آپ نے بیٹوں کی ہلاکت کے بعد کچھ نہیں سوچا کہ اللہ کو آپ کی عبادت اور ذکر کی کوئی پروا نہیں ہے اور اللہ نے آپ کے حقوق کی کوئی رعایت نہیں کی۔ حضرت اَیوب علیہ السلام نے روتے ہوئے کہا: کہ اللہ نے دیا تھا اُس نے واپس لے لیا ہے، میں ہر حال میں اُس کا شکر اَدا کرتا رہوں گا چاہے وہ دے یا لے، راضی ہو یا ناراض، نفع دے یا نقصان، اِس کے بعد وہ سجدے میں گر گئے۔ شیطان یہ دیکھ کر بڑا غمگین اور غصہ ہوا اور اللہ کے دربار میں حاضر ہوکر کہنے لگا:

اے اللہ! اَیوب کے مال کی طرح اُسکی اَولاد بھی ختم ہوگئی ہے، لیکن اُسکی صحت باقی ہے اور وہ اِس اُمید پر عبادت کرتا ہے کہ اُسکی اَولاد اور مال واپس مِل جائے گا لہٰذا آپ

اُس کے جسم کو بیماری میں مبتلا کردیں پھر وہ آپ کی عبادت سے پھر جائے گا اور بیماری کی وجہ سے ذکر چھوڑ دے گا۔ چنانچہ اللہ نے دُنیا کو حضرت اَیوب علیہ السلام کا اِیمان اور صبر دکھلانے کے لیے اور اُن کے واقعہ کو نصیحت بنانے کے لیے انہیں بیماری میں مبتلا کردیا، اور یہ آزمائش بھی نہایت سخت تھی، لیکن جیسے جیسے حضرت اَیوب علیہ السلام کی بیماری کی شدت بڑھتی گئی حضرت اَیوب علیہ السلام کے اِیمان ویقین اور صبر واِستقامت میں اِضافہ ہوتا چلا گیا، کافی عرصہ تک یہ بیماری قائم رہی حتی کہ حضرت اَیوب علیہ السلام نہایت کمزور ہوگئے، تمام دوست واَحباب ساتھ چھوڑ گئے، صرف ایک صابرہ شاکرہ بیوی ساتھ رہ گئی جو اُن کی خدمت کرتی تھی اور بیماری کے عالَم میں بھی اُن کی زبان سے شکر کے کلمات ہی نکلتے، نافرمانی اور ناشکری کا کلمہ نہ نکلتا، شیطان یہ دیکھ کر بہت پریشان ہوا، شیطان کے ایک شاگرد نے اُس سے کہا کہ تمہارے حیلے تدبیریں کہاں گئیں؟ ایک اَیوب (علیہ السلام) کو تم قابو نہ کرسکے تم نے اَبوالبشر آدم علیہ السلام کو جنت سے کیسے نکالا تھا؟ وہاں کون سا حیلہ اِختیار کیا تھا؟ اِبلیس نے کہا کہ وہاں میں نے عورت کا سہارا لے کر حملہ کیا تھا، اُس شاگرد نے کہا: اب بھی ایسا ہی کرو، کیونکہ اِبلیس حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کو بھول چکا تھا لہٰذا اب فورًا اُس کی طرف متوجہ ہوا اور اُس سے جا کر کہنے لگا تمہارا شوہر اَیوب کہاں ہے؟ تمہارا شوہر یہی ہے جو فرش پر لیٹا ہوا ہے، یہ نہ مردہ اور نہ زندہ، اِس کی جوانی، صحت اور دیگر نعمتیں کہاں گئیں، کیا اللہ اِسے چھوڑ چکا ہے؟ شیطان لعین نے کہا: تم اپنے شوہر سے کہو وہ مجھ سے مدد طلب کرے میں اُسے اس بیماری سے نجات دلا دوں گا، شیطان لعین اِس چال میں کامیاب ہوگیا اور حضرت اَیوب علیہ السلام کی بیوی کے دِل میں مایوسی پیدا کردی، چنانچہ وہ حضرت اَیوب علیہ السلام سے جا کر روتے ہوئے کہنے لگیں: آپ کا مال،

بچے، دوست واَحباب کہاں گئے اور آپ کی جوانی کو کیا ہوا؟ یہ آزمائش کب تک رہے گی، حضرت اَیوب علیہ السلام نے جواباً کہا کہ شیطان نے تمہارے دِل کو ورغلایا ہے، حضرت اَیوب علیہ السلام نے اُس سے پوچھا کہ ہمارا کتنا عرصہ فراخی سے گزرا ہے؟ بیوی نے جواب دیا کہ اَسی سال آرام وسکون سے گزرے ہیں، پھر اُنہوں نے پوچھا کہ تنگی ومصیبت میں کتنے سال گزارے ہیں؟ بیوی نے جواب دیا سات سال، پھر آپ نے فرمایا کہ جو عرصہ آسانی وسہولت کا گزرا ہے اُس کو دیکھتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے کہ میں اللہ سے مصیبت ختم کرنے کا سوال کروں، البتہ تمہارا ایمان کمزور ہورہا ہے اور تمہارا دِل اللہ کے فیصلوں پر تنگ ہورہا ہے لہٰذا مجھے قسم ہے اُس ذات کی جو معبودِ واحد ہے اگر میں صحت مند ہوگیا تو تجھے کوڑے ماروں گا اور آج کے بعد تیرے ہاتھ سے کھانا پینا میرے لیے حرام ہے، تم اپنے آپ کو میری نظروں سے ہٹالو حتی کہ خدا کوئی فیصلہ فرمادے۔ جب حضرت اَیوب علیہ السلام اکیلے رہ گئے اور تکالیف شدت اِختیار کرگئیں اور مرض بڑھ گیا تو اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی ﴿اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ﴾ اللہ نے اُن کی دُعا کو قبول فرمائی اور حکم دیا کہ اپنے پاؤں سے زمین کو رگڑیں تو زمین سے پانی کا چشمہ نکلے گا، اُس سے پانی پئیں اور غسل کریں آپ کی بیماری اور کمزوری ختم ہوجائے گی، چنانچہ آپ پانی پیتے ہی صحت منداور طاقتور ہوگئے، چونکہ اُن کی بیوی اِنتہائی نرم دِل اور اچھی طبیعت کی مالکہ تھیں اور بیماری کے اَوّل دِن سے اُن کے ساتھ تھیں، اُن سے رہا نہ گیا اور اُن کے پاس آئیں، لیکن کیا دیکھتی ہیں کہ حضرت اَیوب علیہ السلام ایک جوان، صحت مند وتندرست آدمی بن چکے ہیں اُس نے خوش ہوکر آپ کو گلے سے لگالیا اور اللہ کا شکر اَدا کیا اور اپنے شوہر کی صحت پر سجدہ شکر اَدا کیا کہ اُس کا شوہر ایک لمحہ بھی اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوا

اور اللہ کی مبتلا کردہ آزمائش میں صابر اور شاکر رہا، اللہ رب العزت نے ساری بیماریاں دور کریں اور مال واولاد بھی دوبارہ سب عطا کردیا:

رُوِیَ أَنَّ إِبْلِیسَ سَأَلَ رَبَّهُ، فَقَالَ هَلْ فِی عَبِیدِکَ مَنْ لَوْ سَلَّطْتَنِی عَلَیْهِ یَمْتَنِعُ مِنِّی؟ فَقَالَ اللَّهُ: نَعَمْ عَبْدِی أَیُّوبُ، فَجَعَلَ یَأْتِیهِ بِوَسَاوِسِهِ وَهُوَ یَرَی إِبْلِیسَ عِیَانًا وَلَا یَلْتَفِتُ إِلَیْهِ، فَقَالَ: یَا رَبِّ إِنَّهُ قَدِ امْتَنَعَ عَلَیَّ فَسَلِّطْنِی عَلَی مَالِهِ، وَکَانَ یَجِیئُهُ وَیَقُولُ لَهُ: هَلَکَ مِنْ مَالِکِ کَذَا وَکَذَا، فَیَقُولُ اللَّهُ أَعْطَی وَاللَّهُ أَخَذَ، ثُمَّ یَحْمَدُ اللَّهَ، فَقَالَ: یَا رَبِّ إِنَّ أَیُّوبَ لَا یُبَالِی بِمَالِهِ فَسَلِّطْنِی عَلَی وَلَدِهِ، فَجَاءَ وَزَلْزَلَ الدَّارَ فَهَلَکَ أَوْلَادُهُ بِالْکُلِّیَّةِ، فَجَاءَهُ وَأَخْبَرَهُ بِهِ فَلَمْ یَلْتَفِتْ إِلَیْهِ، فَقَالَ یَا رَبِّ لَا یُبَالِی بِمَالِهِ وَوَلَدِهِ فَسَلِّطْنِی عَلَی جَسَدِهِ، فَأَذِنَ فِیهِ، فَنَفَخَ فِی جِلْدِ أَیُّوبَ، وَحَدَثَتْ أَسْقَامٌ عَظِیمَةٌ وَآلَامٌ شَدِیدَةٌ فِیهِ، فَمَکَثَ فِی ذٰلِکَ الْبَلَاءِ سِنِینَ، حَتَّی صَارَ بِحَیْثُ اسْتَقْذَرَهُ أَهْلُ بَلَدِهِ، فَخَرَجَ إِلَی الصَّحْرَاءِ وَمَا کَانَ یَقْرُبُ مِنْهُ أَحَدٌ، فَجَاءَ الشَّیْطَانُ إِلَی امْرَأَتِهِ، وَقَالَ لَوْ أَنَّ زَوْجَکِ اسْتَعَانَ بِی لَخَلَّصْتُهُ مِنْ هَذَا الْبَلَاءِ، فَذَکَرَتِ الْمَرْأَةُ ذٰلِکَ لِزَوْجِهَا، فَحَلَفَ بِاللَّهِ لَئِنْ عَافَاهُ اللَّهُ لَیَجْلِدَنَّهَا مِائَةَ جَلْدَةٍ، وَعِنْدَ هَذِهِ الْوَاقِعَةِ قَالَ: أَنِّی مَسَّنِیَ الشَّیْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ فَأَجَابَ اللَّهُ دُعَاءَهُ، وَأَوْحَی إِلَیْهِ أَنِ ارْکُضْ بِرِجْلِکَ فَأَظْهَرَ اللَّهُ مِنْ تَحْتِ رِجْلِهِ عَیْنًا بَارِدَةً طَیِّبَةً فَاغْتَسَلَ مِنْهَا، فَأَذْهَبَ اللَّهُ عَنْهُ کُلَّ دَاءٍ فِی ظَاهِرِهِ وَبَاطِنِهِ، وَرَدَّ عَلَیْهِ أَهْلَهُ وَمَالَهُ. (1)

---

(1) التفسیر الکبیر: سورة ص، القصة الثالثة، ج ۲۶ ص ۳۹۷

حضرت ایوب علیہ السلام کی تین صفات

اللہ رب العزت نے حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔ ''اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا'' ہم نے اُسے صبر کرنے والا پایا ''نِعْمَ الْعَبْدُ'' میرا کیسا اچھا بندہ تھا ''اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ'' (ص:۴۴) وہ میری ہی طرف رجوع کرنے والا تھا۔ تین صفات بیان کیں اور اُن کی ساری تکلیف کا حق ادا ہوگیا، قیامت تک ان صفات کے ساتھ حضرت ایوب علیہ السلام کا تذکرہ کیا جائے گا۔

سخت بخار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار چڑھا ہوا تھا، آپ نے ایک چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ میں نے چادر کے اوپر سے ہاتھ رکھا اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو کتنا تیز بخار چڑھا ہوا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّا كَذٰلِكَ يُضَعَّفُ لَنَا الْبَلَاءُ، وَيُضَعَّفُ لَنَا الْأَجْرُ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: الْأَنْبِيَاءُ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ الصَّالِحُونَ، إِنْ كَانَ أَحَدُهُمْ لَيُبْتَلٰى بِالْفَقْرِ، حَتّٰى مَا يَجِدُ أَحَدُهُمْ إِلَّا الْعَبَاءَةَ يَحُوبُهَا، وَإِنْ كَانَ أَحَدُهُمْ لَيَفْرَحُ بِالْبَلَاءِ، كَمَا يَفْرَحُ أَحَدُكُمْ بِالرَّخَاءِ. (1)

ترجمہ: ہم (انبیاء) پر اسی طرح سخت تکلیف وآزمائش آیا کرتی ہیں، اور ہمارا اجر و ثواب بھی دگنا ہوتا ہے، میں نے کہا: یارسول اللہ! لوگوں میں سب سے زیادہ آزمائش کن پر آتی ہے؟ آپ نے فرمایا: نبیوں پر میں نے کہا: پھر کن پر؟ آپ نے فرمایا: نیک بندوں پر بعضوں پر اتنی تنگ دستی آئی تھی کہ انھیں چوغہ کے علاوہ کوئی اور چیز پہننے کو نہ

(1) سنن ابن ماجه: كتاب الفتن، باب الصبر على البلاء، رقم الحديث: ۴۰۲۴

ملتی تھی، لیکن تمھیں دنیا ملنے سے جتنی خوشی ہوتی ہے انھیں آزمائش اور تکلیف سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی تھی۔

چچا کی شہادت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صبر وتحمل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت حمزہ بن عبد المطّلب رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا دردناک منظر دیکھا کہ اس سے زیادہ دردناک منظر کبھی نہ دیکھا تھا، آپ نے دیکھا کہ ان کے کان، ناک وغیرہ اعضا کاٹ دیے گئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تکلیف پر بہت صدمہ ہوا، لیکن اس کے باوجود آپ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کو معاف فرمادیا اور کوئی بدلہ نہیں لیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹے کے انتقال پر صبر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم کا انتقال ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی گود میں لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے مسلسل آنسوں بہنے لگے، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے کہا: یارسول اللہ! یہ آپ کی آنکھوں سے آنسو کیوں بہہ رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ، وَالْقَلْبَ يَحْزَنُ، وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُونُونَ. ❶

ترجمہ: بے شک آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں اور دل غمگین ہیں، ہم اس پر کچھ نہیں کہتے سوائے اِس کے جس پر ہمارا رب راضی ہے، اور اے ابراہیم! ہم تیری جدائی پر غمگین ہیں۔

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہت بڑا صدمہ تھا لیکن آپ کا صبر وتحمل بے مثال ہے،

❶ صحیح البخاری: کتاب الجنائز، باب قول النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم انا بک لمحزونون، رقم الحدیث: ۱۳۰۳

اورآپ کے ایک نہیں تین بیٹوں کا انتقال بچپن میں ہوا،آپ کی زندگی میں آپ کی بیٹیاں حضرت رقیہ،حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما کا انتقال ہوا،آپ کی زندگی میں آپ کی رفیقہ حیات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا،آپ کے غم خوار چچا حضرت ابوطالب کا انتقال ہوا،دنیامیں آنے سے پہلے والدکاانتقال ہوگیا،اور چھ سال کی عمرمیں والدہ محترمہ حضرت آمنہ کا انتقال ہوا،آٹھ سال کی عمرمیں دادا عبدالمطلب کا انتقال ہوا،احد میں دودندان آپ کے شہید ہوئے،طائف میں جسم لہولہان ہوا،تین سال شعب ابی طالب میں محصوررہے،خندق میں پیٹ پر پتھر باندھے،دودوماہ گھر میں چولہانہیں جلا،جتنی آزمائشیں اورتکالیف آپ پر ہیں آج دنیامیں کسی پراُس کا عشر عشیربھی نہیں آیا،لیکن اِن تکالیف پرآپ کا صبروتحمل بے مثال تھا،ہرآزمائش میں آپ کا رجوع الی اللہ بڑھتا گیااورآپ کے مقام ومرتبہ میں اضافہ ہوتا گیا۔

دنیامیں مصائب بندے کےساتھ خیرکاارادہ ہیں

ایک شخص نئے نئے مسلمان ہوئے تھے،توزمانہ جاہلیت میں ان کا ایک خاتون کے ساتھ تعلق تھا،جب اسلام لایاتووہ خاتون سامنے آگئی،ان کی طرف اچانک نظرپڑگئی، آگے جاتے جاتے پتہ نہ لگا،دیوارکےساتھ پیشانی لگی اورپیشانی سے خون بہہ گیا، حضورصلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے،کہایارسول اللہ!اس طرح اس خاتون پرمیری نگاہ پڑگئی تھی،زمانہ جاہلیت میں میرااس سے تعلق تھا،اب میں نے سارے تعلقات ختم کردیئےلیکن اچانک جونگاہ پڑی تونگاہ اس پرپڑی اورمیں آگے بڑھ رہاتھاپیشانی دیوارپرلگ گئی،آپ نے فرمایا:

أَنْتَ عَبْدٌ أَرَادَ اللّٰہُ بِکَ خَیْرًا،إِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالَی إِذَا أَرَادَ بِعَبْدٍ خَیْرًا عَجَّلَ لَہُ عُقُوبَۃَ ذَنْبِہِ فِی الدُّنْیَا وَإِذَا أَرَادَ بِعَبْدٍ شَرًّا أَمْسَکَ عَلَیْہِ

بِذَنۡبِهِ حَتّٰى يُوَافٰى بِهِ يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ. ❶

ترجمہ: تم اللہ کے ایسے بندے ہو کہ جس کے ساتھ اللہ نے خیر کا ارادہ فرمایا ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اُسے اس گناہ کی سزا جلدی دے دیتے ہیں یعنی دنیا میں دے دیتے ہیں، اور جب کسی بندے کے ساتھ شر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے گناہ کی سزا روک لیتے ہیں (دنیا میں نہیں دیتے) بلکہ اس کی پوری سزا اسے قیامت کے دن دیں گے۔

حضرات صحابہ کرام کا مصائب اور آزمائشوں میں صبر وتحمل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا صبر وتحمل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، راستے میں اچانک ان کو خبر پہنچی کہ آپ کے اہل میں سے کسی کا انتقال ہوگیا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اپنی سواری سے نیچے اترے، وضو کی حالت میں تھے، دو رکعت نماز پڑھی اور صبر کیا، کسی نے پوچھا: حضرت یہ کیوں فرمایا؟ فرمایا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ (البقرة: ۱۵۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے نماز اور صبر کے ذریعے مدد طلب کرو۔

جب میرے اوپر مصیبت آئی تو میں نے فوراً اللہ کی طرف رجوع کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور وہ کیا جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ ❷

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فقر میں صبر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

❶ شعب الإيمان: باب في الصبر على المصائب، ج ۱۲ ص ۲۵۴، رقم الحديث: ۹۳۵۹

❷ المستدرك على الصحيحين: كتاب التفسير، ج ۲ ص ۲۹۶، رقم الحديث: ۳۰۶۷، قال الحاكم هذا حديث صحيح الإسناد ووافقه الذهبي

اَلْـفَقْرُ وَالْغِنٰی مَطِيَّتَانِ مَااُبَالِیْ اَيَّتُهُمَا رَكِبْتُ اِنْ كَانَ الْفَقْرُ فَاِنَّ فِيْهِ الصَّبْرُ وَاِنْ كَانَ الْغِنٰی فَاِنَّ فِيْهِ الْبَذْلُ. ❶

ترجمہ: فقر وغنی دوسواریاں ہیں، مجھے یہ پروانہیں کہ میں ان میں سے کس سواری پرسوار ہوں گا، اگر فقر پرسواری کروں گا تو اس میں صبر ہے اور اگر غنی پرسواری کروں گا تو اس میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کا بینائی کے جانے پر صبر

جب حضرت سعد ابی وقاص رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ کی آنکھوں کی بینائی باقی نہیں تھی، لوگ ان کے آنے کی خبر سن کر دوڑے آتے تھے اور ہر شخص ان سے اپنے لیے دعا کی درخواست کرتا تھا، آپ ہر شخص کے لیے دعا کرتے تھے اور دعائیں قبولیت سے بھی سرفراز ہوتی تھیں کیوں کہ مستجاب الدعوات تھے۔

عبداللہ بن سائب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت نوعمر تھا، آپ کی شہرت سن کر خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا تعارف کرایا، آپ نے مجھے پہچان لیا اور فرمایا تو مکہ والوں کا قاری ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! اس کے بعد کچھ اور گفتگو ہوئی، آخر میں میں نے ان سے عرض کیا: عم محترم! آپ لوگوں کے لیے دعائیں کرتے ہیں، اپنے لیے بھی تو دعا کیجیے تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو دوبارہ بینائی عطا فرمائے، آپ میری بات سن کر مسکرائے اور فرمایا:

يَابُنَیَّ قَضَاءُ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ عِنْدِیْ اَحْسَنُ مِنْ بَصَرِیْ. ❷

ترجمہ: بیٹے! اللہ تعالیٰ کا فیصلہ میرے نزدیک بینائی سے بہتر ہے۔

❶ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والإنس والرضا، ج۴ص ۳۴۹

❷ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والإنس والرضا، ج۴ص ۳۵۰

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیماری میں صبر وتحمل

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، پیٹ کی بیماری میں تیس سال مبتلا رہے ہیں اور چت لیٹے رہتے تھے، کروٹ نہیں لے سکتے تھے، عین تیس برس تک چت لیٹے کھانا بھی، پینا بھی، عبادت کرنا بھی، قضائے حاجت کرنا بھی آپ اندازہ کیجئے تیس برس ایک پہلو پر پڑے رہے، اس پر کتنی عظیم تکلیف ہوگی؟ کتنی بڑی بیماری ہے؟ اتنی سخت بیماری کہ عرصہ گزرگیا کروٹ نہیں بدل سکتے اور چہرہ دیکھو تو ایسا کھلا ہوا کہ تندرستوں کو بھی میسر نہیں، تو حضرت مطرف یا ان کے بھائی علاء رحمہما اللہ ان کی یہ حالت دیکھ کر رونے لگے، تو انہوں نے فرمایا: مت رو، اللہ رب العزت نے جس حال میں مجھے رکھا ہے میں اس پر راضی ہوں، پھر فرمایا میں تمہیں ایک بات بتاتا جو تمہیں نفع دے گی، اور میری وفات تک اسے چھپائے رکھو، یعنی میری زندگی میں کسی کے سامنے عرض نہ کرو، پھر فرمایا کہ جب بیماری میرے اوپر آئی میں نے صبر کیا، میں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے لئے عطیہ ہے، اس نے میرے لئے یہی مصلحت سمجھی، میں بھی اس پر راضی ہوں، اس صبر کا اللہ نے مجھے یہ پھل دیا کہ میں اپنے بستر پر روزانہ فرشتوں کی زیارت کرتا ہوں اور ان سے مانوس ہوتا ہوں، وہ مجھے سلام کرتے ہیں میں ان کے سلام کو سنتا ہوں، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ یہ کسی گناہ کی سزا نہیں ہے بلکہ اللہ رب العزت کی طرف سے آزمائش ہے جو درجات کی بلندی، خطاؤں کی معافی کے لئے ہے، اور اللہ کی طرف سے خصوصی رحمت ہے، اس لئے کہ جو سزا ہوتی ہے اُس میں حلاوت اور بشاشت نصیب نہیں ہوتی، نہ اطمینانِ قلب، رضا بالقضاء، فرشتوں کی سلامی اور حاضری ہوتی ہے، عالم غیب کی زیارت نصیب ہوتی، غیب میرے اوپر کھلا ہوا ہے، تو جس بیمار کے اوپر عالم غیب کا انکشاف ہو جائے ملائکہ

کی آمد ورفت محسوس ہونے لگے اسے مصیبت ہے کہ وہ تندرستی چاہے؟اس کے لئے تو بیماری ہزار درجے کی نعمت ہے، حاصل یہ کہ اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ اس نے تندرست کو تندرستی میں تسلی دی، بیمار کو کہا کہ تیری بیماری اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے،تو اگر اس میں صبر اور احتساب کرے اور اس حالت پر صابر اور راضی رہے گا تیرے لئے بلند درجات ہیں اور گناہوں کی معافی ہے اور قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ ❶

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیٹے کے انتقال پر صبر وتحمل

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے سخت بیمار ہوئے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی بیماری سے اتنا شدید غم ہوا کہ لوگ یہ اندیشہ کرنے لگے کہ اس لڑکے کی وجہ سے آپ کو کچھ نہ ہو جائے ، اس لڑکے کا انتقال ہو گیا، آپ اس کے جنازے کے ساتھ چلے، اس وقت وہ جس قدر خوش نظر آرہے تھے اتنا خوش کوئی دوسرا شخص نہ تھا، لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی؟ فرمایا:

إِنَّمَا كَانَ حُزْنِيْ رَحْمَةً لَهُ فَلَمَّا وَقَعَ أَمْرُ اللَّهِ رَضِيْنَا بِهِ. ❷

ترجمہ: میں اس کی بیماری کے دوران ازراہِ شفقت ورحم تکلیف زدہ تھا اور جب اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے پاس بلایا تو میں اس سے راضی ہوں۔

خواتین اسلام کا مصائب اور آزمائشوں میں صبر وتحمل

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اپنے بھائی حضرت حمزہ کی شہادت پر صبر کرنا

حضرت صفیّہ بنت عبدالمطّلب رضی اللہ عنہا اپنے بھائی کو دیکھنے آئی، تو انہیں راستہ میں (ان کے بیٹے) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ملے انہوں نے کہا: اے اماں جان! حضور صلی

❶ قوت القلوب: ذكر أحكام مقام الرضا، ج ٢ ص ٧٠ /إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق، بيان حقيقة الرضا، ج ٤ ص ٣٤٩

❷ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج ٤ ص ٣٤٩

اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ آپ واپس چلی جائیں انھوں نے کہا: کیوں؟ مجھے یہ خبر مل چکی ہے کہ میرے بھائی کے ناک، کان اعضا کاٹے گئے ہیں اوران کے ساتھ یہ سب کچھ اللہ کی وجہ سے کیا گیا ہے، اور جو کچھ ہوا ہے ہم اس پر بالکل راضی ہیں، اِن شاء اللہ میں ہرطرح صبر کروں گی اور اللہ سے ثواب کی امید رکھوں گی، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا! انھیں جانے دو، نہ روکو۔ چنانچہ وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئی اوران کے لیے دعائے مغفرت کی ان کے پاس دو چادریں تھیں انھیں نکال کر فرمایا: یہ دو چادریں میں اپنے بھائی حمزہ کے لیے لائی ہوں، لہٰذا ان کو ان میں کفن دے دو، چنانچہ ہم لوگ وہ چادریں لے کر کفنانے کے لیے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، وہاں ہم نے دیکھا کہ ایک انصاری شہید بھی پڑے ہوئے ہیں جن کے ساتھ کافروں نے وہی سلوک کیا ہوا ہے جو انھوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا تھا، تو ہمیں اس میں بڑی ذلت اور شرم محسوس ہوئی کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دو چادروں میں کفن دیا جائے اور انصاری کے پاس ایک بھی چادر نہ ہو۔ چنانچہ ہم نے کہا: ایک چادر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی اور دوسری انصاری کی دونوں چادروں کو ناپا تو ایک بڑی تھی اور ایک چھوٹی، چنانچہ ہم نے دونوں حضرات کے لیے قرعہ اندازی کی اور جس کے حصہ میں جو چادر آئی اُسے اس میں کفنا دیا۔ ❶

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہ کا بیٹے کے انتقال پر صبر وتحمل

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی، اِن سے اس کا ایک بیٹا پیدا ہوا، ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ شام کے سفر میں تجارت کیلئے گئے ہوئے تھے، وہاں سے جس دن واپس آنا تھا اتفاق سے اس دن انکے بیٹے کا انتقال ہوا،

❶ مسند أحمد، مسند الباقی العشرة المبشرین بالجنة، مسند الزبیر بن العوام رضی اللّٰه عنه، ج۳ص ۳۴، رقم الحدیث: ۱۴۱۸

اب ام سلیم رضی اللہ عنہا نے سوچا کہ میرا شوہر سفر سے آئیگا اگر میں اس کو خبر دیدوں کہ بیٹے کا انتقال ہو گیا، کتنا غمگین ہوگا، سفر کی مشقتیں وتکلیفیں ان پر ہوں گی، تو میں اپنے شوہر کو اس کی خبر نہیں دوں گی۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے خود اپنے بیٹے کو لیا غسل دیا غسل دینے کے بعد بیٹے کو کفن پہنایا، کفن پہنا کر ایک چارپائی پر ڈالدیا اور اوپر چادر ڈال دی، حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ جب سفر سے آئے تو پوچھا بیٹے کا کیا حال ہے؟ بیوی نے فرمایا "اَلْحَمْدُلِلّٰہ" اچھی حالت میں ہیں، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کیلئے کھانا رکھا، انہوں نے کھانا کھایا، پھر رات کو میاں بیوی آپس میں ملے، ملنے کے بعد جب صبح کی نماز کا وقت ہوا، تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اٹھے، انہوں نے غسل کیا، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں آپ سے ایک بات پوچھتی ہوں یہ بتاؤ! کہ اگر کوئی انسان دوسرے کو کوئی چیز عاریت میں دیدے اور پھر چند دنوں بعد اس چیز کا مطالبہ کرے کہ میری چیز مجھے واپس دیدو، تو خوشی سے دیدینا چاہیے یا ناراض ہونا چاہیے؟ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس میں ناراضگی کی کونسی بات ہے، دے دینا چاہیے، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا جو اولاد اللہ نے ہمیں دی تھی وہ اللہ نے واپس لے لی، میں نے بیٹے کو غسل بھی دیدیا، اور کفن بھی دیدیا، اب ساتھ لیکر جائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فجر کے نماز کے بعد اس کی نماز جنازہ پڑھالیں گے۔ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بچے کو اٹھایا، لیکر گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا واقعہ سنایا کہ میری گھر والی نے اتنا صبر کیا، مجھے نہیں بتایا یہاں تک کہ صبح بتایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَارَکَ اللّٰهُ لَكُمَا فِي غَابِرِ لَيْلَتِكُمَا.

ترجمہ: تم دونوں کے رات کے ملنے میں اللہ نے برکت ڈالی۔

اس رات کے ملنے سے نطفہ ٹہرا اور ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام تھا عبداللہ رکھا، اس

عبداللہ کے سات بیٹے پیدا ہوئے اور سات کے سات اپنے دور کے قراء تھے۔
تو ماں کے ایک صبر کرنے پر اللہ نے کتنا عطاء کیا، حضور کی دعا مل گئی اور اللہ نے صبر کے بدولت بیٹا بھی دیا اور اس بیٹے کو سات بیٹے دیئے، سب کے سب حفاظ تھے، سب اپنے دور کے قراء تھے، وجہ کیا بنی؟ ماں کا صبر وتحمل اور شوہر کی اطاعت۔ ❶

حضرت ام خلاد رضی اللہ عنہا کا بیٹے کی شہادت پر صبر وتحمل

حضرت ام خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہا انصاریہ صحابیہ ہیں، ان کے بیٹے شہید ہوگئے، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں آرہی تھی تاکہ حضور سے پوچھیں کہ واقعی بیٹا شہید ہوا ہے یا زخمی ہے اور بڑی چادر کے اندر باپردہ حالت میں آئی، ایک کونے پر بیٹھ کر آپ سے پوچھا کہ میرے بیٹھے کے بارے میں بتلائیے کہ وہ زندہ ہیں، یا شہید ہوگئے، یا زخمی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دی اور فرمایا: تمہارے بیٹے کے لئے دو شہیدوں کا اجر وثواب ہے، اس خاتون نے پوچھا کس وجہ سے اے اللہ کے رسول! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسے اہل کتاب نے قتل کیا ہے۔ خاتون کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے جب اپنے بیٹے کے شہادت کا سنا، ایک شخص نے کہا اتنی غم کی حالت میں اتنا پردہ ہے، تو انہوں نے آگے سے جواب دیا:

إِنْ أُرْزَأَ ابْنِي فَلَنْ أُرْزَأَ حَيَائِي. ❷

ترجمہ: اللہ نے مجھ سے بیٹے کی نعمت لی ہے، حیاء کی نعمت تو نہیں لی۔

دیکھیں! کتنا بڑا غم ہے کہ نوجوان بیٹے کی شہادت ہوگئی لیکن اس خاتون کا صبر وتحمل اور شریعت پر عمل دیکھیں کہ اس غم کی حالت میں بھی پردے کا کتنا اہتمام ہے۔

❶ صحیح مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی طلحة الأنصاری رضی اللّٰه عنه، رقم الحديث: ۲۱۴۴ / حلية الأولياء: ترجمة: الرميصاء ام سليم، ج ۲ ص ۵۹
❷ سنن أبی داود: كتاب الجهاد، باب فضل قتال الروم على غيرهم من الأمم، رقم الحديث: ۲۴۸۸

دو بیٹوں کی شہادت پر حضرت زینب بنت اُم سلمہ کا صبر و تحمل

حضرت زینب بنت ام سلمہ مشکلات ومصائب کو صبر وتحمل اور خندہ پیشانی سے برداشت کرنے میں بڑے بلند مرتبے پر فائز تھیں، حسن بصری رحمہ اللہ کے اس بیان سے ان کے مقام کا پتہ چلتا ہے جو انہوں نے حرہ کے واقعے کے بارے میں ذکر کیا فرماتے ہیں: حرہ کے دن اہل مدینہ کو قتل کیا گیا، مقتولین میں حضرت زینب کے دو بیٹے بھی تھے، جب دونوں کی لاشیں ان کے سامنے لاکر رکھی گئیں، تو انہوں نے ''إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھتے ہوئے اور اپنے بیٹوں کے لاشوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: اللہ کی قسم! تمہارا یہ انجام میرے لیے بلاشبہ بہت بڑی مصیبت ہے۔ پھر ایک بیٹے کی لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا میرے اس بیٹے کا غم تو مجھے کبھی نہیں بھولے گا، اس بیچارے کا کیا قصور تھا، یہ تو گھر سے نکلا ہی نہیں تھا کم بختوں نے گھر میں گھس کر اس مظلوم کو قتل کردیا۔ حضرت زینب کے صبر وتحمل کا اندازہ اس واقعے سے لگائیں کہ ایک ہی دن دونوں جوان بیٹوں کی شہادت ہوگئی، اپنے ایک بیٹے کے بارے میں کہا مجھے امید ہے کہ میرا اللہ اسے جنت میں جگہ عطا کرے گا۔ اور یہ میرا دوسرا بیٹا اس کی طرف کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اس نے تو دشمن سے پنجہ آزمائی کی تھی میں نہیں جانتی کہ کیا ہوا، یہ مصیبت میرے لیے بہت بڑی ہے۔ ❶

صبر وتحمل کے سبب خاتون کو جنت کی خوشخبری

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمھیں میں جنتی عورت نہ دکھاوں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں ضرور

❶ تاريخ مدينة دمشق: ترجمة: مسلم بن عقبة بن رياح، ج۵۸ ص۱۰۷ / تاريخ الإسلام: سنة ثلاث وستين، قصة الحرة، ج۵ ص۲۵

دکھائیں، انھوں نے فرمایا: سیاہ فام عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اوراس نے کہا: مجھے مِرگی کا دورہ پڑتا ہے جس سے ستر کھل جاتا ہے، آپ میرے لیے اللہ سے دعا فرمادیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَکِ الْجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰہَ أَنْ یُعَافِیَکِ فَقَالَتْ: أَصْبِرُ، فَقَالَتْ: إِنِّی أَتَکَشَّفُ، فَادْعُ اللّٰہَ لِی أَنْ لاَ أَتَکَشَّفَ. ❶

ترجمہ: اگرتم چاہوتو صبر کرو اور تمھیں جنت ملے، اگرتم چاہوتو میں تمہارے لیے اللہ سے دعا کردوں کہ وہ تمھیں عافیت عطا فرمائے۔ اس عورت نے کہا: (نہیں نہیں، میں تو صبر کروں گی تاکہ مجھے جنت ملے) بس اللہ سے یہ دعا فرمادیں کہ میرا ستر نہ کھلا کرے۔ (یعنی جب مرگی کا دورہ آیا تو میرا ستر نہ کھلے اور میرے اوپر کسی غیر کی نگاہ نہ پڑے، اس خاتون نے صبر کیا تو اس کے لئے جنت کی خوشخبری تھی۔)

مال، اولاد اور غلاموں کی ہلاکت کے باوجود خاتون کا صبر وتحمل

حضرت مسلم بن یسار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ بحرین گیا، وہاں ایک عورت نے میری دعوت کی بظاہر مالدار تھی، اس کے چند لڑکے تھے اور غلام بھی تھے، لیکن وہ بہت زیادہ غمگین نظر آرہی تھی، میں نے چلتے وقت رسماً اس سے کہا کوئی حاجت ہوتو بتاؤ؟ کہنے لگی کوئی حاجت نہیں۔

الحمد للہ! اللہ کا دیا ہوا سب کچھ موجود ہے، ہاں آپ جب ادھر تشریف لایا کریں تو یہاں قیام فرمایا کریں، میں نے کہا بہتر! پھر چند سال بعد میرا وہاں جانا ہوا تو وہاں نقشہ ہی بدلا ہوا تھا، نہ لڑکے نظر آئے نہ کوئی غلام، دولت وغیرہ کے آثار بھی کوئی دکھائی نہ دیئے، لیکن اس کے برعکس وہ عورت نہایت ہی خوش وخرم معلوم ہوتی تھی، میں نے

❶ صحیح البخاری: کتاب المرض، باب فضل من یصرع من الریح، رقم الحدیث: ۵۶۵۲

اس کی وجہ دریافت کی تو کہنے لگی کہ آپ کے چلے جانے کے بعد مالِ تجارت دریا میں غرق ہوگیا اور جو مال خشکی کے راستے سے بھیجا تھا وہ بھی برباد ہوگیا۔ بیٹوں کا انتقال ہو گیا، غربت کی وجہ سے غلام وغیرہ سب بھاگ گئے۔ تو میں نے کہا اللہ تعالی تجھ پر رحم وکرم فرمائے، اس قدر غموں کے باوجود آپ کے چہرہ پر خوشی کے آثار ہیں؟

إِنِّی لِمَا کُنْتُ فِیهِ مِنْ سِعَةِ الدُّنْیَا خَشِیتُ أَنْ یَکُونَ اللَّهُ قَدْ عَجَّلَ حَسَنَاتِی فِی الدُّنْیَا، فَلَمَّا ذَهَبَ مَالِی وَرَقِیقِی رَجَوْتُ أَنْ یَکُونَ اللَّهُ قَدِ ادَّخَرَ لِی عِنْدَهُ خَیْرًا فَفَرِحْتُ. ❶

ترجمہ: کہنے لگی پہلے اس لیے غمگین تھی کہ مجھے خطرہ تھا کہ کہیں اللہ تعالی نے میری نیکیوں کا بدلہ دنیا میں تو نہیں دے دیا، اب دنیا کی سب نعمتیں چھن گئی ہیں، تو یقین ہے کہ آخرت میں میرا حصہ میرے اللہ نے ضرور رکھا ہے، وہاں مجھے یہ سب کچھ مل جائے گا، اس لیے پہلے غمگین تھی اور اب خوش ہوں۔

بیٹے اور خاوند کی شہادت پر خاتون کا صبر وتحمل

ثابت بنانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت صلہ بن اشیم رحمہ اللہ ایک جہاد میں شریک تھے اور انکا ایک بیٹا بھی تھا، انہوں اپنے بیٹے سے کہا: آگے بڑھو اور قتال کرو حتی کہ میں تمہیں ذخیرہ ثواب سمجھوں، پس وہ آگے بڑھا اور شہید ہوگیا، پھر اسکا باپ صلہ بن اشیم آگے بڑھا اور شہید ہوگیا۔ تو قوم کی عورتیں جمع ہوئی تو انکی گھر والی معاذہ عدویہ کھڑی ہوئی اور کہا:

إِنْ کُنْتُنَّ جِئْتَنَ لِتُهَنِّئْنِنِی فَمَرْحَباً بِکُمْ وَإِنْ کُنْتُنَّ جِئْتَنَ لِغَیْرِ ذَلِکَ فَارْجِعْنَ. ❷

❶ روض الرياحين في حكايات الصالحين: الحكاية التاسعة والثمانون، ص ۱۲۶

❷ صفة الصفوة: ترجمة: صلة بن أشيم العدوى، ج۲ ص ۱۲۹ / تسلية أهل المصائب: الباب الأول، ج۱ ص ۳۴

ترجمہ: تم سب کو خوش آمدید اگر تم مجھے مبارک باد دینے آئے ہو، اگر تم اسکے علاوہ آئیں ہوتو واپس لوٹ جاؤ۔

ثواب کی لذت نے تکلیف کی کڑواہٹ ختم کردی

حضرت فتح موصلی رحمہ اللہ کی بیوی ٹھوکر کھا کر گر پڑیں، گرنے سے انکا ناخن ٹوٹ گیا مگر وہ ہنسنے لگیں، لوگوں نے عرض کیا کہ کیا آپ تکلیف محسوس نہیں کرتیں، کہنے لگیں: ”إِنَّ لَذَّ ةَ ثَـوَابِهِ أَزَالَتُ عَنُ قَلْبِیُ مُرَارَةَ وَجُعِهِ“ میں اس تکلیف پر صبر کے ثواب کی لذت سے ہنس رہی ہوں، اس خیال نے میری تکلیف کی کڑواہٹ کو زائل کر دیا ہے۔ ❶

ایک خاتون کے تین بیٹے، شوہر اور بیٹی کے انتقال کے باوجود صبر وتحمل

حضرت ابوالحسن سراج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کو گیا، میں طواف کررہا تھا میری نگاہ ایک ایسی حسین عورت پر پڑی جس کے چہرہ کا حسن چمک رہا تھا، میں نے کہا واللہ ایسی حسین عورت میں نے آج تک نہیں دیکھی، یہ اس کے چہرہ کی ساری رونق اس وجہ سے ہے کہ اس کو کبھی کوئی رنج وغم نہیں پہنچا، اس نے میری یہ بات سن لی، کہنے لگی: تم نے یہ کیا کہا، واللہ میں غموں میں جکڑی ہوئی ہوں اور میرا دل فکروں سے اور آفتوں سے زخمی ہے اور کوئی بھی میرے غموں میں میرا شریک نہیں رہا، میں نے پوچھا کیا ہوا؟ کہنے لگی: میرے خاوند نے قربانی کی، ایک بکری ذبح کی، میرے دو چھوٹے بچے کھیل رہے تھے اور ایک بچہ دودھ پیتا میری گود میں تھا، میں گوشت پکانے کے لئے اٹھی تو ان دونوں لڑکوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا میں تجھے بتاؤں کہ ابا نے بکری کس طرح ذبح کی؟ اس نے کہا: بتا، تو اس نے چھوٹے بھائی کو لٹا کر بکری کی طرح ذبح کر دیا، پھر وہ اس کو ذبح کر کے ڈر کے مارے بھاگ گیا اور پہاڑ پر چڑھ گیا،

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب الصبر والشكر، ج۴ ص ۷۳

وہاں ایک بھیڑیئے نے اس کو کھا لیا، باپ اس کی تلاش میں نکلا اور ڈھونڈ ھتے ڈھونڈ ھتے پیاس کی شدت سے مر گیا، میں دودھ پیتے بچے کو بٹھا کر دروازہ تک گئی کہ شاید خاوند کا کچھ پتہ کسی سے ملے، تو وہ بچہ گھسٹتا ہوا ہانڈی کے پاس پہنچ گیا جو چولھے پر رکھی ہوئی جوش سے پک رہی تھی، اس کو جو اس نے ہلایا وہ پکتی پکتی اس اس پر گر گئی، جس سے اس بچے کا سارے بدن کا گوشت جل کر ہڈیوں سے الگ ہو گیا۔ میری ایک بڑی لڑکی تھی جو اپنے خاوند کے گھر تھی اس کو جب اس سارے قصہ کی خبر پہنچی تو وہ خبر سن کر زمین پر گر گئی اسی میں اس کی بھی موت مقدر تھی وہ بھی مر گئی۔ مقدر نے ان سب کے درمیان سے مجھے اکیلی کو چھوڑ دیا، میں نے کہا ان مصیبتوں پر تجھے کس طرح صبر آیا؟ وہ کہنے لگی کہ جو شخص صبر اور بے صبری میں الگ الگ غور کرے گا وہ ان کے درمیان بہت دوری پائے گا، صبر کا انجام محمود ہے اور بے صبری پر کوئی اجر نہیں ملتا، پھر اس نے تین شعر پڑھے اور چل دی، جن کا ترجمہ یہ ہے:

میں نے صبر کیا اس لئے کہ صبر بہترین اعتماد کی چیز ہے، اور اگر بے صبری سے مجھے کوئی فائدہ پہنچ سکتا تو کرتی۔ میں نے ایسی مصیبتوں پر صبر کیا کہ اگر وہ مصائب سخت پہاڑوں پر پڑتے تو وہ پہاڑ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے میں نے اپنے آنسوؤں پر قدرت پائی پس ان کو نکلنے سے روک دیا، اب وہ آنسو اندر ہی اندر میرے دل پر گر رہے ہیں۔ ❶

بنی اسرائیل کے عالم کو بیوی کے انتقال پر ایک عورت کی قیمتی نصیحت

حضرت قاسم بن محمد سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میری اہلیہ کا انتقال ہو گیا تو میرے پاس حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ تعزیت کے لئے آئے، انہوں نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جو فقیہ، عابد، عالم اور مجتہد تھا، اس کی ایک بیوی تھی

❶ روض الرياحين: الحكاية التاسعة والثمانون، ص ۱۲۶

جس کو وہ بہت چاہتا تھا، جب اس کا انتقال ہوگیا تو اس آدمی کو سخت صدمہ طاری ہوگیا حتی کہ اس نے تنہائی اختیار کرلی اور خود پر لوگوں کے آمدورفت کے پیشِ نظر دروازے کو بند کردیا اور لوگوں سے روپوش ہوگیا، پھر اس کے پاس کوئی نہیں آتا تھا، تو بنی اسرائیل کی ایک عورت نے اس کے بارے میں یہ سب سنا تو وہ اسکے پاس آئی اور کہا: مجھ کو تیری ضرورت ہے یعنی کچھ پوچھنا ہے اور میں روبروہی پوچھنا چاہتی ہوں، تو لوگ بھی آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا اور عابد کو بتایا تو اس نے اس عورت کو اجازت دے دی، عورت نے کہا: ایک مسئلہ آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں، اس نے کہا: وہ مسئلہ کیا ہے؟ عورت نے کہا: میں نے اپنی پڑوسن سے عاریت کے طور پر زیورات لئے تھے پھر میں اس کو پہنتی رہی اور ایک زمانہ تک دوسرے کو عاریت پر دیتی رہی، پھر اس عورت نے مجھ سے وہ زیورات مانگے تو کیا میں اسکو واپس کردوں؟ تو اس نے کہا: ہاں! اس عورت نے کہا: قسم بخدا! وہ زیورات میرے پاس ایک زمانہ تک رہے ہیں، تو اس عالم نے کہا: تیرا اس کو واپس کردینا بالکل ضروری ہے، تو پھر اس عورت نے اسکو کہا:

أَيْ، يَرْحَمُكَ اللَّهُ، أَفَتَأْسَفُ عَلَى مَا أَعَارَكَ اللَّهُ، ثُمَّ أَخَذَهُ مِنكَ وَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنكَ؟ فَأَبْصَرَ مَا كَانَ فِيهِ، وَنَفَعَهُ اللَّهُ بِقَوْلِهَا. ❶

ترجمہ: اللہ تجھ پر رحم فرمائے کیا تجھ کو اس چیز پر افسوس ہوتا ہے جو چیز اللہ نے تجھ کو عاریتاً عطاء کی تھی پھر اس نے تجھ سے لے لی حالانکہ وہ تجھ سے زیادہ حقدار ہے، اس سے عابد کی آنکھیں کھل گئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اس عورت کی بات سے نفع دیا۔

بیٹے کے انتقال پر ایک عورت کا صبر وتحمل

امام اصمعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرا دوست ویرانے میں گئے تو ہم راستہ

❶ موطأ مالک: کتاب الجنائز، جامع الحسبة فی المصیبة، ج۲ ص ۳۳۲، رقم الحدیث: ۸۱۱

بھول گئے، پس راستے کے داہنے طرف ایک خیمہ نظر آیا، ہم نے اسکا ارادہ کیا، پس ہم پہنچے اور ہم نے سلام کیا، وہاں ایک عورت تھی اس نے سلام کا جواب دیا اور کہا: آپ لوگ کون ہیں؟ ہم نے کہا: ہم راستے بھولتے ہوئے یہاں آگئے، اس نے کہا: مجھ سے دور رہو حتی کہ میں تمھارا حق ادا کروں جنکے تم مستحق ہو۔ پس اس نے ہماری طرف ایک چٹائی پھینکی اور کہا: اس پر بیٹھ جاؤ حتی کہ میرا بیٹا آجائے۔ پھر وہ عورت اپنے بیٹے کو دیکھنے میں مشغول ہوئی اور خیمے ایک طرف اٹھا کر دیکھتی اور چھوڑتی، پس ایک نے دیکھا کہ ایک شخص آرہا ہے تو کہا: اللہ کی برکت ہو آنے والے پر، اونٹ تو میرے بیٹے کا ہے لیکن سوار میرا بیٹا نہیں، پس سوار اس کے پاس آکر رکا اور کہا: اے ام عقیل: اللہ تمیں اجر دیں، اس نے کہا: کیا میرا بیٹا مر گیا؟ سوار نے کہا: جی ہاں! عورت نے کہا: کیا وجہ بنی؟ سوار نے کہا: اونٹ نے حملہ کیا اور اسکو کنویں میں پھینک دیا۔ عورت نے کہا: نیچے اترو اور قوم کی مہمان نوازی کرو، پس عورت نے اسکو ایک بکری دی، اس نے ذبح کی، جب کھانا تیار ہوا تو ہمیں کھانا دیا، ہم کھانے لگے اور عورت کے صبر پر تعجب کررہے تھے، جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو وہ عورت آئی اور بہت غمگین تھی اور کہا: کیا تم میں سے کوئی ہے جو قرآن مجید کو اچھی طرح پڑھتا ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں! اس نے کہا: ایسی آیت پڑھو جو مجھے تسلی دے؟ میں نے یہ آیت پڑھنا شروع کی:

﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ. الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ﴾ (البقرة: ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷)

ترجمہ: اور دیکھو ہم تمہیں آزمائیں گے ضرور، (کبھی) خوف سے اور (کبھی) بھوک

سے (کبھی) مال و جان اور پھلوں میں کمی کر کے اور جو لوگ (ایسے حالات میں) صبر سے کام لیں ان کو خوشخبری سنا دو، یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور ہم کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ یہ وہ لوگ جن پر انکے پروردگار کی طرف سے خصوصی عنایتیں ہیں اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہیں جو ہدایت پر ہیں۔

اس نے کہا: کیا اللہ نے کتاب میں اسی طرح کہا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! کہنے لگیں: تم پر سلامتی ہو۔ پھر اس نے قدموں کو ملایا اور چند رکعات پڑھی اور کہا:

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ عِنْدَ اللَّهِ أَحْتَسِبُ عَقِيْلًا، تَقُوْلُ ذٰلِكَ ثَلاثاً، اَللّٰهُمَّ إِنِّي فَعَلْتُ مَاأَمَرْتَنِيْ بِهِ، فَأَنْجِزْ لِيْ مَاوَعَدْتَنِيْ. ❶

ترجمہ: ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور ہم کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، میں عقیل کو اللہ کے ہاں ثواب سمجھتی ہوں، اسطرح تین بار کہا: اے اللہ! جس کا آپ نے حکم دیا ہے میں نے وہ کر دکھایا، پس تم بھی اپنا وعدہ پورا کرلو جو تم نے ہم سے کیا ہے۔

آزمائشوں پر بادشاہ وقت کی اہلیہ کا صبر وتحمل

سلطان ناصر الدین محمود رحمہ اللہ اپنے تمام ذاتی اخراجات کلام پاک کی کتابت سے پورا کیا کرتا تھا، اس لئے اس کی زندگی عسرت اور تنگی میں گزرتی تھی، اس کے محل میں کوئی خادمہ نہ تھی، ایک روز اس کی ملکہ نے شکایتاً کہا کہ میں آپ کے لئے روٹی پکاتی ہوں تو دونوں ہاتھ جل جاتے ہیں، اور ان میں آبلے پڑ جاتے ہیں، سلطان یہ سن کر رونے لگا، پھر اس نے یہ کہا کہ دنیا گزر جانے والی ہے، یہاں اس تکلیف کو برداشت کر کے صبر کرو، قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کے اجر میں تم کو تمہاری خدمت کے لئے

❶ تسلية أهل المصائب: الباب السابع، ص ۱۴۲

ایک حور دے گا۔ ابھی تو میں بیت المال سے تمہارے لئے کوئی کنیز خرید نہیں سکتا، سلطان کی بیوی نے یہ سن کر درویش سلطان سے اتفاق کیا۔ ❶

اسلاف امت کا مصائب اور آزمائشوں میں صبر وتحمل

حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کا صبر وتحمل

مشہور تابعی حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ مصائب وتکالیف پر بہت صبر کرنے والے تھے، صبر واستقامت کے پیکر تھے۔ ایک مرتبہ ولید بن یزید سے ملنے دمشق روانہ ہوئے تو راستے میں چوٹ لگ کر پاؤں زخمی ہوگیا، درد کی شدت سے چلنا دوبھر ہوگیا، سخت تکلیف کے باوجود ہمت نہیں ہاری اور دمشق پہنچ گئے، ولید نے فوراً طبیبوں کو بلوا بھیجا، انہوں نے زخم کا بغور جائزہ لینے کے بعد پاؤں کاٹنے کی رائے پر اتفاق کیا، حضرت عروہ کو جب اس کی اطلاع کی گئی، تو انہوں نے منظور کرلیا مگر پاؤں کاٹنے سے پہلے بے ہوشی کے لیے نشہ آور دوا کے استعمال سے یہ کہہ کر صاف انکار کردیا کہ ”مَا أُحِبُّ اَنْ أَغْفَلَ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالَى“ میں کوئی لمحہ اللہ کی یاد سے غفلت میں نہیں گزار سکتا۔

چنانچہ اسی حالت میں آرہ گرم کر کے ان کا پاؤں کاٹ دیا گیا اور انہوں نے کسی قسم کی تکلیف کا اظہار نہ کیا۔ پھر اپنا کٹا ہوا پاؤں سامنے رکھ کر فرمایا: کیا غم ہے اگر مجھے ایک عضو کے بارے میں آزمائش میں ڈال کر باقی اعضاء کے سلسلے میں امتحان سے بچالیا گیا ہے، ابھی وہ اتنا ہی کہہ پائے تھے کہ انہیں خبر ملی ان کا بیٹا چھت سے گر کر انتقال کر گیا ہے، انہوں نے ”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ“ پڑھا اور فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ، لَئِنْ أَخَذْتَ وَاحِدًا وَلَقَدْ أَبْقَيْتَ جَمَاعَةً. ❷

❶ منتخب التواریخ: سلطان ناصر الدین محمود بن شمس الدین: ج ۱ ص ۱۹۰

❷ المستطرف في كل فن مستطرف: الباب السادس والخمسون، الفصل الثالث، ص ۳۲۰

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں ہر حال میں، اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے ایک جان لی اور کئی جانوں کو سلامت رکھا(کیونکہ باقی بیٹے سلامت تھے۔)

ایک بوڑھا شخص ایک ہی رات میں مال، اولاد اور بینائی سے محروم ہو گیا

اس واقعہ کے بعد ولید کے پاس قبیلہ عبس کے کچھ لوگ آئے، جن میں ایک بوڑھا اور آنکھوں سے اندھا شخص بھی تھا، ولید نے اس سے اس کا حال پوچھا اور اس کی بینائی کے ختم ہونے کا سبب دریافت کیا، تو وہ بتانے لگا: میں اپنے اہل وعیال اور تمام مال واسباب لیے ایک قافلے کے ساتھ سفر میں نکلا، اہلِ قافلہ میں سے شاید ہی کسی کے پاس اتنا مال ہو جتنا میرے پاس تھا، ہم نے ایک پہاڑ کے دامن میں رات گزارنے کے لیے پڑاؤ ڈالا، آدھی رات کے وقت جب سب میٹھی نیند سو رہے تھے خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اچانک سیلاب آ گیا، جو انسان، حیوان، مال اسباب سب کچھ بہا لے گیا، میرے اہل وعیال، مال واسباب میں سے سوائے ایک اونٹ اور میرے ایک چھوٹے بچے کے علاوہ کچھ نہ بچا، میں ابھی اس ناگہانی آفت سے سنبھلنے بھی نہ پایا کہ میرا اونٹ بھاگ گیا، میں اس کے پیچھے گیا تو یکدم بچے کے چیخنے چلانے نے قدموں کو روک لیا، الٹے پاؤں واپس بچے کے پاس آیا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بھیڑیئے نے میرے معصوم لخت جگر کو اپنے خونی جبڑوں میں دبوچا ہوا ہے اور وہ معصوم اس کے بے رحم جبڑوں میں زندگی کی بازی ہار چکا ہے۔

یہ دلخراش منظر دیکھنے کے بعد میں پھر اس اونٹ کے پیچھے ہو لیا، جب اس کے قریب پہنچا تو اس نے اتنے زور سے لات ماری کہ میرا چہرہ نہایت زخمی ہو گیا اور میری آنکھوں کی بینائی چلی گئی، اس طرح میں مال وعیال، غلام اور اولاد کے ساتھ ساتھ آنکھوں سے بھی محروم ہو گیا۔ پس صبح کے وقت میری حالت یہ تھی کہ "فَأَصْبَحْتُ بِلَا عَيْنَيْنِ

وَلا وَلَدٍ وَلا مَالٍ وَلا أَهْلٍ" میں بغیر آنکھوں کے، بغیر مال واولاد اور اہل کے رہ گیا۔ اس کی یہ داستان غم سن کر ولید کی آنکھیں پرنم ہوگئیں اور اس نے کہا:

إِذْهَبُوْا إِلَى عُرْوَةَ لِيَعْلَمَ أَنَّ فِي الدُّنْيَا مَنْ هُوَ أَعْظَمُ مُصِيْبَةً مِنْهُ. ❶

ترجمہ: جاؤ عروہ بن زبیر کے پاس اور انہیں بتاؤ کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو تم سے زیادہ غموں اور مصیبتوں میں مبتلا ہیں۔

حضرت صلہ بن اشیم رحمہ اللہ کا بھائی کی وفات پر صبر وتحمل

حضرت صلہ بن اشیم رحمہ اللہ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے، ایک شخص آیا اور اس نے خبر دی کہ آپ کے بھائی کا انتقال ہوگیا ہے، اس نے کہا: بہت پہلے میرے پاس یہ خبر آچکی ہے، بیٹھو کھانا کھاؤ، اس شخص نے کہا: مجھ سے پہلے آپ کے پاس تو کوئی نہیں آیا؟ انہوں نے کہا: اللہ تعالی فرماتے ہیں: "إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ" آپ بھی مرنے والے ہیں اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔ ❷

حضرت شبلی رحمہ اللہ کا قید وبند کی صعوبتوں میں صبر وتحمل

کچھ لوگ حضرت شبلی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہ اس وقت ایک قید خانے میں قید وبند کی زندگی گزار رہے تھے، جس وقت یہ لوگ ملاقات کے لیے پہنچے آپ ڈھیلے اکٹھے کرنے میں مصروف تھے، آپ نے آنے والوں سے دریافت کیا کہ تم لوگ کون ہو اور کیوں آئے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا: ہم آپ کے چاہنے والے ہیں، آپ ان پر پتھر برسانے لگے، وہ لوگ ادھر اُدھر بھاگ گئے، فرمایا: ابھی تو تم میری محبت کا دعویٰ کر رہے تھے، اگر تم میری محبت کے دعوی میں سچے ہو تو بھاگتے کیوں ہو،

❶ المستطرف فی کل فن مستطرف: الباب السادس والخمسون، الفصل الثالث، ص ۳۲۰

❷ روضة العقلاء ونزهة الفضلاء: ج ۱ ص ۱٦۳

میری دی ہوئی مصیبت پر صبر کیوں نہیں کرتے۔ حضرت شبلی رحمہ اللہ کا ایک شعر یہ ہے:

إِنَّ الْمَحَبَّةَ لِلرَّحْمَنِ اَسْكَرَنِيُ　　وَهَلْ رَأَيْتَ مُحِبًّا غَيْرَ سَكْرَانٍ. ❶

ترجمہ: رحمٰن کی محبت نے مجھے مدہوش کر دیا ہے، کیا تو نے کوئی ایسا محبّ دیکھا ہے جو مدہوش ہو۔

حضرت مطرف رحمہ اللہ کا بیٹے کے انتقال پر صبر وتحمل

حضرت ثابت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مطرف کا انتقال ہوا تو انکے والد حضرت مطرف رحمہ اللہ گھر سے نکلے اس حال میں صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوئے تھے، اور سر پر تیل لگایا ہوا تھا، لوگ بہت غصہ ہوئے اور کہا: آپ کے بیٹے عبداللہ کا انتقال ہوا ہے اور تم اس حالت میں ہو؟ انہوں نے کہا:

أَفَأَسْتَكِيْنُ لَهَا وَقَدْ وَعَدَنِيْ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَيْهَا خِصَالًا، كُلُّ خَصْلَةٍ مِنْهَا أَحَبُّ إِلَى مِنَ الدُّنْيَا كُلِّهَا؟ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوْا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ﴾ (البقرة: ۱۵۶، ۱۵۷)

ترجمہ: کیا مجھے اسکا یقین نہیں ہے؟ یقیناً میرے رب نے مجھ سے ایسے انعامات کا وعدہ کیا، ہر ایک انعام پوری دنیا سے مجھے محبوب ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے: یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور ہم کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ یہ وہ لوگ جن پر انکے پروردگار کی طرف سے خصوصی عنایتیں ہیں اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہیں جو ہدایت پر ہیں۔

کیا مجھے اسکے بعد بھی یقین نہیں؟ ثابت فرماتے ہیں کہ حضرت مطرف رحمہ اللہ نے پھر کہا:

❶ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ ص ۳۵۰

مَاشَيْءٌ أُعْطِيَ بِهِ فِي الْآخِرَةِ قَدْرَ كُوزٍ مِنْ مَاءٍ إِلَّاوَدِدتُّ أَنَّهُ أُخِذَ مِنِّيْ فِي الدُّنْيَا. ❶

ترجمہ: کوئی چیز نہیں جس کے بدلے مجھے آخرت میں ایک پیالہ پانی دیا جائے سوائے اس کے کہ میں یہ چاہوں گا کہ وہ دنیا میں مجھ سے لے لیا جائے۔

ایک بے گناہ کا جرم میں پھنسنا اور اسکا تحمل وصبر

ابوعلی وکیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں مقتدر باللہ کے زمانہ خلافت میں شہر بغداد میں قیدیوں کے حالات معلوم کررہا تھا، تو میں نے زمین کے نیچے قید خانے میں ہتھکڑیوں میں جکڑا ہوا ایک قیدی دیکھا جس کی پیٹھ پر ایک لوہے کی اینٹ تھی جس کا وزن ۶۰ رطل تھا، میں نے اس سے اس قصے کے بارے میں پوچھا: اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں مظلوم ہوں، میں نے اس سے کہا: تم پر کیا گزری؟ کہنے لگا: ایک رات میں اپنے دوست کے یہاں ضیافت میں گیا، میں اس کے یہاں سے اخیر رات کی تاریکی میں نکلا، ابھی میں سڑک کے کنارے پر چل ہی رہا تھا کہ مجھے چوکیداروں کی قندیلیں اور مشعلیں دکھائی دیں، میں خوف زدہ ہوگیا اور مجھے سمجھ نہ آیا کہ میں کیا کروں، اچانک مجھے بانس کا ایک ڈھیر نظر آیا (جوکہ دکانوں کے دروازوں پر لگائے جاتے ہیں) میں نے ان بانسوں کو اِدھر اُدھر کیا اور دکان میں داخل ہوکر وہ بانس اسی طرح دوبارہ لگادیئے، میں دکان کے اندر کھڑا ہوگیا تاکہ جب چوکیدار چلے جائیں تو میں نکل جاؤں، جب چوکی دار اس جگہ پہنچے تو انہیں اس بانس کے ڈھیر میں کچھ گڑھ بڑ لگی، کہنے لگے: اس دکان کی تلاشی لو، جب چوکیدار اس جگہ مشعلیں لے کر داخل ہوئے تو میں نے اچانک اس کی روشنی میں دکان کی زمین پر ایک شخص کی لاش دیکھی جس کے سینے پر

❶ الزهد لأحمد بن حنبل: أخبار مطرف بن الشخير، ص ۱۹۸، الرقم: ۱۳۷۱/ صفة الصفوة: ج ۲ ص ۱۳۲

ایک چھرا گھونپا ہوا تھا، میں بری طرح سے ڈر گیا، ان سپاہیوں نے جب اس لاش کو دیکھا اور مجھے اس کے ساتھ کھڑا ہوا دیکھا تو ان کو یقین ہو گیا کہ قاتل میں ہی ہوں۔

مجھے سپاہیوں نے گرفتار کر کے قید کر دیا پھر مجھے بلا کر خوب مارا اور مجھے طرح طرح کی سزائیں دی گئیں لیکن میں جرم ماننے سے انکار ہی کرتا رہا، وہ سمجھتے تھے کہ میں بہت صبر وتحمل کا مظاہرہ کر رہا ہوں اس لیے اور زیادہ اذیتیں دیتے تھے، میرے گھر والے آئے، ان کا حاکم کے رشتہ داروں پر ایک احسان تھا، اس لیے انہوں نے میری سفارش کی اور اپنے ساتھ بہت سے لوگوں کو لائے جنہوں نے میری شرافت کی گواہی دی لیکن ان کی گواہی قبول نہیں کی گئی، چنانچہ ہر قسم کی اذیتیں سہہ لینے کے بعد میرے قتل کی سزا معاف تو ہو گئی مگر مجھے زمین کے نیچے تہہ خانے میں منتقل کر کے اس لوہے کا بوجھ مجھ پر ڈال دیا گیا جو تم دیکھ رہے ہو اور میں ۱۶ سال سے اسی حال میں ہوں، یہ ہے میرا قصہ، ابو علی فرماتے ہیں: مجھے اس کی یہ آزمائش اور مشقت بہت زیادہ معلوم ہوئی اور میں اس کا قصہ سن کر ہکا بکا رہ گیا، تو وہ مجھے کہنے لگا: آپ کو کیا ہو گیا؟ اللہ کی قسم! میں اس حال میں ہونے کے باوجود اللہ کی رحمت اور فضل سے مایوس نہیں ہوا، آہستہ آہستہ مشکلات تو دور ہو ہی جاتی ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ آزمائش ختم ہو ہی جاتی ہے۔

ابو علی فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! ابھی اس نے یہ بات کی ہی تھی کہ خوب چیخ و پکار کی آوازیں بلند ہونے لگیں، سلاخیں ٹوٹ گئیں اور حراست ختم ہو گئی، کئی لوگ جیل کے تہہ خانے میں پہنچ گئے اور وہاں سے سب لوگوں کو باہر نکالا، وہ شخص بھی ان لوگوں کے ساتھ نکل گیا، میں اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا، ہر طرف شور برپا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے ساتھ اور تمام قیدیوں کے ساتھ آسانی کا معاملہ فرمایا۔ (1)

---

(1) الفرج بعد الشدة للتنوخي: الباب الخامس، ج ۲ ص ۱۴۹ تا ۱۵۱

جذام میں مبتلا شخص کا صبر و تحمل

حضرت یونس علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہا کہ مجھے ایسے شخص کا پتا بتلاؤ جو زمین والوں میں سب سے زیادہ عبادت کرتا ہو؟ انہوں نے ایک ایسے شخص کا حوالہ دیا جس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں جذام نے گلا دیے تھے اور اس کی آنکھیں بھی ضائع کر دی تھیں حضرت یونس علیہ السلام جس وقت اس کے پاس پہنچے وہ یہ کہہ رہا تھا:

مَتَّعْتَنِیْ بِهِمَا حَيْثُ شِئْتُ وَسَلَبْتَنِيْهِمَا حَيْثُ شِئْتَ وَأَبْقَيْتَ لِیْ فِيْکَ طُوْلَ الْأَمَلِ، يَابَرُّيَاوَصُوْلُ. (1)

ترجمہ: اے اللہ! تو نے مجھے جو چاہا عطا کیا اور جو چاہا مجھ سے سلب کر لیا اور میرے لیے اپنی امید باقی رکھی، اے احسان کرنے والے! اور مقصد پر لانے والے۔

اللہ کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے

حضرت مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جنگل میں ایک شخص کے پاس تین جانور تھے: کتا، گدھا اور مرغا، مرغا لوگوں کو نماز کے لیے بیدار کرتا تھا، گدھا ان کے لیے پانی لانے اور خیمے وغیرہ منتقل کرنے میں کام آتا تھا اور کتا ان کی رکھوالی کرتا تھا۔ ایک دن ایک لومڑی آئی اور مرغے کو کھا گئی، اس کے بعد ایک دن بھیڑیا آیا اور گدھے کو اس کا پیٹ چیر کر ہلاک کر گیا۔ لوگوں کو اس کا بھی بے حد ملال ہوا لیکن اس شخص نے یہی کہا: شاید اس میں بھی کوئی خیر ہو، اس کے بعد کتا ہلاک ہو گیا، اس شخص نے تب بھی یہی کہا شاید اس میں بھی کوئی خیر ہو، پھر ایک دن اس شخص کے گھر والوں نے یہ منظر دیکھا کہ ان کے ارگرد کے تمام لوگ گرفتار کر لیے گئے، صرف وہ باقی رہ گئے، ان لوگوں کو اس لیے گرفتار کیا گیا کہ ان کے پاس گدھے، کتے اور مرغے تھے، ان جانوروں کی آوازوں

(1) تاریخ مدینۃ دمشق: ترجمۃ: یونس بن متی، ج۷۴ص ۲۹۲، رقم الترجمۃ: ۱۰۲۲۲

نے گرفتار کرنے والوں کو ان کی موجودگی سے باخبر کیا اور کیوں کہ اس نیک شخص کا گھرانہ جانوروں سے محروم ہوگیا تھا اس لیے وہ گرفتاری سے محفوظ رہا، گویا اللہ نے ان جانوروں کی ہلاکت میں ان لوگوں کے لیے خیر رکھ دی تھی، جو شخص اللہ تعالیٰ کے مخفی الطاف سے واقف ہوتا ہے وہ ہر حال میں اس کے فعل سے راضی رہتا ہے۔ ❶

نابینا، مفلوج اور جزام میں مبتلا شخص کا صبر وتحمل

حضرت عیسی علیہ السلام ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو آنکھوں سے محروم تھا، برص زدہ تھا اور جس کے دونوں پہلو فالج کے حملے سے بیکار ہو چکے تھے اور جذام کی وجہ سے اس کا گوشت کٹ کٹ کر گر رہا تھا اور وہ شخص ان تمام مصائب و آلام کے باجود یہ کہہ رہا تھا: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے ان بہت سے مصائب سے عافیت بخشی، جن میں اس کی بے شمار مخلوق مبتلا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس شخص سے دریافت کیا:

تیرے خیال میں کون سی مصیبت ایسی ہے جو تیرے پاس نہیں ہے؟ اس شخص نے کہا:

يَارُوحُ اللّٰهِ! أَنَا خَيْرٌ مِمَّنْ لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ فِيْ قَلْبِهِ مَاجَعَلَ فِيْ قَلْبِيْ مِنْ مَعْرِفَتِهِ. ❷

ترجمہ: اے روح خدا! میں ان لوگوں سے بہتر ہوں جن کے دلوں میں اللہ تعالی نے وہ معرفت نہیں رکھی جو میرے دل میں رکھی ہے۔

حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا تو سچ کہتا ہے، اپنا ہاتھ بڑھانا، اس شخص نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دیا، اچانک وہ ایک خوب رو شخص بن گیا، اس کی شخصیت نکھر گئی اور

❶ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والإنس والرضا، ج ۴ ص ۳۴۹

❷ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج ۴ ص ۳۴۹

جن بیماریوں میں وہ مبتلا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان تمام بیماریوں سے شفا عطا فرمائی، اس واقعے کے بعد وہ شخص حضرت عیسی علیہ السلام کے ہمراہ رہا اور انہی کے ساتھ عبادت خدا میں مصروف رہا۔

نابالغ اولاد شفاعت اور آخرت میں راحت کا ذریعہ ہے

محمد بن خلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن حربی رحمہ اللہ کا ایک بیٹا تھا جسکی عمر گیارہ سال تھی، اس نے حفظ بھی کیا اور اسے فقہ کا ایک بڑا حصہ پڑھایا۔ پس اسکا بیٹا مر گیا، میں ابراہیم بن حربی رحمہ اللہ کے پاس تعزیت کیلئے آیا، تو انہوں نے کہا: میں چاہتا تھا کہ میرا بیٹا مر جائے، میں نے کہا: تم ایک سمجھدار اور عالم شخص ہو تم اس طرح کہتے ہو ایک لڑکے کے بارے میں جو پیدا ہوا ہے، اور تم نے اسکو فقہ اور حدیث پڑھایا تھا؟ ابراہیم بن حربی رحمہ اللہ نے کہا: جی ہاں! اصل میں میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے، چھوٹے بچے میرے سامنے ہیں اور انکے ہاتھوں میں برتن ہیں جس میں پانی ہے، لوگوں کے پاس آتے ہیں اور انکو پانی پلاتے ہیں، اور اس دن بہت سخت گرمی تھی، میں نے ان میں سے ایک بچے سے کہا: مجھے بھی پانی پلا دو، بچے نے میری طرف دیکھا اور کہا: تم میرے والد نہیں ہو، میں نے کہا: تم سب لوگ کون ہو؟ انہوں نے کہا:

نَحْنُ الصِّبْيَانُ الَّذِيْنَ متنافِيْ دَارِالدُّنْيَاوَ خَلَفْنَا آبَاؤُنَا، نَسْتَقْبِلُهُمْ فَنَسْقِيهِمُ الْمَاءَ فَلِهَذَا تَمَنَّيْتُ مَوْتَهُ. (۱)

ترجمہ: ہم وہ بچے ہیں جو دنیا میں فوت ہوئے ہیں اور ہمارے باپ ہمارے بعد فوت

(۱) صفة الصفوة: ترجمة: أبواب إسحاق إبراهيم بن إسحاق الحربی، ج ۱ ص ۵۱۵/ تسلية أهل المصائب: ج ۱ ص ۳۲

ہوئے ، پس ہم ان کے پاس آتے ہیں اور انکو پانی پلاتے ہیں۔حضرت ابراہیم بن حربی رحمہ اللہ نے کہا: اسی وجہ سے میں اپنے بچے کی موت چاہتا تھا۔
(یعنی اگر بچپن میں انتقال ہوگیا تو یہ میرے لئے شفاعت کا ذریعہ بن جائے گا، اور آخرت کے اجر وثواب اور فضیلت سن کر تکلیف کی شدت کم ہوجاتی ہے۔)

حضرت فضیل رحمہ اللہ کا سب وشتم کرنے والے کے لئے مغفرت کی دعا

حضرت فصیل بن غزوان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ کسی نے ان سے کہا کہ فلاں شخص آپ کو برا کہتا تھا، آپ نے فرمایا: بخدا (خدا کی قسم) میں اس شخص کو جلاؤں گا جس نے اس کو امر کیا ہے، لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون ہے؟ فرمایا کہ شیطان ہے، پھر فرمایا کہ الٰہی تو اس شخص کی مغفرت کر جس نے مجھ کو برا کہا اور فرمایا کہ اس میرے کہنے سے بے شک شیطان جلتا ہوگا کہ میں نے اس شخص کے بارے میں خدا کی اطاعت کی۔ ❶

صبر وتحمل کے سبب قبرستان کے تمام مردوں میں نمایاں مقام

حضرت مطرف بن عبداللہ حرشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم موسم بہار میں تفریح کے لئے نکلے، ہمارے راستے میں ایک قبرستان پڑتا تھا، ہم نے سوچا کہ جمعہ کے دن ہم اس میں جائیں گے۔ آخر جمعہ کے دن اس میں گئے تو ایک جنازہ دیکھا، میں نے سوچا کہ اس جنازہ میں بھی شریک ہوجاؤں، آخر میں اس میں شریک ہوگیا۔ پھر میں قبر کے پاس ہی ایک گوشہ میں بیٹھ گیا، پھر میں ہلکی دو رکعت نماز پڑھی۔ دل کہہ رہا تھا کہ دوگانہ کا حق ادا نہیں کیا۔ پھر مجھے اونگھ آ گئی، خواب میں صاحب قبر کو دیکھا، فرما رہے ہیں کہ تم نے دوگانہ ادا کیا جس کا تمہارے خیال میں حق ادا نہ ہوسکا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ فرمایا تمہیں عمل کا موقعہ ہے اور حالات سے بے خبر ہو، ہمیں حالات کا علم

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الجاه والرياء، ج۳ ص ۳۱۴

ہے مگر عمل کا موقع حاصل نہیں، اگر میں تمہارے دوگانہ پر قادر ہوتا تو مجھے یہ دنیا کی تمام دولت سے پیارا تھا۔ میں نے پوچھا یہاں کون ہیں؟ فرمایا تمام مسلمان ہیں اور تمام خیر وسعادت والے ہیں۔ پوچھا سب سے اونچے درجہ والا کون ہے؟ انہوں نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ! اسے میرے پاس بھیج دے کہ میں اس سے کچھ بات کرلوں اتنے میں اس قبر سے ایک نوجوان نکلا، میں نے پوچھا کیا آپ سب سے افضل ہیں؟ بولا لوگ تو یہی کہتے ہیں، میں نے پوچھا آپ کیا عمل کرتے تھے؟ عمل تو کچھ ایسا نہیں کہ میں یہ رائے قائم کرسکوں کہ کثرت سے حج اور عمرے کیئے ہوں گے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا ہوگا اور بڑے بڑے عمل کیئے ہوں گے۔ فرمایا کہ دنیا کے اندر مصائب میں گرفتار رہتا تھا اور صبر کرتا تھا، اسی وجہ سے میرا مقام سب سے اونچا ہے۔ ❶

مصائب اہلِ خیر کے لئے باعث زینت ہیں

ایک شامی عابد نے فرمایا کہ تم سب اللہ تعالیٰ سے اس کی تصدیق کرتے ہوئے ملوگے اور غالبًا تم نے اس کی تکذیب بھی کی ہوگی اور وہ تکذیب یہ ہے کہ تم میں سے کسی کے ہاتھ کی انگلی میں سونا ہوتا ہے اور وہ اس سے اشارہ کرتا ہے یا اس میں کوئی خلل ہوتا ہے تو اسے چھپاتا پھرتا ہے۔

اس قول سے ان کی مراد یہ ہے کہ سونا اللہ تعالیٰ کے نزدیک برا ہے اور لوگ اس سے ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں اور مصائب اہل آخرت کے لیے باعث زینت ہیں۔ ❷

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا مصائب پر صبر اور غیبی نصرت

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ میں نہر کے کنارے سے

❶ كتاب الروح: المسألة الأولى، ص ۹

❷ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ص ۳۵۰

خرنوب اشوک (ایک درخت کا نام ہے) سے گری پڑی سبزی اور پتے لے کر آتا اور ان کو کھا کر گزارہ کرتا، بغداد میں اس قدر گرانی تھی کہ کوئی چیز خریدنے کی سکت نہیں تھی، مجھے کئی کئی دن بغیر کھائے ہو جاتے تھے اور میں اس کی تلاش میں رہتا تھا کہ کہیں کوئی پھینکی ہوئی چیز مل جائے تو اسے اٹھا کر بھوک مٹالوں۔

فَخَرَجْتُ يَوْمًا مِنْ شِدَّةِ الْجُوْعِ إِلَى الشَّطِّ لَعَلِّيْ أَجِدُ وَرَقَ الْخَسِّ أَوِ الْبَقْلِ، أَوْغَيْرَ ذٰلِكَ فَأَتَقَوَّتُ بِهِ فَمَاذَهَبْتُ إِلَى مَوْضِعٍ إِلَّاوَغَيْرِيْ قَدْ سَبَقَنِيْ إِلَيْهِ وَإِنْ وَجَدتُّ أَجِدُ الْفُقَرَاءَ يَتَزَاحَمُوْنَ عَلَيْهِ فَأَتْرُكُهُ حُبًّا، فَرَجَعْتُ أَمْشِيْ وَسْطَ الْبَلَدِ أَدْرَكَ مَنْبُوْذًا إِلَّا وَقَدْ سَبَقْتُ إِلَيْهِ.

ترجمہ: ایک روز بھوک کی شدت میں اس امید پر دریا کے کنارے چلا گیا کہ شاید مجھے سبزی وغیرہ کے پتے پڑے ہوئے مل جائیں گے تو اسے کھالوں گا، مگر میں جہاں بھی پہنچا معلوم ہوا کہ مجھ سے پہلے کوئی دوسرا اٹھا کر لے گیا، کہیں کچھ ملا تو وہاں دوسرے غریبوں اور ضرورت مندوں کو اس پر چھینا جھپٹی کرتے ہوئے دیکھا، اور اسے میں ان کی خاطر چھوڑ کر چلا آیا، میں وہاں سے چلتا ہوا اندرون شہر آیا، خیال تھا کہ کوئی پھینکی ہوئی چیز مل جائے گی، لیکن یہاں بھی اندازہ ہوا کہ کوئی مجھ سے پہلے اٹھا کر لے گیا۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں بغداد کے عطر بازار میں واقع مسجد یٰسین کے پاس پہنچا تو بہت ہی نڈھال ہو چکا تھا، اور قوتِ برداشت جواب دے چکی تھی، میں مسجد میں داخل ہو گیا اور ایک کونے میں بیٹھ کر موت کا انتظار کرنے لگا، اتنے میں ایک عجمی نوجوان صاف ستھری روٹیاں اور بھنا ہوا گوشت لے کر آیا اور بیٹھ کر انہیں کھانا شروع کر دیا۔

كُلَّمَا رَفَعَ يَدَهُ بِاللُّقْمَةِ أَنْ أَفْتَحَ فَمِيْ مِنْ شِدَّةِ الْجُوْعِ، حَتّٰى أَنْكَرْتُ

ذٰلِکَ عَلٰی نَفْسِیْ فَقُلْتُ: مَاھٰذَا، وَقُلْتُ: مَاھٰهُنَا إِلَّا اللّٰہُ، أَوْمَاقَضَاهُ مِنَ الْمَوْتِ.

ترجمہ: وہ جب لقمہ لے کر ہاتھ اوپر کرتا تو بھوک کی شدت کی وجہ سے بے اختیار میرا منہ کھل جاتا، کچھ دیر کے بعد میں نے اپنے آپ کو ملامت کی اور دل میں کہا یہ کیا حرکت ہے؟ یا تو خدا کھانے پینے کا انتظام کرے گا اور اگر موت کا فیصلہ لکھا جاچکا ہے تو پھر وہ پورا ہوکر رہے گا۔

اچانک عجمی کی نظر میرے اور پڑی اور اس نے مجھے دیکھ کر کہا: بھائی آؤ کھانا کھالو میں نے منع کر دیا، اس نے قسم دی تو آخر کار میں راضی ہو گیا اور رک رک کر تھوڑا تھوڑا کھانے لگا، وہ مجھ سے پوچھنے لگا تم کیا کرتے ہو؟ کہاں کے ہو؟ اور کیا نام ہے؟ میں نے کہا میں جیلان سے پڑھنے کے لئے آیا ہوں، اس نے کہا میں جیلان کا ہوں، کیا تم ابوعبداللہ صومعی درویش کے نواسے عبدالقادر جیلانی کو جانتے ہو؟ میں نے کہا میں وہی تو ہوں۔

اتنا سنتے ہی اس میں اضطرابی کیفیت پیدا ہوئی اور اس کے چہرہ کا رنگ فق ہو گیا، اس نے کہا: بخدا بغداد پہنچتے ہی میں نے تمہیں تلاش کیا تھا، اور اس وقت میرے پاس میرے خرچے کے کچھ پیسے باقی تھے، لیکن کسی نے تمہارا پتہ نہیں بتایا اسی اثناء میں میرے خرچے کے پیسے ختم ہو گئے، جب تین دن تک منہ میں دانہ نہیں گیا، اور حالت ایسی ہوگئی جس میں مردار کھانا بھی جائز ہو جاتا ہے تو تمہارے جو پیسے میرے پاس امانت تھے، اس میں سے یہ گوشت اور روٹی لے کر آیا ہوں، اب آپ اچھی طرح اطمینان سے کھانا کھائیں، یہ سب آپ ہی کا ہے اور اب تک تو آپ میرے مہمان تھے لیکن اب میں آپ کا مہمان ہوں۔

میں نے اس سے کہا: آخر کیا بات ہے؟ اس نے کہا آپ کی والدہ نے میرے ہاتھ دینار بھجوائے تھے، میں اسی میں بحالت مجبوری یہ خرید کر لایا ہوں اور آپ سے اس کی معذرت چاہتا ہوں، میں نے اسے تسلی دی اور کہا کہ تم بالکل مطمئن اور بے فکر رہو (تم نے جو کچھ کیا ٹھیک ہی کیا) پھر میں نے بچا ہوا کھانا بھی اسی کو دے دیا اور زادِ راہ کے طور پر خرچہ بھی دیا۔ ❶

بیٹے کے گم ہونے پر والد کا صبر

ایک صوفی کا بچہ گم ہو گیا اور تین دن تک اس کی کوئی خبر نہیں ملی، ان سے کہا کہ آپ اپنے بچے کی واپسی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، فرمایا:

اِعْتِرَاضِیْ عَلَیْہِ فِیْمَاقَضٰی أَشَدُّ عَلَی مِنْ ذِھَابِ وَلَدِیْ. ❷

ترجمہ: اُس کے فیصلے پر میرا معترض ہونا بچے کی گم شدگی سے زیادہ سخت ہے۔

اللہ کے فیصلوں پر راضی رہنے والے

ایک نیک شخص کہا کرتے تھے کہ میں نے ایک سخت گناہ کیا ہے اور میں اس پر ساٹھ برس سے رو رہا ہوں، یہ بزرگ عبادت میں نہایت شدید مجاہدہ کرتے تھے اور مسلسل توبہ واستغفار کیا کرتے تھے، لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ آخر وہ کون سا گناہ ہے جس پر آپ کو ساٹھ برس سے افسوس ہے؟ انہوں نے کہا کہ ”قُلْتُ مَرَّةً لِشَيْءٍ كَانَ لَيْتَهُ لَمْ يَكُنْ“ میں نے ایک مرتبہ یہ کہہ دیا تھا کہ کاش یہ بات ایسے نہ ہوتی۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں:

لَوْ قَرَضَ جِسْمِیْ بِالْمَقَارِيْضِ لَكَانَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُوْلَ لِشَيْءٍ قَضَاهُ

❶ ذيل طبقات الحنابلة: ترجمة: عبد القادر بن أبي صالح بن عبد الله، ج۲ ص ۲۰۳، ۲۰۴

❷ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ ص ۳۵۰

اللّٰهُ تَعَالَى سُبْحَانَهُ لَيْتَهُ لَمْ يَقْضِهِ. ❶

ترجمہ: اگر میرا جسم قینچیوں سے چھلنی کردیا جائے تو یہ امر میرے نزدیک اس سے زیادہ بہتر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی فیصلے کے متعلق یہ کہوں کہ کاش یہ فیصلہ نہ ہوا ہوتا۔

سوید بن شعبہ رحمہ اللہ کا انتہائی تکلیف دہ بیماری میں صبر وتحمل

راوی کہتے ہیں کہ ہم سوید بن متعبہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیکھا کہ ایک جگہ لپٹا ہوا کپڑا پڑا ہوا ہے، ہمیں گمان ہوا کہ شاید اس کپڑے کے نیچے کچھ نہیں ہے، ان کے چہرے سے کپڑا اٹھایا گیا اور زوجہ محترمہ نے عرض کیا: ہم آپ پر قربان ہوں آپ کو کیا کھلائیں اور کیا پلائیں؟ انہوں نے فرمایا:

طَالَتِ الضَّجْعَةُ وَدَبَرَتِ الْحَرَاقِيْفُ وَأَصْبَحْتُ نَضْوًا لَا أَطْعَمُ طَعَامًا وَلَا أَسِيْغُ شَرَابًا مُنْذُ كَذَا فَذَكَرَ أَيَّامًا وَمَا يَسُرُّنِيْ أَنِّيْ نَقَصْتُ مِنْ هَذَا. ❷

ترجمہ: لیٹے لیٹے کمر دکھنے لگی ہے اور سرین چھل گئی ہے اور ایک مدت سے کھانا پینا ترک کرنے کی وجہ سے لاغر ہوگیا ہوں لیکن مجھے یہ پسند نہیں کہ میں اپنی اس حالت میں ذرا سی بھی کمی کروں۔

والد کی وفات پر بیٹے کا صبر وتحمل

قاضی شریح رحمہ اللہ کے صرف ایک بیٹا، چنانچہ جب آپ بیمار ہوئے تو یہی مرض آپ کا جان لیوا ثابت ہوا اور آپ کا انتقال ہوگیا، انتقال سے قبل آپ کا بیٹا پریشان تھا مگر بعد میں وہ بالکل نہیں گھبرایا۔ یہ حالت دیکھ کر کسی نے آپ کے بیٹے سے سوال کیا، یہ کیا بات ہے کہ اس بیماری سے قبل تو آپ بہت پریشان نظر آرہے تھے اور آپ پر کسی طرح

❶ إحياء علوم الدين: كتاب المحبة والشوق والانس والرضا، ج۴ ص ۳۵۰

❷ قوت القلوب: ذكر أحكام مقام الرضا، ج۲ ص ۷۰/إحياء علوم الدين: ج۴ ص ۳۵۰

کے خوشی کے آثار نہیں آتے تھے اور اب یہ حال ہے، تو آپ کے صاحبزادے نے جواب دیا کہ اس وقت میری گھبراہٹ ان کیلئے رحمت اور شفقت کے طور پر تھی، لیکن جب تقدیر کا لکھا ہوواقع ہو گیا تو پھر میں اس کے قبول اور تسلیم کرنے پر رضا مند ہو گیا۔ ❶

مصیبت میں شکایت نہیں صبر کریں

احنف بن قیس رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک روز میری داڑھ میں بہت درد تھا، میں نے اپنے چچا سے کہا کہ داڑھ کے درد کے مارے مجھے رات بھر نیند نہیں آئی اسی طرح تین بار میں نے کہا، انہوں نے فرمایا کہ تو ایک ہی رات میں داڑھ کی اتنی شکایت کرتا ہے میری آنکھ میں برسوں سے تکلیف ہے مگر کسی کو معلوم بھی نہیں ہوا۔ ❷

حضرت شاہ محمد اسحاق رحمہ اللہ کا نہایت قبیح بات پر صبر و تحمل

حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب دہلوی قدس سرہ کی خدمت میں ایک شخص آیا کہ میری سفارش نوکری کیلئے فلاں شخص سے کر دیجئے، وہ شخص جس سے سفارش چاہی گئی تھی آپ کا مخالف تھا، مگر باوجود اس امر کے آپ نے اپنی خوش خلقی سے رقعہ لکھ دیا، اس شخص نے حامل رقعہ سے اس رقعہ کی بتی بنا کر کہا کہ شاہ صاحب سے کہہ دینا کہ اس کو اپنے اس مقام میں رکھ لو، استغفر اللہ، اس بھلے آدمی نے ویسے ہی آ کر بات نقل کر دی، فرمانے لگے: اگر تیرا مقصود اس طریق سے حاصل ہو جاتا یا اب بھی ہو جائے تو خدا کی قسم مجھے اس سے بھی عذر نہیں، اس سائل نے اس مخالف سے یہ حکایت جا کر نقل کی وہ متاثر ہوا اور متضرع ہوا اور آ کر عقیدت ظاہر کی، نہایت معذرت کی اور بیعت ہوا۔ ❸

❶ ایک ہزار پرتاثیر واقعات: ص ۱۶۵

❷ قصص الاولیاء: ص ۵۹۸

❸ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے پسندیدہ واقعات: حضرت شاہ اسحاق صاحب دہلوی کا واقعہ، ص ۲۰۷، ۲۰۸

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ کا صبر وتحمل

مفتی اعظم ہند حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ میں ایک جگہ تقریر کر رہا تھا، ایک صاحب نے جو اپنے ہی تھے پرچہ دیا، جس میں لکھا تھا کہ جب یہ مدمقابل کے لوگ گالی دے رہے ہیں تو آپ گالی کیوں نہیں دیتے؟ کیا آپ کے منہ میں زبان نہیں؟ میں نے کہا، ہاں بھائی! میرے منہ میں زبان نہیں۔ زبان حق تعالیٰ شانہ کی نعمت ہے، اس کا حق یہ ہے کہ اس کو اچھے کاموں میں مشغول رکھا جائے، ذکر کریں، تلاوت کریں، وعظ کہیں، غلط جگہ اس کو استعمال کرنا ناشکری ہے، اس لئے میں تو گالی والی زبان سے محروم ہوں، بتایئے اگر کسی شخص کے پاس طرح طرح کے عطر ہوں، خوشبوئیں ہوں اور کوئی آکر اس سے کہے کہ آپ کے پاس گوبر تو ہے ہی نہیں، تو وہ کہنے والا بے وقوف، پاگل خانہ میں بھیجنے کے لائق ہے، اسی طرح زبان کو سمجھ لو۔ ❶

ایک دن میں گھر سے گیارہ جنازے نکل گئے

قندھار میں ایک حاجی صاحب امیر کبیر تھے، شہر سے باہر بڑا حویلی نما ان کا مکان تھا، ایک دن صبح کے وقت حاجی صاحب کے سارے آٹھ بیٹے جو شادی شدہ تھے بچوں سمیت ناشتہ کر رہے تھے، حاجی صاحب نے بڑے بیٹے سے کہا کہ باہر کھیتوں میں ہمارے اونٹ چر رہے ہیں، ذرا دیکھ کر آئیں، اس نے کافی دیر لگائی دوسرے بیٹے کو بھیجا، پھر تیسرے بیٹے کو بھیجا، آٹھ بچوں میں سے کوئی بھی واپس نہیں آیا، حاجی صاحب پیچھے گئے وہ بھی غائب ہوگئے، حاجی صاحب کی بیوی نے بندوق اٹھائی اور کہا کہ باہر یقیناً کوئی بلا کھڑی ہے، جو جاتا ہے واپس نہیں آتا ہے۔ اونٹوں کے ریوڑ میں ایک آدم خور (پاگل) اونٹ تھا، اس نے سب بچوں کو حاجی صاحب سمیت ہلاک کر دیا

❶ ملفوظات فقیہ الامت: ج ۲ قسط ۷ ص ۱۱۲

تھا۔ حاجی صاحب کی بیوی پر بھی اونٹ نے حملہ کیا مگر اس نے اونٹ پر گولی چلائی اونٹ مر گیا۔ کل نو بندوں کو اونٹ نے قتل کیا۔ اب حاجی صاحب کی بیوی گھر کی طرف دوڑ گئی کہ وہاں گھر میں اس اچانک حادثے کی اطلاع دی گئی۔ جب گھر کے گیٹ میں داخل ہوئی تو ان کے دو پوتے آپس میں کھیل رہے تھے، ایک کے ہاتھ میں چھری تھی اپنے چھوٹے بھائی سے کہا کہ تم لیٹ جاؤ میں تجھے ذبح کرتا ہوں، یہ بات چیت مذاق میں ہو رہی تھی اور یوں بڑے نے اپنے سے چھوٹے بھائی کی گردن پر چھری چلائی اور وہ مر گیا، بچہ خوف سے بھاگنے لگا چھری ہاتھ میں تھی سامنے پتھر پر ٹھوکر لگ گئی اور وہی چھری اس بچے کے پیٹ میں گھس گئی، اس طرح یہ دونوں بچے بھی ختم ہو گئے اور یوں حاجی صاحب کے گھر سے ایک ہی دن میں گیارہ جنازے نکلے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ❶

مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمہ اللہ کا آپریشن کے دوران صبر وتحمل

حضرت مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمہ اللہ کے پاؤں پر ایک زہریلا قسم کا پھوڑا ہو گیا تھا جس نے رفتہ رفتہ ساری پنڈلی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا، جب وہ زخم اوپر بڑھنے لگا تو اس وقت اطباء کے اصرار پر آپ ٹانگ کٹوانے پر راضی ہو گئے، جب آپ کی ٹانگ کاٹی گئی تو ڈاکٹروں کو خطرہ تھا کہ شاید آپ جانبر نہ ہو سکیں گے، کرنل امیر الدین صاحب گھبرائے ہوئے تھے اور ٹانگ کاٹ رہے تھے اور ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب ٹانکے لگا رہے تھے اور کرنل ڈاکٹر ضیاء اللہ صاحب نبض پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے، وہ لوگ سمجھ رہے تھے کہ مفتی صاحب بھی پریشان ہوں گے مگر آپ بالکل مطمئن تھے اور فرمایا: کہ میرے لئے تو آج عید ہے، ٹانگ کاٹنے سے قبل حسب دستور ڈاکٹروں نے ایسی دوا دینی چاہی کہ شدید تکلیف کا احساس نہ ہو یا ہو تو کم ہو، مگر حضرت مفتی صاحب

❶ ایک ہزار پرتاثیر واقعات: ص ۴۱۹

نے کوئی ایسی دوا لینے سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا: مجھے میرے حال پر چھوڑ کر آپ اپنا کام شروع کریں، ستر برس کی عمر ڈاکٹر صاحبان بڑے پریشان تھے طوعاً وکرہاً ایک ٹیکہ لگا کر ران کاٹنی شروع کر دی اس میں تقریباً ایک گھنٹہ لگا، آپریشن کے وقت جس ڈاکٹر نے آپ کے نبض پر ہاتھ رکھا ہوا تھا اُن کا بیان ہے کہ: حیرت ہے کہ آپریشن کے شروع سے اختتام تک نبض کی رفتار میں سرموفرق نہیں آیا، اس آپریشن کے بعد جو درد ہوتا ہے اس کی شدت کا اور کوئی فرد مقابلہ نہیں کر سکتا، مگر حضرت جس بشاشت کے ساتھ آپریشن روم میں داخل ہوئے تھے اسی کے ساتھ واپس ہوئے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ جب حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی عیادت کو تشریف لائے تو آپ نے اس استقامت کا (جو کہ ٹانگ کٹنے کے وقت تھی) راز پوچھا، آپ نے فرمایا: میں اس وقت اس تکلیف کے اجر جزیل کو خوشی میں جو متشکل ہو کر سامنے آ گیا تھا ایسا محو ہوا کہ مجھے کچھ پتہ نہ چلا کہ کیا ہو رہا ہے۔ ❶

فائدہ: یہ عین الیقین کا مقام تھا کہ تکلیف تک احساس نہ ہوا۔

مصائب میں صبر کرنے والے خیالات اور تصورات

تمام موجودات میں سب سے مشکل چیز صبر ہے، جو کبھی محبوب و پسندیدہ چیزوں کے چھوڑنے پر کرنا پڑتا ہے اور کبھی ناپسندیدہ اور تکلیف دہ حالات کے پیش آنے پر، خصوصاً جبکہ تکلیف دہ حالات کا زمانہ طویل ہو جائے اور کشادگی وفراخی سے ناامیدی ہونے لگے۔ ایسے وقت میں مصیبت زدہ کو ایسے توشہ کی ضرورت ہے جس سے اس کا سفر قطع ہو سکے اور اس توشہ کی مختلف صورتیں ہیں، ایک تو یہ کہ مصیبت کی مقدار کے متعلق

❶ تذکرہ حسن: ص۵۰

سوچے کہ اس کا اور زیادہ ہونا بھی ممکن تھا، ایک یہ کہ اپنی حالت کو دیکھے کہ اس کے پاس مصیبت سے بڑی نعمتیں موجود ہیں، مثلاً کسی کا ایک بیٹا مر گیا لیکن دوسرا اس سے عزیز بیٹا موجود ہے۔

ایک یہ کہ دنیا میں اس مصیبت کا بدلہ ملنے کی امید رکھے، ایک یہ کہ آخرت میں اس اجر پر ملنے کو سوچے، ایک یہ کہ ایسے حالات پر جن پر عوام مدح وتعریف کرتے ہیں ان کی مدح وتوصیف کا تصور کر کے لذت حاصل کرے اور حق تعالیٰ کی طرف سے اجر ملنے کے تصور سے لطف اندوز ہو۔

ایک یہ بھی ہے کہ سوچے کہ ہائے واویلا کرنا کچھ مفید نہیں ہوتا بلکہ اس سے آدمی مزید رسوا ہو جاتا ہے۔

ان کے علاوہ اور بہت سے تصورات ہیں جن کے ذریعے انسان کو صبر آجاتا ہے، اور اِن پہلوؤں کو دیکھ کر تسلی ہو جاتی ہے۔

لہذا صابر کو چاہیے کہ اپنے کو ان میں مشغول کریں اور ان کے ذریعہ اپنی آزمائش کی گھڑیاں پوری کرے۔

صبر کی حقیقت

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ صبر کی حقیقت کے متعلق فرماتے ہیں:

شریعت میں فرمایا گیا ہے کہ اگر کوئی پریشانی یا مصیبت آئے تو اس پر صبر کیا جائے۔ مثلاً اگر کوئی چیز گم ہو جائے تو ''إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ'' پڑھے لیکن اگر کوئی شخص اس کے باوجود اپنی گم شدہ چیز کو تلاش کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور ادھر ادھر دوڑ رہا ہے تو ایسا شخص بھی صابرین میں شمار کیا جائے گا۔ کیونکہ صبر کا تعلق ہاتھ پیر سے نہیں بلکہ

قلب سے ہے اور قلب کا وظیفہ یہ ہے کہ صبر کرے اور صبر کے معنی یہ ہیں کہ بندہ رضا کا اظہار کر دے کہ جو کچھ من جانب اللہ ہوا وہ ٹھیک ہوا، باقی ادھر سے امر ہے کہ جد و جہد بھی کرو اور کوشش بھی کرو، ہاتھ پیر سے سعی بھی کرو، یہ صبر کے منافی نہیں ہے، سعی کا حاصل یہ ہے کہ اس چیز کو پانے کے لئے جد و جہد کرو جو گم ہے لیکن جو کچھ نتیجہ نکلے اس پر راضی رہے اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہنا بھی صبر ہے اس میں چوں و چرا بالکل نہ کریں۔ ❶

صبر کی تدبیر

رہا یہ کہ صبر کس طرح سے کرے تو اس کی بھی تدبیر ہے۔ یعنی قلب کے اندر تشویش نہ ہو کہ ہائے میری فلاں چیز کھو گئی، اب کیا ہوگا۔ جب کسی چیز کے تلف ہونے یا فقدان پر صبر کرے گا تو جب تک اس کا کوئی بدل موجود نہ ہوگا جس کی طرف رجوع کرے تو اس وقت تک صبر نہیں ہوسکتا ہے، اس لئے مصیبت آنے پر اس کے بدل پر غور کرے کہ کیا گیا اور کیا باقی ہے، جب کوئی مصیبت آئے تو سب سے پہلے یہ غور کرو کہ یہ مصیبت میرے دین پر آئی ہے یا دنیا پر۔ اگر دین محفوظ ہے تو خوش ہونے کی بات ہے کہ اصل سرمایہ محفوظ ہے بس اس خیال کے ساتھ صبر آ جائے گا، باقی دنیا یہ تو خود ہی جانے والی ہے بعض دفعہ زندگی میں یہ چھن جاتی ہے ورنہ موت سے تو چھن جانا ضروری ہے، تو جو چیز چھنتی تھی وہ چھن گئی، وہ جانے ہی والی تھی اور جو چیز رہنے والی تھی وہ الحمد للہ محفوظ ہے، اس طرح صبر آ جائے گا کہ بڑی چیز قبضے میں ہے اور چھوٹی چیز چلی گئی، اب جو وہ چھوٹی چیز مثلاً دولت یا صحت گئی اور مصیبت آئی تو اس پر بھی غور کرے کہ اس کے آنے سے کچھ فائدہ بھی پہنچا، یا نقصان ہی نقصان ہے، جب اس پر غور کرو کہ بدل میں کیا چیز

❶ مجالس حکیم الاسلام: مجلس نمبر ۳، ج ۱ ص ۱۰۲

ملی اور باقی کیا چیز رہی تو صبر آجائے گا یہ دیکھے کہ کون سی چیز گئی اور کون سی چیز باقی ہے، اور کس بڑی مصیبت سے بچ گیا، تو فوراً صبر آجائے گا اور رجوع الی اللہ کا موقع مل جائے گا، مصیبت میں بھی شکر کا موقع ہے کہ اس معمولی مصیبت کے ذریعہ بڑی مصیبت سے بچالیا گیا اور فلاں مرض سے رہائی نصیب ہوئی، اس لئے کہ مصیبتیں بے انتہاء ہیں اور بڑی سے بڑی مصیبتیں ہیں، جب بڑی بڑی مصیبتوں پر غور کرے گا تو اپنی مصیبت ہلکی معلوم ہوگی۔

صبر ہوتو بیماری بھی نعمت ہے

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں کوئی چیز مصیبت نہیں ہے بلکہ ہر چیز نعمت ہے، مصیبت بھی ایک نعمت ہے اس لئے کہ اس سے بندہ کو اجر ملتا ہے۔ ترقی مدارج ہوتی ہے آدمی کو چاہیے کہ مصیبت پر نگاہ نہ کرے۔ بلکہ ترقی مدارج اور کفارہ سیئات پر نگاہ کرے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مصیبت آتی ہے وہ مصیبت نہیں بلکہ نعمت ہوتی ہے، ہم اپنی تنگ دلی سے اس کو مصیبت سمجھ جاتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فرق صرف اتنا ہے کہ بعضے نعمتوں کی صورت بھی نعمت کی ہوتی ہے اور حقیقت میں بھی نعمت ہوتی ہے اور بعض نعمتوں کی صورت مصیبت کی سی ہوتی ہے۔ (۱)

سات حفاظ بیٹوں کا ایک دن انتقال

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک عالم دین کے سات حافظ بچے دہلی کی مساجد میں ختم قرآن میں مصروف تھے، جب ہر ایک بچہ

(۱) مجالس حکیم الاسلام: مجلس نمبر ۳ ج ۱ ص ۱۰۲ تا ۱۰۵

ختم قرآن مجید سے فارغ ہوا تو ایک مسجد میں سات بھائیوں نے شبینہ شروع کر دیا۔ نمبر کے ساتھ ہر ایک بھائی قرآن مجید سنا رہا تھا، پیچھے بڑی تعداد میں دہلی کے مسلمان کھڑے تھے، تو اس کے دوران ساتوں بھائیوں کو ہیضے کی تکلیف شروع ہوگئی، تراویح درمیان میں چھوٹ گئی اور یوں ایک ہی رات میں سات حافظ بھائی انتقال کر گئے، ان کے والد صاحب نے سات بچوں کے جنازے اٹھائے، فرمایا: اللہ پاک کے اس فیصلے پر میں راضی ہوں اور وہی میرا مولیٰ ہے اور دوسرے دن اس حادثے کے دُکھ میں والد بھی چل بسے، بڑے لوگوں کے امتحانات بھی بڑے ہوتے ہیں اللہ پاک بغیر حساب کے اور بغیر امتحان کے کامیاب فرمائے۔ ❶

ہر مصیبت سے بڑھ کر مصیبت موجود ہے

ایک شخص کے دو جڑواں بچے پیدا ہوئے اور ان کی کمر اوپر سے نیچے تک بالکل چسپاں تھی، ڈاکٹروں کو جمع کیا گیا کہ یہ دو بچے ہیں اور جڑے ہوئے ہیں، اس کو حل کروان کو آپریشن کر کے الگ کر دو، ڈاکٹروں نے کہا کہ اگر آپریشن کیا گیا تو دونوں مرجائیں گے، اس لئے کہ جو شہ رگیں ہیں وہ دونوں کی جڑی ہوئی ہیں، دونوں کی پرورش کی گئی اب ماں بے چاری ایک کو دودھ پلاتی تو دوسرا الٹا پڑا ہوا اور جب دوسرے کو پلاتی تو وہ الٹا پڑا ہوا ہے۔ غرض وہ اس طرح سے پالتی رہی یہاں تک کہ بچے پانچ چھ برس کے ہو گئے، ان کی تعلیم کا بندوبست کیا گیا خدا کی قدرت کہ ایک کے دل میں جذبہ پیدا ہوا علوم دین حاصل کرنے کا اور ایک کے دل میں جذبہ پیدا ہوا علوم معاش حاصل کرنے کا، دونوں کے لئے عالم متعین کئے گئے ایک اچھا عالم بن گیا اور ایک بڑا گریجویٹ بن گیا، دونوں بھائی آپس میں باتیں کیا کرتے، جو بھائی دنیا طلب تھا وہ کہتا کہ ہم سے

❶ ایک ہزار پر تاثیر واقعات: ص ۴۲۷

زیادہ کوئی مصیبت میں نہیں ہے، ہر وقت کی مصیبت میرا جی کھیلنے کو چاہتا ہے اور تیرا دل نہیں چاہتا مگر مجبورا تجھ کو جانا پڑتا ہے، اور اگر میں استنجاء کے لئے جانا چاہوں اور تیرا جی نہیں چاہتا تو بھی تجھ کو جانا پڑتا ہے، تو کوئی اپنے دل کی بات نہیں کر سکتا ہے، لہذا ہم سے زیادہ کوئی مصیبت میں نہیں ہے یہ سن کر دیندار بھائی کہتا کہ بھائی صبر کرو اس سے بڑھ کر بھی تو مصیبت آنی ممکن ہے، اس نے کہا کہ اس سے بڑھ کر مصیبت ہو ہی نہیں سکتی، وہ نصیحت کرتا کہ یہ مت کہو اللہ کے یہاں مصیبتوں کے خزانے بھی بہت ہیں، خدا کی قدرت کہ دیندار بھائی کا انتقال ہو گیا تو پھر ڈاکٹروں کو جمع کیا کہ اس لاش کو کاٹو تو انہوں نے کہا کہ اگر لاش کاٹی گئی تو یہ بھی مر جائے گا، اب لاش دنیا دار بھائی کے کمرے پر ہے سوتا ہے تو مردہ کمرے کے اوپر، کھانا کھاتا ہے تو مردہ کمر پر، استنجاء کو جاتا ہے تو مردہ کمر پر اس وقت چھوٹے بھائی نے کہا کہ میرا بھائی صحیح کہتا تھا، وہ مصیبت لاکھ درجہ بہتر تھی جب کہ بھائی زندہ تھا، تو اس نے توجہ کی اور صبر کیا اور کہا کہ اے اللہ! بس کرو اگر اس سے بڑی مصیبت آ گئی تو کیا ہوگا، معلوم ہوا کہ ہر مصیبت سے بڑھ کر مصیبت ہے، صبر کی ایک صورت یہ ہے کہ اہل مصائب کو سامنے رکھے بالخصوص ان کو جن پر زیادہ مصیبت آئی ہے تو خود بخود وہ شکر کرے گا کہ ہم سے زیادہ مصیبت فلاں پر آئی ہے۔

دنیا کی نعمت بھی ہو تو اس میں بھی مصائب ملے ہوئے ہیں، کوئی نعمت ایسی نہیں ہے کہ جس میں مصیبت کا دروازہ کھلا ہوا نہ ہو، اور کوئی مصیبت ایسی نہیں کہ جس میں نعمت کا راستہ نہ نکلتا ہو، تو یہاں کی نعمت محدود ہے اور مصیبت بھی یہاں کی لازوال نہیں ہے، اکبر نے ایک قطعہ لکھا ہے وہ لسان العصر ہیں اور مانے ہوئے شاعر ہیں انہوں نے بڑے ہی کام کی بات کہی ہے:

ایک ہی کام سب کو کرنا ہے　　یعنی جینا ہے اور مرنا ہے
اب رہی بحث ورنج وراحت کی　　وہ فقط وقت کا گزرنا ہے

نہ یہ ٹھہرنے والی نہ وہ ٹھہرنے والی واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے بڑے کام کی بات بتائی ہے کہ مصیبتوں کا خیال مت کرو اور منزل کی طرف متوجہ رہو۔ ❶

بیٹے کے قاتل کو معاف کرنے اور اکرام کرنے کا واقعہ

ایک نیک دل شخص نے اپنے اکلوتے بیٹے کو ایک سو اشرفیاں دے کر بسلسلہ تجارت سفر پر روانہ کیا، قضائے کار پہلی ہی منزل میں ایک ڈاکو نے اسے قتل کر کے تمام مال لوٹ لیا، چند لوگوں نے ہر چند کہ قاتل کا تعاقب کیا لیکن وہ بھاگ کر جان بچانے میں کامیاب ہو گیا، اور رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر وہ مقتول کے گاؤں میں اس کے باپ ہی کے گھر پہنچ گیا اور تمام واردات قتل وغارت سنا کر اس سے چند روز کے لیے پناہ مانگی تا کہ خطرے کا وقت گزر جائے، اور اسے خدمت کے طور پر نصف مال کا لالچ بھی دے دیا، نیک دل باپ نے تھیلی اور مقدار سے صحیح اندازہ کر لیا کہ میرا ہی بیٹا قتل کیا گیا ہے اور یہ مال بھی میرا دیا ہوا ہے، مقتول کے باپ نے تین روز تک اس قاتل کی نہایت خاطر تواضع کی، چوتھے روز اس نے بہتی آنکھوں کے ساتھ عرض کیا کہ جس نوجوان کو تم نے قتل کیا ہے وہ میرا ہی اکلوتا بیٹا تھا، بہتر ہے کہ تم اب یہاں سے چلے جاؤ کیوں کہ خطرے کا وقت گزر چکا ہے، لیکن اب مجھے یہ خطرہ ہے کہ کہیں شفقت پدری و فطرت انسانی سے مجبور ہو کر کسی وقت میرے جذبات انتقام جوش میں آ جائیں اور میں مغلوب ہو کر تمہیں قتل کر ڈالوں اور صبر کے ثواب سے محروم رہ جاؤں، چنانچہ اپنے فرزند کے قاتل کو مع مال کے بغیر کسی قسم کے اظہار رنج کے رخصت کر دیا۔ ❷

❶ مجالس حکیم الاسلام: مجلس نمبر ۳، ج ۱ ص ۱۰۹ تا ۱۱۱

❷ عجیب وغریب واقعات: ص ۹۰

نہایت مالدار شخص کے چھ بچے لاعلاج بیماری میں مبتلا

ملتان خونی برج کے علاقے میں پہلے زمانہ میں مونج کا ایک کارخانہ ہوتا تھا جس کی مونج پنجاب کے علاوہ سارے پاکستان میں بھیجی جاتی تھی، آج سے چالیس سال قبل جب میں نشتر ہسپتال میں سروس کررہا تھا، تو اس کارخانے کے مالک نے آکر میرے پروفیسر کو ایک مسئلہ بتایا کہ اس کے چاروں لڑکوں کو ایسی بیماری ہے جس کے علاج سے ڈاکٹر حکیم اور ہومیوپیتھی عاجز آچکے ہیں، نیز اس کی دو لڑکیاں ہیں اور دونوں کو دل کی بیماری ہے، ولایت کے سب سے قابل ڈاکٹر کو دکھایا جائے اور علاج کیا جائے۔

چنانچہ ولایت کے سب سے مشہور ڈاکٹر لارڈ برین کا انتخاب کیا گیا، خرچہ فیس اس مالک کارخانہ نے برداشت کی، ایک دن لارڈ برین ملتان آیا اور اس کے کارخانہ میں گیا تو چھ چارپائیاں لگی ہوئی تھیں یعنی گھر کے چھ بچے سب کے سب بیمار تھے جن کے ماں اور باپ بھی مریض تھے۔ چنانچہ سب کا تفصیلاً معائنہ کیا گیا (میں بھی ساتھ تھا) تمام لڑکوں کو عضلات کی موروثی بیماری تھی جو لاعلاج ہے، دونوں لڑکیوں کے دل کے اندر سوراخ تھے جس کے لئے دل کا آپریشن درکار تھا جو آج سے چالیس سال قبل پاکستان میں ممکن نہ تھا، لارڈ برین کا ملتان میں بہت اکرام کیا گیا منہ مانگی فیس اور سفر خرچ دیا گیا نسخہ کا انتظار تھا، لارڈ برین نے جو نسخہ لکھا: اس کے الفاظ یہ تھے یعنی کوئی علاج نہیں یہ نسخہ مخفی رکھا گیا، جب لارڈ برین واپس ولایت پہنچ گئے تو ان کی ہدایت کے مطابق یہ راز افشاں کیا گیا تو مالک کارخانہ نے چیخ ماری اور اپنے آپ کو پیٹنا شروع کردیا کہ اللہ نے ہمیں دنیا کی سب چیز دی ہے مگر صحت نہیں دی۔ کارخانہ کا مالک اور اس کی بیوی دمہ کی مریضہ تھی چار لڑکوں اور دو لڑکیوں کے لئے ایک ایک نوکر یا نوکرانی ہر وقت حاضر خدمت رہتی مگر امتحان کے لئے ایسی بیماری دی جس کا دنیا کا بڑے سے بڑا ڈاکٹر بھی کچھ نہیں کرسکتا تھا، بڑا عبرت کا مقام تھا

کہ ماں باپ دونوں اپنی قسمت پر رو رہے تھے اور بچے ان کا منہ دیکھ رہے تھے اور ہم سب ڈاکٹر اللہ کی ذات کے سامنے اپنے آپ کو بے بس و مجبور سمجھ رہے تھے۔

واقعی سب چیزوں کا مالک میرا اللہ ہے، ایسے واقعات سے عبرت حاصل نہ کرنا بہت بڑی محرومی ہے، اللہ تعالیٰ نے جتنے انعامات عطا فرمائے ہیں ان کا شکر ادا کیا جائے تو اپنا ہی فائدہ ہے اور اگر کوئی تکلیف آئے تو صبر کرنا چاہیے جس سے مالک الملک خوش ہوتا ہے۔ ❶

غور کریں کہ انبیاء علیہم السلام اور اسلاف پر کتنی آزمائشیں اور مصائب آئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سب سے زیادہ مقرب بندے تھے لیکن آزمائشیں اور تکلیفیں آپ پر سب سے زیادہ آئیں دو، دو مہینے گزر جاتے تھے اور گھر میں پانی اور کھجور کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہوتا تھا، خندق کے موقع آپ کو اپنے جسم پر پتھر باندھ لینے کی ضرورت محسوس ہوئی، یہ اُمت کو درس دینا تھا کہ اُمت پر بھی تکلیفیں اور آزمائشیں آئیں گی، ان آزمائش اور تکلیفوں کو لانے سے اللہ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بندہ کے گناہ معاف ہوجائیں، درجات بلند ہو، اور رجوع الی اللہ بڑھ جائے، جب اللہ رب العزت کسی سے محبت کرتے ہیں تو مصائب لا کر اُس کے گناہ معاف کر لیتے ہیں تاکہ آخرت میں آئے تو اس کے نامہ اعمال میں گناہ نہ ہو، ہمیشہ اللہ رب العزت سے عافیت مانگنی چاہیے، لیکن اگر کوئی مصیبت آجائے تو انسان اُس پر صبر کرے، رضا بالقضاء پر زندگی گزارے، اور اللہ رب العزت کی اُن نعمتوں کا استحضار کرے جو رب العالمین نے اُسے عطا کی ہیں، اور اُن لوگوں کے متعلق سوچے جو اس سے کئی گنا زیادہ مصائب میں مبتلا ہیں، پھر بھی شکر وصبر میں زندگی گزار رہے ہیں۔ اللہ رب العزت ہم سب کو عافیت میں رکھے اور جب آزمائش آئے تو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❶ ناقابل فراموش سچے واقعات: موضوع نمبر ۲۷، ص ۴۱۰، ۴۱۱

۳۳.....حسد کی مذمت وقباحت، حسد کے اسباب، دنیاوی واخروی نقصانات

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا،مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ،وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيكَ لَهُ،وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَمّابعد:فَأَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ:

﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمانِكُمْ كُفَّاراً حَسَداً مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِنْ بَعْدِ ما تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللّٰهُ بِأَمْرِهِ إِنَّ اللّٰهَ عَلى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾(البقرة: ۱۰۹)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلى ماآتاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْناآلَ إِبْراهِيمَ الْكِتابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْناهُمْ مُلْكاً عَظِيماً﴾(النساء: ۵۴)

وَفِيْ مَقَامٍ اٰخَرَ:

﴿وَمِنْ شَرِّ حاسِدٍ إِذا حَسَدَ﴾(الفلق: ۵)

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ،فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ،وَلَا تَحَسَّسُوا،وَلَا تَجَسَّسُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا،وَلَا تَدَابَرُوا،وَلَا تَبَاغَضُوا،وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا. ❶

❶صحيح البخاری: كتاب الأدب،باب ما ينهى عن التحاسد والتدابر، رقم الحديث: ۶۰۶۴

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: دَبَّ إِلَیْکُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَکُمْ: اَلْحَسَدُ وَالبَغْضَاءُ، هِیَ اَلْحَالِقَةُ، لَاأَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعَرَ وَلٰکِنْ تَحْلِقُ الدِّینَ، وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ لَا تَدْخُلُوا الجَنَّةَ حَتّٰی تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتّٰی تَحَابُّوا، أَفَلَا أُنَبِّئُکُمْ بِمَا یُثَبِّتُ ذٰلِکَ لَکُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ. (1)

میرے انتہائی واجب الاحترام، قابل صد احترام بھائیوں، دوستوں اور بزرگوں!

میں نے جن آیات اور احادیث کا تذکرہ کیا ان میں حسد کی مذمت فرمائی گئی ہے، یہ ایک ایسی باطنی اور روحانی بیماری ہے جو انسان کے سینے میں کینہ، بغض اور کھوٹ کا بیج بو دیتی ہے، جس سے انسان کے نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں، اور اِس کی نحوست سے اعمالِ صالحہ کی توفیق اللہ تعالیٰ چھین لیتے ہیں۔

حسد کی تعریف اور حسد وغبطہ کے درمیان فرق

حسد کہتے ہیں کسی کی نعمت اور راحت کو دیکھ کر جلنا اور یہ چاہنا کہ اس سے یہ نعمت زائل ہو جائے، چاہے حاسد کو حاصل ہو یا نہ ہو، حسد حرام اور گناہِ کبیرہ ہے اور یہ سب سے پہلا گناہ ہے جو آسمان میں کیا گیا اور یہ سب سے پہلا گناہ ہے جو زمین میں کیا گیا ہے۔ کیوں کہ آسمان میں ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام سے حسد کیا اور زمین میں ان کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل سے حسد کیا۔ اور غبطہ کے معنی ہیں کہ کسی کی نعمت دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ یہ نعمت مجھے بھی حاصل ہو جائے، اور یہ ارادہ نہ کرنا کہ اُس سے یہ نعمت زائل ہو جائے، اور نہ یہ کہ اُس سے منتقل ہو کر اس کو مل جائے، یہ حسد نہیں ہے، یعنی اس میں صرف یہ تمنا ہوتی ہے کہ اے اللہ! جو تو نے اپنے فلاں بندے کو نعمت

(1) سنن الترمذی: أبواب صفة القیامة والرقاق والورع، باب ماجاء فی صفة أوانی الحوض، باب، رقم الحدیث: ۲۵۱۰

دی ہے مجھے بھی عطا فرما، تیرے خزانے میں کوئی کمی نہیں، دوسرے سے نعمت کے زائل ہونے کی تمنا نہ کرے:

اَلْحَسَدُ أَن تَتَمنّٰی نِعْمَتَه عَلَی أَن تَتَحَوَّلَ عَنْهُ،وَالْغِبْطَةُ أَن تتمنی مِثْلَ حَالِ المَغْبوطِ مِنْ غَيْرِ أَن تُرِيد زَوَالَهَاوَلاأَنْ تَتَحَوَّلَ عَنْهُ وَلَيْسَ بِحَسَدٍ. ❶

حسد کی حقیقت

حسد کی حقیقت یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو دیکھا کہ اس کو کوئی نعمت ملی ہوئی ہے، چاہے وہ نعمت دنیا کی ہو، یا دین کی۔ اس نعمت کو دیکھ کر اس کے دل میں جلن اور کڑھن پیدا ہوئی کہ اس کو یہ نعمت کیوں مل گئی، اور دل میں یہ خواہش ہوئی کہ یہ نعمت اس سے چھن جائے تو اچھا ہے، یہ ہے حسد کی حقیقت۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو مال و دولت دیا، یا کسی کو صحت کی دولت دی، یا کسی کو شہرت دی، یا کسی کو عزت دی، یا کسی کو علم دیا، اب دوسرے شخص کے دل میں یہ خیال پیدا ہو رہا ہے کہ یہ نعمت اس کو کیوں ملی؟ اس سے یہ نعمت چھن جائے تو بہتر ہے، اور اس کے خلاف کوئی بات آتی ہے تو وہ اس سے خوش ہوتا ہے، اور اگر اس کی ترقی سامنے آتی ہے تو اس سے دل میں رنج اور افسوس ہوتا ہے کہ یہ کیوں آگے بڑھ گیا، اس کا نام حسد ہے۔ اب اگر حسد کی اس حقیقت کو سامنے رکھ کر غور کرو گے تو یہ نظر آئے گا کہ حسد کرنے والا درحقیقت اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر اعتراض کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نعمت اس کو کیوں دی؟ مجھے کیوں نہیں دی؟ یہ تو اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر اعتراض کر رہا ہے، قادر مطلق پر اعتراض کر رہا ہے، اپنے محسن اور منعم پر اعتراض کر رہا ہے اور ساتھ ساتھ یہ خواہش کر رہا ہے کہ یہ نعمت کسی طرح اس سے چھن جائے۔ اسی وجہ سے اس کی سنگینی اور خطرناکی بہت زیادہ ہے۔ ❷

❶ لسان العرب: حرف الطاء، فصل الغین المعجمة، ج۷ ص ۳۵۹

❷ اصلاحی خطبات: حسد ایک مہلک بیماری، ج۵ ص۶۵

رشک کرنا جائز ہے

یہاں یہ بات سمجھ لیں کہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دوسرے شخص کو ایک نعمت حاصل ہوئی، اب اس کے دل میں یہ خواہش ہو رہی ہے کہ مجھے بھی یہ نعمت حاصل ہو جائے تو اچھا ہے، یہ حسد نہیں ہے بلکہ یہ رشک ہے، عربی میں اس کو ''غبطہ'' کہا جاتا ہے، اور بعض مرتبہ عربی زبان میں اس پر بھی ''حسد'' کا لفظ بول دیا جاتا ہے، لیکن حقیقت میں یہ حسد نہیں۔ مثلاً کسی شخص کا اچھا مکان دیکھ کر دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ جس طرح اس شخص کا مکان آرام دہ اور اچھا بنا ہوا ہے، میرا بھی ایسا مکان ہو جائے، یا مثلاً جیسی ملازمت اس کو ملی ہوئی ہے، مجھے بھی ایسی ملازمت مل جائے، یا جیسا علم اللہ تعالیٰ نے اس کو دیا ہے، ایسا علم اللہ تعالیٰ مجھے بھی عطا فرما دے، یہ حسد نہیں بلکہ رشک ہے، اس پر کوئی گناہ نہیں، لیکن جب اس کی نعمت کے زائل ہونے کی خواہش دل میں پیدا ہو کہ اس کی یہ نعمت اس سے چھن جائے تو اچھا ہے، یہ حسد ہے۔ ❶

حسد کے چار درجات

حسد کے چار مراتب ہیں:

۱...... پہلا مرتبہ یہ ہے کہ دوسرے شخص سے نعمت کا زوال چاہے، خواہ وہ نعمت اُسے حاصل نہ ہو، اس طرح کے حسد میں بہت سے لوگ مبتلا ہوتے ہیں۔

۲...... دوسرا مرتبہ یہ ہیں کہ دوسرے سے نعمت کا زوال اس لیے چاہیے کہ وہ نعمت اسے مل جائے، جیسے کوئی شخص خوبصورت عورت، عالی شان مکان اور جاہ ومنصب کا خواہش مند ہو، اس صورت میں وہ نعمت کا طلب گار ہو، دوسرے سے چھن جانے کا خواہش مند نہیں ہے۔

---

❶ اصطلاحی خطبات: حسد ایک مہلک بیماری، ج۵ ص۶۶

۳...... تیسرا مرتبہ یہ ہیں کہ وہ شخص کسی محسوس نعمت کا طلب گار نہ ہو بلکہ اس جیسی نعمت چاہتا ہو، چنانچہ جب وہ اس جیسی نعمت کے حصول سے عاجز ہو جائے تو یہ خواہش کرے کہ دوسرے کے پاس بھی یہ نعمت باقی نہ رہے تاکہ دونوں برابر ہو جائیں۔

۴...... چوتھا درجہ یہ ہے کہ وہ اس جیسی نعمت چاہتا ہو لیکن نہ ملنے کی صورت میں یہ خواہش بھی نہ رکھتا ہو کہ دوسرا بھی اس سے محروم ہو جائے۔ ❶

چاروں درجات کا حکم

یہ آخری درجہ قابل معافی ہے، اگر دنیاوی امور کے سلسلے میں ہو اور مستحب ہے اگر دینی امور میں ہو۔ تیسرے درجہ میں خیر و شر دونوں ہی پہلو ہیں۔ دوسرا درجہ تیسرے سے ہلکا ہے، پہلا درجہ ہر حال میں مذموم ہے۔ کسی شخص سے نعمت کا زوال نہ چاہنا اچھا ہے لیکن یہ بات اچھی نہیں کہ جو نعمت دوسرے کے پاس ہے اسے اپنا بنانا چاہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ (النساء: ۳۲)

ترجمہ: اور جن چیزوں میں ہم نے تم کو ایک دوسرے پر فوقیت دی ہے، ان کی تمنا نہ کرو، مرد جو کچھ کمائی کریں گے ان کو اس میں سے حصہ ملے گا، اور عورتیں جو کچھ کمائی کریں گی ان کو اس میں سے حصہ ملے گا۔ اور اللہ سے اس کا فضل مانگا کرو، بیشک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ ❷

---

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الغضب والحقد والحسد، ج۳ ص ۱۹۲

❷ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الغضب والحقد والحسد، ج۳ ص ۱۹۲

قرآنِ کریم کی روشنی میں حسد کی مذمت وقباحت

اہل کتاب حسد کی وجہ سے تمہیں کافر بنانا چاہتے ہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمانِكُمْ كُفَّاراً حَسَداً مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِنْ بَعْدِما تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ إِنَّ اللَّهَ عَلى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾(البقرة: ۱۰۹)

ترجمہ: (مسلمانو) بہت سے اہل کتاب اپنے دلوں کے حسد کی بنا پر یہ چاہتے ہیں کہ تمہارے ایمان لانے کے بعد تمہیں پلٹا کر پھر کافر بنا دیں، باوجود یہ کہ حق ان پر واضح ہو چکا ہے۔ چنانچہ تم معاف کرو اور درگزر سے کام لو یہاں تک کہ اللہ خود اپنا فیصلہ بھیج دے۔ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

یہود کی حسد پر مذمت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلى ما آتاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنا آلَ إِبْراهِيمَ الْكِتابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْناهُمْ مُلْكاً عَظِيماً﴾(النساء: ۵۴)

ترجمہ: یا یہ لوگوں سے اس بنا پر حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے ان کو اپنا فضل (کیوں) عطا فرمایا ہے؟ سو ہم نے تو ابراہیم کے خاندان کو کتاب اور حکمت عطا کی تھی اور انہیں بڑی سلطنت دی تھی؟

یہودیوں کی مسلمانوں سے دشمنی اور عناد کا سبب قرآن کریم نے یہ بیان فرمایا ہے کہ انہیں یہ توقع تھی کہ جس طرح پچھلے بہت سے انبیائے کرام علیہم السلام بنی اسرائیل سے آئے ہیں، نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم بھی انہی کے خاندان سے ہوں گے، لیکن جب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں مبعوث فرمائے گئے، تو یہ لوگ حسد میں مبتلا ہو گئے، تو اللہ تعالی نے حسد کی مذمت کی۔

امام الانبیاء کو حسد سے پناہ مانگنے کا حکم

حسد اتنی بُری چیز ہے، اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے پناہ مانگنے کا حکم دیا، ارشادِ باری تعالی ہے:

﴿وَمِنْ شَرِّ حاسِدٍ إِذا حَسَدَ﴾ (الفلق: ۵)

ترجمہ: (میں پناہ مانگتا ہوں) اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

اہلِ کتاب نے حسد کے سبب آپ کی نبوت کا انکار کیا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے یہود جب کسی قوم سے جنگ کرتے تو اس طرح دعا مانگتے:

''اے اللہ اس پیغمبر کے طفیل میں جسے بھیجنے کا تو نے وعدہ کیا ہے، اس کتاب کے طفیل میں جسے تو نازل کرنے والا ہے، ہمیں فتح دے۔''

چنانچہ اس دعا کی برکت سے انہیں فتح ہوتی تھی۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت نبی تشریف لائے، تو یہودیوں نے پیغمبرانہ علامات سے آپ کو پہچانا، لیکن پہچاننے کے باوجود انکار کیا۔ چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَلَمَّاجَاءَ هُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِاللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَامَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوافَلَمَّاجَاءَ هُمْ مَاعَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ (البقرة: ۸۹)

ترجمہ: اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے وہ کتاب آئی (یعنی قرآن) جو اس (تورات) کی تصدیق بھی کرتی ہے جو پہلے سے ان کے پاس ہے (تو ان کا طرزِ عمل

دیکھو) باوجود یہ کہ یہ خود شروع میں کافروں (یعنی بت پرستوں) کے خلاف (اس کتاب کے حوالے سے) اللہ سے فتح کی دعائیں مانگا کرتے تھے، مگر جب وہ چیز ان کے پاس آ گئی جسے انہوں نے پہچان بھی لیا، تو اس کا انکار کر بیٹھے۔ پس لعنت ہے اللہ کی ایسے کافروں پر۔ ❶

احادیث مبارکہ کی روشنی میں حسد کی مذمت وقباحت

احادیثِ مبارکہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسد کی نہایت مذمت فرمائی اور حسد کے قبائح اور اِس سے نیک اعمال کے ضیاع اور دیگر نقصانات کو صراحتاً ترہیب کے انداز میں بیان فرمایا ہے۔

اے اللہ کے بندو حسد نہ کرو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحَدِيثِ، وَلَاتَحَسَّسُوا، وَلَاتَجَسَّسُوا، وَلَاتَحَاسَدُوا، وَلَاتَدَابَرُوا، وَلَاتَبَاغَضُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا. ❷

ترجمہ: تم بدگمانی سے بچو، اس لئے کہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور نہ کسی کے عیوب کی جستجو کرو اور نہ ایک دوسرے پر حسد کرو اور نہ غیبت کرو اور نہ بغض رکھو اور اللہ کے بندے بھائی بن کر رہو۔

حسد نیک اعمال کو برباد کردیتا ہے

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ: اَلْحَسَدُ وَالْبُغْضَاءُ، هِيَ الْحَالِقَةُ، لَا أَقُولُ

---

❶ تفسیر الطبری: سورہ بقرہ آیت نمبر ۸۹ کے تحت، ج ۲ ص ۳۳۳، ۳۳۴/ تفسیر البغوی: ج ۱ ص ۱۴۱/السراج المنیر: ج ۱ ص ۷۶

❷ صحيح البخاري: كتاب الأدب، باب ما ينهى عن التحاسد والتدابر، رقم الحديث: ۶۰۶۴

تَحْلِقُ الشَّعَرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ،وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوا،وَلَا تُؤْمِنُوا حَتّٰى تَحَابُّوا،أَفَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِمَا يُثَبِّتُ ذٰلِكَ لَكُمْ؟ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ. ❶

ترجمہ:تم سے پہلے کی امتوں کی بیماری تمہارے اندر سرایت کرگئی ہےاوروہ بیماری حسد اوربغض ہے جومونڈنے والی ہے،اس سے میری مراد بالوں کومونڈنانہیں ہے بلکہ دین کومونڈنا ہےقسم ہےاس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے!تم اسوقت تک جنت میں داخل نہیں ہوسکتےحتی کہ ایمان لاؤ،اوراس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتے حتی کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو،کیا میں تمھیں وہ چیز نہ بتاؤں جوآپس میں محبت پیدا کرے؟ آگاہ رہو!اپنے درمیان سلام کوعام کرو۔

یعنی بغض یا حسد اتنی بری خصلت ہے کہ اس کی وجہ سے انسان کا دین واخلاق تباہ ہو جاتے ہیں،اوریہ گناہ انسان کے دین کومونڈدیتاہے،جیسےاسترے سے بال سرپرباقی نہیں رہتے اِس گناہ کی وجہ سے دین باقی نہیں رہتا،اس گناہ سے بچنے کے لئےآپس میں محبت اورخیرخواہی ضروری ہے،اورآپس میں سلام کے ذریعے محبت بڑھتی ہے،لہذا سلام کورواج دیاجائے،اوردوسروں کے بارے میں حسن ظن رکھیں اوران کی نعمتوں کے بقاء کے لئے دعاکریں،اوراللہ رب العزت کےخزانے میں کمی کوئی نہیں،اپنے لئے بھی وہی نعمتیں اللہ رب العزت سے مانگیں۔

حسددوشخصوں کےعلاوہ کسی کے لئے جائزنہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:

لَا حَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَتَيْنِ:رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ،وَقَامَ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ،

❶سنن الترمذی:أبواب صفة القيامةوالرقاق والورع،باب ماجاء فی صفة أوانی الحوض ،باب،رقم الحديث: ٢٥١٠

وَرَجُلٌ أَعْطَاهُ اللّٰهُ مَالًا،فَهُوَ يَتَصَدَّقُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ.❶

ترجمہ: دو شخصوں کے سوا کسی پر حسد کرنا جائز نہیں: ایک وہ شخص کہ جس کو حق تعالیٰ شانہ نے قرآن شریف کی تلاوت عطا فرمائی ہو اور وہ دن رات اس میں مشغول رہتا ہو۔ اور دوسرا وہ شخص کہ جس کو حق سبحانہ وتعالیٰ نے مال و دولت کی فراوانی عطا فرمائی ہو اور وہ دن رات اس کو خرچ کرتا ہو۔

تین چیزوں سے انسان عاجز نہیں

اسماعیل بن اُمیہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثٌ لَا يُعْجِزُهُنَّ ابْنُ آدَمَ: الطِّيَرَةُ،وَسُوءُ الظَّنِّ،وَالْحَسَدُ،قَالَ: فَيُنْجِيكَ مِنَ الطِّيَرَةِ أَلَّا تَعْمَلَ بِهَا،وَيُنْجِيكَ مِنْ سُوءِ الظَّنِّ أَلَّا تَتَكَلَّمَ بِهِ، وَيُنْجِيكَ مِنَ الْحَسَدِ أَلَّا تَبْغِي أَخَاكَ سُوءًا.❷

ترجمہ: تین چیزیں ایسی ہیں جن سے آدمی عاجز نہیں، بدشگونی، بدظنی، حسد۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدشگونی سے تجھے نجات اس طرح مل سکتی ہے کہ تو اُس پر عمل ہی نہ کر۔ اور بدظنی سے تجھے نجات اس طرح مل سکتی ہے کہ تو اُس کے بارے میں بات ہی نہ کر۔ اور حسد سے تجھے نجات اس طرح مل سکتی ہے کہ تو اپنے مسلمان بھائی کی برائی کے پیچھے مت پڑ۔

ایمان اور حسد ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَجْتَمِعَانِ فِي النَّارِ مُسْلِمٌ قَتَلَ كَافِرًا ثُمَّ سَدَّدَ وَقَارَبَ،وَلَا يَجْتَمِعَانِ فِي

❶ صحيح البخاري: كتاب فضائل القرآن،باب اغتباط صاحب القرآن،رقم الحديث:٥٠٢٥

❷ جامع معمر بن راشد: باب الطيرة،ج١٠ ص٤٠٣،رقم الحديث: ١٩٥٠٤/شعب الإيمان: التوكل بالله عزوجل،ج٢ ص٤٠٠،رقم الحديث: ١١٢٩

جَوْفِ مُؤْمِنٍ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَفَيْحُ جَهَنَّمَ، وَلَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ الْإِيمَانُ وَالْحَسَدُ. ❶

ترجمہ: جس مسلمان نے کسی کافر کو قتل کر ڈالا اور پھر درمیانہ راستہ اختیار کیا تو وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا، اس طریقہ سے دوزخ کی گرمی اور اس کا دھواں اور جہاد کا گرد وغبار اکٹھے نہیں ہو سکتے، نیز کسی مسلمان کے قلب میں ایمان اور حسد دونوں چیزیں اکٹھی نہیں ہوسکتیں۔

سب سے بہترین انسان کی صفات

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون آدمی بہتر ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر وہ شخص جو مخموم دل اور زبان کا سچا ہو، یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ زبان کے سچے کو تو ہم جانتے ہیں (کہ زبان کا سچا اس شخص کو کہتے ہیں جو کبھی جھوٹ نہ بولے) لیکن ''مخموم دل'' سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ، لَا إِثْمَ فِيهِ، وَلَا بَغْيَ، وَلَا غِلَّ، وَلَا حَسَدَ. ❷

ترجمہ: مخموم دل وہ شخص ہے جس کا دل پاک وصاف ہو، پرہیز گار ہو، اس میں کوئی گناہ نہ ہو، اس نے کوئی ظلم نہ کیا ہو، حد سے تجاوز نہ کیا ہو اور اس میں کدورت وکینہ اور حسد کا مادہ نہ ہو۔

اس امت میں سرایت کرنے والے گناہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

❶ سنن النسائی: کتاب الجهاد، باب فضل من عمل فی سبیل اللّٰه علی قدمه، رقم الحدیث: ۳۱۰۹

❷ سنن ابن ماجة: کتاب الزهد، باب الورع والتقوی، رقم الحدیث: ۴۲۱۶

سَيُصِيبُ أُمَّتِي دَاءُ الْأُمَمِ.

ترجمہ: میری امت کو عنقریب قوموں کی بیماری لگ جائے گی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: قوموں کی بیماری کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْأَشَرُ وَالْبَطَرُ وَالتَّكَاثُرُ وَالتَّنَاجُشُ فِي الدُّنْيَا وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ حَتَّى يَكُونَ الْبَغْيُ. ❶

ترجمہ: تکبر، اترانا، مال کی کثرت کا اظہار کرنا، دنیاوی اسباب میں مقابلہ آرائی کرنا، ایک دوسرے سے بغض رکھنا، باہم حسد کرنا، یہاں تک کہ سرکشی وزیادتی ہو۔

بھائی کی مصیبت پر خوش مت ہوں

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيكَ فَيَرْحَمُهُ اللَّهُ وَيَبْتَلِيكَ. ❷

ترجمہ: اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی مت ہوں، (کہیں ایسا نہ ہو کہ) اللہ تعالی اسے نجات دے دے گا اور تجھے مبتلا کر دے گا۔

حسد نہ کرنے پر جنتی ہونے کی بشارت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابھی تمہارے

❶ المستدرک علی الصحیحین: کتاب البر والصلة، ج۴ص۱۸۵، رقم الحدیث: ۷۳۱۱/
قَالَ الْحَاكِم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ. وَوَافَقَهُ الذَّهَبِيُّ

❷ سنن الترمذی: أبواب صفة القيامة والرقاق والورع، باب ماجاء فی صفة أوانی الحوض، باب، رقم الحدیث: ۲۵۰۶

پاس ایک جنتی آدمی آئے گا، تو اتنے میں ایک انصاری آئے جن کی داڑھی سے وضو کے پانی کے قطرے گر رہے تھے، اور اُنہوں نے بائیں ہاتھ میں جوتیاں پکڑ رکھی تھیں۔ اگلے دن پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی بات فرمائی، تو پھر وہی انصاری اسی طرح آئے جس طرح پہلی مرتبہ آئے تھے۔ تیسرے دن پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ویسی ہی بات فرمائی اور وہی انصاری اسی حال میں آئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اُٹھے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما اُس انصاری کے پیچھے گئے، اور اُن سے کہا: میرا والد صاحب سے جھگڑا ہو گیا ہے، جس کی وجہ سے میں نے قسم کھالی ہے کہ میں تین دن تک اُن کے پاس نہیں جاؤں گا۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو آپ مجھے اپنے ہاں تین دن ٹھہرا لیں؟ اُنہوں نے کہا: ضرور! پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ: میں نے اُن کے پاس تین راتیں گزاریں، لیکن میں نے اُن کو رات میں زیادہ عبادت کرتے ہوئے نہ دیکھا، البتہ جب رات کو اُن کی آنکھ کھل جاتی تو بستر پر اپنی کروٹ بدلتے اور تھوڑا سا اللہ کا ذکر کرتے اور اللہ اکبر کہتے، اور نمازِ فجر کے لیے بستر سے اُٹھتے۔ ہاں! جب بات کرتے تو خیر ہی کی بات کرتے۔ جب تین راتیں گزر گئیں اور مجھے ان کے تمام اعمال عام معمول ہی کے نظر آئے (اور میں حیران ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے بشارت تو اتنی بڑی دی، لیکن ان کا کوئی خاص عمل تو ہے نہیں) تو میں نے اُن سے کہا: اے اللہ کے بندے! میرا والد صاحب سے کوئی جھگڑا نہیں ہوا، نہ کوئی ناراضگی ہوئی، اور نہ میں نے اُنہیں چھوڑنے کی قسم کھائی، بلکہ قصہ یہ ہوا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے بارے میں تین مرتبہ یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ: ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آنے والا ہے۔ اور تینوں مرتبہ آپ ہی آئے۔ اِس پر میں نے سوچا کہ میں آپ کے ہاں

رہ کر آپ کا خاص عمل دیکھوں اور پھر اس عمل میں آپ کے نقشِ قدم پر چلوں۔ میں نے آپ کو کوئی بڑا کام کرتے ہوئے تو دیکھا نہیں، تو اب آپ بتائیں کہ آپ کا وہ کون سا خاص عمل ہے جس کی وجہ سے آپ اس درجہ کو پہنچ گئے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا؟ اُنہوں نے کہا: میرا کوئی خاص عمل تو ہے نہیں، وہی اعمال ہیں جو تم نے دیکھے ہیں۔ میں یہ سن کر چل پڑا۔ جب میں نے پشت پھیری تو اُنہوں نے مجھے بلایا اور کہا:

مَاهُوَ إِلَّا مَارَأَيْتَ، غَيْرَ أَنِّي لَاأَجِدُ فِي نَفْسِي لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ غِشًّا، وَلَا أَحْسُدُ أَحَدًا عَلَى خَيْرٍ أَعْطَاهُ اللَّهُ إِيَّاهُ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ هَذِهِ الَّتِي بَلَغَتْ بِكَ، وَهِيَ الَّتِي لَا نُطِيقُ. ❶

ترجمہ: میرے اعمال تو وہی ہیں جو تم نے دیکھے ہیں، البتہ یہ ایک خاص عمل ہے کہ میرے دل میں کسی مسلمان کے بارے میں کھوٹ نہیں ہے اور کسی کو اللہ نے کوئی خاص نعمت عطا فرما رکھی ہو تو میں اس پر اُس سے حسد نہیں کرتا۔ میں نے کہا: اسی چیز نے آپ کو اتنے بڑے درجے تک پہنچایا ہے۔

لوگ ہمیشہ خیر پر رہیں گے

حضرت ضمرہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا لَمْ يَتَحَاسَدُوا. ❷

ترجمہ: لوگ ہمیشہ خیر پر رہیں گے جب تک آپس میں حسد نہ کریں۔

❶ مسند أحمد: مسند أنس بن مالک رضی اللّٰه عنه، ج ۲۰ ص ۱۲۴، ۱۲۵، رقم الحديث: ۱۲۶۹۷/ إسناده صحيح على شرط الشيخين

❷ المعجم الكبير: باب الضاد، ج۸ ص ۳۰۹، رقم الحديث: ۸۱۵۷/ قَالَ الْهَيْثَمِيُّ: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ. انظر: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: كتاب الأدب، باب فی الحسد والظن، ج۸ ص ۷۸، رقم الحديث: ۱۳۰۴۵

حسد کی مذمت وقباحت سے متعلق اسلافِ امت کے بائیس اقوال

نعمتوں کے بڑھنے سے حاسدین بڑھ جاتے ہیں

۱......حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا كَانَتْ نِعُمَةُ اللَّهِ عَلَى أَحَدٍ إِلَّا وَجَدَ لَهَا حَاسِدًا. ❶

ترجمہ: اللہ رب العزت کی نعمتیں جب کسی بندے پر ہوتی ہیں تو اُس سے حسد کرنے والے لوگ پائے جاتے ہیں۔

حسد کا نقصان سب سے پہلے اپنے آپ کو ہوتا ہے

۲......حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَيُسَ فِی خِصَالِ الشَّرِّ أَعُدَلُ مِنَ الْحَسَدِ، يَقُتُلُ الْحَاسِدَ قَبُلَ أَنُ يَصِلَ إِلَى الْمَحُسُودِ. ❷

ترجمہ: برائیوں کے خصلتوں میں حسد سے بڑھ کر کوئی برائی نہیں، حسد کرنا حاسد کو محسود تک پہنچنے سے پہلے ہی (اپنے آپ کو) مار دیتا ہے۔

حاسد کو زیادہ خوشی نعمت کے زوال پر ہوتی ہے

۳......حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كُلُّ النَّاسِ أَقُدَرُ عَلَى رِضَاهُ إِلَّا حَاسِدُ نِعُمَةٍ فَإِنَّهُ لَا يَرُضِيهِ إِلَّا زَوَالُهَا. ❸

ترجمہ: تمام لوگ اسکی نعمت پر راضی ہیں سوائے حاسد کے، وہ اس وقت راضی نہیں ہوگا جب تک یہ نعمت اِس سے چھن نہ جائے۔

❶أدب الدنيا والدين: الباب الخامس، الفصل السادس، ص ۲۷۱

❷أدب الدنيا والدين: الباب الخامس، الفصل السادس، ص ۲۷۰

❸إحياء علوم الدين: كتاب ذم الغضب والحقد والحسد، ج۳ص ۱۸۹

موت کو یاد رکھنا حسد سے محفوظ رکھتا ہے

۴......حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَاأَكْثَرَعَبْدٌذِكْرَ الْمَوْتِ إِلَّاقَلَّ فَرُحُهُ وَقَلَّ حَسَدُهُ. ❶

ترجمہ: کوئی بندہ جب موت کو کثرت سے یاد کرتا ہے تو اس کی خوشی اور حسد کم ہوجاتا ہے۔

حسد گویا اللہ کے انعامات پر اعتراض ہے

۵......امام حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

يَاابُنَ آدَم لِمَ تَحْسُدُ أَخَاكَ فِإِنْ كَانَ الَّذِىْ أَعْطَاهُ لِكَرَامَتِهِ عَلَيْهِ فَلَمْ تَحْسُدُ مَنْ أَكْرَمَهُ اللَّهُ وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذَلِكَ فَلَمْ تَحْسُدُ مِنْ مَصِيْرِهِ إِلَى النَّارِ. ❷

ترجمہ: اے ابن آدم! اپنے بھائی پر حسد کیوں کرتا ہے؟ اگر اسکو اللہ نے اس پر احسان کرتے ہوئے دیا ہے تو اللہ کے احسان پر کیوں حسد کرتا ہے؟ اگر اسکے علاوہ ہو تو حسد کر کے کیوں جہنم میں جاتے ہو؟

حسد کب نقصان دیتا ہے

۶......ایک شخص نے امام حسن رحمہ اللہ سے پوچھا: کیا مؤمن حسد کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا:

مَـاأَنُسَاكَ بَنِىْ يَعْقُوبَ،نَعَمْ وَلَكِنْ غَمُّهُ فِىْ صَدْرِكَ فَإِنَّهُ لَايَضُرُّكَ مَا لَمْ تَعُدُ بِهِ يَدًاوَّلَالِسَانًا. ❸

ترجمہ: تم یعقوب کے بیٹوں کا حال بھول گئے؟ ہاں مؤمن حسد کر سکتا ہے، لیکن اسے چاہیے کہ اپنے حاسدانہ خیالات کو اپنے سینے ہی میں مخفی رکھے، کیونکہ جب تک تم اسے

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الغضب والحقد والحسد، ج۳ص ۱۸۹

❷ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الغضب والحقد والحسد، ج۳ص ۱۸۹

❸ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الغضب والحقد والحسد، ج۳ص ۱۸۹

ہاتھ یا زبان سے اُس کا اظہار نہ کرو گے تب تک یہ تمہیں نقصان نہیں دے گا۔

حسد کرنا دو حال سے خالی نہیں

۷......امام ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَا حَسَدتُّ أَحَدًا عَلَى شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا لِأَنَّهُ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَيْفَ أَحْسُدُهُ ؟ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَكَيْفَ أَحْسُدُهُ عَلَى أَمْرِ الدُّنْيَا وَهُوَ يَصِيرُ إِلَى النَّارِ؟❶

ترجمہ: میں اس دنیا کی کسی چیز پر کسی سے حسد نہیں کرتا کیونکہ اگر وہ اہل جنت میں سے ہے تو میں کیسے حسد کروں؟ اور اگر وہ اہل جہنم میں سے ہے تو جب وہ جہنم میں جائے گا تو میں دنیا کے معاملات میں اس سے کیسے حسد کروں؟

لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر حسد نے ابھارا

۸......مضارب بن حزن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا:

مَا حَمَلَهُمْ عَلَى قَتْلِ عُثْمَانَ؟ قَالَ: اَلْحَسَدُ.❷

ترجمہ: لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل پر کس چیز نے اُبھارا؟ تو آپ نے فرمایا کہ: حسد نے۔

آسمان وزمین پر سب سے پہلا گناہ حسد ہے

۹......امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْحَسَدُ أَوَّلُ ذَنْبٍ عُصِيَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ فِي السَّمَاءِ يَعْنِي حَسَدَ إِبْلِيسَ آدَمَ، وَهُوَ أَوَّلُ ذَنْبٍ عُصِيَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِ (فِي) الْأَرْضِ،

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الغضب والحقد والحسد، ج۳ص ۱۸۹

❷ السنة لعبداللّٰه بن أحمدبن حنبل :بيعة أبي بكررضى اللّٰه عنه، ج۲ ص۵۵۶، الرقم: ۱۲۹۹

وَحَسَدَ ابْنُ آدَمَ أَخَاهُ فَقَتَلَهُ. ❶

ترجمہ: حسد وہ پہلا گناہ ہے جو آسمان پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے کیا گیا، یعنی شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام پر حسد کیا۔ اور یہی وہ پہلا گناہ ہے جو زمین پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے کیا گیا، یعنی حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی پر حسد کیا اور اُس کو قتل کر دیا۔

ایک سوبیس سال عمر پانے والے کی طویل عمر کا راز

۱۰......امام اصمعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: میں نے بنوعذرہ نامی قبیلہ میں ایک اعرابی (بدو) کو دیکھا جس کی ایک سوبیس سال عمر تھی، میں نے اُس سے پوچھا کہ تمہارے اتنی لمبی عمر کا راز کیا ہے؟ تو اُس نے بتایا کہ ''تَرَكْتُ الْحَسَدَ فَبَقِيتُ''، میں نے حسد کرنا چھوڑ دیا ہے، اس لیے ابھی تک زندہ ہوں۔ ❷

موت کو یاد رکھنا حسد سے بچاتا ہے

۱۱......رجاء بن حیوۃ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

مَا أَكْثَرَ عَبْدٌ ذِكْرَ الْمَوْتِ إِلَّا تَرَكَ الْحَسَدَ وَالْفَرَحَ. ❸

ترجمہ: جو کوئی موت کو اکثر یاد کرتا ہو وہ ''حسد'' اور ''خوشی'' کو ترک کر دیتا ہے۔

حاسد کبھی عافیت میں نہیں ہوتا

۱۲......حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْغِلُّ هُوَ الْحَسَدُ، فَمَا خَرَجَ مِنْهُ فَهُوَ الشَّرُّ، وَمَا بَقِيَ مِنْهُ فَهُوَ الْغِلُّ، وَلَيْسَ

---

❶ المجالسة وجواهر العلم: الجزء الخامس، ج۳ص ۱۵۱، الرقم: ۶۵۹

❷ الرسالة القشيرية: باب الصمت، ج ۱ ص ۲۸۸ / أدب الدنيا والدين: ج ۱ ۲۷۰

❸ حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: رجاء بن حيوة، ج۵ ص ۱۷۳

يَسْلَمُ أَحَدٌ أَنْ يَكُونَ فِيهِ شَيْءٌ مِنَ الْحَسَدِ. ❶

ترجمہ: کینہ حسد ہی کو کہتے ہیں، جو اس سے نکلے وہ شر ہے اور جو اس میں باقی رہے وہ کینہ ہے، جس شخص میں ذرہ برابر بھی حسد ہو وہ محفوظ نہیں رہتا۔

حاسد اُس پر ناراض ہوتا ہے جو مجرم نہیں ہے

۱۳......حضرت عبداللہ بن معتز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْحَاسِدُ مُغْتَاظٌ عَلَى مَنْ لَاذَنْبَ لَهُ، بَخِيلٌ بِمَالَا يَمْلِكُهُ، طَالِبٌ مَالَا يَجِدُهُ. ❷

ترجمہ: حسد کرنے والا کسی ایسے شخص پر ناراض ہوتا ہے جو مجرم نہیں ہے، جو اس کے پاس نہیں ہے اس پر بخل کرتا ہے، جو نہیں ہے اُس کی طلب میں لگا رہتا ہے۔

حسد جسم کی بیماری ہے

۱۴......حضرت عبداللہ بن معتز رحمہ اللہ یہ بھی فرماتے ہیں:

اَلْحَسَدُ دَاءُ الْجَسَدِ. ❸

ترجمہ: حسد جسم کی بیماری ہے۔

صبر سے حاسد کو ہلاک کرو

۱۵......حضرت عبداللہ بن معتز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اِصْبِرْ عَلَى كَيْدِ الْحَسُوْدِ فَإِنَّ صَبْرَكَ قَاتِلُهُ

فَالنَّارُ تَأْكُلُ بَعْضَهَا إِنْ لَمْ تَجِدْ مَا تَأْكُلُهُ. ❹

ترجمہ: حاسد کی تدبیر پر صبر کرو، اس لیے کہ تمہارا صبر اس کو مار دے گا۔ پس آگ اس

❶ حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: سفيان بن عيينة، ج۷ص ۲۸۴

❷ أدب الدنيا والدين: الباب الخامس أدب النفس، ص ۲۷۴

❸ أدب الدنيا والدين: الباب الخامس أدب النفس، ص ۲۷۳

❹ أدب الدنيا والدين: الباب الخامس أدب النفس، ص ۲۷۰

میں سے کچھ کھا لیتی ہے، اگر اس کو کھانے کو کچھ نہ ملے۔

حسد کی سزا انسان پالیتا ہے

۱۶......بعض حکماء فرماتے ہیں:

اَلْحَسَدُ جُرْحٌ لَایَبْرَأُوَحَسْبُ الْحَسُوْدِمَایَلْقٰی. ❶

ترجمہ: حسد ایسا زخم ہے جو ٹھیک نہیں ہوتا، اور حسد کی سزا وہ پالیتا ہے۔

حسد کرنے والا زہر پلانے والے کی مانند ہے

۱۷......امام عبدالحمید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْحَسُودُ مِنَ الْھَمِّ کَسَاقِی السُّمِّ،فَإِنْ سَرَی سُمُّہُ زَالَ عَنْہُ غَمُّہُ. ❷

ترجمہ: فکر سے حسد کرنے والا زہر پلانے والے کی طرح ہے، اگر اس کے زہر کو بکھرتا دیکھے تو اس کا غم اس سے دور ہو جائے گا۔

حسد کرنے کے دنیاوی واخروی نقصانات

۱۸......بعض سلف فرماتے ہیں:

اَلْحَاسِدُلَایَنَالُ مِنَ الْمَجَالِس إِلَّامَذَمَّةً وَذِلًّا،وَلَایَنَالُ مِنَ الْمَلَائِکَةِ إِلَّا لَعْنَةً وَبُغْضًا،وَلَایَنَالُ مِنَ الْخَلْقِ إِلَّاجَزْعًاوَّغَمًّا،وَلَایَنَالُ عِنْدَ النَّزْعِ إِلَّا شِدَّةً وَّھَوْلًا،وَلَایَنَالُ عِنْدَ الْمَوْقِفِ إِلَّافَضِیْحَةً وَّنَکَالًا. ❸

ترجمہ: حاسد اپنے ہم نشینوں سے مذمت وذلت، فرشتوں سے لعنت اور بغض، مخلوق سے غم وغصہ، بوقت نزع سختی اور ہولناکی اور قیامت کے دن عذاب اور رسوائی کے علاوہ کچھ نہیں پاتا۔

❶ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الغضب والحقد والحسد، ج۳ص ۱۸۹

❷ أدب الدنيا والدين: الباب الخامس أدب النفس، ص ۲۶۹

❸ إحياء علوم الدين: كتاب ذم الغضب والحقد والحسد، ج۳ص ۱۸۹

قناعت والا حسد سے محفوظ رہتا ہے

۱۹......بعض حکماء فرماتے ہیں:

مَنْ رَضِیَ بِقَضَاءِ اللّٰهِ تَعَالَی لَمْ یَسْخَطْهُ أَحَدٌ،وَمَنْ قَنَعَ بِعَطَائِهِ لَمْ یَدْخُلْهُ حَسَدٌ. ❶

ترجمہ: جو اللہ کی تقدیر پر راضی رہا تو کوئی اس سے ناراض نہیں ہوگا،اور جس نے دیئے گئے پر قناعت کی تو اس میں حسد داخل نہیں ہوگا۔

ہر نعمت کے حاسدین موجود ہوتے ہیں

۲۰......بعض بلغاء فرماتے ہیں:

اَلنَّاسُ حَاسِدٌ وَمَحْسُودٌ،وَلِكُلِّ نِعْمَةٍ حَسُودٌ. ❷

ترجمہ:لوگ حسد کرنے والے اور جن سے حسد کیا جاتا ہے اور ہر نعمت پر حسد کرنے والے موجود ہیں۔

حاسد ہمیشہ غمگین اور بیقرار رہتا ہے

۲۱......بعض ادباء فرماتے ہیں:

مَارَأَیْتُ ظَالِمًاأَشْبَهَ بِمَظْلُومٍ مِنَ الْحَسُوْدِ،وَهَمٌّ لَازِمٌ،وَقَلْبٌ هَائِمٌ. ❸

ترجمہ: میں نے حسد کرنے والے سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں دیکھا، جو دائمی غم اور بیقرار دل والا ہوتا ہے۔

ابلیس نے سجدہ سے کیوں انکار کیا تھا

۲۲......بعض سلف فرماتے ہیں:

❶أدب الدنیا والدین:الباب الخامس أدب النفس،ص ۲۶۹

❷أدب الدنیا والدین:الباب الخامس أدب النفس،ص ۲۶۹

❸أدب الدنیا والدین:الباب الخامس أدب النفس،ص ۲۶۹

أَوَّلُ خَطِيئَةٍ عُصِيَ اللّٰهُ بِهَا هِيَ الْحَسَدُ حَسَدَ إِبْلِيسُ آدَمَ أَنْ يَسْجُدَ لَهُ فَحَمَلَهُ الْحَسَدُ عَلَى الْمَعْصِيَةِ. ❶

ترجمہ: سب سے پہلا گناہ جس سے اللہ کی نافرمانی کی گئی وہ حسد ہے، ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام سے حسد کیا کہ اس کو سجدہ کرے، پس حسد نے اس کو نافرمانی پر ابھارا۔

دنیا میں سب سے پہلے کئے جانے والے تین بڑے گناہ

حضرت عون بن عبداللہ رحمہ اللہ حضرت فضل بن مہلب رحمہ اللہ کے پاس آئے، وہ اس وقت واسط کے حاکم تھے، کہا میں تمہیں ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا؟ فرمایا: تکبر سے بچنا اس لیے کہ یہ پہلا گناہ ہے جس کا معصیت میں ارتکاب کیا گیا، اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ﴾ (البقرۃ: ۳۴)

ترجمہ: اور (اس وقت کا تذکرہ سنو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو چنانچہ سب نے سجد کیا، سوائے ابلیس کے کہ اس نے انکار کیا اور متکبرانہ رویہ اختیار کیا اور کافروں میں شامل ہو گیا۔

دوسرا حرص سے بچنا، کیوں کہ حرص ہی کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکلنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمانوں اور زمین سے زیادہ وسیع وکشادہ جنت میں ٹھکانہ دیا تھا اور صرف ایک درخت کے علاوہ ہر چیز کھانے کی دعوت دی تھی۔ لیکن انہوں نے اسی شجرِ ممنوعہ کا پھل کھایا، اس کے سبب جنت سے نکالے گئے اور دنیا میں بھیج دیے گئے، یہاں انہوں نے یہ آیت پڑھی:

❶ الزواجر عن اقتراف الکبائر: الکبیرۃ الثالثۃ الغضب بالباطل، ج ۱ ص ۹۲

﴿فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ﴾ (البقرة: ۳۶)

ترجمہ: پھر ہوا یہ کہ شیطان نے ان دونوں کو وہاں سے ڈگمگا دیا اور جس (عیش) میں وہ تھے اس سے انہیں نکال کر رہا اور ہم نے (آدم، ان کی بیوی اور ابلیس سے) کہا: اب تم سب یہاں سے اتر جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے، اور تمہارے لئے ایک مدت تک زمین میں ٹھہرنا اور کسی قدر فائدہ اٹھانا (طے کر دیا گیا) ہے۔

تیسرے یہ کہ حسد سے دور رہنا کیوں کہ حسد ہی کی بنا پر ابن آدم (قابیل) نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا تھا، جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ﴾ (المائدہ: ۲۷)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر!) ان کے سامنے آدم کے دو بیٹوں کا واقعہ ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سناؤ۔ جب دونوں نے ایک ایک قربانی پیش کی تھی، اور ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوگئی، اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔ اس (دوسرے نے پہلے سے) کہا کہ میں تجھے قتل کر ڈالوں گا۔ (1)

حسد کے دنیاوی اور اخروی نقصانات

حسد کرنے کے درج ذیل دنیاوی واخروی نقصانات ہیں:

۱......اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی۔

۲......ایمان کی دولت چھن جانے کا خطرہ۔

۳......نیکیاں ضائع ہو جانا۔

۴......مختلف گناہوں میں مبتلا ہو جانا۔

(1) إحياء علوم الدين: كتاب ذم الغضب والحقد والحسد، ج۳ص۱۸۸

۵......نیکیوں کے ثواب سے محروم رہنا۔

۶......دعا قبول نہ ہونا۔

۷......نصرتِ الٰہی سے محرومی ہونا۔

۸......ذلت ورسوائی کا سامنا ہونا۔

۹......سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کم ہوجانا۔

۱۰......خود پر ظلم کرنا۔

۱۱......اپنے آپ کو ہمیشہ غمگین اور پریشان رکھنا۔

۱۲......اللہ کی تقسیم پر ناراض ہونا۔

۱۳......اللہ کی نعمتوں کو دیکھ کر جلنا۔

۱۴......ابلیس کے ساتھ مشابہت ہونا۔

۱۵......جسمانی بیماریاں جیسے ٹینشن، ڈپریشن میں مبتلا ہونا۔

حسد کے سات اسباب

۱......بغض وعداوت

حسد کا یہ سبب دوسرے اسباب کی بہ نسبت سنگین ہے، ہروہ شخص جسے اذیت دی جائے یااس کے مقاصد میں خلل ڈال دیا جائے تو اذیت دینے والے اور مقاصد کی راہ میں رکاوٹ کھڑی کرنے والے کا مخالف ہوجاتا ہے اور دل سے اسے براجانتا ہے اور کینہ وغضب اُسے انتقام پر اکساتا ہے، اگر خود انتقام نہیں لے پاتا تو یہ چاہتا ہے کہ زمانہ ہی اس سے انتقام لے لے۔

۲......دوسرے کی اُس شعبہ میں زیادہ عزت وتعظیم گوارہ نہیں

کبھی حسد اس وجہ سے ہوتا ہوتا ہے کہ اپنے برابر والے کی عزت اور برتری گوارا نہیں

ہوتی ،یعنی حاسد یہ نہیں چاہتا کہ اس کی برابر حیثیت رکھنے والا کوئی شخص کسی نعمت کے حصول کے بعد اس پر اپنی بڑائی ظاہر کرے۔ مثلاً کوئی برابر والا اگر کسی منصب پر فائز ہوجاتا ہے، یا مال پالیتا ہے، یا علم حاصل کر لیتا ہے تو حاسد کو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ محسود کہیں اپنی اس نعمت کی بنا پر فخر وتکبر نہ کرنے لگے، وہ اگر چہ خود تکبر نہیں کرنا چاہتا لیکن اسے یہ بھی گوارا نہیں ہوتا کہ کوئی دوسرا اس پر تکبر کرے، وہ اس کی برابری اور مساوات پر تو راضی ہے لیکن اس کی برتری پر رضا مند نہیں ہے۔

۳......دوسروں کو ذلیل وحقیر سمجھ کر ماتحت رکھنا

کبھی حسد کا سبب یہ ہوتا ہے کہ حاسد دوسروں کو ذلیل وحقیر سمجھتا ہے اور اس کی خواہش ہوتی ہے کہ دوسرا اس سے دب کر رہے، اس کی خدمت کرے اور ہر وقت تعمیل حکم کے لیے مستعد نظر آئے۔ اب اگر اتفاقاً اُسے کوئی نعمت مل جائے تو حاسد کو یہ خوف ستاتا ہے کہ کہیں وہ شخص نعمت پا کر بدل نہ جائے اور اس کی مذمت کرنے یا حکم ماننے سے انکار نہ کردے، یا برابری کا دعوی کر بیٹھے، یا اپنی برتری کا اعلان کر دے، اب میں اس پر حکم چلاتا ہوں، پھر وہ مجھ پر حکم چلائے گا، یہ خوف اسے حسد پر مجبور کرتا ہے۔

۴......کسی کی اچھی حالت دیکھ کر ناگواری کا اظہار کرنا

کسی کو بلند مرتبے پر یا اچھی حالت میں دیکھ کر متعجب ہونا بھی حسد کا باعث بن جاتا ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے:

﴿فَقَالُوا أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُونَ﴾ (المؤمنون: ۴۷)

ترجمہ: چنانچہ کہنے لگے: کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں، حالانکہ ان کی قوم ہماری غلامی کر رہی ہے؟

﴿وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذًا لَخَاسِرُونَ﴾ (المؤمنون: ۳۴)

ترجمہ: اور اگر کہیں تم نے اپنے ہی جیسے ایک انسان کی فرمانبرداری قبول کر لی تو تم بڑے ہی گھاٹے کا سودا کرو گے۔

۵......جس اعزاز ومنصب کا خواہاں ہے اُس کے نہ ملنے کا اندیشہ

یہ سب ان آدمیوں کے ساتھ مخصوص ہے جو ایک ہی مقصد کیلئے کوشاں ہیں، چنانچہ ایک دوسرے سے ہر اس نعمت میں حسد کرتے ہیں جو اس مقصد کی تکمیل میں معاون ثابت ہوسکتی ہو۔

۶......جاہ واقتدار اور اعزاز میں کوئی اُس پر سبقت نہ کرے

کبھی جاہ واقتدار کی خواہش کی بنا پر حسد کیا جاتا ہے، مثلاً: کوئی شخص کسی فن میں بے مثال ہو اور وہ یہ چاہتا ہو کہ کوئی دوسرا یہ حاصل نہ کر پائے، تاکہ میں بطور سکہ رائج الوقت مقبول رہوں، لوگ میری تعریف کریں، میری خوشامد پر مجبور ہوں، مجھے یکتائے زمانہ اور فرید وقت جیسے خطابات سے یاد کریں، اس شخص کا تعریف اور مقبولیت کے علاوہ کوئی دوسرا مادی مقصد نہیں ہوتا، یعنی وہ یہ نہیں چاہتا کہ میں اپنے فن کے ذریعہ دولت سمیٹوں یا کوئی دوسرا مقصد حاصل کروں، پس طبعاً وہ خوشامد پسند ہوتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس فن میں اس کے دست نگر رہیں، کوئی اُس سے سبقت نہ کرے۔

۷......دوسروں کی ناکامیوں اور مصائب پر خوش ہونا

تمہیں ایسے لوگ آسانی سے مل جائیں گے جنہیں نہ ریاست کی آرزو ہوگی، نہ تکبر ہوگا، نہ مال کی طلب ہوگی، نہ کچھ مقاصد ہوں گے جن کے ضائع جانے کا خوف ہو، اس کے باوجود جب ان کے سامنے کسی شخص کا حال بیان کیا جائے گا اور ان کے علم میں یہ بات آئے گی کہ وہ فلاں نعمت خداوندی سے بہرہ ور ہے تو ان کے سینے پر سانپ لوٹیں گے اور جب انہیں بتلایا جائے گا کہ فلاں شخص آج کل پریشانیوں سے گزر رہا ہے،

اسے اپنے مقاصد میں ناکامی ہوئی ہے، یا وہ اقتصادی تنگی کا شکار ہے، یہ سن کر ان بد باطن لوگوں کو دلی مسرت ہوگی، ان لوگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شخص کبھی فلاح نہ پائے، وہ دوسروں پر باری تعالیٰ کے انعامات کی بارش دیکھ کر اس طرح مضطرب اور بے چین ہوتے ہیں گویا وہ انعامات ان کے خزانہ خاص سے چھین کر دیے گئے ہوں۔ کہا جاتا ہے کہ بخیل وہ شخص ہے جو اپنے مال میں بخل کرے اور صحیح وہ ہے جو دوسروں کے مال میں بخیل ہو۔ یہ لوگ گویا اللہ کی نعمت میں بخل کرتے ہیں اور ان لوگوں سے جلتے ہیں جن سے نہ انہیں کوئی دشمنی ہے اور نہ ان کے مابین کسی قسم کا کوئی ربط ہے۔

یہ چند اسباب ہیں جن سے حسد پیدا ہوتا ہے۔ کبھی ایک ہی شخص میں یہ تمام اسباب یا ان میں سے بعض بیک وقت پائے جاتے ہیں، اس صورت میں اس کا حسد بھی بڑا ہوتا ہے اور قوت میں اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ وہ کوشش اور خواہش کے باوجود اسے دل میں مخفی نہیں رکھ پاتا، بلکہ کھلی دشمنی پر اتر آتا ہے۔ اکثر حاسدانہ مزاج رکھنے والوں کا یہی حال ہے کہ وہ کسی ایک سبب کی بنا پر حسد نہیں کرتے بلکہ ان میں ایک سے زیادہ سبب موجود ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر جگہ اور ہر وقت کشت وخون کے مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ❶

حسد سے بچنے کے دس اسباب وتدابیر

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حاسد کے حسد کو دس اسباب سے دور کیا جا سکتا ہے:

۱......حاسد کی شر سے اللہ تعالی کی پناہ مانگے اور اللہ ہی کی طرف رجوع کرے۔

۲......اللہ سے ڈرے اور امر ونہی کی حفاظت کرے، اس لیے جو اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ اس کی حفاظت فرماتے ہیں اور دوسروں کے حوالے نہیں کرتے۔

❶ إحیاعلوم الدین مترجم: ج۳ص ۲۶۷ تا ۲۷۰/ إحیاء علوم الدین: کتاب ذم الغضب والحقد والحسد، ج۳ص ۱۹۲ تا ۱۹۴

۳......حاسد کی دشمنی پر صبر کرے، نہ اس سے لڑے اور نہ اسکو کوئی شکوہ کرے اور نہ دل میں اس کو نقصان پہنچانے کا سوچیں، کوئی اپنے حاسد کو اور اس کی دشمنی کو صبر جیسے چیز سے بڑھ کر شکست نہیں دے سکتا۔

۴......اللہ پر بھروسہ وتوکل رکھیں، جو اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے اللہ اس کو کافی ہوجاتے ہیں۔توکل ایسا قوی سبب ہے جس کے ذریعے بندہ مخلوق کے وہ مظالم، دشمنی اور تکلیفیں دور کردیتا ہے جو اس کی طاقت میں نہیں ہوتیں، تو اللہ تعالیٰ جس کے لیے کافی ہوجاتے ہیں تو اسکو دشمن کے لیے نہیں چھوڑتے۔

۵......حسد کے بارے میں سوچنے اور اس کے ساتھ مشغول ہونے میں دل کو فارغ کرے، کبھی اگر حسد کا خیال آئے تو اس کو مٹائے اور اس کی طرف توجہ نہ کرے اور نہ ہی ڈرے، یہ سب سے بہترین علاج ہے اور حسد کو دور کرنے کا قوی سبب ہے۔

۶......اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور خالص اسی کی طرف رجوع ہو، اپنا دھیان ہر مقام میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔

۷......ان گناہوں سے توبہ کرے جس کی وجہ سے اللہ نے حاسد کو مسلط کیا ہے، اس لیے قرآن مجید میں ہے:

وَمَاأَصابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِماكَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ. (الشوری: ۳۰)

ترجمہ: تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے یہ تمہارے اعمال کی وجہ سے ہے۔

۸......جتنا ممکن ہو صدقہ واحسان کرے، اس لئے کہ یہ بلاء کو دور کرنے میں اور حاسد کے شر کو دور کرنے میں زیادہ مؤثر ہے۔

۹......یہ سبب نفس پر بہت مشکل اور بھاری ہے، یہ اللہ کسی کسی کو دیتا ہے، وہ یہ کہ حاسد کے آگ کو احسان کے ذریعے بجھانا، جب اسکا حسد بڑھنے لگے تو آپ کا احسان بڑھ جائے،

یہ اس کے لیے نصیحت ہے اور اس پر مشقت ہے، قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ. وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ. وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ (فصلت: ۳۴ تا ۳۶)

ترجمہ: اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی، تم بدی کا دفاع ایسے طریقے سے کرو جو بہترین ہو، نتیجہ یہ ہوگا کہ جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی تھی، وہ دیکھتے ہی دیکھتے ایسا ہو جائے گا جیسے وہ تمہارا جگری دوست ہو اور یہ بات صرف انہی کو عطا ہوتی ہے جو صبر سے کام لیتے ہیں اور یہ بات اسی کو عطا ہوتی ہے جو بڑے نصیب والا ہو، اور اگر تمہیں شیطان کی طرف سے کبھی کوئی کچوکا لگے تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو، بیشک وہ ہر بات سننے والا، ہر بات جاننے والا ہے۔

۱۰...... یہ سبب تمام اسباب کو جامع ہے، اور ان تمام اسباب کا اسی پر مدار ہے، وہ یہ ہے کہ توحید کا ہونا اور اپنی تمام تر فکر و صلاحیت کو اسباب کے پیدا کرنے والے کی طرف متوجہ کرنا، اور یہ عقیدہ رکھنا کہ یہ آلات ہواؤں کی حرکت کی طرح ہے، وہی ذات اس کو حرکت دیتی ہے جس کی اجازت کے بغیر کوئی نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ﴾ (یونس: ۱۰۷)

ترجمہ: اور اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچا دے تو اس کے سوا کوئی نہیں ہے جو اسے دور کر دے، اور اگر وہ تمہیں کوئی بھلائی پہنچانے کا ارادہ کر لے تو کوئی نہیں ہے جو اس

کے فضل کا رخ پھیر دے۔ ❶

تین اعمال کی وجہ سے جنت میں اللہ کے ہاں بلند مقام

حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لیے گئے تو وہاں عرش کے سائے تلے ایک شخص کو دیکھا اوراس کی حالت اتنی اچھی تھی کہ خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس آدمی پر رشک آیا، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا کہ: اے اللہ! تیرا یہ بندہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كَانَ لَايَحْسُدُ النَّاسَ عَلَى مَاآتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ، وَكَانَ لَا يَعُقُّ وَالِدَيْهِ، وَلَا يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ. ❷

ترجمہ: (یہ شخص تین کام کرتا تھا) جو چیزیں میں نے اپنے فضل وکرم سے لوگوں کو نعمتیں عطا کی ہیں ان پر حسد نہیں کرتا تھا، والدین کی نافرمانی نہیں کرتا تھا، چغل خوری نہیں کرتا تھا۔

حاسد کو قتل کر کے کھال میں بوسہ بھر دیا گیا

حضرت بکر بن عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا پہلے زمانے میں ایک بادشاہ تھا اس کا ایک دربان تھا جسے وہ ہمہ وقت اپنے قریب رکھتا۔ دربان بادشاہ سے کہا کرتا تھا: اے بادشاہ سلامت! نیکوکار کے ساتھ اچھائی سے پیش آئیں اور برے کو چھوڑ دیں، چوں کہ اس کی برائی نے آپ کو اس کے ساتھ اچھائی کرنے سے روک دیا ہے۔ چنانچہ ایک آدمی کو اس پر حسد ہوگیا کہ یہ بادشاہ کے اس قدر قریب کیوں ہوگیا، اس نے بادشاہ کے سامنے دربان کی چغلی کی اور کہا: بادشاہ سلامت! اس دربان نے لوگوں میں یہ بات پھیلا دی ہے کہ آپ کے منہ سے بدبو آتی ہے۔ بادشاہ نے پوچھا مجھے اس کی حرکت کا

❶ التفسير القيم: سورة الفلق، ج ۱ ص ۶۴۷ تا ۶۵۵

❷ مكارم الأخلاق لابن أبي الدنيا: باب ما جاء في صلة الرحم، ص ۸۵، الرقم: ۲۵۷

کیسے علم ہوسکتا ہے؟ جواب دیا: وہ اس طرح کہ جب وہ آپ کے پاس آئے آپ اسے قریب بلائیں تا کہ آپ اس سے کوئی بات کرسکیں تو آپ دیکھیں گے کہ اس نے اپنی ناک پر ہاتھ رکھا ہوگا۔

چنانچہ اِس شخص نے دربان کی دعوت کی اور سالن میں لہسن کی مقدار حد سے زیادہ بڑھادی۔صبح کو جب دربان بادشاہ کے پاس گیا اور بادشاہ نے اسے بات کرنے کے لیے اپنے قریب بلایا تو دربان نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تا کہ اس کے منہ کی بدبو بادشاہ کو نہ پہنچے۔ بادشاہ نے کہا: دور ہو جا، پھر فوراً قلم دوات منگوائی۔ خط لکھ کر مہر زدہ کیا اور دربان کو تھماتے ہوئے کہا: اس خط کو فلاں آدمی کے پاس لے جاؤ اور اس پر اس کا ایک لاکھ انعام بھی مقرر کیا۔ دربان جونہی بادشاہ کے پاس سے نکلا۔ اُس شخص نے گرم جوشی کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور پوچھا یہ کیا چیز ہے؟ جواب دیا یہ خط مجھے بادشاہ سلامت نے دیا ہے۔ اِس شخص نے خط مانگا دربان نے اسے دے دیا اور وہ خط لے کر خود مکتوب الیہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ مکتوب الیہ نے خط پڑھ کر جلاد لوگوں کو بلایا۔ اس شخص نے کہا:

اِتَّقُوا اللّٰهَ يَاقَوْمُ، فَإِنَّ هٰذَا غَلَطٌ وَقَعَ عَلَيَّ، وَعَاوِدُوا الْمَلِكَ، فَقَالُوا: لَا يَتَهَيَّأُ لَنَا مُعَاوِدَةُ الْمَلِكِ وَكَانَ فِي الْكِتَابِ: إِذَا أَتَاكُمْ حَامِلُ كِتَابِي هٰذَا فَاذْبَحُوهُ وَاسْلَخُوهُ وَاحْشُوهُ التِّبْنَ وَوَجِّهُوهُ إِلَيَّ، فَذَبَحُوهُ وَسَلَخُوا جِلْدَهُ وَوَجَّهُوا بِهِ إِلَيْهِ. ❶

ترجمہ: اے لوگو! اللہ سے ڈرو، یہ غلط حکم ہے جس کا وبال مجھ پر پڑ گیا، تم اپنے امیر کی بات نہ مانو بلکہ بادشاہ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ لوگ بولے کہ بادشاہ کے پاس جانا

❶ حلية الأولياء: الطبقة الأولى من التابعين، ترجمة: بكر بن عبدالله المزني، ج۲ص ۲۲۹، ۲۳۰

ہمیں زیب نہیں دیتا۔ خط میں لکھا تھا کہ جو شخص یہ خط تمہارے پاس لائے اسے ذبح کردو اور اس کی کھال اتار کر بھوسہ بھر دو اور میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ انہوں نے اِس شخص کو ذبح کیا اور کھال اتار کر بادشاہ کے پاس حاضر ہو گئے۔

بادشاہ نے جب یہ مضحکہ خیز واقعہ دیکھا تو اس پر تعجب کی انتہا نہ رہی۔ بادشاہ نے اپنے دربان سے کہا: ادھر آؤ اور مجھے سچ سچ واقعہ سناؤ کہ جب میں نے تمہیں اپنے پاس بلایا تم نے اپنی ناک پر ہاتھ کیوں رکھ لیا تھا؟ کہنے لگا اے بادشاہ سلامت! اس شخص نے میری دعوت کی اور سالن میں لہسن کی مقدار بڑھا دی، جب آپ نے مجھے اپنے قریب بلایا تو میں سمجھا کہیں آپ کو لہسن کی بدبو محسوس نہ ہونے لگے تب میں نے اپنے منہ اور ناک پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔ کہا: اپنے عہدے پر واپس لوٹ جاؤ اور اپنے کام میں مصروف رہو، پھر بادشاہ نے دربان کو مال عظیم سے نوازا۔

دیکھیں حسد کے سبب یہ شخص اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا، دوسرے کا کوئی نقصان نہیں کیا اپنا ذاتی نقصان کیا، جس سے حسد کیا تھا وہ عہدے پر برقرار رہا، اور اسے انتہائی بے دردی کے ساتھ قتل کر کے کھال اتار کر کھال میں بھوسہ بھر دیا گیا، یہ اِسے حسد کی دنیاوی سزا ملی، اخروی سزا اِس کے علاوہ ہے۔

راسخ عالم حسد میں مبتلا نہیں ہوتا

علماء سے یہ بات منقول ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک صحیح معنی میں عالم کہلائے جانے کے لائق نہیں ہے جب تک کہ اسمیں تین صفات نہ پائی جائیں:

لَا يَحْقِرُ مَنْ دُونَهُ فِي الْعِلْمِ وَلَا يَحْسُدُ مَنْ فَوْقَهُ فِي الْعِلْمِ وَلَا يَأْخُذُ عَلَى عِلْمِهِ ثَمَنًا. (1)

(1) جامع بيان العلم وفضله: جامع فى آداب العالم والمتعلم، ج ۱ ص ۵۲۳، الرقم: ۸۵۸

۱......علم میں اپنے سے کم تر کو حقیر نہ سمجھے۔ ۲......اپنے سے برتر سے حسد نہ رکھے۔
۳...... اوراپنے علم پر کوئی قیمت نہ لے۔

حاتم اصم رحمہ اللہ نے شیخ کی صحبت میں تینتیس برس میں آٹھ باتیں سیکھیں

حاتم اصم رحمہ اللہ جو مشہور بزرگ اور حضرت شقیق بلخی رحمہ اللہ کے خاص شاگرد ہیں۔ ان سے ایک مرتبہ حضرت شیخ نے دریافت کیا: کتنے دن سے تم میرے ساتھ ہو؟

انہوں نے عرض کیا: تینتیس برس سے۔

فرمانے لگے: اتنے دنوں میں تم نے مجھ سے کیا سیکھا؟

حاتم رحمہ اللہ نے عرض کیا: آٹھ باتیں سیکھیں ہیں۔

حضرت شقیق رحمہ اللہ نے فرمایا: ''اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ'' اتنی طویل مدت میں صرف آٹھ باتیں، میری تو عمر ہی تمہارے ساتھ ضائع ہوگئی۔

حاتم رحمہ اللہ نے عرض کیا: حضور! صرف آٹھ ہی سیکھیں ہیں، جھوٹ تو بول نہیں سکتا۔

حضرت شقیق رحمہ اللہ نے فرمایا: اچھا بتاؤ وہ آٹھ باتیں کیا ہیں؟

حاتم رحمہ اللہ نے عرض کیا:

۱...... میں نے دیکھا کہ ساری مخلوق کو کسی نہ کسی سے محبت ہے (بیوی سے، اولاد سے، مال سے، احباب سے وغیرہ وغیرہ) لیکن میں نے دیکھا کہ جب وہ قبر میں جاتا ہے تو اس کا محبوب اس سے جدا ہوجاتا ہے، اس لیے میں نے نیکیوں سے محبت کرلی تاکہ جب میں قبر میں جاؤں تو میرا محبوب بھی ساتھ ہی جائے اور مرنے کے بعد بھی مجھ سے جدا نہ ہو۔

۲......میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد قرآن پاک میں دیکھا ﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَہَی النَّفْسَ عَنِ الْہَوٰی﴾ جو شخص اپنے رب کے سامنے (آخرت میں) کھڑے

ہونے سے ڈرا اور نفس کو (حرام) خواہش سے روکا تو جنت اس کا ٹھکانہ ہوگا۔ میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد حق ہے، میں نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر جم گیا۔

۳...... میں نے دنیا کو دیکھا کہ ہر شخص کے نزدیک جو چیز بہت قیمتی ہوتی ہے بہت محبوب ہوتی ہے وہ اس کو اٹھا کر بڑی احتیاط سے رکھتا ہے، اس کی حفاظت کرتا ہے۔ پھر میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد دیکھا ﴿مَاعِنۡدَکُمۡ یَنۡفَدُ وَمَاعِنۡدَ اللّٰہِ بَاقٍ﴾ جو کچھ تمہارے پاس (دنیا میں) ہے وہ ختم ہو جائے گا (خواہ وہ جاتا رہے یا تم مرجاؤ، ہر حال میں وہ ختم ہوگا) اور جو اللہ کے پاس ہے وہ ہمیشہ باقی رہنے والی چیز ہے۔

اس آیت کی وجہ سے جو چیز بھی میرے پاس ایسی کبھی آئی جس کی مجھے وقعت زیادہ ہوئی اور وہ مجھے زیادہ پسند آئی تو میں نے اُسے اللہ تعالیٰ کے پاس بھیج دیا تاکہ ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائے۔

۴...... میں نے ساری دنیا کو دیکھا، کوئی شخص مال کی طرف (اپنی عزت اور بڑائی میں) لوٹتا ہے، کوئی حسب کی شرافت کی طرف، کوئی دوسری فخر کی چیزوں کی طرف یعنی ان چیزوں کے ذریعے اپنے اندر برائی پیدا کرتا ہے اور اپنی بڑائی ظاہر کرتا ہے۔

میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد دیکھا ﴿اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ﴾ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ اس بناء پر میں نے تقویٰ اختیار کرلیا تاکہ اللہ جل شانہ کے نزدیک باعزت بن جاؤں۔

۵...... میں نے لوگوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے پر طعن کرتے ہیں، عیب جوئی کرتے ہیں، برا بھلا کہتے ہیں اور یہ سب حسد کی وجہ سے ہوتا ہے کہ ایک کو دوسرے پر حسد آتا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ شانہ کا یہ ارشاد دیکھا ﴿نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَیۡنَھُمۡ مَعِیۡشَتَھُمۡ﴾

(دنیوی زندگی میں) ان کی روزی ہم نے ہی تقسیم کر رکھی ہے اور (اس تقسیم میں) ہم نے ایک دوسرے پر فوقیت دے رکھی ہے تا کہ اس کی وجہ سے ایک دوسرے کو ماتحت کرلیں۔ سب کے سب برابر ایک ہی نمونہ کے بن جائیں تو پھر کوئی کسی کا کام کیوں کرے، کیوں نوکری کرے؟ اور اس سے دنیا کا نظام خراب ہی ہو جائے گا۔

میں نے اس آیت کی وجہ سے حسد کرنا چھوڑ دیا۔ ساری مخلوق سے بے تعلق ہو گیا اور میں نے جان لیا کہ روزی کا بانٹنا صرف اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہے، وہ جس کے حصہ میں جتنا چاہے لگائے، اس لیے لوگوں کی عداوت چھوڑ دی اور سمجھ لیا کہ کسی کے پاس مال کے زیادہ یا کم ہونے میں ان کے فعل کو زیادہ دخل نہیں ہے، یہ تو مالک الملک کی طرف سے ہے، اس لیے اب کسی پر غصہ ہی نہیں آتا۔

۶...... میں نے دنیا میں دیکھا کہ تقریباً ہر شخص کی کسی نہ کسی سے لڑائی اور دشمنی ہے۔ میں نے قرآن مجید میں غور کیا تو دیکھا کہ حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا ہے ﴿اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا﴾ یاد رکھو! شیطان تمہارا دشمن ہے، تم اسے دشمن جانو (اس کو دوست نہ بناؤ) پس میں نے اپنی دشمنی کے لیے اس کو چن لیا اور اس سے دور رہنے کی انتہائی کوشش کرتا ہوں، اس لیے کہ جب حق تعالیٰ شانہ نے اس کے دشمن ہونے کو فرما دیا تو میں نے اس کے علاوہ سے اپنی دشمنی ہٹا لی۔

۷...... میں نے دیکھا کہ ساری مخلوق روٹی کی طلب میں لگی ہوئی ہے، اسی کی وجہ سے اپنے آپ کو دوسروں کے سامنے ذلیل کرتی ہے اور ناجائز چیزیں اختیار کرتی ہے۔ میں نے قرآن مجید میں غور کیا تو دیکھا کہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ اور کوئی جاندار زمین پر چلنے والا ایسا نہیں ہے جس کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو۔ میں نے دیکھا کہ میں بھی انہیں زمین پر چلنے والوں

میں سے ایک ہوں، جن کی روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، تو میں نے اپنے اوقات ان چیزوں میں مشغول کر لیے جو مجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لازم ہیں اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ کے ذمہ تھی اس سے اپنے اوقات کو فارغ کر لیا۔

۸...... میں نے دیکھا کہ ساری مخلوق کا اعتماد اور بھروسہ کسی خاص ایسی چیز پر ہے جو خود مخلوق ہے، کوئی اپنی جائیداد پر بھروسہ کرتا ہے، کوئی اپنی جسم پر، اور کوئی اپنی قوت وطاقت پر بھروسہ کرتا ہے، گویا ساری مخلوق ایسی چیزوں پر اعتماد کیے ہوئے ہے جو اُن کی طرح خود مخلوق ہیں۔ میں نے قرآن مجید میں غور کیا تو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہوگا۔

حضرت شقیق رحمہ اللہ نے فرمایا: حاتم تمہیں حق تعالیٰ شانہ توفیق عطا فرمائے۔ میں نے تورات، انجیل، زبور اور قرآن عظیم کے علوم کو دیکھا، میں نے سارے خیر کے کام انہی آٹھ باتوں کے اندر پائے ہیں۔ لہٰذا جو ان آٹھ باتوں پر عمل کرے اس نے اللہ تعالیٰ شانہ کی چاروں کتابوں کے مضامین پر عمل کر لیا، اس قسم کے علوم کو علمائے آخرت ہی پا سکتے ہیں اور دنیا دار عالم تو مال اور جاہ کے ہی حاصل کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ ❶

ابلیس کی پانچ چیزوں کے پانچ خریدار

ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات ابلیس سے ہوئی، ابلیس پانچ گدھوں کو جن پر بوجھ لدا ہوا تھا ہانکے لے جا رہا تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ کیا لے جا رہے ہو؟ ابلیس نے کہا کہ یہ مال تجارت ہے اس کے لیے خریداروں کی تلاش میں

❶ إحياء علوم الدين: كتاب العلم، الباب السادس: في آفات العلم وبيان علامات علماء الآخرة، ج ۱ ص ۶۵، ۶۶

جارہا ہوں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مال تجارت میں کون کون سی چیزیں ہیں؟ ابلیس نے کہا:

۱......اس میں ظلم ہے جسے میں بادشاہوں کو فروخت کروں گا۔

۲......ابلیس نے کہا کہ اس مال تجارت میں کبر ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اسے کون خریدے گا۔ ابلیس نے کہا کہ سوداگر اور جوہری اس کے خریدار ہیں۔

۳......ابلیس نے کہا کہ اس مال تجارت میں تیسری چیز حسد ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اس کا خریدار کون ہے؟ ابلیس نے کہا کہ علماء۔

۴......ابلیس نے کہا کہ اس مال تجارت میں چوتھی چیز خیانت ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اس کا خریدار کون ہے؟ ابلیس نے کہا کہ اس کے خریدار تاجروں کے کارندے ہیں۔

۵......ابلیس نے کہا کہ اس مال تجارت کی پانچویں چیز مکروفریب ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ اس کے خریدار کون ہیں؟ ابلیس نے کہا کہ عورتیں۔ [1]

حاسد منہ پر تعریف اور پیٹھ پیچھے برائیاں کرتے ہیں

امام شافعی رحمہ اللہ حسد کی مذمت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَذِیْ حَسَدٍ یَغْتَابُنِيْ حَیْثُ لَا یَرَی   مَکَانِيْ وَیُثْنِيْ صَالِحًا حَیْثُ اَسْمَعُ

إِذَالَمْ عَرْضًانَفُسًاوَلَمْ تَخْشَ خَالِقًا   وَتَسْتَحْيِ مَخْلُوْقًافَمَا شِئْتَ فَاصْنَعْ

ترجمہ: حاسد میرے پیٹھ پیچھے تو میری برائیاں کرتے ہیں اور جب میرے سامنے آتے ہیں تو میری بڑی تعریف کرتے ہیں، جب تمھیں اپنی عزت کا خیال نہیں، نہ خدا

[1] حیاۃ الحیوان ، الحمار الأھلی، فائدۃ أخری، ج ۱ ص ۳۵۱/ربیع الأبرار: الباب الرابع والثمانون، ج۵ ص ۲۴۶

کا خوف ہے اور نہ مخلوق سے حیاء ہے تو پھر جو چاہے کرو۔❶

حسد کرنے والا پانچ مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے

امام ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حسد سے بڑھ کر کوئی چیز مضر نہیں، دشمن تک اس کا اثر بد پہنچنے سے پہلے خود حسد کرنے والا پانچ آفتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے:

أَوَّلُهَا: غَمٌّ لَايَنْقَطِع. وَالثَّانِي: مُصِيبَةٌ لَايُؤْجَرُ عَلَيْهَا. وَالثَّالِثُ: مَذَمَّةٌ لَا يُحْمَدُ بِهَا. وَالرَّابِعُ: يَسْخَطُ عَلَيْهِ الرَّبُّ. وَالْخَامِسُ: تُغْلَقُ عَلَيْهِ أَبْوَابُ التَّوْفِيقِ.❷

ترجمہ: ۱...... مسلسل غم۔ ۲...... ایسی مصیبت جس پر کوئی اجر نہیں۔ ۳...... ایسی قابل مذمت حالت جس پر کبھی تحسین نہیں۔ ۴...... اللہ تعالیٰ حسد کرنے پر ناراض ہوتے ہیں۔ ۵...... توفیق کے دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں۔

حسد کی مذمت، دینی واخروی نقصانات

مولانا روم رحمہ اللہ نے مثنوی میں حسد کی مذمت وقباحت اور نقصانات کو درج ذیل اشعار میں بیان کیا، اِن اشعار کا ترجمہ ووضاحت عارف باللہ حضرت اقدس حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ نے کی ہے:

عقبہ زیں صعب تر درراہ نیست　　　اے خنک آنکس حسد ہمراہ نیست

ترجمہ: سخت ترمشکل گھاٹی سلوک میں حسد ہے مبارک ہے وہ شخص جس کے اندر حسد نہیں ہے۔

خانماہاں اَز حسد گردو خراب　　　بازو شاہین از حسد گرددغراب

---

❶مناقب الشافعی للبیھقی: ج ۲ ص ۷۵، ۸۸/دیوان الإمام الشافعی: ص ۸۶، ۶۲

❷تنبیہ الغافلین: باب الحسد، ص ۱۷۷، ۱۷۸

ترجمہ: آتشِ حسد سے گھر کے گھر تباہ ہو گئے اور باز وشاہین جیسے مردان طریق کوّا بن گئے یعنی راہِ حق سے ہٹ کر راہِ باطل پر جا گرے۔

یوسفاں ازمکر اِخواں درچہند   کز حسد یوسف بگرگاں می دہند

ترجمہ: بہت سے یوسف اپنے بھائیوں کے مکر سے کنوئیں میں ہیں، کیونکہ حسد ہی سے یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈال کر بھیڑیوں کے کھالینے کی طرف بہانہ کیا گیا تھا۔

وزحسد گیرو ترا دررہ گلو   وزحسد ابلیس را باشد غلو

ترجمہ: حسد ہی کے سبب ابلیس تیری گردن راہِ حق سے ہٹانے کے لئے پکڑتا ہے اور حسد ہی سے ابلیس حد سے متجاوز ہوتا ہے۔

کوزآدم ننگ دارداز حسد   باسعادت جنگ دارداز حسد

ترجمہ: حسد ہی کے سبب ابلیس سیدنا آدم علیہ السلام کی تعظیم سے شرم وعار محسوس کرتا تھا اور حسد ہی کے سبب سعادت سے اسے عداوت ہے۔

آں ابوجہل ازمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ننگ داشت   وزحسد خودرا بہ بالامی فراشت

ترجمہ: اس ابوجہل نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے ننگ وعار محسوس کیا اور خود کو حسد ہی کے سبب بالاتر محسوس کیا۔

بوالحکم نامش بدو بوجہل شد   اے بسا اہل ازحسد نااہل شد

ترجمہ: اس کا ابوالحکم نام تھا مگر حسد کے سبب اس کا نام ابوجہل ہوا اے لوگو! بہت سے اہل حسد کے سبب نااہل قرار دیئے گئے۔

ہرکرا باشد مزاج وطبع سست   اونخواہد ہیچ کس را تندرست

ترجمہ: جس شخص کا مزاج فاسد اور طبیعت بیمار ہوتی ہے وہ کسی کی تندرستی پسند نہیں کرتا۔ یہاں بیماری سے مراد روحانی بیماری ہے۔

ہر کرا دید و کمال اَز چپ وراست　　　از حسد قولنجش آمد درد خواست

ترجمہ: حاسد جس کا کمال گرد پیش سے دیکھتا ہے تو حسد سے اسے دردِ قولنج شروع ہوجاتا ہے۔

ہیں کمالے دست آورتا تو ہم　　　از کمالے دیگراں نافتی بغم

ترجمہ: ہاں اے حاسد! تو بھی کوئی کمال حاصل کرلے تاکہ دوسروں کے کسی کمال سے تو غم میں نہ مبتلا ہو۔

ہاں وہاں ترکِ حسد کن باشہاں　　　ورنہ ابلیسے شوی اندر جہاں

ترجمہ: خبردار! خبردار! حسد کو اللہ والوں سے ترک کرو ورنہ دنیا میں مثل ابلیس کے ذلیل اور رحمت حق سے دور ہو جاؤ گے۔

از خدا می خواہ دفع ایں حسد　　　تا خدایت وار ہاند از حسد

ترجمہ: خدا ہی سے اس حسد سے نجات طلب کرتا کہ تجھے حق تعالی اس حسد سے خلاصی عطا فرمائیں۔

پرطاؤست مبیں و پائے بیں　　　تا کہ سوء العین نکشاید بکیں

ترجمہ: اپنے پرؤں کو مت دیکھ بلکہ اپنا پاؤں دیکھ تاکہ آنکھ کی بیماری (عجب وحسد) اللہ والوں سے تیرے دل میں کینہ نہ پیدا کرے، یعنی جس طرح مشہور ہے کہ مورا اپنے پروں کے حسن سے مست و بے خود رہتا ہے اور جب اپنے پیر کی سیاہی دیکھتا ہے تو شرمندہ ہوجاتا ہے۔اسی طرح تم اپنی صفات حسنہ پر نظر نہ کرو اور ان کو عطائے حق سمجھ کر شکرادا کرو، اور اپنی برائیوں پر نظر ڈال کر اپنی نگاہ میں اپنے آپ کو حقیر اور ذلیل سمجھو اور نگاہِ خلق میں ذلیل ہونے سے پناہ مانگتے رہو کہ پردہ ستاریت کہیں نحوست اعمال سے اٹھ نہ جائے۔

خاک شو مردانِ حق را زیر پا　　　　خاک بر سر کن حسد را ہمچو ما

ترجمہ: اللہ والوں کے پیروں کے نیچے خاک بن جاؤ اور اپنے حسد کے سر پر خاک ڈالو ہماری طرح یعنی خود بینی اور خود رائی ترک کر کے کسی کامل کا دامن پکڑ لو اور اپنے کو اس رائے پر اس طرح ڈال دو جس طرح مردہ نہلانے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ ❶

حسد کا علاج پانچ چیزوں سے کریں

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے ایک شخص نے حسد کی بیماری کا علاج دریافت کیا، آپ نے تحریر فرمایا کہ تین ہفتے یہ عمل کر کے پھر اطلاع کرو۔

۱......جس پر حسد ہو اس کے لیے ہر روز دعا کا معمول بنالینا۔

۲......اپنی مجالس میں اس کی تعریف کرنا۔

۳......گاہ گاہ ہدیہ اور تحفہ بھیجنا۔

۴......ناشتہ یا کھانے کی گاہ بگاہ دعوت کرنا۔

۵......جب سفر کرنا ہو تو اُن سے ملاقات کر کے جانا اور واپسی پر کوئی تحفہ اُن کے لیے بھی لانا۔

تین ہفتے کے بعد لکھا کہ حضرت! میری بیماری حسد کی آدھی ختم ہوگئی۔تحریر فرمایا کہ تین ہفتہ پھر یہی نسخہ استعمال کریں۔تین ہفتے کے بعد لکھا کہ حضرت! اب تو بجائے نفرت اور جلن کے ان سے محبت ہونے لگی ہے۔ یہ دوا تلخ تو ہوتی ہے لیکن حلق سے اتارنے کے بعد کیسا دل کو چین عطا ہوا! ورنہ تمام زندگی حسد کی آگ سے تباہ رہتی اور سکون وچین، سب چلا جاتا اور آخرت الگ تباہ ہوتی۔

حسد کی اصلاح کے بارے میں حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی کے دو شعر

❶ معارفِ مثنوی: ص ۵۱۱ تا ۵۱۳

ملاحظہ ہوں:

حسد کی آگ میں کیوں جل رہے ہو ۔۔۔ کفِ افسوس تم کیوں مل رہے ہو
خدا کے فیصلے سے کیوں ہو ناراض ۔۔۔ جہنم کی طرف کیوں چل رہے ہو۔ ❶

حسد سے بچنے کے تین علاج

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں:

ا......اس حسد کی بیماری کا علاج یہ ہے کہ وہ شخص یہ تصور کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں اپنی خاص حکمتوں اور مصلحتوں سے انسانوں کے درمیان اپنی نعمتوں کی تقسیم فرمائی ہے۔ کسی کو کوئی نعمت دے دی، کسی کو صحت کی نعمت دے دی، تو کسی کو مال و دولت کی نعمت دے دی، کسی کو عزت کی نعمت دے دی، تو کسی کو حسن و جمال کی نعمت دے دی، کسی کو چین وسکون کی نعمت دے دی، اور اس دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں ہے جس کو کوئی نہ کوئی نعمت میسر نہ ہو، اور کسی نہ کسی تکلیف میں مبتلا نہ ہو۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں تین عالم پیدا فرماتے ہیں۔ ایک عالم وہ ہے جس میں راحت ہی راحت ہے۔ تکلیف کا گزر نہیں، رنج وغم کا نام ونشان نہیں، وہ ہے جنت کا عالم، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے وہاں پہنچا دے۔ آمین۔ وہاں تو راحت ہی راحت، اور آرام ہی آرام ہے۔ اور ایک عالم بالکل اس کے مقابل میں ہے جس میں تکلیف ہی تکلیف ہے، غم ہی غم ہے، صدمہ ہی صدمہ ہے، راحت اور خوشی کا وہاں گزر اور نام ونشان نہیں، وہ ہے جہنم کا عالم، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے، آمین۔ تیسرا عالم وہ ہے جو دونوں سے مرکب ہے، جس میں خوشی بھی ہے اور غم بھی ہے۔ راحت بھی تکلیف بھی ہے۔ وہ ہے یہ عالم دنیا، جس میں ہم اور آپ جی رہے ہیں،

❶ روح کی بیماریاں اور ان کا علاج: ص ۱۲۹، ۱۳۰

اس عالم دنیا کے اندر کوئی انسان ایسا نہیں ملے گا جو یہ کہے کہ مجھے ساری زندگی کبھی کوئی تکلیف پیش نہیں آئی، اور نہ کوئی انسان ایسا ملے گا جس کو کبھی کوئی راحت اور خوشی حاصل نہ ہوئی ہو۔ یہاں پر ہر خوشی کے اندر رنج کا کانٹا بھی لگا ہوا ہے، اور ہر تکلیف کے اندر راحت بھی پوشیدہ ہے، نہ یہاں کی راحت خالص ہے، اور نہ یہاں کی تکلیف خالص ہے۔

۲......اس حسد کی بیماری کا ایک دوسرا مؤثر علاج ہے، وہ یہ کہ حسد کرنے والا یہ سوچے کہ میری خواہش تو یہ ہے کہ جس شخص سے میں حسد کر رہا ہوں، اس سے وہ نعمت چھن جائے، لیکن معاملہ ہمیشہ اس خواہش کے برعکس ہی ہوتا ہے، چنانچہ جس سے حسد کیا ہے، اس شخص کا تو فائدہ ہی فائدہ ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، اور حسد کرنے والے کا نقصان ہی نقصان ہے، دنیا میں اس کا فائدہ یہ ہے کہ جب تم نے دنیا میں اس کو اپنا دشمن بنالیا، تو اصول یہ ہے کہ دشمن کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ میرا دشمن ہمیشہ رنج و غم میں بتلا رہے، لہذا جب تک تم حسد کرو گے، رنج وغم میں مبتلا رہو گے، اور وہ اس بات سے خوش ہوتا رہے گا کہ تم رنج وغم میں مبتلا ہو۔ یہ تو اس کا دنیاوی فائدہ ہے؟ اور آخرت کا فائدہ یہ ہے کہ تم اس سے جتنا جتنا حسد کرو گے۔ اتنا ہی اس کے نامہ اعمال کے اندر نیکیوں میں اضافہ ہوگا، اور وہ چونکہ مظلوم ہے، اس لئے آخرت میں اس کے درجات بلند ہونگے، اور حسد کی لازمی خاصیت یہ ہے کہ یہ حسد انسان کو غیبت پر، عیب جوئی پر، چغل خوری اور بے شمار گناہوں پر آمادہ کرتا ہے، اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خود حسد کرنے والے کی نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں منتقل ہو جاتی ہیں، اس لئے کہ جب تم اس کی غیبت کرو گے، اور اس کے لئے بددعا کرو گے تو تمہاری نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں چلی جائیں گی، جس کا مطلب یہ ہے کہ تم جتنا حسد کر رہے ہو، اپنی

نیکیوں کے پیکٹ تیار کر کے اس کے پاس بھیج رہے ہو، تو اس کا تو فائدہ ہو رہا ہے، اب اگر ساری عمر حسد کرنے والا حسد کرے گا تو وہ اپنی ساری نیکیاں گنوا دے گا، اور اس کے نامہ اعمال میں ڈال دے گا۔ ❶

۳...... جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ حسد کی بنیاد ہے حب دنیا اور حب جاہ، یعنی دنیا کی محبت اور جاہ کی محبت، اس لئے اس حسد کا تیسرا علاج یہ ہے کہ آدمی اپنے دل سے دنیا اور جاہ کی محبت نکالنے کی فکر کرے، اس لئے کہ تمام بیماریوں کی جڑ دنیا کی محبت ہے، اور اس دنیا کی محبت کو دل سے نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی یہ سوچے کہ یہ دنیا کتنے دن کی ہے، کسی بھی وقت آنکھ بند ہو جائے گی۔ انسان کے لئے نجات کا کوئی راستہ نہیں ہوگا، دنیا کی لذتیں، دنیا کی نعمتیں، اس کی دولتیں، اس کی شہرت، اس کی عزت، اور اس کی ناپائیداری پر انسان غور کرے، اور یہ سوچے کہ کسی بھی وقت آنکھ بند ہو جائے گی تو سارا قصہ ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد پھر انسان کے لئے نجات کا کوئی راستہ نہیں ہوگا۔ بہرحال یہ تین چیزیں ہیں، جن کو سوچنے سے اور استحضار کرنے سے اس بیماری میں کمی آتی ہے۔ ❷

---

❶ اصلاحی خطبات: حسد ایک مہلک بیماری، ج۵ ص ۷۵، ۷۶

❷ اصلاحی خطبات: حسد ایک مہلک بیماری، ج۵ ص ۸۱

تالیفات

حضرت مولانا محمد نعمان صاحب حفظہ اللہ

نمبر شمار	کتاب کا نام
1	قرآن کریم کی فصاحت وبلاغت
2	معارف ام القرآن
3	قوائد التفسیر
4	قرآن وحدیث کی روشنی میں نیک اعمال کو ضائع کرنے والے گناہ
5	قرآن کریم کی روشنی میں پسندیدہ اور ناپسندیدہ افراد
6	کتبِ حدیث کا تعارف
7	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ سو سنہری ارشادات
8	مقدمہ صحیح بخاری
9	درسِ بخاری
10	حفظِ حدیث
11	خلیفہ اول
12	خلیفہ دوم
13	خلیفہ سوم
14	خلیفہ چہارم
15	کتبِ سیرت کا تعارف
16	قوائد الفقہ
17	فقہ اسلامی کے ذیلی مآخذ
18	کتبِ فقہ، اصولِ فقہ اور اردو فتاوی کا تعارف

مولانا محمد نعمان صاحب کی تالیفات



مولانا محمد نعمان صاحب کے علمی و تحقیقی بیانات، تعارف کتب، دروس و محاضرات اور تحریری بیانات حصول کے لئے ان واٹس ایپ نمبرز پر رابطہ کریں۔

0311-2645500 | 0319-1982676